محمود الفتاویٰ

جلد پنجم

حضرت اقدس مولانا مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم

سابق صدر مفتی وحال شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین، ڈابھیل

ترتیب

مفتی عبد القیوم راجکوٹی

مکتبہ محمودیہ

محمود نگر، ڈابھیل، گجرات

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

محمود الفتاویٰ (مبوب)

جلد پنجم

کتاب النکاح، کتاب الطلاق، کتاب البیوع

حضرت اقدس مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم
(سابق صدر مفتی، حال شیخ الحدیث: جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین، ڈابھیل)

مرتب: مفتی عبدالقیوم صاحب راجکوٹی

ناشر
مکتبہ محمودیہ، محمود نگر، ڈابھیل، گجرات

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

تفصیلات

نام کتاب: .... محمود الفتاوی (جلد پنجم)

مرتب: .... مفتی عبدالقیوم صاحب راجکوٹی

کمپیوٹر سیٹنگ: .... محمد ساجد بن مصطفیٰ پٹنی ، عبداللہ بن اشرف مانگرولی

ناشر: .... مکتبہ محمودیہ، محمود نگر، ڈابھیل

ملنے کے پتے

مکتبۂ انور، محمود نگر، ڈابھیل، 9924693470

ادارۃ الصدیق ڈابھیل، نزد جامعہ، 9904886188 / 9913319190

ادارۃ الصدیق دیوبند، نزد مدنی مسجد، مدنی روڈ، دیوبند، 9997953255

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

فہرست

نمبر شمار	عناوین	صفحہ
	کتاب النکاح	
۱	اولاد کی رضامندی کے بغیر رشتہ طے کرنا شرعاً کیسا ہے؟	۳۱
۲	رشتۂ نکاح میں اولاد کی رضامندی کا خیال رکھنا	۳۳
۳	لڑکی کی رضامندی کے بغیر نکاح کرنا	۳۵
۴	جس لڑکی سے شادی کا ارادہ ہو اس کو دیکھنا	۳۶
۵	جس لڑکی سے شادی کا ارادہ ہو اس کو کون کون دیکھ سکتا ہے؟	۳۷
۶	کم سے کم مہر	۳۸
۷	مہر کی مقدار کتنی ہے؟	۳۸
۸	کم از کم مہر اور مہر فاطمی کی مقدار	۴۰
۹	مہر فاطمی کی مقدار	۴۰
۱۰	مہر کے ساتھ دینار شرعی دینا	۴۱
۱۱	بوقت نکاح کمیٹی کا مقدار مہر مقرر کرنا	۴۲
۱۲	مہر کی معافی کے بعد بیوی پاگل ہوگئی	۴۸
۱۳	مہر کی جائداد کا استعمال	۴۹
۱۴	جہیز کی اشیا کا استعمال	۵۰

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

۱۵	بڑا مہر مقرر کرنا	۵۰
۱۶	مہر معاف کرنے پر جبر کرنا	۵۱
۱۷	نکاح کی اجازت لیتے وقت گواہ ہونا ضروری نہیں	۵۲
۱۸	عقد نکاح میں عاقد کے علاوہ دو گواہ ہونا شرط ہے	۵۲
۱۹	خدا کو گواہ بنا کر نکاح کرنا	۵۳
۲۰	منکوحہ سے نکاح حرام ہے	۵۴
۲۱	بوری شیعہ سے نکاح کرنا	۵۴
۲۲	بوہرہ قوم کی لڑکی سے نکاح	۵۵
۲۳	غیر مسلمہ سے مسلمان کا نکاح	۵۶
۲۴	سابق شوہر کی اولاد سے مطلقہ کی اولاد کا نکاح	۵۶
۲۵	ایک دوسرے کی بہن سے آپسی نکاح	۵۷
۲۶	زوجۂ مفقود سے نکاح	۵۷
۲۷	زوجۂ مفقود کا بغیر فسخ کے نکاح ثانی کر لینا	۵۸
۲۸	منکوحہ کا قبل از طلاق دوسرے سے نکاح درست نہیں	۵۹
۲۹	نومسلمہ سے نکاح	۶۰
۳۰	سوتیلی خالہ کے ساتھ نکاح	۶۱
۳۱	چھوٹے بھائی کی بیوہ سے نکاح	۶۱
۳۲	ایک بیوی کے لڑکے کا دوسری بیوی کی بہن سے نکاح کا حکم	۶۲

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

۳۳	چچازاد بھائی کی لڑکی سے نکاح	۶۲
۳۴	رضاخانی سے رشتۂ نکاح	۶۳
۳۵	مزنیہ لڑکی سے کنوارے لڑکے کا نکاح کرنا	۶۴
۳۶	غیر کفو میں نکاح	۶۴
۳۷	عجم میں کفو کی حیثیت اور حسب نسب پر بے جافخر وتفاخر	۶۵
۳۸	الزام لگانے والی بدچلن عورت سے نکاح پر مجبور کرنا	۶۷
۳۹	عدت میں شوہر اول سے نکاح کرنا	۶۹
۴۰	طلاقِ رجعی میں عدت کے بعد دوبارہ نکاح	۷۰
۴۱	تین طلاق کے بعد عدت میں نکاح	۷۱
۴۲	حاملہ عورت سے نکاح کا حکم	۷۲
۴۳	تفویض طلاق کی شرط پر نکاح	۷۳
۴۴	ہندو آشرم میں مسلمان کا نکاح	۷۳
۴۵	فون پر نکاح وطلاق	۷۴
۴۶	فون اور انٹرنیٹ پر نکاح کی صورتیں	۷۶
۴۷	ٹیلی فون، ای میل اور انٹرنیٹ سے نکاح	۸۲
۴۸	عرفی نام سے بھی نکاح ہوجاتا ہے	۸۸
۴۹	بوقتِ نکاح سوتیلے باپ کی طرف نسبت کرنا	۸۸
۵۰	مجلس نکاح میں تحریر سے نکاح	۹۰

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

۵۱	موعود نکاح کی شرعی حیثیت	۹۲
۵۲	نکاح پر تعلیقِ طلاق کی تھی اس سے نکلنے کا حیلہ	۹۲
۵۳	نکاح فضولی	۹۲
۵۴	باپ کے کرائے ہوئے نکاح میں فسخ کا اختیار نہیں	۹۴
۵۵	نومسلم میاں بیوی کے لیے تجدید نکاح	۹۶
۵۶	منکوحہ کے نام کے ساتھ کس کا نام لکھا جائے؟	۹۶
۵۷	خفیہ طور پر نکاح کرنے کے بعد دوبارہ مجمع میں نکاح کرنے سے متعلق چند احکام	۹۸
۵۸	خفیہ نکاح کے بعد علی الاعلان دوسرا نکاح	۱۰۱
۵۹	خفیہ نکاح	۱۰۲
❁	**نکاح ثانی**	❁
۶۰	دوسرے نکاح کے لیے پہلی بیوی سے اجازت	۱۰۵
۶۱	دوسرا نکاح کرنے کے لیے پہلی بیوی سے اجازت لینا	۱۰۵
۶۲	ایک بیوی کی موجودگی میں دوسری شادی	۱۰۶
۶۳	دوسری شادی پندرہ سالہ لڑکی سے	۱۰۷
۶۴	نکاح باطل وفاسد کے احکام	۱۰۸
❁	**باب النکاح والسفاح**	❁
۶۵	محرم مرد کا عورت کے ساتھ میاں بیوی کی طرح رہنا	۱۱۳

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

۶۶	اجنبیہ کے ساتھ میاں بیوی کی طرح رہنا	۱۱۴
۶۷	اجنبیہ کے ساتھ زندگی گزارنا	۱۱۵
۶۸	تین ماہ میں بچی پیدا ہونے سے کیا نکاح ٹوٹ جاتا ہے؟	۱۱۶
۶۹	شوہر کی عدم موجودگی میں اجنبی مرد کے ساتھ رات گذارنا	۱۱۹
۷۰	عورت کے ارتکاب زنا میں شوہر پر گناہ ہے؟	۱۲۳
۷۱	زنا، نکاح، ثبوتِ نسب اور نافرمان عورت کو طلاق دینا	۱۲۴
۷۲	بدون طلاق چلی جانے والی دو عورتوں کے بعد چوتھا نکاح اور نافرمان بیوی کی اولاد کا حکم	۱۳۰
❁	**متفرقات نکاح**	❁
۷۳	بیوی کا پستان منہ میں لینے سے نکاح فاسد نہیں ہوتا	۱۳۲
۷۴	شرعاً حلال رشتہ داروں سے نکاح کرنے کو عیب سمجھنا	۱۳۲
۷۵	''ہنی مون'' منانا بے اصل ہے	۱۳۷
۷۶	ولیمہ کی شرعی حیثیت اور وقت	۱۳۸
۷۷	خلوتِ صحیحہ کے بعد ولیمہ	۱۳۹
۷۸	شادی سے پہلے دعوت کا حکم	۱۳۹
۷۹	خلوتِ صحیحہ اور عورت کی اجازت کے بغیر ولیمہ کرنا	۱۴۰
۸۰	کیا ولیمہ کے لیے بڑی دعوت کرنا ضروری ہے؟	۱۴۰
۸۱	ولیمہ کتنے دنوں تک ہوسکتا ہے؟	۱۴۲

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

۸۲	شب زفاف سے قبل ولیمہ ہوسکتا ہے؟	۱۴۲
۸۳	وظیفۂ زوجیت ادا نہ کرنے کے قابل عورت سے نکاح پر مالی مطالبہ	۱۴۲
۸۴	رسومات سے بچنے کے لیے اجتماعی نکاح	۱۴۵
۸۵	''یہ لڑکی قیامت تک میری لڑکی کے برابر رہے گی'' کہنے کے بعد اس سے نکاح	۱۴۷
۸۶	چغل خور بیوی کو میکے جانے سے روکنا	۱۴۸
۸۷	دولہا سے رقم لینا ناجائز ہے	۱۵۰
۸۸	شادی کے دعوت نامے کی ایک شکل	۱۵۱
۸۹	نکاح خوانی کی اجرت کے حق دار کون؟	۱۵۲
۹۰	نکاح خوانی کی اجرت کس کا حق؟	۱۵۳
۹۱	شادی میں ہدیہ کا لینا دینا	۱۵۴
۹۲	بارہ بچوں کے بعد تجدید نکاح	۱۵۵
۹۳	ویزا فیس اپنے ذمہ لینے کیے بعد اس سے فرار چاہنا	۱۵۵
۹۴	کیا کثرتِ اولاد عورت پر ظلم ہے؟	۱۵۷
۹۵	شوہر، اپنی بیوی کو میکے جانے سے کب روک سکتا ہے؟	۱۵۷
۹۶	جس شادی میں رسومات ہو اس میں علما کی شرکت	۱۵۸
۹۷	نکاح سے قبل شوہر کی طرف سے ہدیہ بھیج سکتے ہیں؟	۱۵۹
۹۸	خطبۂ نکاح اور چند رسومات	۱۶۱

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

۞	**باب حرمة المصاهرة**	۞
۹۹	خسر کی ناپاک نظر سے بچاؤ کی خاطر الگ مکان میں رہنا	۱۶۲
۱۰۰	بہو کو چھونے سے حرمت مصاہرت	۱۶۳
۱۰۱	بہو کی پشت پر ہاتھ رکھنے سے حرمتِ مصاہرت	۱۶۵
۱۰۲	اپنی بیٹی سے زنا	۱۶۷
۱۰۳	ممسوسہ کی بیٹی سے نکاح	۱۶۹
۱۰۴	اغلام باز کی اولاد کا آپس میں نکاح جائز ہے	۱۷۲
۱۰۵	سالی کے ساتھ زنا سے نکاح، اولاد، نسب اور میراث کا حکم	۱۷۳
۱۰۶	سالی کے ساتھ زنا کرنے سے بیوی حرام نہیں ہوتی	۱۷۴
۱۰۷	بوسہ سے حرمت مصاہرت کا ثبوت	۱۷۵
۱۰۸	بھابھی کے مخصوص اعضاء کو چھونے سے حرمت مصاہرت	۱۷۵
۱۰۹	خسر کے زنا کرنے سے حرمتِ مصاہرت	۱۷۶
۱۱۰	بہو سے زنا سے حرمت مصاہرت	۱۷۷
۞	**باب احکام النسب والمولود**	۞
۱۱۱	ایک بچے کی ماں ہونے کا نرالا ثبوت	۱۷۸
۱۱۲	مسلم عورت کے کافر سے دو بچوں کا حکم	۱۷۹
۱۱۳	ثبوتِ نسب کے لیے ڈی، این، اے رپورٹ کا اعتبار نہیں	۱۸۰

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

۱۱۴	کچھ کھلا کر نکاح کے لیے راضی کرنا اور اس نکاح سے پیدا شدہ اولاد کا حکم	۱۸۱
۱۱۵	لے پالک لینا جائز ہے	۱۸۱
۱۱۶	متبنیٰ بنانا درست ہے	۱۸۲
۱۱۷	لے پالک بیٹے کی نسبت	۱۸۲
۱۱۸	نومسلم کے ساتھ سیٹھ کا نام لگانا	۱۸۳
۱۱۹	خسر کو باپ کہنا	۱۸۴
۱۲۰	عبدالرسول، عبدالنبی وغیرہ نام رکھنا	۱۸۷
۱۲۱	نومولود کے کان میں نہلا کر اذان کہے	۱۸۸
۱۲۲	کسی بچہ کا نام عفان رکھنا	۱۸۸
۱۲۳	مناف نام رکھنا	۱۸۹
	باب الرضاعت	
۱۲۴	ثبوت رضاعت میں دودھ کی مقدار	۱۸۹
۱۲۵	خشک پستان والی عورت سے حرمت رضاعت ثابت نہ ہوگی	۱۹۰
۱۲۶	خارج سے دودھ پلانے سے رضاعت	۱۹۲
۱۲۷	ثبوت رضاعت کے بعد تفریق	۱۹۳
۱۲۸	رضاعی بہن کی اولاد ثابت النسب ہے	۱۹۴
۱۲۹	ایضاً	۱۹۴

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

۱۳۰	ایک عورت کے قول سے ثبوت رضاعت	۱۹۵
۱۳۱	حقیقی بھائی کی رضاعی بہن کے ساتھ نکاح	۱۹۵
۱۳۲	رضاعی بھائی کی حقیقی بہن سے نکاح	۱۹۶
۱۳۳	رضاعی بھتیجی سے نکاح	۱۹۷
۱۳۴	رضاعی خالہ سے نکاح	۱۹۸
۱۳۵	رضاعی خالہ سے نکاح	۱۹۹
۞	**باب الحضانة والولاية**	۞
۱۳۶	تین طلاق کے بعد بچے کس کے پاس رہیں؟	۲۰۰
۱۳۷	ماں حق پرورش سے انکار کرسکتی ہے؟	۲۰۱
۱۳۸	شوہر کے انتقال کے بعد لڑکے کی پرورش کا حقدار کون؟	۲۰۲
۱۳۹	پرورش کا حق کس کو ہے؟	۲۰۳
۞	**باب النفقة**	۞
۱۴۰	ولادت کے مصارف کا ذمہ دار کون ہے؟	۲۰۵
۱۴۱	ظالم شوہر کے جیب سے رقم نکالنا	۲۰۶
۱۴۲	بالغ لڑکے کا باپ سے بذریعۂ کورٹ نفقہ کا مطالبہ کرنا	۲۰۷
۱۴۳	دو بچوں کو دودھ پلانے کی مدت	۲۰۷
۱۴۴	بچوں کی پرورش کا حق	۲۰۸
۱۴۵	لڑکی کی پرورش کا حق کس کو ہے؟	۲۱۰

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

۱۴۶	مطلقہ اور اولاد کا نفقہ اور شوہر کے سامان کا حکم	۲۱۰
۱۴۷	شوہر کے ظلم سے میکے جانے والی بیوی کا نفقہ	۲۱۲
۱۴۸	قبل از رخصتی بیوی کا نفقہ کس کے ذمہ ہے؟	۲۱۳
۱۴۹	باپ اور دادا کی موجودگی میں ولایت کس کو حاصل ہے؟	۲۱۴
۱۵۰	نابالغ کے مال میں غیر ولی کے تصرف کا حکم	۲۱۴
	کتاب الطلاق	
۱۵۱	طلاق، ظہار اور خلع کے بارے میں عورت کا اختیار	۲۱۹
۱۵۲	طلاق سے رشتہ ٹوٹ جاتا ہے	۲۱۹
۱۵۳	وقوع طلاق میں اضافتِ معنویہ کافی ہے	۲۲۰
۱۵۴	بدکردار بیوی کو طلاق دینا	۲۲۱
۱۵۵	فاحشہ عورت کو طلاق دینے کا حکم	۲۲۴
۱۵۶	نافرمان بیوی کو طلاق دینا	۲۲۵
۱۵۷	ناشزہ عورت کو طلاق دینا	۲۲۵
۱۵۸	بیوی کے ناجائز تعلقات اور ایسی عورت کو طلاق دینے کا حکم	۲۲۷
۱۵۹	حمل ساقط کرانے والی بیوی کو طلاق دینا	۲۲۸
۱۶۰	طلاق دینے کے بعد اس کی متعدد بار خبر دی	۲۳۰
۱۶۱	صریح تین طلاق	۲۳۲
۱۶۲	غیر مدخول بہا کو تین طلاق کا حکم	۲۳۴

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

۱۶۳	غیر مدخول بہا کو تین طلاق دینا	۲۳۵
۱۶۴	غصہ کی حالت میں طلاق ثلاثہ	۲۳۶
۱۶۵	حالتِ حیض میں تحریری تین طلاق دینا	۲۳۸
۱۶۶	تین طلاق میں اختلاف	۲۳۹
۱۶۷	طلاق میں میاں بیوی کا اختلاف ہو تو کیا کرے؟	۲۴۱
۱۶۸	عورت کے مطالبے پر تین طلاق دینا	۲۴۲
۱۶۹	حاملہ کو طلاق دینے کا عمدہ طریقہ	۲۴۳
۱۷۰	حالت حمل میں تین طلاق دینا	۲۴۵
۱۷۱	حالت حمل میں طلاق ثلاثہ	۲۴۵
۱۷۲	نشہ کی حالت میں تین طلاق	۲۴۶
۱۷۳	مذاق میں بلا گواہ طلاق اور حمل کا حکم	۲۴۸
۱۷۴	تحریری طلاق	۲۴۹
۱۷۵	روبرو طلاق بالکتابت واقع نہیں ہوتی	۲۵۰
۱۷۶	طلاق بذریعۂ تحریر	۲۵۵
۱۷۷	سامنے موجود بیوی کو تحریر سے طلاق دینا	۲۵۶
۱۷۸	طلاق کی دھمکی اور لفظ 'طلاقیں' کا اطلاق	۲۵۷
۱۷۹	''طلاق دیدوں گا'' دھمکی ہے	۲۵۸
۱۸۰	زوجین کا وقوع طلاق میں اختلاف ہو تو کس کی بات معتبر ہے؟	۲۵۹

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

۱۸۱	طلاق دینے کے بعد شوہر انکار کرے تو کیا حکم ہے؟	۲۶۱
۱۸۲	عورت طلاق کا اقرار کرے اور مرد منکر ہو تو کیا کرے؟	۲۶۲
۱۸۳	لواطت کے ایک واقعہ میں طلاق کی قسم	۲۶۴
۱۸۴	لواطت کے ارتکاب سے بیوی نکاح سے نہیں نکلتی	۲۶۶
۱۸۵	’’تجھے طلاق کی قسم‘‘ کہنے سے طلاق	۲۶۷
۱۸۶	حصول وثیقہ کے لیے طلاق کی قسم	۲۶۸
۱۸۷	عنین کے نکاح، طلاق اور مہر کا حکم	۲۷۰
۱۸۸	نکاح سے پہلے طلاق کا حلف نامہ لکھوانا	۲۷۱
۱۸۹	غیر مسلم قاضی کے فیصلۂ طلاق کا حکم	۲۷۲
۱۹۰	غیر مسلم جج کا فیصلۂ طلاق	۲۷۴
۱۹۱	طلاق طلاق، تو آزاد کہنے کا حکم	۲۷۵
۱۹۲	طلاق کی جگہ خالی چھوڑ کر تحریر لکھنے کا حکم	۲۷۵
۱۹۳	غلط فہمی میں بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے	۲۷۸
۱۹۴	لفظ ’’دوسری طلاق‘‘ پہلی طلاق کے اقرار کو متضمن ہے	۲۸۰
۱۹۵	محض تصور کرنے سے طلاق واقع ہو گی یا نہیں؟	۲۸۲
۱۹۶	زبان سے بے اختیار طلاق کے الفاظ نکل جائے تو؟	۲۸۳
۱۹۷	صرف دل میں طلاق دینا	۲۸۴
۱۹۸	اتنی آہستہ سے طلاق دینا کہ خود بھی نہ سن سکے	۲۸۴

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

۞	**باب الطلاق البائن**	۞
۱۹۹	’’فارختی‘‘ سے طلاق بائن واقع ہوگی	۲۸۵
۲۰۰	’’تو چلی جا مجھے نہیں چاہیے‘‘ کہنا	۲۸۶
۲۰۱	’’تو دوسرا شوہر تلاش کر لینا‘‘ لکھنا	۲۸۶
۲۰۲	بیوی کو ’’اپنے ماں باپ کے گھر چلی جا‘‘ کہنا	۲۸۷
۲۰۳	طلاق بائن اور ’’تو چلی جا‘‘ کہنا	۲۸۸
۲۰۴	طلاق بائن کے الفاظ	۲۸۹
۲۰۵	طلاق کے متعدد الفاظ کنائی کا حکم	۲۸۹
۲۰۶	’’یہاں نہیں رہے گی تو میرے نکاح میں نہیں‘‘ کہنا	۲۹۱
۲۰۷	تم کو جہاں جانا ہو چلی جا سے طلاق	۲۹۴
۲۰۸	تمھاری بیٹی تمھارے منہ پر ماردوں گا سے طلاق نہیں ہوتی	۲۹۵
۲۰۹	کنائی تین طلاق میں نیت کی تبدیلی	۲۹۶
۞	**باب الاکراہ في الطلاق**	۞
۲۱۰	جبراً طلاق کی قسم کا حکم	۲۹۷
۲۱۱	جبراً تحریری طلاق	۲۹۸
۲۱۲	کورے اسٹامپ پیپر پر دستخط سے طلاق	۳۰۰
۲۱۳	ڈرانے کے لیے طلاق نامہ لکھوانے سے طلاق	۳۰۰
۲۱۴	زبردستی طلاق کا حکم	۳۰۲

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

۲۱۵	مُکرَہ کی طلاق کا حکم	۳۰۳
۲۱۶	طلاقِ مکرہ	۳۰۴
۞	**حلالہ کے مسائل**	۞
۲۱۷	تین طلاق کے بعد نکاح کی صورت	۳۰۵
۲۱۸	طلاق کی شرط پر حلالہ	۳۰۷
۲۱۹	طلاق کی شرط پر حلالہ	۳۰۸
۲۲۰	کوڑھ والی مطلقہ کا حلالہ	۳۰۹
۲۲۱	نادرست حلالہ میں وطی کے بعد شرعی حلالہ کرنا	۳۱۰
۲۲۲	حلالہ کی مشروع صورت	۳۱۳
۲۲۳	مطلقہ، مغلظہ کے نفقہ، حلالہ اور اولاد کے ساتھ رہنے کا حکم	۳۱۵
۲۲۴	حلالہ کر کے نکاح میں آنے والی عورت کو طلاق دینا	۳۱۶
۞	**باب الخلع**	۞
۲۲۵	حق خلع اور بدل خلع	۳۲۰
۲۲۶	بیوی کو تنگ کرنے والے سے خلاصی کی صورت	۳۲۱
۲۲۷	شرابی شوہر سے خلاصی کی صورت	۳۲۲
۲۲۸	خلع	۳۲۳
۲۲۹	زوج متعنت سے چھٹکارہ کی صورت	۳۲۴
۲۳۰	شوہر کا طلاق کے عوض پیسہ لینا	۳۲۵

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

۞	**متفرقات طلاق**	۞
۲۳۱	میاں بیوی میں تعلقات نہ ہونے کا اثر رشتۂ نکاح پر	۳۳۱
۲۳۲	شوہر کی اجازت کے بغیر لڑکی میکے آگئی، فریقین کیا کریں؟	۳۳۱
۲۳۳	انسداد طلاق کے لیے کمیٹی بنانا	۳۳۲
۲۳۴	کثرت طلاق کی روک تھام کے لیے بائیکاٹ، مالی جرمانہ لینا	۳۴۴
۲۳۵	بلا وجہ شرعی طلاق دینے والے کو کوڑے مارنا	۳۵۳
۲۳۶	ظلماً طلاق پر بہ طور تعزیر بائیکاٹ کرنا	۳۵۴
۲۳۷	مطلقہ کی مالی مدد کرنا	۳۵۷
۲۳۸	انتقاماً طلاق نہ دینا	۳۵۸
۲۳۹	والدین کا اپنے بیٹے کو طلاق دینے پر دباؤ کیوں؟	۳۶۰
۲۴۰	بیوی کو بہن کہنے کا حکم	۳۶۳
۲۴۱	شوہر کے ظلم کی وجہ سے طلاق کا مطالبہ کرنا	۳۶۳
۲۴۲	بیوی کو خط نہ پہنچے تو بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے	۳۶۶
۲۴۳	جھگڑے کی وجہ سے عورت کو معلّق چھوڑ دینا کیسا ہے؟	۳۶۶
۞	**باب التفویض والتعلیق**	۞
۲۴۴	تفویض طلاق کے بعد بھی ایقاع طلاق کا حق ہے	۳۶۸
۲۴۵	ایقاع طلاق کو مشروط کرنا	۳۶۹
۲۴۶	سرکاری کارروائی نہ کرنے یا نکاح ثانی کی شرط پر طلاق دینا	۳۷۰

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

۲۴۷	''رمضان سے پہلے شادی نہ ہوئی تو وہ عورت میرے لیے حرام ہے'' کے الفاظ سے قسم کھانا	۳۷۱
۲۴۸	ماں کے گھر جانے پر شرطی طلاق	۳۷۲
۲۴۹	''جب بھی شادی کروں تو طلاق'' کہنا	۳۷۳
۲۵۰	جب بھی شادی کروں تو طلاق	۳۷۵
۲۵۱	وقوعِ شرط کے بعد منسوبہ پر طلاق واقع نہیں ہوتی	۳۷۶
۲۵۲	''تیرے علاوہ سے نکاح کروں تو طلاق'' کہنے کا حکم	۳۷۸
۲۵۳	تعلیق طلاق کے بعد اس کام کی اجازت دینے سے وقوعِ طلاق	۳۷۸
۲۵۴	''اگر تم اپنے میکہ جاؤ گی تو سمجھ لینا'' کہنے سے طلاق	۳۸۰
۲۵۵	طالب علم کا امتحان میں ناکامی پر طلاقِ مخطوبہ کو معلق کرنا	۳۸۱
۲۵۶	تین طلاق معلق سے بچنے کی صورت	۳۸۲
۲۵۷	شادی پر طلاق کی تعلیق کا حل	۳۸۳
۲۵۸	نکاح سے پہلے تعلیقِ طلاق	۳۸۵
۲۵۹	نکاح سے پہلے تعلیقِ طلاق کا حکم	۳۸۷
۲۶۰	جماع پر تین طلاق کو معلق کرنا	۳۸۸
۲۶۱	''اگر اس سال رخصتی نہ کرے تو طلاق'' کہنا	۳۸۹
۲۶۲	تعلیق وطلاق میں خیالات کا اعتبار نہیں	۳۹۰
۲۶۳	تعلیقِ طلاق کی ایک صورت	۳۹۲

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

۲۶۴	طلاق ثلاثہ کی تعلیق	۳۹۶
۲۶۵	اجمالی تعلیق میں طلاق کا حکم	۳۹۶
۲۶۶	یمین اور طلاق وسوسے سے واقع نہیں ہوتے	۳۹۸
❁	**باب العدة**	❁
۲۶۷	عدت کی مصلحت اور اس کے احکام	۴۰۰
۲۶۸	حاملہ کی عدت	۴۱۳
۲۶۹	شوہر کا انتقال سابق وطن میں ہو تو عدت کہاں گزارے؟	۴۱۴
۲۷۰	عدت میں نکاح وتداخلِ عدت	۴۱۴
۲۷۱	عدت میں نکاح صحیح نہیں	۴۱۵
۲۷۲	عدت کب شروع ہوگی؟ جہیز کے سامان کا حکم	۴۱۷
۲۷۳	بیوہ عدت کہاں گزارے؟	۴۱۸
۲۷۴	ایام عدت میں عورت کہاں رہے؟	۴۱۹
۲۷۵	علاج کے ذریعہ خون جاری کر کے عدت پوری کروانا	۴۱۹
۲۷۶	بعد طلاق عدت کی رقم واپس کردے تو شوہر کیا کرے؟	۴۲۰
۲۷۷	بذریعہ عدالت تاحیات نفقہ کا مطالبہ	۴۲۱
۲۷۸	عدت کے خرچ سے زیادہ لینے کا قانون اور زنا پر جرمانہ طے کرنا تعزیر بالمال ہے؟	۴۲۳
۲۷۹	مطلقۂ ثلاثہ کا نفقۂ عدت اور سامان کا حکم	۴۲۶

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

۲۸۰	معتدۂ وفات کے لیے بیرون ملک کا سفر	۴۲۷
۲۸۱	معتدہ کے لیے شوہر کے بھتیجے بھانجے سے پردہ کا حکم	۴۲۸
۲۸۲	معتدہ کا سونے کے کنگن پہننا	۴۲۹

کتاب البیوع

۲۸۳	نقد اور ادھار خریداری کے بھاؤ میں فرق رکھنا	۴۳۳
۲۸۴	نقد ثمن کی صورت میں کمیشن	۴۳۳
۲۸۵	نقد اور ادھار کی قیمت میں فرق	۴۳۴
۲۸۶	نقد اور ادھار میں قیمت کا تفاوت	۴۳۴
۲۸۷	وقت پر قیمت ادا نہ کرنے پر فسخ بیع یا زیادتی وصول کرنا	۴۳۵
۲۸۸	ادھار میں زیادہ قیمت لینا اور کسی مجبوری کا غلط فائدہ اٹھانا	۴۳۶
۲۸۹	کم قیمت میں ذخیرہ کر کے زیادہ قیمت پر ادھار بیچنا	۴۳۷
۲۹۰	مبیع پر ملکیت سے پہلے بیع باطل ہے	۴۳۷
۲۹۱	وزن کیے بغیر مبیع کا استعمال	۴۳۸
۲۹۲	مال پر قبضہ کیے بغیر کسی دوسرے کو بیچنا درست نہیں	۴۳۹
۲۹۳	ثمن پر قبضہ کیے بغیر وہی چیز کم قیمت میں مشتری سے خریدنا	۴۴۰
۲۹۴	ایک ممبر کا مکان کی تعمیر مکمل ہونے سے پہلے مکان بیچ دینا	۴۴۱
۲۹۵	شرعی قبضہ اور تکمیل سے پہلے نفع لے کر مکان بیچنا	۴۴۲
۲۹۶	عقار کی بیع میں اندیشہ ہلاک اور قبضہ کا حکم	۴۴۲

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

۲۹۷	بیع کے بعد مبیع پر قبضہ جمائے رکھنا	۴۴۶
۲۹۸	ایجاب وقبول کے بعد قانونی رجسٹری سے پہلے زمین بیچنا	۴۴۷
۲۹۹	نام رجسٹری کرا لینے سے ملکیت نہیں آتی	۴۴۸
۳۰۰	خرید وفروخت میں نفع کا حکم	۴۵۰
۳۰۱	تجارت میں نفع کی کوئی حد ہے؟	۴۵۰
۳۰۲	کیا گاہک سے مقدمہ کے مصارف وصول کر سکتے ہیں؟	۴۵۱
۳۰۳	ثمن کی وصولیابی کے مصارف خریدار سے وصول کر سکتے ہیں؟	۴۵۲
۳۰۴	قیمت کے تعین میں سیل ٹیکس شمار ہوگا؟	۴۵۲
۳۰۵	رعایتی دام سے خریدی ہوئی چیز زیادہ نفع لے کر بیچنا	۴۵۳
۳۰۶	ایضاً	۴۵۵
۳۰۷	خیار عیب بہر حال خریدنے والے کو حاصل ہے	۴۵۶
۳۰۸	خیار عیب کب ساقط ہو جاتا ہے؟	۴۵۷
۳۰۹	گڑ سے چائے خراب ہو جائے تو واپس کر سکتے ہیں؟	۴۵۸
۳۱۰	خریدار کی ملکیت میں دودھ خراب ہوا تو بائع ذمہ دار نہیں	۴۵۸
۳۱۱	کپڑے کا رنگ کچا ہونا عیب ہے یا نہیں؟	۴۵۹
۳۱۲	عیب سے سلامتی کی شرط پر گابھن بھینس خریدنا	۴۶۰
۳۱۳	بیع مرابحہ، مساومہ، اور تولیہ کے طور پر ہوٹل کے حصوں کی بیع	۴۶۲
۳۱۴	مختلف اشیاء مجموعی قیمت سے خریدنا	۴۶۵

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

۳۱۵	خرید و فروخت کی ایک جائز صورت	۴۶۵
۳۱۶	ڈِیلر اور بینک سے گاڑی خریدنے کی چند صورتیں	۴۶۶
۳۱۷	مشترکہ ملکیت میں بیع اور وصیت	۴۶۹
۳۱۸	فسخ بیع کا معاوضہ لینا	۴۷۴
۳۱۹	مقررہ وقت گزر جانے پر ثمن مع سود دینے کی شرط لگانا	۴۷۵
۳۲۰	بلڈر کو دی ہوئی رقم سے زائد وصول کرنا حرام ہے	۴۷۵
۳۲۱	حرام ثمن والے مشتری کے ساتھ خرید و فروخت	۴۷۷
۳۲۲	ناجائز کمائی والے سے تعمیر کا اگریمنٹ ہو چکا اب کیا کرے؟	۴۷۹
۳۲۳	غلہ کی تجارت کا ایک طریقہ	۴۸۰
۳۲۴	بیع فسخ ہونے کی صورت میں مبیع کے بیچنے کی شرط لگانا	۴۸۲
۳۲۵	بیع فاسد کے ثمن کو قرض میں شمار نہیں کر سکتے	۴۸۵
۳۲۶	علاقہ میں مال سپلائی کا حق فروخت کرنا	۴۸۶
۳۲۷	اینٹ کی بیع استصناع	۴۸۸
۳۲۸	بلڈر سے معہود مکان خریدنا	۴۸۸
۳۲۹	دال کی بوری کے ساتھ بیع کرنا	۴۸۹
۳۳۰	بیع مجازفۃً کی ایک صورت	۴۹۱
۳۳۱	ایضاً	۴۹۱
۳۳۲	تھیلی اور کاغذ مبیع میں شامل ہے	۴۹۲

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

۳۳۳	''زائد بھاؤ'' کا عرف	۴۹۳
۳۳۴	مزدور کو قرض نہ دینا اور اجرت طے کرنا	۴۹۳
۳۳۵	بیع وفا کی ایک صورت	۴۹۴
۳۳۶	مبیع کم قیمت پر بائع ہی کو بیچنا	۴۹۴
۳۳۷	نقد رقم حاصل کرنے کے لیے بیع	۴۹۶
۳۳۸	دودھ کی کمی بیشی پر دائر ثمن والی بیع فاسد ہے	۴۹۶
۳۳۹	گابھن بنانے کی شرط پر بیع	۴۹۸
۳۴۰	ثمن کی ادائیگی کا وقت مقرر کیے بغیر بیع	۵۰۰
۳۴۱	کپڑے کے تھان پر درج مقدار میں کمی بیشی کا امکان اور بیع کا حکم	۵۰۰
۳۴۲	مال تجارت میں نفع کمیشن پر لینا۔ کمیشن پر چندہ کرنا	۵۰۱
۳۴۳	حکومت کی طرف سے طے شدہ نرخ سے زیادہ لینا	۵۰۲
۳۴۴	ڈاکخانہ وغیرہ کی اشیاء کو زیادہ قیمت سے خرید وفروخت کرنا	۵۰۲
۳۴۵	کسی چیز کا حکومتی قیمت سے زیادہ پر فروخت کرنا	۵۰۳
۳۴۶	ریلوے ٹکٹ، منافع لے کر بیچنا	۵۰۳
۳۴۷	اقالہ کی فضیلت وحکم	۵۰۴
۳۴۸	فروخت شدہ مکان کو غصب کر کے پرانی قیمت واپس کرنا	۵۰۵
۞	**بیع میں جھوٹ وغیرہ کے مسائل**	۞
۳۴۹	ملازم کا متعین نرخ سے زائد قیمت پر چیز بیچنا	۵۰۶

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

۳۵۰	بغیر سامان کے صرف بل (رسید) بیچنا کیسا ہے؟	۵۰۷
۳۵۱	بی۔ پی ایل کارڈ اور راشن کارڈ سے ناجائز فائدہ اٹھانا	۵۰۸
۳۵۲	تمباکو کے اصلی ڈبہ میں نقلی مال فروخت کرنا	۵۰۹
۳۵۳	ٹیکس سے بچنے کے لیے مبیع کی قیمت کم بتلانا	۵۱۰
۳۵۴	ٹیکس سے بچنے کے لیے تدبیر اختیار کرنا کیسا ہے؟	۵۱۱
۳۵۵	اپنی مصنوعات پر جاپانی مارک لگانا	۵۱۱
۳۵۶	بغیر لائسنس کے منجن فروخت کا کاروبار کرنے میں رشوت دینا	۵۱۳
۳۵۷	رجسٹرڈ شدہ کمپنی کے لیبل سے اپنی مصنوعات فروخت کرنا	۵۱۴
۳۵۸	بگڑنے سے بچانے کے لیے دودھ میں برف ڈالنا کیسا ہے؟	۵۱۸
۳۵۹	مٹی کا تیل زیادہ دام سے بیچنا	۵۱۹
۳۶۰	مکان فروخت کرنے کے بعد دستخط نہ کرنا	۵۲۰
۳۶۱	سرکاری امداد کے لیے جعلی بل دینا	۵۲۱
۳۶۲	جعلی بل پیش کر کے حکومت سے روپئے وصول کرنا	۵۲۲
۳۶۳	زیادہ رقم کا بل بنا کر زائد رقم واپس لینا	۵۲۲
۞	**ممنوع اور مباح اشیاء کی بیع کے مسائل**	۞
۳۶۴	انسان کے پاخانہ کی بیع	۵۲۳
۳۶۵	ذی روح کھلونے کی تجارت	۵۲۴
۳۶۶	''اے ٹو زیڈ مارکیٹنگ'' نامی کمپنی کا گاہک بننے کا حکم	۵۲۶

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

۳۶۷	گانے بھرے ہوئے کیسٹ کی تجارت جائز نہیں	۵۲۸
۳۶۸	گانے کی کیسٹ فروخت کرنا	۵۲۸
۳۶۹	ایضاً	۵۲۹
۳۷۰	شراب کی خالی بوتلوں کی تجارت درست ہے	۵۲۹
۳۷۱	شراب کی بوتلوں کا کاروبار	۵۳۰
۳۷۲	مورتی کی تجارت جائز نہیں	۵۳۰
۳۷۳	گمراہ کن عقائد پر مشتمل کتابوں کی تجارت درست نہیں	۵۳۱
۳۷۴	الکحل کی خرید وفروخت	۵۳۲
۳۷۵	الکحل اور کیمرہ کی خرید وفروخت	۵۳۲
۳۷۶	الکحل والے سینٹ اور عطریات فروخت کرنا	۵۳۳
۳۷۷	الکحل والے پرفیوم فروخت کرنا	۵۳۳
۳۷۸	زندہ جانور وزن کرکے بیچنا	۵۳۵
۳۷۹	مختلف مردہ جانوروں کی بیع کا حکم	۵۳۵
۳۸۰	مچھلی کے علاوہ بحری جانوروں کی خرید وفروخت کا حکم	۵۳۶
۳۸۱	ٹی وی اور ریڈیو کی بیع کے حکم میں فرق	۵۳۷
۳۸۲	چرس، حشیش وغیرہ کا استعمال اور خرید وفروخت کا حکم	۵۳۸
۳۸۳	مردار کے چمڑے کی بیع	۵۴۰
۳۸۴	گڑ، پھٹکری اور سیاہ مرچ شراب بنانے والے کے ہاتھ بیچنا	۵۴۱

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

۳۸۵	پوجا پاٹ کا سامان خریدنا	۵۴۲
۳۸۶	گوچن کو بیچنا	۵۴۲
۳۸۷	گوچن کی خرید وفروخت	۵۴۳
۳۸۸	دھات کی انگوٹھی کا استعمال اور خرید وفروخت	۵۴۴
۳۸۹	بینک کی ضبط کردہ گاڑی خریدنا	۵۴۵
۳۹۰	جَو کے باغات شراب بنانے والے کے ہاتھ بیچنا	۵۴۵
۳۹۱	گورنمنٹ کی دی ہوئی زمین خریدنا	۵۴۶
۳۹۲	آتش بازی کی خرید وفروخت اور استعمال	۵۴۷
۳۹۳	کان میں جمے ہوئے پتھروں کی خرید وفروخت	۵۴۷
۳۹۴	البم اور فوٹو فریم بیچنا	۵۵۳
۳۹۵	پان کا ٹھیلہ کھولنا	۵۵۳
۳۹۶	لپسٹک اور پاوڈر وغیرہ میک اپ کی تجارت کرنا	۵۵۴
۳۹۷	لکس صابن بیچنا	۵۵۵
۳۹۸	ویڈیو گیم کی تجارت کرنا	۵۵۵
۳۹۹	آلات لہو ولعب کی بیع	۵۵۶
۴۰۰	چور بازار کی اشیاء کا حکم	۵۵۶
۴۰۱	ضبط کردہ مشین خریدنا	۵۵۷
۴۰۲	اخبار کی کوپن خریدنا ناجائز ہے	۵۵۷

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

۴۰۳	اخبارات میں امورِ معاصی کا اشتہار اور اس کی آمدنی کا حکم	۵۵۹
❁	**باب بیع الصرف والسلم**	❁
۴۰۴	سونے چاندی کو ادھار بیچنے کی مختلف صورتوں کا حکم	۵۶۱
۴۰۵	ہنڈی کا کاروبار کرنا کیسا ہے؟	۵۶۵
۴۰۶	حوالے کا کاروبار جائز ہے؟	۵۶۵
۴۰۷	ہنڈی کا حکم	۵۶۶
۴۰۸	ریال کے عوض نوسکّے لینا	۵۶۹
۴۰۹	بیرونی کرنسی زیادہ دام میں فروخت کرنا	۵۶۹
۴۱۰	کاغذی نوٹ کی شرعی حیثیت	۵۷۰
۴۱۱	ڈالر کے ذریعہ نفع بخش تجارت	۵۷۱
۴۱۲	ریزگاری بیچنے کی ناجائز صورت اور اس کے جواز کی شکلیں	۵۷۲
۴۱۳	پھٹے ہوئے روپئے کم قیمت سے بیچنا	۵۷۳
۴۱۴	بیع سلم میں مبیع پر قبضہ کے بعد بیع	۵۷۳
۴۱۵	اینٹ میں بیع سلم اور استصناع کا حکم	۵۷۴
۴۱۶	گیہوں میں بیع سلم	۵۷۵
❁	**متفرقات بیوع**	❁
۴۱۷	جمعہ وعیدین کے خطبہ کے وقت خرید وفروخت	۵۷۶
۴۱۸	جمعہ کی اذان کے بعد بیع کا حکم	۵۷۶

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

۴۱۹	چٹھی کے ذریعہ رقم جمع کرنا	۵۷۶
۴۲۰	باہمی تعاون کے لیے مساوی رقم جمع کر کے قرعہ اندازی کرنا	۵۷۶
۴۲۱	ماہِ رمضان میں دن کے وقت ہندو محلہ میں ہوٹل کھلا رکھنا	۵۸۰
۴۲۲	بیع میں چھ ماہ میں رقم ادا کرنے کی شرط	۵۸۱
❁	**پولٹری فارم کے مسائل**	❁
۴۲۳	چوزے دینے کی شرط پر انڈے دوسرے کی مرغی سے سینا	۵۸۲
۴۲۴	صنعت کے لیے حکومت سے سبسڈی لینا	۵۸۲
۴۲۵	نرخ متعین کیے بغیر انڈا فروخت کرنا	۵۸۳
۴۲۶	انڈوں کی مقدار طے کیے بغیر بیع کرنا	۵۸۴
۴۲۷	انڈوں میں بیع سلم	۵۸۴
۴۲۸	مرغیوں کی بیع وزناً وعدداً میں تطبیق	۵۸۵
۴۲۹	مرغیوں کی کھاد کی بیع	۵۸۶
۴۳۰	فارمی مرغیوں کے لیے بنائی جانے والی غذاؤں کا حکم	۵۸۷
۴۳۱	مرغیوں کو لڑائی سے بچانے کے لیے چونچ کا حصہ کاٹنا	۵۹۰
۴۳۲	ضرورت کی وجہ سے مرغیوں کی چونچ کاٹنا	۵۹۰

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

كتاب النكاح

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اولاد کی رضامندی کے بغیر رشتہ طے کرنا شرعاً کیسا ہے؟

(سوال): زید کی منگنی ان کے دادا بکر نے عائشہ بنت خالد سے طے کی، زید کی والدہ فاطمہ کو اس منگنی سے بے خبر رکھا گیا، زید کو لڑکی بھی دکھلا دی گئی مگر زید کی مرضی نہیں معلوم کی گئی، زید کی والدہ پر منگنی کے متعلق مبارک بادی کا فون آیا تب اسے علم ہوا، نیز زید کی والدہ اس منگنی سے راضی نہیں، بالجبر منگنی طے ہوئی ہے، فریق ثانی میں عائشہ کو بھی منگنی کا پتہ نہیں تھا، اس سے بھی اس کے والدین نے منگنی کو پوشیدہ رکھا؛ البتہ عائشہ کے والدین راضی تھے، عائشہ کی والدہ کو کسی نے پوچھا کہ کیا عائشہ کو منگنی کا علم ہے؟ تو اس کی والدہ نے کہا کہ عائشہ کو بتانے کی کیا ضرورت ہے؟ زید کے والد عمران کے والد بکر کے کہنے سے راضی ہو گئے ہیں، زید اور گھر کے دیگر افراد کو جب منگنی کا علم ہوا تو تعجب میں پڑ گئے؛ لہٰذا مذکورہ مسئلہ کے بارے میں شرعی رہنمائی فرما کر ممنون کریں۔

(الجواب): حامداً و مصلیاً و مسلماً

حضرت علامہ انور شاہ کشمیری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

”قد تقرر عندنا من سبر طريق الشارع ان كل أمر يقوم بجماعة يراعى فيه حال الطرفين، والأحاديث فيه ترد في الجانبين وذلك هو الاصلح لإقامة النظم، فالصواب في هذه المواضع أن تجمع أحاديث الطرفين ويوخذ المراد من مجموعها ومن يقصر نظره على حديث الجانب الواحد فإنه لايدرك من مراد الشارع الاشطرا منه“.

صاحب شریعت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریق کار پر غور و فکر کے نتیجہ میں جو بات

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہمارے نزدیک ثابت ہوئی وہ یہ ہے کہ ہر وہ معاملہ جس کا تعلق ایک جماعت یعنی چند افراد سے ہو ایسے معاملہ میں دونوں جانب کی حالت کا خیال رکھا جاتا ہے، اور احادیث اس سلسلہ میں دونوں فریق کی رہنمائی کے سلسلہ میں وارد ہوئی ہیں، اور نظم ونسق کو قائم رکھنے کے لیے یہی طریق کارموزوں اور مناسب ہے؛ اس لیے ایسے مواقع پر صحیح طریقہ یہ ہے کہ دونوں طرف کی احادیث کو پیش نظر رکھا جائے اور دونوں کے مجموعہ کو سامنے رکھ کر صاحبِ شریعت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مراد سمجھنے کی کوشش کی جائے، جو آدمی صرف ایک طرف کی احادیث کو پیش نظر رکھے گا وہ صاحبِ شریعت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آدھی مراد پا سکے گا۔
(فیض الباری ۴/ ۲۸۴)

آگے چل کر حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمہ نے اس کی چند مثالیں پیش فرمائی ہیں۔اسی سلسلہ میں فرماتے ہیں: "فاعلم ان الاحادیث فی امر النکاح ایضا وردت بالوجهین" الخ نکاح کے معاملہ میں جو احادیث وارد ہوئی ہیں ان کا تعلق دونوں گروہ یعنی اولیاء اور ماتحتوں سے ہے جہاں ایک طرف ماتحتوں کو اولیاء کی اطاعت اور فرماں برداری کا حکم دیا گیا، وہاں دوسری طرف اولیاء کو بھی ماتحتوں کے جذبات واحساسات کا خیال رکھنے کی تاکید کی گئی۔

صورت مسئولہ میں دادا نے پوتے کا رشتہ طے کرتے ہوئے پوتے اور اس کی والدہ کی مرضی معلوم نہیں کی اور اپنے طور پر اپنے اختیارات استعمال کرتے ہوئے یہ رشتہ طے کر دیا جس پر خود لڑکا جس کا رشتہ طے کیا گیا ہے راضی نہیں اور اس کی والدہ بھی اس رشتہ کے لیے تیار نہیں، اب اگر ان دونوں کی یہ ناراضگی اس لیے ہے کہ جہاں رشتہ طے کیا گیا ہے اس میں ان کے خیال سے شرعی طور پر نقص ہے یا لڑکے کو لڑکی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

پسند نہیں تو اس صورت میں دادا کو چاہیے کہ ان کے جذبات کی رعایت کرتے ہوئے اپنے فیصلے پر نظر ثانی کرے۔ بخاری شریف میں واقعہ ہے کہ ایک خاتون خنساء بنت حزام رضی اللہ عنہا کا نکاح ان کے والد نے ان کی اجازت لیے بغیر کر دیا، انہیں وہ ناگوار ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آکر شکایت کی تو آپ نے وہ نکاح کالعدم قرار دے دیا۔

(معاشرتی مسائل ص:۵۶)

جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لڑکی کے جذبات کی اتنی رعایت کی جس کے اختیار میں نکاح کے بعد طلاق کا حق بھی نہیں رہتا تو لڑکے کے جذبات کی رعایت بطریقِ اولیٰ کرنی چاہیے، کہیں ایسا نہ ہو کہ بعد میں کوئی ناگوار صورت پیش آئے۔

اور اگر جہاں رشتہ طے کیا گیا ہے ان میں شرعی طور پر کوئی قابل اعتراض چیز نہیں اور ناپسند بھی نہیں، صرف اس لیے مخالفت کی جارہی ہو کہ ہم کو کیوں نہیں پوچھا گیا؟ تو لڑکے اور ان کی والدہ کا یہ رویہ شرعاً قابل مذمت ہے، ان کو چاہیے کہ اپنے بڑوں کے فیصلہ کو سر چڑھا کر مان لیں، اسی میں اللہ کی طرف سے خیر ڈالی جائے گی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ: العبد احمد خانپوری، ۲/۲/۱۴۲۵ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

رشتۂ نکاح میں اولاد کی رضامندی کا خیال رکھنا

سوال: اللہ رب العزت نے شریعت محمدی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اسوۂ حسنہ کے ذریعہ تمام مسلمانوں پر یہ حکم نافذ کر دیا کہ لڑکے یا لڑکی کی اجازت لیے بغیر نکاح

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

نہیں کیا جا سکتا لیکن آج بھی کئی والدین اس خوش فہمی میں مبتلا ہے کہ کیا وہ اپنی اولادوں کا بُرا کریں گے اور نکاح سے قبل اپنی اولاد سے اجازت لینا بھی اپنی شان کے خلاف سمجھتے ہیں اور کبھی کبھی ایسے واقعات رونما ہو رہے ہیں کہ اولاد نہ چاہتے ہوئے بھی نکاح کے وقت ایسے رشتے کے لیے ہاں کہنے پر مجبور ہو جاتی ہے کہ جب رشتہ طے پاتا ہے تو اس وقت ان کی رائے لی ہی نہیں جاتی اور رشتہ طے کر لیا جاتا ہے اور نکاح کے وقت خاندان اور معاشرت میں اپنی عزت کے لیے وہ نہ چاہتے ہوئے بھی ہاں کہنے پر مجبور ہو جاتے ہیں تو کیا ایسا نکاح جس میں طرفین میں سے کوئی ایک راضی نہ ہو اور مجبوری اور عزت کے خاطر ایسے نکاح کو ہاں کہہ دے تو کیا یہ جائز ہوگا؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

شریعت نے جس طرح اولاد کے ذمہ والدین کے حقوق رکھے ہیں اسی طرح والدین کے ذمہ اولاد کے حقوق بھی رکھے ہیں اور جو بھی ان حقوق کو نظر انداز کرے گا اس کا خمیازہ اس کو بھگتنا ہوگا مثلاً شادی کے معاملہ میں اولاد کی رضامندی لازم ہے اگر والدین کسی غیر مناسب جگہ رشتہ تجویز کریں تو اولاد کو انکار کا حق ہے اور اگر وہ اپنی ناگواری کے باوجود محض والدین کی رضا جوئی اور آپ کے احترام کی بنا پر قبول کر لیں اور پھر نباہ کر دکھاویں تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک عظیم اجر کا مستحق ہے لیکن اگر وہ قبول نہ کرے تو والدین کو اس پر جبر کرنے کا کوئی حق نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ: العبد احمد خانپوری، ۱۴ر شوال ۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

لڑکی کی رضامندی کے بغیر نکاح کرنا

سوال: اور اگر ایسے نکاح میں لڑکا یا لڑکی کسی لڑکے یا لڑکی کی بد چلنی اور آوارگی کی وجہ سے اس کو پسند نہ کرے تو کیا ایسا نکاح جائز ہوگا خاص طور سے لڑکی (جب کہ لڑکا اپنی رائے کا کھل کر اظہار کر سکتا ہے) جب اپنے والدین کے زبردستی کیے ہوئے ایسے لڑکے کے رشتے کو جس کے عادات واطوار بھی مشکوک ہو لیکن والدین کے نزدیک اپنی جماعت کا غلط عادات واطوار کا لڑکا کسی دوسری جماعت یا ذات کے بہترین لڑکے کے مقابلے میں اولویت رکھتا ہو تو کیا ایسا نکاح جائز ہوگا اور لڑکی ایسے نکاح میں اپنی رضامندی دینے سے انکار کردے تو سماج اور معاشرے میں اس کا کیا مقام ہوگا اور کیا وہ اپنے ماں باپ کی بات ٹھکرانے کے لیے خداوند تعالیٰ کی بارگاہ میں گنہگار بھی ہوگی اور نکاح کے بعد بھی لڑکے کے عادات واطوار میں کوئی تبدیلی نہ آئے اور لڑکی کو بیوٹی پارلر وغیرہ میں جانے کے لیے مجبور کرے تو لڑکی کو نکاح کے بعد کیا اختیار حاصل رہے گا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

والدین کو حکم ہے کہ وہ شادی کرتے وقت اولاد کے جذبات اور خواہش کو ترجیح دیں عاقلہ بالغہ لڑکی کا نکاح کو قبول کرنا ضروری ہے بغیر اس کے نکاح نہیں ہوتا اگر لڑکی نے نکاح کی اجازت بھی نہیں دی اور نکاح ہونے کے بعد اس کو مسترد کردیا تو یہ نکاح نہیں ہوا البتہ نکاح کے بعد اگر لڑکی نے اس نکاح کو مسترد نہیں کیا تھا بلکہ خاموش رہی تھی اور پھر جب لڑکی کو رخصت کیا گیا تو وہ چپ چاپ رخصت ہوگئی اور جس شخص سے اس کا نکاح کیا گیا تھا اس کو میاں بیوی کے تعلق کی اجازت دے دی تو اس کا مطلب

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

یہ ہوگا کہ اس نے والدین کے کیے ہوئے نکاح کو عملاً قبول کرلیا لہٰذا نکاح صحیح ہوگیا اور اب اس کو کوئی اختیار حاصل نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ: العبد احمد خانپوری، ۱۴ر شوال ۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

جس لڑکی سے شادی کا ارادہ ہو اس کو دیکھنا

(سوال): ایک شخص نکاح کی بات چیت چلانے سے پہلے لڑکی کو دیکھنا چاہتا ہے، اور چوں کہ وہ لڑکی ہمیشہ باپردہ رہتی ہے اس لیے دیکھنے کی کوئی اور صورت نہیں، تو کیا وہ شخص باقاعدہ طور پر اس لڑکی کے گھر جاکر اس لڑکی کو دیکھ سکتا ہے؟

(الجواب): حامداً ومصلیاً ومسلماً

شریعت میں اجنبی مرد کا عورت کو دیکھنا منع ہے، اس کے باوجود نکاح سے (بلکہ پیام دینے سے) قبل مرد کو اجازت دی گئی کہ جس عورت سے شادی کا ارادہ ہے اگر چاہے تو اس کو دیکھ سکتا ہے۔ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''إذا خطب أحدكم المرأة فإن استطاع أن ينظر إلى ما يدعوه إلى نكاحها فليفعل'' (یعنی) جب تم کسی عورت کو نکاح کا پیغام دو (یا دینا چاہو) تو اگر یہ ممکن ہو کہ اس کے وہ اوصاف دیکھ سکو جو نکاح میں مطلوب ہیں تو ضرور ایسا کرلو۔ (ابوداؤد شریف)

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آکر ایک عورت کو پیغام دینے کا ارادہ ظاہر کیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: پہلے جاکر دیکھ لو؛ کیوں کہ اس سے تعلقات کے پائیدار ہونے میں بہت مدد ملے گی، میں اس عورت کے گھر گیا اور اس کے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

والدین کو پیغام دیا، اس کے ساتھ حضور اکرم ﷺ کا مشورہ سنایا، اس سے ان دونوں کو کچھ ناگواری سی ہوئی؛ لیکن اس عورت نے پردہ کے پیچھے سے یہ بات سن لی، اس نے کہا کہ اگر اللہ کے رسول ﷺ نے تمہیں دیکھنے کا حکم دیا ہے تو ضرور دیکھو؛ ورنہ سمجھ لو (کہ بہت بری بات ہوگی) چناں چہ دیکھ کر شادی کی، چناں چہ وہ تعلقات بہت اچھے رہنے کا ذکر کیا کرتے تھے۔ (ابن ماجہ شریف)

جمہور علماء کہتے ہیں کہ مخطوبہ کو دیکھنے میں کوئی حرج نہیں؛ مگر چہرہ اور ہتھیلیوں کے علاوہ کچھ اور نہ دیکھے، اس میں عورت کی اجازت بھی ضروری نہیں۔ (معاشرتی مسائل) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

جس لڑکی سے شادی کا ارادہ ہو اس کو کون کون دیکھ سکتا ہے؟

سوال: زید کے گھر والے زید کے نکاح کی بات چلانے سے پہلے اس کو، اس کے والد اور بھائیوں؛ نیز چچا، ماموں وغیرہ کو لڑکی دکھانا چاہتے ہیں؛ لہٰذا شریعت مطہرہ میں کس حد تک اجازت ہے؟ اور کس کے لیے دیکھنا جائز ہے؟ (خیال رہے کہ لڑکی باپردہ رہتی ہے) نیز رشتہ طے ہونے کے بعد مذکورہ بالا لوگوں میں سے کن لوگوں کو لڑکی دیکھنے کی اجازت ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

جو آدمی نکاح کرنا چاہتا ہے صرف اسی کو دیکھنے کی اجازت ہے، اس کے علاوہ اس کے گھر کے دوسرے مرد لڑکی کو نہیں دیکھ سکتے؛ البتہ اگر عورتیں دیکھنا چاہیں تو دیکھ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

سکتی ہیں، رشتہ طے ہونے کے بعد بھی (نکاح سے قبل) ان لوگوں کو دیکھنے کی اجازت نہیں؛ البتہ نکاح کے بعد زید کا باپ یعنی لڑکی کا خسر دیکھ سکتا ہے، بھائی، ماموں، چچا نہیں دیکھ سکتے کہ یہ تمام نامحرم ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۳۰/ جمادی الاخریٰ ۱۴۱۸ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

کم سے کم مہر

سوال: کم سے کم مہر باعتبارِ چاندی کے کتنے تولہ چاندی سے رائج ہوتی ہے؟ اور اس زمانہ میں ہندوستان کے رائج سکہ کے حساب سے مہر کتنے روپئے ہوتی ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

عورت کے مہر کی کم سے کم مقدار جو حنفیہ کے نزدیک دس درہم ہے، دو تولہ ساڑھے سات ماشہ چاندی ہے۔ (جواہر الفقہ ۱/ ۴۲۳، ۴۲۴)

جدید وزن کے اعتبار سے احتیاطی طور پر بتیس گرام ہوگی، چوں کہ چاندی کے بھاؤ میں روزانہ کمی بیشی ہوتی رہتی ہے، اس لیے جس روز مہر مقرر کیا جا رہا ہے اس روز بازار سے بھاؤ معلوم کر کے بتیس گرام چاندی کا جو بھاؤ ہو وہ مقرر فرمالیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۳۰/ ذوالقعدہ ۱۴۰۹ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

مہر کی مقدار کتنی ہے؟

سوال: مہر کی زیادہ سے زیادہ مقدار کتنی ہو سکتی ہے؟ اگر لڑکے والے مالدار

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہوں، ادائیگی پر قدرت بھی رکھتے ہوں، تو ایسی صورت میں کس حد تک شرعی جواز ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب مطلوب ہے، بعض حضرات مہر کی قدرے زیادتی پر علماء کو نشانہ بناتے ہیں، کس حد تک درست ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مہر کی کم از کم تعداد دس درہم (تقریباً دو تولے، ساڑھے سات ماشہ چاندی) ہے، اور زیادہ مہر کی کوئی تعداد مقرر نہیں، حسبِ حیثیتِ طرفین جس قدر چاہیں اور وسعت سمجھیں مقرر کر سکتے ہیں۔

درمختار میں ہے: أقله عشرة دراهم لحديث البيهقي وغيره، لا مهر أقل من عشرة دراهم الخ (درمختار علی هامش الشامي؟/ ۳۵۷)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات کو بطور مہر ساڑھے بارہ اوقیہ چاندی، یعنی پانچ سو درہم جس کی مقدار ایک سو اکتیس تولہ تین ماشہ چاندی بنتی ہے دیا ہے، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا مہر بھی اتنا ہی تھا، اس لیے اس مقدار کو "مہر فاطمی" بھی کہا جاتا ہے، اگر زیادہ مہر مقرر کرنے والے میں ادائیگی کی حیثیت ہے اور یہ زیادتی فخر ومباہات کے طور پر نہیں ہے تو شرعاً اس کی اجازت ہے، کوئی حرج نہیں؛ البتہ محض نام آوری اور شہرت کے لیے حیثیت سے زیادہ مقرر کرنا شرعاً پسندیدہ نہیں؛ بلکہ مذموم اور برا ہے، خصوصاً معاف کرانے یا نہ دینے کی نیت ہو تو بہت ہی برا ہے۔ (ماخوذ از فتاوی محمودیہ کراچی ۱۲/ ۲۸، ۴۶، آپ کے مسائل اوران کا حل ۵/ ۱۵۰) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۱/ صفر ۱۴۱۷ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کم از کم مہر اور مہر فاطمی کی مقدار

سوال: ① زید کا نکاح خالدہ ڈھائی سو یا تین یا ساڑھے تین روپیہ رائج الوقت کو مہر بنا کر کیا گیا، تو کیا یہ صحیح ہے؟ حنفیہ کے نزدیک دس درہم سے کم میں نکاح نہیں ہوگا، تو دس درہم کے کتنے تولے چاندی کے بنتے ہیں؟ اور اس کی کیا قیمت ہوگی؟ سکہ رائج الوقت یعنی فی الحال جو روپیہ ہندوستان میں چلتا ہے اس کو اگر مہر میں دیا جائے تو کم از کم کتنا؟

② مہر فاطمی کی مقدار اور فی زماننا اس کی کتنی قیمت ہوگی؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

① دس درہم موجودہ حساب سے بتیس گرام چاندی ہوتی ہے، جس روز نکاح ہو رہا ہے اس روز بازار میں چاندی کا نرخ معلوم کرلیا جائے، سکہ رائج الوقت کی جو مقدار بطور مہر مقرر کی جارہی ہے اگر اس سے بتیس گرام چاندی خریدی جاسکتی ہے تو یہ تعیین درست ہوگی، ورنہ اتنی کمی پوری کرلی جائے گی۔

② مہر فاطمی پانچ سو درہم ہے موجودہ حساب سے ایک ہزار پانچ سو اکتیس (۱۵۳۱) گرام چاندی ہوتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۵/ ذوالقعدہ ۱۴۱۴ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

مہر فاطمی کی مقدار

سوال: مہر فاطمی جدید وزن کے حساب سے کتنے گرام سونا یا چاندی ہوگی؟ نیز

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

یہ بھی وضاحت فرمائیں کہ نبیٔ کریم ﷺ نے اوقیہ یا مثقال کے حساب سے کتنا رکھا تھا؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

احسن الفتاویٰ میں ہے: حضرت فاطمہ کے مہر کے بارے میں دو روایتیں ہیں: ایک ۴۸۰ درہم ۲۹۶، ۶۳، اکلو چاندی۔ دوسری روایت ۴۰۰ مثقال: ۹۴۴، اکلو چاندی۔ مقدار اول متعدد روایتِ حدیث وسیرت سے ثابت ہے، اور دوسری روایت صرف سیرتِ خمیس کی ہے، لہٰذا مقدار اول راجح ہے۔ (احسن الفتاویٰ ۳۱/۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۲/ذوالقعدۃ الحرام ۱۴۱۵ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

مہر کے ساتھ دینار شرعی دینا

سوال: کسی عورت کا مہر پانچ سو روپئے اور دو دینار شرعی ہو، تو شریعت میں دو دینار شرعی کا کیا حکم ہے؟ کیا یہ معافی کے درجہ میں ہے یا اس کو ادا کرنا ضروری ہے؟ اگر ادا کیا جاوے تو اس کی کیا صورت ہے؟ مع دلائل اس مسئلے کو واضح فرمائیں۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

بوقت عقد جب مہر متعین کیا گیا ہے، اور اس میں پانچ سو روپئے کے ساتھ دو دینار شرعی کو بھی رکھا گیا ہے، تو اس کی ادائیگی ضروری ہے۔

ویجب الأکثر منها إن سمی الأکثر (درمختار) (قوله: ویجب الأکثر) أی بالغا ما بلغ (شامی ۲/ ۳۵۸)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

دو دینار شرعی کی مقدار ہندوستانی وزن کے اعتبار سے نو ماشہ سونا ہوتی ہے۔

(جواہر الفقہ ۳/ ۴۱۶ کراچی)

اس لیے شوہر کو چاہیے کہ وہ اپنی عورت کو مہر کے طور پر پانچ سو روپیوں کے ساتھ نو ماشہ سونا یا اس کی قیمت ادا کرے، ایک تولہ بارہ ماشہ کا ہوتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲/ ذی الحجۃ الحرام ۱۴۱۱ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

بوقت نکاح کمیٹی کا مقدار مہر مقرر کرنا

سوال: (۱) آپ کی خدمت میں عرض کرنا ہے کہ ہماری جماعت میں نکاح کے وقت لڑکی کا مہر ۳۵۰/ روپیہ جماعت نے جنرل میٹنگ میں طے کیا ہوا ہے، ہر غریب، امیر لڑکے کو یہی مہر دینا ہوتا ہے تب ہی جماعت کے قاضی صاحب نکاح پڑھاتے ہیں، ساتھ ہی اگر کوئی صاحب کسی اور قاضی صاحب سے نکاح پڑھوانا چاہتے ہیں تو ان کو اجازت دی جاتی ہے، جماعت کے ہر طبقہ کے لوگوں کی مالی حالت کو مدنظر رکھتے ہوئے مہر صرف جماعت بھائیوں کے لیے طے کرنا شرعاً مناسب ہے؟

(۲) دیکھا دیکھی اور صرف اپنی آن اور بڑائی جتلانے یا شرما شرمی میں نکاح کے وقت زیادہ رقم لکھا کر ادا نہ کرے اور آخرت کا گناہ گار بنے، اس چیز کو مدنظر رکھتے ہوئے اس وقت کے مطابق جماعت کے لوگ مل کر صرف جماعت کے لوگوں کے لیے مہر کی کوئی رقم طے کر سکتے ہیں؟ یا کم سے کم اتنی اور زیادہ سے زیادہ اتنی رقم، درمیان کی رقم اپنی خاندانی حیثیت کے مطابق طے کرلیں، ایسا قانون (ترغیبی حیثیت سے، نہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کہ ڈنڈ کی حیثیت سے) جماعت بنا سکتی ہے؟

③ ہمارے یہاں پہلے کے دستور میں قاضی صاحب نکاح میں ہمیں جہاں تک یاد ہے یوں فرماتے تھے: مہر فاطمی ۱۲۷/۵۰ روپئے مہر کے بدل فلاں کی پوتی......

ممکن ہے کہ اس وقت مہر فاطمی چاندی، دینار کی رقم ۱۲۷/۵۰ سے زیادہ ہو تو کیا ابھی وہ رقم ادا کرنی پڑے گی اور کتنی رقم ادا کرنی پڑے گی؟ اگر بیوی نے معاف کر دیا ہو تو کوئی مسئلہ پیش آتا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

① ② شریعت کے مقرر کردہ اصول وضوابط اور طریقہ کے مطابق جب کوئی عورت اپنی ذات کو بحیثیت بیوی کسی مرد کے حوالے کرتی ہے اور اس کے معاوضہ میں جو رقم اس عورت کو دی جاتی ہے اس کو شریعت کی اصطلاح میں مہر کہا جاتا ہے، یہ شریعت کی طرف سے عورت کو دیا گیا ایک حق ہے جس کی ادائیگی شوہر کے ذمہ ضروری ہے، اسلام میں مہر کی کم سے کم مقدار ہمارے حنفی مسلک کے مطابق دس درہم ہے، اس سے کم مہر مقرر کرنا درست نہیں، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "لا مهر من اقل عشرة دراهم" (یعنی دس درہم سے کم مہر درست نہیں) عصر حاضر کے اعشاری وزن کے مطابق یہ مقدار اکتیس (۳۱) گرام چاندی سے کچھ زیادہ ہوتی ہے، اس لیے مہر میں کم سے کم بتیس (۳۲) گرام چاندی یا اس کی قیمت مقرر کرنا ضروری ہے۔

مہر کی زیادہ سے زیادہ مقدار شریعت نے مقرر نہیں کی ہے، اس لیے زیادہ مہر جتنی بھی مقرر کرنا چاہے کر سکتے ہیں؛ البتہ اس کے لیے شوہر کا اس کی ادائیگی پر قادر

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہونا ضروری ہے؛ اس لیے کہ جو آدمی نکاح کے وقت مہر ادا نہ کرنے کے ارادہ سے زیادہ مہر مقرر کرے یا اپنی بڑائی ظاہر کرنے کے لیے بڑا مہر باندھے؛ حالاں کہ اس کو معلوم ہے کہ وہ کبھی یہ مقدار ادا نہیں کر سکے گا تو ایسے مہر پر نکاح تو درست ہو جائے گا مگر وہ آدمی گنہ گار بنے گا، بعض روایتوں میں ہے کہ کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ نکاح کرے اور اس کا ارادہ مہر ادا کرنے کا نہیں ہے اور پھر وہ مہر ادا کئے بغیر ہی انتقال کر جائے تو ایسا شخص قیامت کے دن زانی کی شکل میں اللہ کے حضور پیش کیا جائے گا، اس لیے بہت بڑی مقدار میں مہر مقرر کرنے کا لالچ چھوڑ دینا چاہیے، یہ کوئی بڑائی یا عزت کی چیز نہیں ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک خطبہ کے اندر شریعت کی اس روح کو نہایت عمدہ انداز میں بیان فرمایا: ''کان کھول کر سن لو! عورتوں کے مہر زیادہ نہ باندھا کرو، اگر یہ دنیا میں اعزاز کی بات یا اللہ کے نزدیک پسندیدہ بات ہوتی تو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ضرور ایسا کرتے''۔ (مشکوۃ ۲۷۷)

آگے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بھی فرمایا کہ ''میرے علم کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات اور بنات طاہرات کا مہر بارہ (۱۲) اوقیہ چاندی سے زیادہ نہیں تھا''۔

(مشکوۃ ۲۷۷)

اسی موقع پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مہر کی زیادہ سے زیادہ مقدار کے لیے ایک حد مقرر کرنے کا اپنا ارادہ ظاہر فرمایا لیکن ایک عورت نے اس کے خلاف قرآن پاک کی ایک آیت سے دلیل پکڑی، تو حضرت رضی اللہ عنہ نے اپنا یہ ارادہ ترک فرما دیا۔ (مرقاۃ ۶/۲۴۶)

اور لوگوں کو اپنی مرضی کے مطابق زیادہ مہر مقرر کرنے کی اجازت دے دی۔

(احکام القرآن ۲/۱۹۸)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اسی لیے علماء نے لکھا ہے کہ بڑا مہر باندھنا اگرچہ جائز ہے لیکن پسندیدہ نہیں، حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بہترین عورتیں وہ ہیں جن کا مہر آسان ہو۔

(احکام القرآن ۲/ ۱۹۸ بحوالہ تفسیر مظہری)

یہیں سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ لوگوں کو بڑا مہر باندھنے سے روکنے کے لیے کسی حاکم یا جماعت یا برادری کے ذمہ داروں کا زیادہ سے زیادہ مہر کے لیے کسی مقدار کو طے (فکس) کرنا درست نہیں، فتاویٰ محمودیہ میں ہے کہ: ''حیثیت سے زیادہ مہر مقرر کرنا شرعاً پسندیدہ نہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے منع فرمایا ہے؛ لیکن کسی فرد کو کسی جماعت کو یہ حق نہیں ہے کہ سب برادری کے لیے مہر کی کوئی خاص مقدار مقرر کردے کہ اس سے کمی زیادتی کی اجازت ہی نہ رہے، اور ہر شخص خواہی نخواہی اسی مقدار پر مجبور ہو جائے''۔ (فتاوی محمودیہ ۱۳/ ۲۴۶)

حضرت مولانا مفتی محمد یوسف صاحب لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ ایک ایسے سوال کے جواب میں جس میں پوچھا گیا ہے کہ برادری کی کمیٹی نے مہر کے لیے ایک رقم مقرر (فکس) کردی ہے، اس سے کم وبیش کرنے نہیں دیتے تو کیا کمیٹی کا یہ فیصلہ درست ہے؟ فرماتے ہیں کہ ''برادری کی کمیٹی کا یہ فیصلہ غلط ہے، حق مہر میں بیوی وشوہر کی حیثیت کو ملحوظ رکھے.........مہر چوں کہ بیوی کا حق ہے؛ اس لیے برادری کے لوگ اس کی مقدار مقرر کرنے کا کوئی حق نہیں رکھتے''۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ۵/ ۱۵۳)

البتہ اگر معاشرہ میں نام آوری اور شہرت کے خاطر بڑا بڑا مہر باندھنے کا رواج ہو جائے اور اس کی ادائیگی کا اہتمام نہ کیا جائے، اور اس قباحت سے روکنے کے لیے برادری کے ذمہ دار مہر کی کوئی مقدار مقرر کر کے اس کے مطابق عمل کے لیے صرف

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اپیل کریں اور ترغیبی پہلو سے لوگوں کو آمادہ کریں، اور اس کے خلاف کرنے والے پر کوئی تادیبی کاروائی (یعنی ڈنڈیا مقاطعہ یا برادری کی طرف سے دی جانے والی خدمات سے محروم کردینے وغیرہ) نہ کرے تو اس کی گنجائش ہے، حضرت مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''البتہ برادری کے لوگوں کو مناسب مہر مقرر کرنے کی اپیل کرنی چاہیے''۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ۵/ ۱۵۳)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خطبے کے جو الفاظ اوپر آچکے، ان سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات اور بنات طاہرات کے لیے مہر کی جو مقدار مقرر فرمائی تھی وہ معتدل اور مناسب ہے، موجودہ زمانے کے وزن کے حساب سے وہ مقدار ''۱۵۳۱'' گرام چاندی ہوتی ہے، اس لیے اگر کمیٹی بطور مشورہ کسی مقدار کی طرف ترغیب دینا چاہتی ہے تو یہ مقدار مناسب ہے، یہ یاد رہے کہ ۵۰۰/ درہم مہر جو عام طور پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات اور بنات طاہرات کے لیے مقرر فرمایا تھا، اسی کو ''مہر فاطمی'' سے بھی جانا جاتا ہے، اُس زمانے میں عام طور پر پانچ درہم میں ایک بکری آجاتی تھی گویا ۵۰۰/ درہم سو بکریوں کی قیمت ہے، آج کل ایک بکری کا بازاری بھاؤ سامنے رکھ کر اندازہ لگالیں کہ یہ مقدار کتنی ہوتی ہے؟ آپ نے ۳۵۰/ روپئے جو فکس کئے ہیں اس سے تو بکری کا پانچ کلو گوشت بھی نہیں آتا۔
حضرت مولانا برہان الدین سنبھلی دامت برکاتہم لکھتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس طرز عمل سے جس طرح یہ بات معلوم ہوئی کہ مہر کی مقدار اتنی زیادہ نہیں مقرر کرنی چاہیے کہ ادا کرنا ہی مشکل ہوجائے، اسی طرح یہ بھی پتہ چلا کہ مہر اتنا کم بھی نہ ہونا چاہیے کہ جس سے عورت کی بے وقعتی؛ بلکہ بے قیمتی کا احساس ہونے لگے، اس بارے میں بھی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اکثر لوگ افراط اور تفریط کا شکار ہو جاتے ہیں کہ یا تو اتنا زیادہ مہر مقرر کرنا باعث فخر سمجھتے ہیں جس کا ادا کرنا مشکل ہی نہیں؛ بلکہ بسا اوقات محال ہوتا ہے، یا اتنی کم مقدار بعض برادریوں اور خاندانوں کے لوگ مقرر کرتے ہیں کہ سن کر ہنسی آجائے اور عورت کی کھلی توہین محسوس ہو، شریعت نے اس سلسلہ میں بھی اعتدال کی راہ پسند فرمائی اور اس پر چلنا بہتر بتایا کہ وہ نہ بہت زیادہ ہو، اور نہ عورت کی حیثیت سے اتنا کم ہو کہ اسے ہم چشموں میں سبکسار ہونا پڑے، اُس زمانے میں قوتِ خرید کے لحاظ سے درہم کی جو مالی حیثیت تھی کہ پانچ درہم میں عموماً ایک اچھی بکری آجاتی تھی، اس کے اعتبار سے پانچ سو درہم کی خاصی مالیت ہوئی۔ (معاشرتی مسائل دین فطرت کی روشنی میں ۵۲، ۵۳)

نیز یہ پہلو بھی مد نظر رہے کہ نکاح کرنے والوں کے مختلف اوصاف وکمالات (علم، ہنر، اخلاق، حسن، عمر وغیرہ) کی وجہ سے بھی مہر کی مقدار میں کمی بیشی ہونے کی بات فقہا نے کتابوں میں صاف صاف لکھی ہے، چناں چہ جہاں مہر مثل پر بحث کرتے ہیں وہاں لکھا ہے کہ عمر، جمال، مال، شہر، زمانہ، عقل ہوشیاری، دین داری، علم، پاک دامنی، ادب، اخلاق وغیرہ امور کی وجہ سے مہروں میں فرق آتا ہے۔ (درالمختار، شامی ۲/ ۳۸۵)

اس لیے مشورہ دینے والی صورت میں بھی کوئی ایک ہی مقدار متعین کر کے ایک ہی ڈنڈے سے سب کو ہنکالنا شریعت کی منشاء اور عقل دونوں کے خلاف ہے۔

بہر حال سارے جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ مناسب تو یہی ہے کہ کمیٹی مہر کی کوئی مقدار مقرر (فکس) نہ کرے اور بطور مشورہ اور اپیل کوئی مقدار مقرر کرنا چاہتی بھی ہے تو اس میں تمام امور کا خیال رکھا جائے، اور مختلف حیثیتوں سے مختلف مقداریں تجویز کر کے مشورہ دیا جائے اور اس میں بھی یہ بات یاد رہے کہ جو لوگ اس پر عمل نہ کریں

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ان کے خلاف کوئی تادیبی کاروائی نہ کی جائے؛ البتہ کسی کے متعلق عام رجحان اور گمان یہ ہو کہ مہر کی جو زیادہ مقدار اس نے مقرر کی ہے اس کی ادائیگی پر وہ قادر نہیں اور اندیشہ ہے کہ آگے چل کر وہ اس کو ادا نہیں کرے گا، اس صورت میں اگر کمیٹی وہ مقدار فوری طور پر ادا کرنے پر اس کو پابند بنائے تو اس کی گنجائش ہے۔

③ مہر فاطمی کی مقدار چاندی کے حساب سے موجودہ وزن میں ''۱۵۳۱'' گرام ہوتی ہے، جس روز نکاح ہو اس روز رائج الوقت سکے کے اعتبار سے اتنی مقدار چاندی کی جو قیمت ہوتی ہو وہ طے کردی جائے تو اتنا سکہ مہر میں واجب ہوگا، اور اگر مہر فاطمی طے کر کے رائج الوقت سکے کا تذکرہ نہیں کیا تو جس روز مہر ادا کیا جائے اس روز ۱۵۳۱ رگرام چاندی کی جو قیمت ہوگی وہ ادا کرنی پڑے گی۔

بیوی نے اگر مہر سچے دل سے بغیر جبر واکراہ کے معاف کردیا تو اب وہ ساقط ہوگیا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۷/ صفر المظفر ۱۴۲۴ھ

الجواب صحیح: عباس داود بسم اللہ

مہر کی معافی کے بعد بیوی پاگل ہوگئی

سوال: ایک شخص نے شادی کی، اور شادی میں مہر بھی زیادہ طے کی، اور نکاح ہوگیا، اور پہلی رات بھی گذاری میاں بیوی نے، اور اسی رات میں بیوی نے مہر معاف کردی، یعنی جو مہر کی رقم طے ہوئی تھی، اور بعد میں بیوی پاگل ہوگئی، اور بیوی پہلے ہی سے کچھ کم عقل اور کم فہم تھی لوگوں کے کہنے کے مطابق؛ لہٰذا اس مسئلہ کی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

صورت میں جو مہر معاف کردی لہٰذا شوہر پر مہر دینا واجب ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اگر عورت نے بغیر جبر واکراہ اپنی مرضی سے مہر معاف کردیا تو وہ درست ہے، اور دیانۃً وہ معاف ہوگیا۔

وصح حطها لكله أو بعضه عنه قبل أو لا ويرتد بالرد. (درمختار)

ولا بد من رضاها، ففي هبة الخلاصة: خوفها بضرب حتى وهبت مهرها لم يصح (شامی ۲/ ٣٦٦، ٣٦٧) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۹/ جمادی الاخری ۱۴۰۹ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

مہر کی جائداد کا استعمال

سوال: بعض لوگ مہر کے اندر جانور یا زمین لکھوادیتے ہیں، بتائیں کہ یہ لکھی ہوئی زمین لڑکے کے گھر والے استعمال کرسکتے ہیں یا نہیں؟ اور جو کرتے ہیں ایسوں کے بارے میں کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

جو چیز مہر کے طور متعین کی گئی وہ عورت کی ملک ہے، چاہے وہ زمین ہو یا جانور، عورت کی اجازت کے بغیر اس کا استعمال کسی کے لیے بھی درست نہیں ہے، اور عورت کی طرف سے جس کو اجازت دی گئی وہ استعمال کرسکتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۵/ جمادی الاخریٰ ۱۴۱۹ھ
الجواب صحیح: عباس داود بسم اللہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

جہیز کی اشیا کا استعمال

سوال : جہیز میں دی ہوئی رقم یا سامان لڑکا یا اُس کے گھر والے استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب : حامداً و مصلیاً و مسلماً

جہیز کی رقم اور سامان لڑکی کی ملک ہے، اس کا بھی وہی حکم ہے جو اوپر کے جواب میں گزرا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری ۲۵ رجمادی الاخریٰ ۱۴۱۹ھ
الجواب صحیح: عباس داود بسم اللہ

بڑا مہر مقرر کرنا

سوال : بعض جگہ دیکھا گیا ہے کہ لوگ شادی کرتے ہیں تو مہر ۵۰ ر ہزار یا زیادہ باندھتے ہیں، حالاں کہ ادا کرنے کی نیت نہیں ہوتی، لڑکی والے بھی اس لیے باندھ دیتے ہیں کہ لڑکی کو طلاق نہ دے دے، ادا کرے یا نہ کرے، بتائیں ایسے موقع پر شریعت کا کیا حکم ہے؟

الجواب : حامداً و مصلیاً و مسلماً

مہر کی مقدار اتنی مقرر ہونی چاہیے جس کو شوہر بہ آسانی ادا کر سکے، بہ وقتِ عقد نکاح عدمِ ادائیگی کی نیت سے بڑا مہر مقرر کرنا یا خاندانی فخر ومباہات کی نیت سے بڑا مہر باندھنا حالاں کہ وہ جانتا ہے کہ کبھی اس کو ادا نہیں کر سکے گا، اس صورت میں نکاح تو

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

درست ہو جاتا ہے؛ لیکن ایسا کرنا سخت گناہ ہے، اس پر بڑی وعید ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری ۲۵ / جمادی الاخریٰ ۱۴۱۹ھ
الجواب صحیح: عباس داود بسم اللہ

مہر معاف کرنے پر جبر کرنا

سوال: اسلم نے زینب کو نکاح کا پیغام بھیجا، زینب کے گھر والوں نے رضامندی کا اظہار کیا، اسلم نے نکاح سے قبل زینب سے کہا کہ: مہر اتنا ہی باندھنا جو کہ نکاح کے وقت ادا ہو جائے، زینب نے کہا کہ: آپ مہر باندھنے دو گھر والوں کو، نکاح کے وقت جو ادا ہو گیا ٹھیک، جو باقی رہ جائے گا میں معاف کردوں گی، اب اسلم نکاح کے بعد زینب کو معاف کرنے پر مجبور کر سکتا ہے کہ نہیں؟ اگر اسلم نکاح کے بعد کہتا ہے: معاف کر، تو وہ معاف کر دیتی ہے، تو کیا معاف ہو جائے گا؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

مہر عورت کا حق ہے؛ اس لیے وہ اپنی مرضی سے معاف کر سکتی ہے، چاہے بلا شرط کے معاف کرے خواہ کسی شرط سے معاف کرے؛ البتہ شوہر اس کے لیے مجبور نہیں کر سکتا، خصوصاً جب کہ عورت نے یہ بات اس وقت کہی تھی جب کہ ابھی نکاح بھی نہیں ہوا تھا، اور مہر واجب ہی نہیں ہوا تھا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری ۲۵ / جمادی الاخریٰ ۱۴۱۹ھ
الجواب صحیح: عباس داود بسم اللہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

نکاح کی اجازت لیتے وقت گواہ ہونا ضروری نہیں

سوال: دوسرے ملک میں ہمارے ساتھی ہیں ان سے فون پر اجازت لی کہ تمھارا نکاح فلاں عورت سے کردوں اس نے فون پر ہاں کہا پھر عورت سے بھی اجازت لے لی اور دو گواہوں کی موجودگی میں نکاح کردیا تو درست ہے مرد اور عورت سے اجازت لیتے وقت گواہ ہونا ضروری ہے دونوں کی اجازت کے وقت گواہ نہ ہوں اور نکاح کردیا تو صحیح ہے مرد اور عورت راضی ہیں نکاح سے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

یہ نکاح درست ہے مرد یا عورت سے اجازت لیتے وقت گواہ ہونا ضروری نہیں۔

(و) شرط (حضور) شاهدين (درمختار) (قوله: وشرط حضور شاهدين) أي يشهدان على العقد، أما الشهادة على التوكيل بالنكاح فليست بشرط لصحته كما قدمناه عن البحر، وإنما فائدتها الإثبات عند جحود التوكيل. (ردالمحتار ۲/۲۹۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۸/ذوالقعدہ ۱۴۲۲ھ

عقد نکاح میں عاقد کے علاوہ دو گواہ ہونا شرط ہے

سوال: کسی نے اپنی لڑکی کا نکاح اجتماع میں کرانا چاہا، امام صاحب نام لکھ رہے تھے، تو انہوں نے بھی کہا کہ ہماری لڑکی کا نام بھی لکھ لیں، تو امام صاحب نے کہا کہ گواہ کے نام بتاؤ تو جب باپ خود ہی موجود ہے تو ایسی صورت میں فی الشرع گواہوں کا نام تشخص کرکے بتانا ضروری ہے یا باپ خود وکیل اور شاہد دونوں بن سکتا ہے؟

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

عقد نکاح یعنی ایجاب وقبول جس مجلس میں ہورہا ہے، اس مجلس میں جو حضرات موجود ہیں وہ سب گواہ ہی ہیں، ان میں سے دو حضرات کا تقرر وتعین ضروری نہیں ہے، باپ صورت مسئولہ میں گواہ نہیں بن سکتا، اس لیے کہ وہ تو بحیثیت ولی ایجاب کرتا ہے تو وہ عاقد ہوا، اور گواہ عاقد کے علاوہ ہونا چاہیے۔ لأن المرأ لا يشهد على فعل نفسه. فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۵/ رجب المرجب ۱۴۱۲ھ

خدا کو گواہ بنا کر نکاح کرنا

سوال: ایک اجنبی اجنبیہ گھر سے فرار ہو کر ایسے مقام پر پہنچے کہ خدا کے سوا تیسرا کوئی نہیں، دونوں سے شہوانی جذبات میں چور زنا کاری کا قوی مظنہ ہے، ان حالات کے پیش نظر اگر بدکاری سے بچنے کے لیے طرفین کی رضامندی سے شاہدین کی غیبوبیت میں خدا کو شاہد وگواہ سمجھ کر رشتۂ ازدواجیت قائم کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

انعقاد نکاح کے لیے گواہ شرط ہیں، ان کے بغیر نکاح منعقد نہیں ہوگا۔

وشرط حضور شاهدين حرين او حر وحرتين مكلفين سامعين قولهما معا على الاصح الخ (در مختار) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۳/ رجب ۱۴۱۵ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

منکوحہ سے نکاح حرام ہے

سوال: زید نے اپنی دختر کی شادی جب کہ اس کی عمر تقریباً بیس سال کی تھی اور اس کے شوہر کی عمر تقریباً ۶۰ سے ۷۰ سال کی تھی، اس کے ہمراہ عقد کر دیا تھا، نکاح کے کم از کم دس روز تک وہ شخص، یعنی اس کا شوہر اس کے ہمراہ رہا، پھر اس کی بیوی کو چھوڑ کر تقریباً دو سال سے لاپتہ ہو گیا، اور اس کے جانے کے بعد سے آج تک کوئی خط و کتابت یا آنا جانا نہیں ہوا، پتہ نہیں وہ شخص زندہ ہے یا پھر انتقال کر گیا، اب اسی لڑکی کے لیے دوسرا رشتہ آیا ہے، اور اس کے والدین کرنے کے لیے تیار ہیں، اب نہ تو اس کے شوہر کا پتہ ہے، اور نہ اس نے کوئی طلاق تحریری یا زبانی دیا ہے، اب بتایئے کہ اس لڑکی کا نکاح دوسرے سے کرنا جائز ہے یا نہیں؟ گذارش ہے کہ صحیح فتویٰ دے کر قرآن وحدیث کی روشنی سے آشنا کریں؛ تاکہ نکاح خوانی میں آسانی ہو۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

ایسی عورت جو دوسرے کے نکاح میں ہو اس سے نکاح کرنا حرام ہے، جب تک کہ پہلا شوہر طلاق نہ دے دے اور عدت نہ گزر جائے۔ لقولہ تعالیٰ ﴿والمحصنٰت من النساء الخ﴾ (النساء: ۲۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۱/شوال ۱۴۰۸ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

بوری شیعہ سے نکاح کرنا

سوال: ہمارے یہاں ایک لڑکا بورا (شیعہ) قوم کی لڑکی سے نکاح کرنا چاہتا

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہے، لڑکا سنی جماعت کا ہے، تو اسے اس موقعہ پر کیا کرنا چاہیے؟ لڑکی والے کہتے ہیں کہ ہمارا ملا نکاح پڑھائے گا تو کیا ان کا ملا نکاح پڑھاوے تو صحیح ہوگا یا نہیں؟ اپنے امام صاحب نکاح پڑھائیں تو لڑکی کو مسلمان بنانا چاہیے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

ہمارے علاقہ میں جو شیعہ بورے ہیں ان کا تعلق اسماعیلی فرقے سے ہے، اور اسماعلیہ کے متعلق تمام علمائے مذاہب اربعہ کا اتفاق ہے کہ ان کے ساتھ عقدِ مناکحت درست نہیں ہے۔ (شامی ۳/۳۲۶)

اس لیے اگر وہ لڑکی اپنے مذہب پر رہتے ہوئے اس کے ساتھ نکاح کرنا چاہتی ہے تو یہ نکاح شرعاً درست نہیں ہوگا؛ البتہ اگر وہ لڑکی اپنے عقیدہ سے توبہ اور براءت کر کے اہل سنت کے عقائد اختیار کر لے تب اس کے ساتھ نکاح درست ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۳/ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۰ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

بوہرہ قوم کی لڑکی سے نکاح

سوال: بوہری فرقے کی لڑکی سے نکاح کرنے کے لیے اس کو ایمان میں داخل کرنا ہوگا؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

بوہری فرقے کے بعض عقائد ایسے ہیں جن کی وجہ سے وہ ایمان سے خارج ہے؛

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اس لیے اس فرقہ کی لڑکی کو اسلام میں داخل کئے بغیر اس سے نکاح درست نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

غیر مسلمہ سے مسلمان کا نکاح

سوال: ایک مسلمان مرد نے غیر مسلمہ سے نکاح کیا، عورت اپنے مذہب پر ہے، بھگوان کی پوجا کرتی ہے، اور مرد اپنے اسلام پر ہے، نماز، روزہ کرتا ہے، کیا ایسا نکاح جائز ہے؟ اولاد کس مذہب کی ہوگی؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

یہ نکاح درست نہیں ہے، اولاد زنا کی کہلائے گی، ثابت النسب نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

سابق شوہر کی اولاد سے مطلّقہ کی اولاد کا نکاح

سوال: زید کی شادی ہندہ کے ساتھ ہوئی تھی، کچھ عرصہ بعد زید نے ہندہ کو طلاق دے دیا، ہندہ نے دوسری جگہ شادی کرلی، اور زید نے بھی اپنی شادی کرلی، اب بہت عرصہ بعد دونوں کے یہاں اولاد ہوئی، اور دونوں کی اولاد جوان ہوگئی، اب ان دونوں نے آپس میں رشتہ ناطہ جوڑ کر لڑکا لڑکی کا نکاح کردیا، مثلاً طلاق شدہ عورت کا لڑکا اور مرد کی لڑکی، کیا یہ نکاح جائز ہے یا نہیں؟

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

درست ہے۔﴿واحل لکم ماوراء ذلکم﴾ الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

ایک دوسرے کی بہن سے آپسی نکاح

سوال: ہمارے وہاں ایک کی بہن میرے یہاں، تو میری بہن اس کے وہاں، مطلب کے بہنوں کا ادل بدل کرنا کیسا ہے کہ کسی کی بہن یا کوئی دوسری رشتے کو دے کر، سامنے والی کی بہن یا اور کوئی اس کی رشتے کو ادل بدل لیتے ہیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اگر دونوں کا مہر مقرر کیا جاتا ہے تو یہ درست ہے۔(ہدایہ ۳۲۷/۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

زوجۂ مفقود سے نکاح

سوال: ایک عورت کا شوہر قبل دو سال مفقود ہو گیا، (لوگوں کے کہنے سے معلوم ہوا کہ قتل ہو گیا ہے، مگر کوئی گواہ نہیں ہے) اس درمیان میں وہ عورت کسی کافر کے ساتھ چلی گئی، مگر سمجھا بجھا کر اس کو دوبار لائے، اب اس عورت کے ساتھ ایک مسلمان نکاح کرنا چاہتا ہے، تو اس عورت کے شوہر کو مقتول مان کر نکاح کر سکتا ہے؟ یا وہ مفقود کے حکم میں ہے؟ اگر مفقود ہو تو اس کا حکم کیا ہے؟

تفصیل سے آگاہ فرمائیں، عین کرم ہوگا۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

اگر اس کے قتل کی بات پایۂ ثبوت کو پہنچ جائے، تب اس کے قتل کے دن سے عدت وفات شمار کر کے عدت کے ختم ہونے پر اس عورت کا عقد ثانی ہوسکتا ہے، اور اگر قتل کی بات درست نہ ہو تو عورت حاکم مسلم با اختیار کی عدالت میں اپنا مقدمہ پیش کرے کہ فلاں شخص میرا شوہر ہے جو اتنی مدت سے لاپتہ ہے، مجھے نکاح ثانی کی ضرورت ہے، اس پر حاکم مسلم باقاعدہ واقعات کی تحقیق کرے، اگر عورت کا بیان صحیح ثابت ہو تو شوہر کو تلاش کرائے، مکمل تفتیش کے بعد جب ملنے سے مایوس ہو جائے، تو عورت کو کچھ اور مدت حسب صوابدید انتظار کا حکم دے، اگر اس مدتِ انتظار میں بھی نہ آیا، تو اس پر موت کا حکم لگائے، اس کے بعد عدت موت چار ماہ دس دن گذار کر دوسری جگہ نکاح درست ہوگا، اگر کسی جگہ حاکم مسلم با اختیار نہ ہو تو چند معزز دیندار مسلمانوں کی ایک جماعت بطور پنچایت یہ سب کام کرسکتی ہے، اور اس میں کم از کم ایک معاملہ شناس معتبر عالم کی شرکت بھی ضروری ہے۔ (فتاوی محمودیہ ۴/ ۴۵)

اس کے لیے کتاب "الحیلة الناجزة" کا بھی بغور مطالعہ کرلیا جائے، یہ کتاب اردو میں ہے اور اس میں پوری تفصیل موجود ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۵/ ذوالقعدہ ۱۴۱۱ھ

زوجۂ مفقود کا بغیر فسخ کے نکاح ثانی کرلینا

سوال: زید اور ھندہ کی شادی ۱۱ اپریل ۱۹۸۸ء کو ہوئی۔ شادی کے تقریباً ۵ یا ۶ ماہ بعد سے زید لاپتہ ہے نہ اب تک کوئی خبر دی ہے اور نہ ھندہ کی خبر لی۔ متوقع جگہوں

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

میں تلاش بھی کیا گیا لیکن نہیں ملا۔ مجبوراً ہندہ نے ۲۸/۵/۹۱ کو محمد نسیم سے کورٹ میں جاکر شادی کرلی (کورٹ میرج) باضابطہ کسی سے نکاح نہیں پڑھوایا۔ ابھی ٦ ماہ کی حاملہ ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ اب کیا کیا جائے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

زید کے محض لاپتہ ہوجانے سے ہندہ کا اس کے ساتھ کیا گیا نکاح ختم نہیں ہوتا جب تک شرعی قاضی کے پاس اپنا مقدمہ پیش کرکے نکاح فسخ نہ کرایا جائے وہاں تک ہندہ زید کی بیوی ہے محمد نسیم کے ساتھ اس کا نکاح شرعاً درست نہیں ہوا۔ محمد نسیم کو چاہیے کہ فوراً علاحدگی اختیار کرلے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۳/ رجب المرجب ۱۴۱۲ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

منکوحہ کا قبل از طلاق دوسرے سے نکاح درست نہیں

سوال: عبداللہ نے اپنی نابالغ لڑکی نور جہاں کا نکاح عبدالرحیم سے کیا تھا، اور ابھی تک رخصتی بھی نہیں کی ہے؟ اب صورت حال یہ ہے کہ عبداللہ اپنے داماد عبدالرحیم سے بداخلاق کی وجہ سے سخت ناراض ہے اور اپنی لڑکی نور جہاں کو عبدالرحیم کے یہاں بھیجنا نہیں چاہتا ہے اور لڑکی بھی جانے کے لیے راضی نہیں ہے کہ میں اپنے شوہر عبدالرحیم کے نکاح میں ہوں اور نور جہاں جب کہ وہ اس وقت بالغ ہے، اپنے اس نکاح کو جو کہ اس کے باپ نے نابالغی کے زمانے میں کیا ہے اس نکاح سے ہٹ کر دوسرا نکاح اپنے ماں باپ کے راضی سے کرسکتی ہے یا نہیں؟ اور پہلے نکاح کا کیا حکم ہوگا، شوہر کو طلاق

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

دینی پڑے گی یا نہیں؟ یا خود لڑکی نکاح کو باقی رکھ سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

نور جہاں کی نابالغی کی حالت میں اس کے باپ عبداللہ نے اس کا جو نکاح عبدالرحیم سے کرایا تھا وہ منعقد ہو چکا ہے، اس لیے اب جب تک کہ عبدالرحیم نور جہاں کو بذریعہ طلاق اپنے نکاح سے علیحدہ نہ کرے وہاں تک نور جہاں کا نکاح دوسرے آدمی سے جائز نہیں ہے۔ (درمختار مع الشامی ۳/۳۲۹، ۳۳۰) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۶ رجب ۱۴۱۳ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

نو مسلمہ سے نکاح

سوال: دو غیر مسلم میاں بیوی ہیں، اور بیوی کسی مسلمان سے نکاح کا ارادہ کرتی ہے تو سوال یہ ہے کہ غیر مسلم بیوی کا اپنے غیر مسلم شوہر سے طلاق لینا ضروری ہے یا مسلمان مرد کے ساتھ نکاح کرنے سے غیر مسلم خاوند کے نکاح سے نکل جائے گی جب کہ وہ اسلام قبول کر لے گی۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

قبول اسلام کے بعد تین حیض گزرنے پر زوجین میں از خود تفریق واقع ہو جائے گی (بشرطیکہ اس دوران میں شوہر اسلام قبول نہ کرے) اس کے بعد تین حیض عدت کے واجب ہوں گے۔ (درمختار شامی ۲/۳۹۰، ۳۹۱ باب نکاح الکافر) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۹/ رجب ۱۴۱۸ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

سوتیلی خالہ کے ساتھ نکاح

سوال : دو سگی بہن ایک باپ سے ہو تو کیا دوسری کا بیٹے کے ساتھ نکاح ہو سکتا ہے؟ یعنی سوتیلی خالہ کے ساتھ نکاح درست ہو سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب : حامداً و مصلیاً و مسلماً

اگر کوئی دوسرا سبب حرمت نہیں ہے، تو یہ نکاح درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۹/ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۰ھ

الجواب صحیح: عباس داود بسم اللہ

چھوٹے بھائی کی بیوہ سے نکاح

سوال : چھوٹے بھائی کی وفات کے بعد چھوٹے بھائی کی بیوی سے بڑا بھائی بعد عدت نکاح کرنا چاہے تو یہ صورت جائز ہے یا نہیں؟

الجواب : حامداً و مصلیاً و مسلماً

چھوٹے بھائی کی وفات کے بعد اس کی بیوی سے بڑا بھائی بعد عدت نکاح کر سکتا ہے، اس عورت کا مرحوم چھوٹے بھائی کی بیوہ ہونا بڑے بھائی کے حق میں نکاح سے مانع نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۸/ رمضان المبارک ۱۴۲۰ھ

الجواب صحیح: عباس داود بسم اللہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ایک بیوی کے لڑکے کا دوسری بیوی کی بہن سے نکاح کا حکم

سوال: زید جس کی پہلی بیوی زینب ہے اس سے ایک لڑکا پیدا ہوا اور وہ زینب مرگئی پھر زید نے مریم سے شادی کی اور مریم کی سگی بہن اس کا نام فاطمہ ہے۔ اب زید کا لڑکا جو زینب سے پیدا ہوا تو وہ مریم کی بہن فاطمہ سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں آپ اس کا جواب دیں۔

نوٹ: زید نے مریم سے وطی کر بھی لی تو آپ اب اس مسئلہ کا جواب دیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

زید کی پہلی بیوی زینب کے بطن سے پیدا شدہ لڑکے کا نکاح زید کی دوسری بیوی مریم کی سگی بہن فاطمہ سے درست ہے، بشرطیکہ اور کوئی سبب حرمت دونوں کے درمیان نہ ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۶/ جمادی الاخری ۱۴۱۴ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

چچازاد بھائی کی لڑکی سے نکاح

سوال: مسئلہ یہ ہے کہ ایک مرد ہے یعنی کہ زید ہی اور اس کا چچازاد بھائی ہے اس چچازاد بھائی کی لڑکی سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

چچازاد بھائی کی لڑکی سے نکاح درست ہے بشرطیکہ دوسرا کوئی سبب حرمت

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

دونوں کے درمیان نہ ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۶/ جمادی الاخری ۱۴۱۴ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

رضا خانی سے رشتۂ نکاح

سوال: رضا خانی گھرانے میں اپنی لڑکیوں کا رشتہ کرنا کیسا ہے؟ اکثر بڑوں سے سنا ہے کہ ان کے عقائد میں فتور ہے، آخر وہ کونسے عقائد ہیں جن کی وجہ سے یہ ممانعت سامنے آرہی ہے؟ برائے مہربانی دلائل کی روشنی میں اس بات کا جواب دیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

رضا خانی حضرات کے عقائد اگر کفر کی حد تک پہنچ چکے ہیں تب تو ان سے رشتۂ نکاح جائز ہی نہیں، اور اگر کفر کی حد تک نہیں پہنچے ہیں تو رشتہ کرنا تو جائز ہے کہ آخر وہ بھی مسلمان ہیں اگرچہ مبتدع (بدعتی) ہیں؛ مگر ایسے لوگوں سے رشتۂ موانست ومناکحت مناسب نہیں ہے، حدیث شریف میں آیا ہے: لا تجالسوھم ولا تناکحوھم الحدیث ترجمہ: نہ ان کے ساتھ بیٹھو اور نہ ان سے نکاح کرو۔ (فتاویٰ دار العلوم ۷/ ۱۵۸)

رضا خانی حضرات کے عقائد کی تفصیل اور ان کے عقائد کی تردید کے لیے مذکورہ ذیل کتب کا مطالعہ کیجیے:

(۱) براہین قاطعہ، حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارن پوری رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے، اور انوار ساطعہ کے رد میں لکھی گئی ہے۔ (۲) الجنۃ لاہل السنۃ، یہ مفتی عبد الغنی صاحب صدر مدرس مدرسہ امینیہ دہلی کی تصنیف ہے۔ (۳) راہ سنت، یہ مولانا محمد سرفراز

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

خاں صاحب صفدر کی تصنیف ہے، اس میں تمام بدعات مروجہ کی تردید کی گئی ہے۔
فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد عبد القیوم راجکوٹی
الجواب صحیح: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۶/ذی القعدہ ۱۴۲۰ھ

مزنیہ لڑکی سے کنوارے لڑکے کا نکاح کرنا

سوال: ایک لڑکی شادی شدہ نہیں ہے، ابھی تک نکاح ہوا نہیں ہے، اور اس کے ماں باپ کے گھر پر ہے اور زنا کاری کی وجہ سے حمل رہ گیا، اور اس کے بعد عزت وآبرو کی وجہ سے حمل ساقط کروادیا تو اس سے نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اور لڑکا کنوارا ہے یعنی غیر شادی شدہ ہے تو اس زنا کار لڑکی سے نکاح ہوسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

صورتِ مسئولہ میں اس لڑکی سے نکاح کرنا شرعاً درست ہے، کوئی حرج کی بات نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاءہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۸/ رمضان المبارک ۱۴۲۸ھ
الجواب صحیح: عبد القیوم راجکوٹی

غیر کفو میں نکاح

سوال: زید اکیس سال کا ہے، اس نے پڑوسی کی لڑکی سے پیار کیا، اور اس کے والدین سے نکاح کی درخواست کی، لڑکی کے والد نے رشتہ نامنظور کرتے ہوئے لڑکی کی منگنی کہیں اور کردی، لڑکا لڑکی گھر سے فرار ہوجاتے ہیں، اور لڑکے نے اپنے چند

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

دوستوں کی مدد سے شرعی نکاح کیا، لڑکی نے اپنی عمر کے لیے کورٹ کا تصدیق نامہ پیش کیا اور بتایا کہ وہ ۱۹/سال کی ہے، نکاح درست ہوا یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اگر لڑکا کفو نہیں ہے تو ولی کی رضامندی کے بغیر یہ نکاح (مفتی بہ قول کی بناء پر) درست نہیں ہوگا۔

ويفتى في غير الكفو بعدم جوازه أصل، وهو المختار للفتوىٰ لفساد الزمان. (درمختار) هذا إذا كان لها ولي لم يرض به قبل العقد فلايفيد الرضا بعده، بحر وأما إذا لم يكن لها ولي فهو صحيح، نافذ، مطلقا اتفاقا (درمختار شامی۲ /۳۲۲،۳۲۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

عجم میں کفو کی حیثیت اور حسب نسب پر بے جا فخر و تفاخر

سوال: میں ایک گاؤں میں امامت کرتا ہوں وہاں کے لوگ دیسائی خاندان کے ہیں وہ لوگ کہتے ہیں کہ: دنیا میں سب سے بڑا اور اونچا خاندان ہے تو ہمارا ہے اس سے بڑھ کر کوئی خاندان نہیں ہے، باقی سب خاندان ہمارے سے نیچے اور چھوٹے ہیں؛ اس لیے وہ کوئی دوسرے خاندان کی لڑکی یا لڑکے سے شادی کرنے کو عیب سمجھتے ہیں، مثلاً: مکاندان، مجاور، شیخ، جمعدار، گوندی وغیرہ نہ معلوم ابھی کتنے خاندان ہیں مجھے تو اس کا علم نہیں، کیا ان کا اپنے خاندان کو اونچا سمجھنا اور دوسرے خاندان کو نیچا (کمتر) سمجھنا اور دوسرے خاندان کی لڑکیاں یا لڑکے سے شادی کرنے کو عیب سمجھنا غلط ہے یا

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

صحیح ہے؟ اور خاندان کا جو رواج ہے فلاں خاندان فلاں خاندان، کیا وہ قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

باری تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: ﴿یٰاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰی وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ﴾. (الحجرات: ۱۳)

ترجمہ وخلاصہ وتفسیر: اے لوگو! میں نے تم (سب) کو ایک مرد اور ایک عورت (یعنی آدم وحوا) سے پیدا کیا ہے (اس لیے اس میں تو سب انسان برابر ہیں) اور (پھر جس بات میں فرق رکھا ہے کہ) تم کو مختلف قومیں اور (پھر ان قوموں میں) مختلف خاندان بنایا (یہ محض اس لیے) تا کہ ایک دوسرے کو شناخت کر سکو (جس میں بہت سی مصلحتیں ہیں؛ اس لیے کہ ایک دوسرے پر تفاخر کرو؛ کیوں کہ) اللہ کے نزدیک تم سب میں بڑا شریف وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیز گار ہو (اور پرہیز گاری ایسی چیز ہے جس کا پورا حال کسی کو معلوم نہیں؛ بلکہ اس کے حال کو محض) اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا اور پورا خبر دار ہے (اس لیے کسی نسب اور قومیت پر فخر نہ کرو)۔

معارف ومسائل: اس آیت میں ایک جامع تعلیم انسانی مساوات کی ہے کہ کوئی انسان دوسرے کو کمتر یا رذیل نہ سمجھے اور اپنے نسب اور خاندان یا مال و دولت وغیرہ کی بنا پر فخر نہ کرے؛ کیوں کہ یہ چیزیں درحقیقت تفاخر کی نہیں ہیں، پھر اس تفاخر سے باہمی مفاخرت اور عداوت کی بنیادیں پڑتی ہیں؛ اس لیے فرمایا کہ: تمام انسان ایک ہی ماں باپ کی اولاد ہونے کی حیثیت سے بھائی بھائی ہیں اور خاندان اور قبائل ہے،

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

مال و دولت کے اعتبار سے جو فرق اللہ تعالیٰ نے رکھا ہے وہ تفاخر کے لیے نہیں ہے؛ بلکہ تعارف کے لیے ہے۔

قرآنِ کریم نے اس آیت میں واضح کر دیا کہ حق تعالیٰ نے اگرچہ سب انسانوں کو ایک ہی باپ اور ماں سے پیدا کر کے سب کو بھائی بھائی بنا دیا ہے؛ مگر پھر اس کی تقسیم مختلف قوموں، قبیلوں میں جو حق تعالیٰ ہی نے فرمائی ہے، اس میں حکمت یہ ہے کہ لوگوں کا تعارف اور شناخت آسان ہو جائے، مثلاً ایک نام کے دو شخص ہیں تو خاندان کے تفاوت سے ان میں امتیاز ہو سکتا ہے اور اس سے دور اور قریب کے رشتوں کا علم ہو سکتا ہے اور نسبی قرب و بعد کی بنیاد پر ان کے حقوقِ شرعیہ ادا کیے جاتے ہیں، عصبات کا قرب و بعد معلوم ہوتا ہے جس کی ضرورت تقسیمِ میراث میں پیش آتی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ نسبی تفاوت کو تعارف کے لیے استعمال کرو، تفاخر کے لیے نہیں۔

(معارف القرآن ۸/ ۱۲۴-۱۲۵)

حضراتِ فقہا نے تصریح فرمائی ہے کہ: عجم میں نسب کے اعتبار سے کفائت کا اعتبار نہیں، اس لیے کہ انھوں نے اپنے انساب کو محفوظ نہیں رکھا، فقہا کی اس تصریح کے بعد بھی آپ کی بستی کے رہنے والے عجمی حضرات کا اپنے آپ کو سب سے اونچا سمجھنا معتبر نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد خانپوری، ۲/ محرم الحرام ۱۴۲۴ھ

الزام لگانے والی بدچلن عورت سے نکاح پر مجبور کرنا

سوال: ایک عورت جو کہ بدچلن تھی، نکاح سے پہلے غیر مسلم کے ساتھ گھر سے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کئی روز لاپتہ تھی، اس کے بعد کسی بھی طرح فوراً نکاح کر دیا گیا، اس کے بعد چار بچے کی ماں بنی، اس کے بعد بیوہ ہوگئی، چار سال کے عرصہ میں اس کے یہاں کئی لوگوں کا آنا جانا تھا، اس صورت میں بیوہ عورت ایک بچہ کی ماں بنی، اس عورت نے ایک شادی شدہ شخص پر الزام لگایا کہ یہ بچہ اس کا ہی ہے، اور گاؤں کے بعض لوگ اس آدمی پر دباؤ ڈال کر نکاح کے لیے آمادہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں جب کہ وہ آدمی اپنے بے گناہی کا ثبوت دینے کے لیے تیار ہے، مگر کوئی اس کی ایک بات بھی سننے کو تیار نہیں، اور بہت مجبور کیا جا رہا ہے، اور اس میں ۱۰۰۰۰/ روپیہ مہر اور چار بچہ کی پرورش کی ذمہ داری پر مجبور کیا جا رہا ہے؛ جب کہ بیوہ عورت کے بدچلن ہونے کے ثبوت موجود ہیں، اس صورت میں اس شخص کو کیا کرنا چاہیے؟ ۱۰۰۰۰/ روپیہ مہر اور چار بچے جبراً سپرد کیا جاوے، ایسا کرنا جائز ہے یا حرام یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

شرعی ثبوت کے بغیر کسی پر زنا کی تہمت لگانا گناہ کبیرہ ہے، اور اس عورت کی ایسی بات کو بنیاد بنا کر اس آدمی پر نکاح کے لیے دباؤ ڈالنا حرام ہے، جو لوگ ایسا کریں گے گنہ گار ہوں گے، جب وہ چار بچے اس آدمی کی اولاد نہیں ہیں؛ بلکہ مرنے والی کی اولاد ہیں تو ان بچوں کی پرورش کی ذمہ داری اس آدمی پر نہیں ہے؛ بلکہ جو لوگ ان بچوں کے ذی رحم محرم رشتہ دار ہیں، ان پر بچوں کا نفقہ ہوگا؛ بشرطیکہ ان بچوں کی ملک میں ایسا مال موجود نہ ہو جس سے ان کا نفقہ ادا کیا جا سکے۔

جب جبراً کسی کے ساتھ نکاح کرا دینا گناہ ہے، تو اس طرح دس ہزار روپیہ زر مہر اس پر ڈالنا بھی گناہ ہے؛ البتہ اگر جبراً نکاح کرا دیا ہے، اور اس نے زبان سے قبول

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کرلیا تو وہ نکاح درست ہو گیا، اور دس ہزار مہر اس نے خوشی سے منظور نہیں کیا ہے تو اس عورت کا مہر مثل واجب ہے، اور زیادتی باطل ہو گی۔ (شامی ۵/ ۹۵)

مہر مثل کا مطلب یہ ہے کہ اس عورت کے باپ کے گھرانے میں سے کوئی دوسری عورت دیکھو جو اس کے مثل ہو، یعنی: اگر یہ کم عمر ہے، تو وہ بھی نکاح کے وقت کم عمر ہو، اگر یہ خوبصورت ہو تو وہ بھی خوبصورت ہو، اس کا نکاح کنوارے پن میں ہوا، اور اس کا نکاح بھی کنوارے پن میں ہوا ہو، نکاح کے وقت جتنی مالدار یہ ہے، اتنی ہی وہ بھی تھی، جس دیس کی یہ رہنے والی ہے اسی دیس کی وہ بھی ہے، اگر یہ دین دار، ہوشیار، سلیقہ دار، پڑھی لکھی ہے تو وہ بھی ایسی ہی ہو؛ غرض جس وقت اس کا نکاح ہوا ہے، اس وقت ان باتوں میں وہ بھی اسی کے مثل تھی جس کا اب نکاح ہوا، تو جو مہر اس کا مقرر رہا تھا وہی اس کا مہر مثل ہے۔ (بہشتی زیور ۴/ ۱۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۰/ ربیع الاول ۱۴۱۰ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

عدت میں شوہرِ اول سے نکاح کرنا

سوال: زید نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں، اور طلاق کی عدت گزرنے کے بعد زید نے اپنی طلاق شدہ بیوی سے ہمبستری کی؛ چناں چہ وہ حاملہ ہو گئی پھر تین ماہ بعد حالت حمل میں اس نے دوسرے مرد سے حلالہ کے لیے نکاح کیا، شوہر ثانی نے حلالہ کے بعد اس کو کچھ دنوں بعد تین طلاقیں دے دی، اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس عورت کا نکاح شوہر (زید) اول سے (حالتِ مدت) عدت میں کر سکتے ہیں؟ جب کہ حمل بھی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اسی شوہر اول کا ہی ہے یا عدت طلاق کی مدت (وضع حمل) گزارنا ضروری ہے؟ اگر عدت کے گزرنے کا انتظار کرتے ہیں تو مزید حرام کاری ہوتے رہنے کا خطرہ یقینی ہے۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

شوہرِ اول زید کے تین طلاق دے دینے اور عدت گزارنے کے بعد اس نے مطلقہ کے ساتھ ہمبستری کی، اور اس کے نتیجہ میں جو حمل ٹھہرا وہ زنا کا حمل ہے، اس لیے ایسی حاملہ کے ساتھ دوسرے مرد نے جو نکاح کیا وہ درست ہے؛ البتہ اس دوسرے شوہر کو چاہیے کہ جب تک وہ حاملہ ہے اس کے ساتھ وطی نہ کرے، اس کے باوجود اگر اس دوسرے شوہر نے اس عورت کے ساتھ وطی کرلی، اور اس کے بعد تین طلاق دے دی، تو عدت کے بعد اس عورت کا نکاح شوہر اول کے ساتھ ہوسکتا ہے، اور چوں کہ یہ عورت بوقت طلاق حاملہ ہے، اس لیے اس کی عدت وضع حمل (یعنی بچہ پیدا ہونے) تک ہے، عدت گزارے بغیر شوہر اول سے یا کسی اور سے نکاح نہیں ہوسکتا، حرام کاری کے اندیشہ کی وجہ سے عدت ساقط نہیں ہوتی، جماعت مسلمین کو چاہیے کہ ان کو حرام کاری سے باز رکھے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۳/شعبان المعظم ۱۴۱۰ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

طلاقِ رجعی میں عدت کے بعد دوبارہ نکاح

سوال: ایک شخص نے اپنی بیوی کو ایک طلاق دی، بیس سال کے بعد دونوں راضی برضا ملنا چاہتے ہیں، اس کی کیا صورت ہوگی؟

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

اگر شوہر نے ایک طلاق دی تھی اور رجوع نہیں کیا، یہاں تک کہ بیس سال بیت گئے، اور اب وہ دونوں دوبارہ ازدواجی تعلق قائم کرنا چاہتے ہیں، تو عقد نکاح کے ذریعہ کر سکتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۵/ذوالقعدہ ۱۴۱۴ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

تین طلاق کے بعد عدت میں نکاح

سوال: محمد نے مریم سے سِوِل نکاح کیا، اور بعد میں محمد کے گھر کچھ گڑبڑ کی وجہ سے محمد نے مریم کو تین طلاق دے دی، اور ابھی مریم نے نہ عدت پوری کی تھی نہ حلالہ کروایا تھا، کہ پھر سے (نکاح کر کے) محمد اور مریم ساتھ میں رہنے لگے، یہاں تک کہ ان کے یہاں ایک اولاد بھی پیدا ہوگئی، تو اس صورت میں ابھی بھی نکاح صحیح کرنا ہوگا اور شرعی حیثیت سے تو مریم کو ابھی عدت گزارنا ہوگی اور حلالہ کروانا ہوگا؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

محمد نے جب اپنی بیوی مریم کو تین طلاق دے دی تو وہ اس پر حرام ہو چکی ہے، اب جب تک کہ شرعی حلالہ نہ ہو محمد کا نکاح مریم کے ساتھ درست نہیں ہے۔ شرعی حلالہ کی صورت یہ ہے کہ: عدت گزار کر یہ عورت دوسرے آدمی کے ساتھ بلا کسی پیشگی شرط کے نکاح کرے، اور یہ دوسرا شوہر اس کے ساتھ صحبت کرے، اس کے بعد اس کا انتقال ہو جائے یا کسی وجہ سے وہ اس کو طلاق دے، تو اب اس کی عدت گزار کر یہ عورت محمد

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کے ساتھ نکاح کرسکتی ہے۔

صورتِ مسئولہ میں تین طلاق کے بعد شرعی حلالہ کے بغیر عدت کے اندر ہی محمد نے جو نکاح کیا تھا، وہ درست نہیں ہوا، اب بھی وہ عورت محمد پر حرام ہے؛ اس لیے فوری طور پر دونوں میں جدائی کرادی جائے، اس کے بعد یہ عورت تین حیض گزار کر دوسرے مرد سے نکاح کرے اور وہ صحبت بھی کرے، اس کے بعد اگر وہ طلاق دے یا اس کی وفات ہوجائے تو عدتِ طلاق یا وفات گزار کر اس کا نکاح محمد سے ہوسکتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۰؍صفر ۱۴۲۱ھ
الجواب صحیح: عباس داود بسم اللہ

حاملہ عورت سے نکاح کا حکم

سوال: حالت حمل میں کسی غیر عورت سے نکاح جائز ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

آپ کا سوال سمجھ میں نہیں آیا، اس لیے کہ حالت حمل میں نکاح کرنے والی تو عورت ہی ہوگی، بھلا وہ دوسری سے کیسے نکاح کرے گا؟ نیز یہ بھی بتلائیں کہ کیسے یہ حمل قرار پایا؟ نکاح سے یا زنا سے؟ اگر یہ حمل والی پہلے کسی کے نکاح میں تھی، اور اس شوہر کا وہ حمل ہے تو لامحالہ اس شوہر نے طلاق دی ہے، یا اس کی وفات ہوئی ہے، دونوں صورتوں میں اس کے لیے عدت ضروری ہے، جو وضع حمل ہے، اس لیے جب تک بچہ پیدا نہ ہوجائے، وہ عورت عدت ہی میں ہے، اور عدت میں نکاح درست

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

نہیں ہوتا، اور اگر یہ کسی کے نکاح میں نہیں تھی؛ بلکہ غیر منکوحہ ہونے کے باوجود زنا کے نتیجے میں حمل ٹھہرا ہے، تو زنا کا حمل ہوتے ہوئے اس کے ساتھ نکاح درست ہے، البتہ یہ شوہر جب تک وضع حمل نہ ہو اس کے ساتھ وطی نہ کرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۵/ ذو القعدہ ۱۴۱۳ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

تفویض طلاق کی شرط پر نکاح

سوال: زید نے ہندہ کو نکاح کا پیغام دیا، جواب میں ہندہ نے کہا کہ اگر زید مجھے طلاق کا اختیار تفویض کرے تو میں نکاح کروں گی، شریعت کے مطابق ہندہ کو یہ شرط لگانے کا حق حاصل ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

نکاح کے بعد مستقبل میں شوہر کی طرف سے پیش آنے والی ممکنہ زیادتیوں سے حفاظت کے پیش نظر اگر عورت اپنے ہونے والے شوہر سے اس قسم کا کابین نامہ لکھوانا چاہے جس میں طلاق کا اختیار عورت کے ہاتھ میں دیا گیا ہو؛ تاکہ بوقت ضرورت اس سے کام لے سکے؛ یہ شرعاً جائز ہے، اس مسئلہ کی پوری تفصیل "الحیلة الناجزة" میں زیر عنوان "تفویضِ طلاق بوقتِ نکاح" دیکھی جاسکتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

ہندو آشرم میں مسلمان کا نکاح

سوال: ہندو کا بہت بڑا آشرم (استھان) ہے جیسے مسلمانوں کا مدرسہ ہوتا ہے،

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اب ہندو کے اس آشرم کی جانب سے یہ اعلان کیا جا رہا ہے کہ جس آدمی کو بھی سمو شادی کرنی ہو وہ آدمی یہاں سے دیے گئے فارم کو پُر کرے اور اپنے اپنے مذہب اور دھرم کے مطابق یہاں سے شادی کر کے جائے بغیر کسی خرچ کے، کھانا پینا سب خرچ ہندو کا یہ ادارہ اٹھا رہا ہے، تو مسلمان کے لیے اس ادارہ کے ماتحت وہاں جا کر اپنے مولانا سے نکاح پڑھوانا جائز ہے یا نہیں، جب کہ اس ہندو کے روپیہ کے بارے میں بھی پتہ نہیں کہ وہ روپیہ سود کا ہے یا کیسا ہے؟ ہمارے تعلقہ مہوا کے تحت کھونٹڑا گاؤں میں اس طرح کا ایک بڑا آشرم ہے جہاں سے یہ اعلان کیا جا رہا ہے جس کی تاریخ مارچ میں طے پائی ہے۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

اگر وہاں پر پڑھایا جانے والا عقد نکاح شریعت کے بتلائے ہوئے طریقہ کے مطابق ہے تو وہ نکاح تو درست کہلائے گا؛ لیکن مصارف نکاح (اور وہ بھی کھانا وغیرہ جس کی شرعاً کوئی حیثیت نہیں ہے) وہ ادارہ اٹھا رہا ہے اس لیے وہاں عقد نکاح کے لیے جانا ایک مؤمن کی غیرت ایمانی کے خلاف ہے، قطع نظر اس سے کہ ان کا روپیہ حلال کا ہے یا حرام کا، اسلام کے بتلائے ہوئے سادہ طریقہ کے مطابق نکاح کیا جائے تو اس طرح غیر مسلم اداروں کا ممنون و احسان مند بننے کی ضرورت بھی پیش نہیں آئے گی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

فون پر نکاح وطلاق

سوال: فون پر نکاح، فون پر ہی طلاق کیا یہ جائز ہے؟ واضح فرمائیں۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

(الجواب): حامداً و مصلیاً و مسلماً

فون پر نکاح درست نہیں؛ البتہ فون پر دی ہوئی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

فون اور انٹرنیٹ پر نکاح کی صورتیں

(سوال): غائبانہ نکاح کے متعلق صورتیں:

(۱) مجلس نکاح پاکستان میں منعقد ہے، دولہن موجود ہے، دولہا بیرون پاکستان ہے، نکاح خواں دولہا سے فون پر لڑکی اور گواہوں کا نام لے کر کہتا ہے کہ تمھارا نکاح فلاں لڑکی سے کر دیا تم نے قبول کیا اور لڑکا فون پر کہتا ہے میں نے قبول کیا اور لڑکے کی قبولیت کو حاضرین مجلس سب بہ یک وقت سنتے ہیں یہ نکاح شرعاً منعقد ہوگا؟

(۲) موجودہ ترقیاتی ٹکنالوجی کے دور میں فون پر ایک مجلس کا انعقاد کانفرنس فون کے نام سے ہوتا ہے جس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ ایک ہی وقت میں لوگ مختلف ملکوں میں اپنی اپنی جگہ پر ہوتے ہیں اور فون پر ہر ایک ایک دوسرے کی بات سنتا بھی اور جواب بھی دے سکتا ہے اور بحث و مباحثہ بھی کر سکتا ہے اور اسے ہر آدمی اپنی اپنی جگہ پر اپنے ملک میں سنتا ہے اور بحث میں حصہ لیتا ہے، اس قسم کے فون پر ایک مجلس نکاح مثلاً پاکستان یا انڈیا میں منعقد ہوتی ہے، دولہن پاکستان یا انڈیا میں ہے اور دولہا برطانیہ یا یورپ میں ہے اور فون پر اس سے لڑکی اور گواہوں کے نام لے کر ایجاب یا قبول کرایا جاتا ہے جسے شرکائے مجلس میں سے ہر شخص سنتا ہے اس طرح فون پر شرعاً نکاح منعقد ہو جائے گا؟

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

۳ انٹرنیٹ پر نکاح کے سلسلے میں ایک صورت گفتگو اور تصویر کی بھی ہے جس کی تفصیل یہ ہے کہ کانفرنس فون کے مانند ہر شخص اپنے اپنے ملک میں اپنی جگہ پر ہے مثال کے طور پر مجلس نکاح پاکستان میں انٹرنیٹ پر منعقد ہے اور دلہن پاکستان میں اور دولہا برطانیہ میں دونوں طرف ایک دوسرے کی تصویر دیکھی جاتی ہے اور دونوں طرف کی گفتگو بھی سنی جاتی ہے کیا اس طرح انٹرنیٹ پر ہونے والا نکاح شرعاً منعقد کہا جائے گا؟

نکاح کے شرعاً انعقاد کے لیے فقہا ایجاب وقبول کے لیے اتحاد مجلس شرط قرار دیتے ہیں، مذکورہ بالا فون اور انٹرنیٹ پر ہونے والے نکاح کی صورتوں میں اتحاد مجلس کی شرط پوری ہو جاتی ہے؟

ڈاکٹر تنزیل الرحمن نے مجموعۂ قوانین اسلامی میں بحث اتحاد مجلس کے تحت فون پر نکاح کے جواز کے بارے میں یوں لکھا ہے: موجودہ دور میں رسل ورسائل کی ترقی اور آسانی کے پیش نظر فون پر بھی نکاح کا ایجاب وقبول ہو سکتا ہے بہ شرطے کہ ایجاب وقبول کو دونوں گواہان بھی بہ یک وقت سن سکیں اور آواز پہچانتے ہوں۔ (۱۲۱/۱)

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

خرید وفروخت اور نکاح وغیرہ عقد کے انعقاد میں ایجاب وقبول کا مجلس واحد میں ہونا ضروری قرار دیا گیا ہے، یہاں مجلس سے جگہ کا ایک ہونا مراد ہے؟ اس کی تصریح نظر سے نہیں گذری بلکہ اس سلسلے میں جو جزئیات کتب فقہ میں موجود ہیں ان کے بہ غور مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ متعاقدین ایک دوسرے سے دور الگ الگ جگہ پر بیٹھے ہوئے ہیں، لیکن دونوں ایک دوسرے کو دیکھ رہے ہیں اور اس دوری کی وجہ سے ان

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کی گفتگو میں کوئی غلط فہمی پیدا نہیں ہو رہی ہے بلکہ دونوں فریق دوری کے باوجود ایک دوسرے کی بات کو خوب اچھی طرح سمجھ رہے ہیں تب بھی باوجود دوری کے عقد درست قرار دیا جائے گا۔ درر الحکام میں فتاویٰ بزازیہ اور مجمع الانہر کے حوالے سے لکھا ہے:

إذا كان المتبايعان متباعدين لكنهما بحيث يرىٰ أحدهما الآخر فتباعدهما لا ينافي اتحاد المجلس ولا يمنع انعقاد البيع (بزازیہ) مالم يكن التباعد يؤدي إلى التباس واشتباه في كلامهما أي في الإيجاب والقبول الذين يقعان بينهما. (مجمع الانہر) (درر الحکام شرح مجلة الاحکام ۱۳۲)

اس طرح یہ جزئیہ بھی موجود ہے کہ متعاقدین ایک جگہ پر موجود ہیں اور ایک نے ایجاب کے الفاظ ادا کیے اور دوسرے کی طرف سے قبول کے الفاظ کہے جائیں اس سے پہلے دونوں میں سے کسی ایک کی طرف سے کوئی ایسا اقدام (فعل یا قول) ہوا جو اعراض پر دلالت کرنے والا ہے تو عقد درست نہ ہوگا اور اگر کوئی ایسا اقدام (قول یا فعل) ہوا جو اعراض پر دلالت نہیں کرتا ہے تو عقد درست ہوگا حالاں کہ پہلی صورت میں جگہ ایک ہونے کے باوجود عقد کے درست نہ ہونے کا حکم لگایا گیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خود جگہ مقصود نہیں اور لفظ مجلس سے مراد جگہ نہیں بلکہ دونوں کا عقد کو انجام دینے کے لیے ایک دوسرے سے ملنا اور اس مقصد کے لیے جمع ہونا مراد ہے۔

چناں چہ مجلة الاحکام میں مجلس بیع کی تعریف مندرجۂ ذیل الفاظ سے کی گئی ہے: مجلس البيع هو الاجتماع الواقع لعقد البيع. (درر الحکام ۱/۱۳۲)

اس کی شرح کرتے ہوئے صاحب درر الحکام فرماتے ہیں:

ويرد على هذه المادة أن المجلس اسم مكان بمعنى مكان استقرار

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الناس أما الاجتماع فهو وصف المتبايعين فحمل لفظ "اجتماع " على المجلس غيرجائز وغير صحيح والجواب من وجهين:الأول: أن الكلام على حذف مضاف تقديره ''محل الاجتماع''على حد قوله تعالى ﴿واسأل القرية﴾ [يوسف:٨٢] أي أهل القرية.الثاني - أنا لا نسلم أن المجلس اسم مكان بل هو مصدر ميمي فيكون معنى مجلس البيع ''الجلوس لأجل البيع''. (درر الحكام شرح مجلة الأحكام ١/١٣٢)

مجلس کے مفہوم کوواضح کرنے کے لیے چند عبارتیں درر الحکام شرح مجلة الاحکام سے نقل کی جاتی ہے:

(المادة:١٨٢) المتبايعان بالخيار بعد الإيجاب إلى اٰخر المجلس، مثلا: لو أوجب أحد المتبايعين البيع في مجلس البيع بأن قال: بعت هذا المال أو اشتريت ولم يقل الاخر على الفور اشتريت أو بعت بل قال ذلك متراخيا قبل انتهاء المجلس ينعقد البيع وإن طالت تلك المدة.

(درر الحكام ١/ ١٣٢)

ويعلم مما تقدم أن الإيجاب لا يبطل بتراخي القبول في المجلس وإن كان التراخي طويلا سواء أكان الإيجاب خطابا أم كتابة الدرر انظر المادة ٧٣. أما إذا وقع في المجلس من أحد العاقدين بعض الأمور المذكورة في المادة التالية كصدور قول أو فعل يدل على الإعراض أو افتراق العاقدين فقد بطل خيار المجلس؛ لأن الإيجاب يبطل بالإعراض والتفرق.

وإنما قلنا: إن خيار القبول يمتد إلى اٰخر المجلس مهما طال؛ لأن الإنسان مضطر إلى التفكير والتروي في أموره فجعل خيار المجلس ممتدا إلى اٰخره لذلك تيسيرا، وبما أن المجلس جامع للمتفرقات فقد

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

عدت ساعاته ساعة واحدة دفعا للحرج ولو جعل خيار القبول لا يمتد إلى اٰخر المجلس كان فورا للزم الحرج والحرج مدفوع بالنص حيث قال تعالى ﴿وما جعل عليكم في الدين من حرج﴾ [الحج:٧٨]، وقال ﴿يريد الله بكم اليسر ولا يريد بكم العسر﴾ [البقرة: ١٨٥] وقال عليه الصلاة والسلام يسروا ولا تعسروا الزيلعي. (أيضا ١/١٣٣)

إذا أوجب أحد المتبايعين البيع وكان الآخر قائما فجلس وقبل البيع فالبيع ينعقد يعني أن قعود القابل بعد الإيجاب لا يمنع صحة القبول وكذلك إذا أوجب أحد المتبايعين البيع وكان في يد الآخر كأس ماء أو لقمة خبز فشرب الماء أو أكل اللقمة ثم قبل البيع فالبيع ينعقد. (أيضاً ١/١٣٣)

أما إذا انفض المجلس كاشتغال أحد المتبايعين بأكل الطعام ثم قبوله بالإيجاب يبطل ولا يبقى محل للقبول لتبدل المجلس لو نام أحد المتبايعين قاعدا بعد الإيجاب ثم أفاق من نومه فقبل الاخر فالبيع ينعقد أما إذا نام مضطجعا فيعتبر المجلس منفضا ولا ينعقد البيع بقبول الاخر بعد إفاقته، ولو قال البائع في مجلس: بعت مالي هذا من فلان الغائب عن المجلس ثم حضر ذلك الغائب قبل انفضاض المجلس وقبل البيع فالبيع ينعقد هندية.(أيضا١/١٣٣)

ويستثنى مما قلنا فيه بامتداد خيار القبول إلى اٰخر المجلس أن يكون التبايع بين اثنين سائرين أثناء سيرهما ماشيين فإن القبول والحالة هذه يجب أن يتصل بالإيجاب كما سيتضح في محله.(أيضا١/١٣٣)

يشترط في البيع اتحاد المجلس أي حصول الإيجاب والقبول في مجلس واحد وعلى هذا إن اختلف مجلس البيع فالبيع لا ينعقد هندية. (أيضا ١/١٣٣)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

واتحاد المجلس يكون بعدم الاشتغال في المجلس بشيء غير سبب العقد وهذا الشرط من شروط انعقاد البيع المتعلقة بالمكان، والإعراض يكون إما بالقول وإما بالفعل فالقيام من المجلس لمصلحة كأكل الطعام أو شرب الماء أو النوم مضطجعا من الأفعال التي تدل على الإعراض فإذا فعل أحد المتعاقدين شيئا من ذلك بطل وإن كان مكان الاجتماع متحدا لتفرق مجلس العقد ولا ينعقد البيع بالقبول بعد ذلك؛ لأن امتداد خيار القبول إلى آخر المجلس ولا يعتبر المجلس متحدا مع حدوث ما يدل على الإعراض.

كالأكل والشرب والنوم والمشي وما أشبه ذلك من الأفعال أما إتمام الصلاة الفريضة أو النفل فلايوجب اختلاف المجلس كما أن شرب الماء من الكأس التي كانت في يده أو ازدراد اللقمة لاينافيان اتحاد المجلس رد المحتار.(أيضا١/١٣٤)

وقال العلامة الكاسانى:(وأما) الذي يرجع إلى مكان العقد فهو اتحاد المجلس إذا كان العاقدان حاضرين وهو أن يكون الإيجاب والقبول في مجلس واحد حتى لو اختلف المجلس لاينعقد النكاح، بأن كانا حاضرين فأوجب أحدهما فقام الآخر عن المجلس قبل القبول، أو اشتغل بعمل يوجب اختلاف المجلس، لاينعقد؛ لأن انعقاده عبارة عن ارتباط أحد الشطرين بالآخر، فكان القياس وجودهما في مكان واحد، إلا أن اعتبار ذلك يؤدي إلى سد باب العقود؛ فجعل المجلس جامعا للشطرين حكما مع تفرقهما حقيقة للضرورة، والضرورة تندفع عند اتحاد المجلس، فإذا اختلف تفرق الشطرين حقيقة وحكما فلاينتظم

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الرکن.(بدائع۲/۲۳۲)

اس لیے ڈاکٹر تنزیل الرحمن صاحب نے ''مجموعۂ قوانین اسلامی'' میں جو بات تحریر فرمائی ہے جس کو آپ نے اپنے سوال میں بہ ایں الفاظ نقل کیا ہے:

موجودہ دور میں رسل ورسائل کی ترقی اور آسانی کے پیش نظر فون پر بھی نکاح کا ایجاب وقبول ہوسکتا ہے بہ شرطے کہ ایجاب وقبول کو دونوں گواہان بھی بہ یک وقت سن سکیں اور آواز پہچانتے ہوں۔(۱/۱۲۱)

ڈاکٹر صاحب کی تحریر فرمودہ اس دفعہ سے میں بھی پورا اتفاق کرتا ہوں البتہ اس سلسلے میں دوسرے علما سے بھی دریافت کرلیں۔

اب آپ کے سوالات کے بالترتیب جوابات دیے جاتے ہیں:

(۱) اگر گواہان لڑکے کی آواز کو پہچانتے ہیں اور ایجاب کے اور قبول کا جواب دینے سے پہلے لڑکے کی طرف سے اعراض پر دلالت کرنے والی کوئی بات پائی نہ گئی ہو تو یہ نکاح درست ہے۔

(۲) اس کا بھی وہی حکم ہے جو اوپر لکھا گیا ہے۔

(۳) یہ نکاح بھی شرائط بالا کے ساتھ درست ہے البتہ اس میں چوں کہ دونوں طرف کی شکلیں نظر آرہی ہیں اس لیے گواہوں کے حق میں آواز پہچاننے کی شرط نہیں رہے گی بلکہ یہ ایسا سمجھا جائے گا جیسا کہ دولہا دولہن گواہوں کی نگاہوں کے سامنے موجود ہوں اور وہ ایجاب وقبول کریں اور گواہ بہ یک وقت اس کو سنیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

أملاہ: العبد احمد خانپوری، ۲۵؍رجب المرجب ۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ٹیلی فون، ای میل اور انٹرنیٹ سے نکاح

سوال :اس وقت ہمارے ملک کے ذرائع ابلاغ میں تین مسئلوں پر بحث چھڑی ہوئی ہے، اور مختلف مسلم دانشور اور قانون داں اپنی اپنی رائے دے رہے ہیں، جس سے غلط فہمی ہونے کا اندیشہ ہے یہ مسئلہ حسب ذیل ہیں:

(۱) ٹیلیفون پر نکاح درست ہے یا نہیں؟ صورت یہ ہوتی ہے کہ ٹیلیفون کے ذریعہ دونوں جگہ امریکہ اور ہندوستان میں مجلس منعقد ہوتی ہے۔ مثلاً لڑکا امریکہ میں ہے، اس کے ساتھ کچھ لڑکے بیٹھے ہوتے ہیں، لڑکی ہندوستان میں ہے، یہاں قاضی نے اس سے نکاح کی اجازت لے لی، اب فون لگایا جاتا ہے، لڑکا فون پر حاضر ہے، قاضی صاحب اس کو لڑکی کا نام وغیرہ بتا کر نکاح قبول کرواتے ہیں، وہ اپنی قبولیت کا اعلان کرتا ہے، جس کو یہاں قاضی صاحب سنتے ہیں اور دو گواہوں کو بھی سنوایا جاتا ہے، اور وہاں امریکہ میں بھی لڑکے کے پاس جو ہوتے ہیں ان کو بھی سنوایا جاتا ہے، اور وہ بھی ٹیلیفون پر بتاتے ہیں کہ لڑکے نے بھی قبول کرلیا؛ مگر عاقدین کی مجلس الگ الگ ہوتی ہے، لڑکی کی طرف سے وکیل بالنکاح قاضی کی بات لڑکے سے فون ہی پر ہوتی ہے، مجلس الگ الگ ہوتی ہے اس صورت میں نکاح درست ہوا یا نہیں؟

ایک اَور ٹیلیفون آلہ ایجاد ہوا ہے جس پر غالباً بولنے والے کا فوٹو بھی آجاتا ہے، اور جو بولتا ہے وہ عبارت بھی محفوظ ہوجاتی ہے، اس کا نام شاید ایس ایم ایس ہے، اور وہ ایک طرح کا موبائیل ٹیلیفون ہے، اس پر بھی نکاح درست ہوگا یا نہیں؟

(۲) اسی طرح فون کے ذریعے کوئی مرد اپنی بیوی کو طلاق دے تو واقع اور نافذ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہوگی یا نہیں؟ مثلاً ایک عورت کہتی ہے کہ میرے شوہر نے (جو غیر ملک میں رہتا ہے) میری خیر خبر نہیں لیتا تھا، میں نے فون کر کے اس کو اپنا حال بتایا تو دوسرے دن اس نے ٹیلیفون کر کے مجھ سے کہا کہ: میں فلاں ہوں، تم میری آواز پہچان رہی ہو یا نہیں؟ عورت نے کہا کہ: میں آواز پہچان رہی ہوں۔ اس کے بعد اس نے کہا: سنو! میں نے تم کو طلاق دیا، اپنے نکاح سے خارج کیا، تم آزاد ہو۔ یہ صرف بیوی اور شوہر کے درمیان بات ہوئی، کسی اَور سے بات نہیں؟ اس صورت میں طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟ اسی طرح جس آلہ کا میں نے تذکرہ کیا اس کے ذریعہ کوئی طلاق دے دے تو طلاق ہوگی یا نہیں؟

③ اسی طرح ای میل اور انٹرنیٹ کے ذریعے نکاح کی قبولیت یا طلاق کی خبر دے تو یہ شرعاً معتبر ہوگا یا نہیں؟ ای میل اور انٹرنیٹ آج کل مشہور ذرائعِ ابلاغ میں سے ہیں، واضح رہے کہ نکاح کے منعقد ہونے کے لیے دو گواہوں کی شرط ہے، وقوعِ طلاق کے لیے گواہوں کی شرط نہیں؛ لیکن یہاں مسئلہ فون اور ایس ایم ایس و انٹرنیٹ وغیرہ پر نکاح وطلاق کا ہے، چوں کہ اِدھر اخبار والے روزانہ مسلم پرسنل لاء بورڈ کی رائے جاننا چاہتے ہیں، تو میں نے ضرورت محسوس کی کہ آپ سے اس کا شرعی حکم دریافت کرلوں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

① اگر لڑکی نے قاضی کو اپنا وکیل بنایا اور اس نے فون پر لڑکے کے ساتھ رابطہ قائم کر کے ایجاب کیا، اور اس کے بعد لڑکے نے قبول کرلیا اور مجلسِ عقد میں دو گواہ موجود ہوں، جو اس ایجاب وقبول کو سن رہے ہوں تو نکاح منعقد ہوجائے گا، اور یہ گفتگو ایسے فون پر ہونی چاہیے جس میں ریسیور اٹھائے بغیر فون پر آواز آتی ہے، اور وہاں پر موجود

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

تمام حضرات آواز سنتے ہیں؛ تا کہ دوسری طرف سے قبول کی آواز ایجاب کرنے والا بھی سن لے، اور وہاں موجود حاضرین اور گواہ بھی سن لیں۔ اسی طرح جسے قبول کرنا ہے اس کے پاس بھی اسی طرح کا فون ہو تا کہ وہ خود ایجاب کو سنے، اور وہاں موجود حضرات بھی سن لیں۔ ساتھ ہی یہ بھی ضروری ہے کہ گواہ ایجاب وقبول کرنے والے کی آواز کو جانتے اور پہچانتے ہوں، کسی قسم کے دھوکے کا اندیشہ نہ ہو، ویڈیو کانفرنسنگ میں یہ صورت بدرجہ اولیٰ صحیح ہوگی؛ کیوں کہ اس میں ایجاب وقبول کرنے والے ایک دوسرے کو دیکھتے بھی ہیں۔

انٹرنیٹ اور ای میل پر نکاح درست نہ ہوں گے؛ کیوں کہ انٹرنیٹ اور ای میل کے ذریعے صرف پیغام رسانی ہوتی ہے، نہ ایک دوسرے کی بات سنتے ہیں نہ ایک دوسرے کو دیکھتے ہیں؛ لہٰذا یہ شرط پوری نہ ہو سکے گی۔

وشرطه حضور شاهدين حرين او حروحرتين مكلفين سامعين قولهما جميعامعا. (در مختار)

البتہ انٹرنیٹ اور ای میل کے ذریعے لڑکی نے لڑکے کو اپنے نکاح کا وکیل بنایا، مثلاً یوں پیغام دیا کہ: آپ اپنے ساتھ میرا نکاح کروا اور اس پیغام کے ملنے پر لڑکے نے اپنے پاس موجود دو مسلمان عاقل گواہوں کے سامنے یہ کہا کہ: بذریعہ انٹرنیٹ یا ای میل فلانہ بنت فلاں نے اپنا نکاح میرے ساتھ کرنے کے لیے مجھے وکیل بنایا ہے، چناں چہ میں نے اس کا نکاح خود سے کر دیا تو اس صورت میں نکاح منعقد ہو جائے گا۔ یہ وہی صورت ہے جو بذریعہ خط نکاح کی بتلائی گئی ہے۔ اسی طرح لڑکی یا لڑکا بذریعہ انٹرنیٹ یا ای میل کسی کو اپنے نکاح کا وکیل بنائیں اور وہ وکیل بالنکاح دو گواہوں کی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

موجودگی میں ایجاب کرے، اور فریقِ ثانی یا اس کا وکیل جو اس مجلس میں موجود ہے اس کو قبول کرے تب بھی نکاح درست ہوگا۔

ولا بكتابة حاضر بل غائب بشرط إعلام الشهود بما في الكتاب ما لم يكن بلفظ الأمر فيتولى الطرفين فتح (قوله: ولا بكتابة حاضر) فلو كتب تزوجتك، فكتبت: قبلت لم ينعقد، بحر. والأظهر أن يقول: فقالت قبلت إلخ؛ إذ الكتابة من الطرفين بلا قول لا تكفي ولو في الغيبة، تأمل.(قوله:بل غائب) الظاهر أن المراد به الغائب عن المجلس، وإن كان حاضرا في البلد ط (قوله: فتح) فإنه قال ينعقد النكاح بالكتاب كما ينعقد بالخطاب. وصورته: أن يكتب إليها يخطبها فإذا بلغها الكتاب أحضرت الشهود وقرأته عليهم وقالت: زوجت نفسي منه، أو تقول إن فلانا كتب إلي يخطبني فاشهدوا أني زوجت نفسي منه، أما لو لم تقل بحضرتهم سوى زوجت نفسي من فلان لا ينعقد؛ لأن سماع الشطرين شرط صحة النكاح، وبإسماعهم الكتاب أو التعبير عنه منها قد سمعوا الشطرين،بخلاف ما إذا انتفيا قال في المصفى: هذا أي إذا كان الكتاب بلفظ التزوج، أما إذا كان بلفظ الأمر كقوله: زوجي نفسك مني، لا يشترط إعلامها الشهود بما في الكتاب؛ لأنها تتولى طرفي العقد بحكم الوكالة، ونقله عن الكامل، وما نقله من نفي الخلاف في صورة الأمر لا شبهة فيه على قول المصنف والمحققين، أما على قول من جعل لفظة الأمر إيجابا كقاضي خان على ما نقلناه عنه فيجب إعلامها إياهم ما في الكتاب.اهـ

وقوله: لا شبهة فيه إلخ قال الرحمتي: فيه مناقشة لما تقدم أن من

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

قال إنه توكيل يقول توكيل ضمني، فيثبت بشروط ماتضمنه وهو الإيجاب كما قدمناه، ومن شروطه: سماع الشهود فينبغي اشتراط السماع هنا على القولين؛ إلا أن يقال قد وجد النص هنا على أنه لا يجب فيرجع إليه. اهـ (در مختار مع الشامی ۲/۲۸۸)

ایس ایم ایس بذریعہ موبائیل پیغام رسانی کا ایک طریقہ ہے، اس کا حکم بھی وہی ہے جو انٹرنیٹ اور ای میل کا ہے۔

② فون کے ذریعہ اگر کوئی مسٹر اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہے تو وہ واقع ہو جائے گی؛ اس لیے کہ وقوع طلاق کے واسطے شوہر کی طرف سے کلمات طلاق کا تلفظ کافی ہے، کسی کا سننا بھی ضروری نہیں۔

(ويجري ذلك) المذكور (في كل ما يتعلق بنطق، كتسمية على ذبيحة ووجوب سجدة تلاوة وعتاق وطلاق واستثناء) وغيرها؛(قوله ويجري ذلك المذكور) يعني كون أدنى ما يتحقق به الكلام إسماع نفسه أو من بقربه (رد المختار ۱/۳۹۵)

البتہ اگر کسی شوہر نے بذریعہ فون اپنی بیوی کو طلاق دی اور بعد میں وہ مکر گیا تو گواہوں کے بغیر ثبوت مشکل ہے۔

③ ای میل اور انٹرنیٹ اور ایس ایم ایس کے ذریعے دی ہوئی طلاق بھی واقع ہو جائے گی؛ بشرطے کہ شوہر اس کا اقرار کرتا ہو، اور ان کا حکم بھی وہی ہے جو تحریر اور خط کا ہے۔

كتب الطلاق، وإن مستبينا على نحو لوح وقع إن نوى، وقيل مطلقا، ولو على نحو الماء فلا مطلقا. ولو كتب على وجه الرسالة والخطاب،

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

كأن يكتب يا فلانة: إذا أتاك كتابي هذا فأنت طالق طلقت بوصول الكتاب جوهرة.(درمختار علی هامش ردالمحتار٢/٤٦٤، ٤٦٥) (قوله كتب الطلاق إلخ) قال في الهندية: الكتابة على نوعين: مرسومة وغير مرسومة، ونعني بالمرسومة أن يكون مصدرا ومعنونا مثل ما يكتب إلى الغائب. وغير المرسومة أن لا يكون مصدرا ومعنونا، وهو على وجهين: مستبينة وغير مستبينة، فالمستبينة ما يكتب على الصحيفة والحائط والأرض على وجه يمكن فهمه وقراءته. وغير المستبينة ما يكتب على الهواء والماء وشيء لا يمكنه فهمه وقراءته. ففي غير المستبينة لا يقع الطلاق وإن نوى، وإن كانت مستبينة لكنها غير مرسومة إن نوى الطلاق وإلا لا، وإن كانت مرسومة يقع الطلاق نوى أو لم ينو ثم المرسومة لا تخلو إما أن أرسل الطلاق بأن كتب: أما بعد فأنت طالق، فكما كتب هذا يقع الطلاق وتلزمها العدة من وقت الكتابة. وإن علق طلاقها بمجيء الكتاب بأن كتب: إذا جاءك كتابي فأنت طالق فجاءها الكتاب فقرأته أو لم تقرأ يقع الطلاق كذا في الخلاصة ط ولو استكتب من آخر كتابا بطلاقها وقرأه على الزوج فأخذه الزوج وختمه وعنونه وبعث به إليها فأتاها وقع إن أقر الزوج أنه كتابة أو قال للرجل: ابعث به إليها، أو قال له: اكتب نسخة وابعث بها إليها، وإن لم يقر أنه كتابه ولم تقم بينة لكنه وصف الأمر على وجهه لا تطلق قضاء ولا ديانة، وكذا كل كتاب لم يكتبه بخطه ولم يمله بنفسه لا يقع الطلاق ما لم يقر أنه كتابه اهـ ملخصا.(رد المختار٢/ ٤٦٤، ٤٥٦) **فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔**

املاہ: العبد احمد خانپوری، ١٢/ جمادی الاخریٰ ١٤٢٤ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

عرفی نام سے بھی نکاح ہوجاتا ہے

سوال: میری بھانجی میمونہ بی بی عرف یاسمین بانو کی شادی چند ماہ قبل ہوئی ہے، غلطی سے قاضی نامہ میں اس کا اصلی نام یعنی میمونہ بی بی کے بجائے عرفی نام یعنی یاسمین بانو رکھ دیا گیا ہے، دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ کیا اس صورت میں کوئی خرابی نکاح میں ہوگی؟ جب کہ منکوحہ کے سسرال والوں کو کوئی اعتراض نام کے بارے میں نہیں ہے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اصل مقصود تعریف وتمیز ہے، اگر یہ حاصل ہوجائے تو نکاح درست ہوجاتا ہے۔ صورت مسئولہ میں آپ کی بھانجی جس کا نکاح ہوا، اپنے عرفی نام سے معروف اور پہچانی جاتی ہے تو نکاح ہوگیا ہے۔

قلت: وظاهره أنها لوجرت المقدمات على معينة وتميزت عند الشهود أيضا يصح العقد، وهي واقعة الفتوىٰ؛ لأن المقصود نفي الجهالة، وذلك حاصل بتعينها عند العاقدين والشهود إلخ (شامی ۲/۲۹۰) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۷/۲/ جمادی الاخریٰ ۱۴۲۱ھ

الجواب صحیح: عباس داود بسم اللہ

بوقتِ نکاح سوتیلے باپ کی طرف نسبت کرنا

سوال: میرا ایک لے پالک متبنّٰی بیٹا ہے، جس کی شادی عن قریب ہونے والی ہے، میں محض اپنی اور اپنے لے پالک بیٹے کی خواہش، خوشی اور احسان شناسی کی بنا پر ایجاب وقبول کے موقع پر نکاح خوانی میں بہ جائے اس کے اصل باپ کے میری ولدیت

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اسمِ گرامی میں درج کراؤں، کہ اس کے اصل باپ کو اعتراض بھی نہ رہے اور لوگ اس کے اصل نسب سے واقف بھی ہیں، تو صحتِ نکاح میں کوئی حرج ہوگا؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

لے پالک بیٹے کو اس کے اصلی باپ کی طرف منسوب کر کے پکارنے کا قرآن میں صریح حکم موجود ہے، باری تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ادعوهم لآبائهم هو أقسط عند الله﴾ (الأحزاب:۵) اس لیے ضروری ہے کہ آپ اپنے اس لے پالک بیٹے کو بہ وقتِ نکاح بولنے اور لکھنے میں اس کے اصلی باپ کی طرف منسوب کیجیے، اپنی یا لے پالک بیٹے کی خواہش اور خوشی کے لیے قرآن پاک میں وارد اللہ کے حکم کی صریح خلاف ورزی کرنا بہت بڑی جرأت کی بات ہے۔ حدیث پاک میں اس پر بڑی سخت وعید آئی ہے، حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے: من ادعیٰ إلیٰ غیر أبیه وهو یعلم أنه غیر أبیه فالجنة علیه حرام (بخاری ۲/۱۰۰۱) (جو آدمی اپنے آپ کو اپنے باپ کے علاوہ دوسرے کی طرف منسوب کرے حال یہ کہ وہ جانتا ہے کہ جس کی طرف اپنے آپ کو منسوب کر رہا ہے وہ اس کا باپ نہیں ہے، تو اس پر جنت حرام ہے)۔ ایک اور روایت میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کفر سے تعبیر فرمایا ہے: قال لا ترغبوا عن اٰبائکم فمن رغب عن أبیه فهو کفر (بخاري ۲/۱۰۰۱)

اس لیے آپ ہرگز ایسا نہ کریں، اس کے باوجود اگر بہ وقتِ نکاح اس کی نسبت آپ کی طرف کی گئی اور لڑکی جانتی ہے کہ اس سے مراد یہی لڑکا ہے جس کے ساتھ اس کا نکاح ہونے والا ہے، تو تعریف اور تمیز جو مقصود ہے حاصل ہونے کی وجہ سے عقدِ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

نکاح درست قرار دیا جائے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

أملاہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۴؍رجب ۱۴۲۲ھ
الجواب صحیح: عباس داود بسم اللہ

مجلس نکاح میں تحریر سے نکاح

سوال: انیس احمد نے نفیسہ بیگم کے ساتھ مندرجۂ ذیل طریقہ سے نکاح کیا کہ انیس احمد نے ایک تحریری مضمون تیار کیا، پھر اس کو نفیسہ بیگم کو دیا اور نفیسہ بیگم نے اس پر خوشی سے دستخط کر دی، اور ساتھ میں یہ بھی بیگم نے اپنے ہاتھوں سے لکھ دیا کہ یہ مضمون کا خلاصہ مجھے دو سال تک منظور ہے، (گویا دو سال کے اندر ناکح نے قبول نہیں کیا تو اس کے بعد از سرِ نو اجازت لی جائے) اس کے بعد انیس احمد نے ایک ماہ کے بعد یہ مضمون دو آدمیوں کے سامنے پڑھا، اور فوراً کہا کہ میں نے منظور کر لیا، تو کیا اس طرح کرنے سے نکاح منعقد ہو جاتا ہے؟ جن دو عاقل بالغ مسلمان مردوں کے سامنے پڑھا وہ دونوں حضرات بیگم کو جانتے بھی ہیں کہ فلاں بنت فلاں اور فلاں وطن کی ہے، جانبین میں کفو برابر ہے، دونوں کی عمریں سنِ بلوغت سے متجاوز ہیں۔

مضمون یہ ہے ’’میں عاقلہ بالغہ اپنی دلی خوشی سے بغیر کسی کے زبردستی اور بغیر کسی کی شرم اور دباؤ کے اپنے دل کی بات زبان پر لا کر لکھ کر دیتی ہوں، کہ میں نے اپنی پوری ذات آپ کو..........یعنی مکمل نام (فلاں بن فلاں) کو مہرِ فاطمی کے عوض عقد نکاح میں دے دیا، مہر ادھار مجھے منظور ہے، میرا پورا پتہ (فلاں بنت فلاں)، اللہ ہم دونوں کو عزت، محبت دے اور دین پر قائم رکھے‘‘

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

مذکورہ بالا مضمون سائل کے کہنے کے مطابق حرف بہ حرف ہے، اب اگر نکاح منعقد ہو گیا تو مہرِ فاطمی کتنے روپیہ ہوتی ہے؟ نیز اس کی ادائیگی بوقتِ نکاح چاندی کی قیمت سے دینی ہوگی یا بوقتِ ادا کی قیمت پر ہوگی؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

صورتِ مسئولہ میں نکاح منعقد نہیں ہوا، اس لیے کہ نفیسہ بیگم کی طرف سے جو مضمون تیار کر کے انیس احمد کو دیا گیا اس مجلس میں انیس احمد خود موجود ہے؛ بلکہ مضمون کو تیار کرنے والا ہی وہ ہے، اب اگر اسی مجلس میں گواہ موجود ہوتے اور وہیں انیس احمد اس مضمون کو گواہوں کے سامنے پڑھ کر سنا دیتا اور پھر اپنی طرف سے منظوری کے الفاظ ادا کرتا، تب بھی نکاح درست نہ ہوتا، اس لیے کہ موجود آدمی کی طرف سے تحریر کافی نہیں ہے، اور تحریر دینے والی نفیسہ بیگم اور جس کے ساتھ نکاح ہو رہا ہے وہ انیس احمد حاضر وموجود ہونے کی وجہ سے یہ تحریر شرعاً معتبر نہیں ہے۔

درمختار میں ہے: ولا بكتابة حاضر؛ بل غائب الخ (درمختار ۲/ ۲۸۸)

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ اس پر حاشیہ تحریر فرماتے ہیں: (قوله ولا بكتابة حاضر) فلو كتب تزوجتك فكتبت قبلت لم ينعقد، بحر والأظهر أن يقول فقالت قبلت الخ إذا الكتابة من الطرفين بلا قول لا تكفى؛ ولو فى الغيبة تأمل (شامی ۲/ ۲۸۸) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲/ ذوالحجۃ الحرام ۱۴۰۸ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

موعود نکاح کی شرعی حیثیت

سوال: ایک لڑکی نے کسی لڑکے سے کہا کہ میں تجھ سے ہی نکاح کروں گی؛ مگر والدین نے کسی اور سے نکاح کر دیا، یا لڑکے نے کہا میں تجھ سے ہی نکاح کروں گا؛ مگر لڑکے کے والدین نے دوسری لڑکی سے اس کا نکاح کرا دیا، کیا ایسی صورت میں لڑکا یا لڑکی کسی اور سے نکاح کر سکتے ہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

صورتِ مسئولہ میں سامنے والا لڑکا یا لڑکی (جن سے نکاح کا وعدہ کیا گیا تھا) کسی دوسری لڑکی یا لڑکے سے نکاح کر سکتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۵/صفر المظفر ۱۴۱۱ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

نکاح پر تعلیقِ طلاق کی تھی اس سے نکلنے کا حیلہ

سوال: (۱) زید نے قسم کھائی اگر میں نے ہندہ سے نکاح کیا، تو اسے تین طلاق، اگر ہندہ سے نکاح کرنا چاہے تو اس کی کیا شکل ہوگی؟

نکاحِ فضولی

(۲) نکاحِ فضولی کسے کہتے ہیں؟ اس میں دولہے کا منہ سے بولنا ضروری ہے یا صرف سر ہلانا کافی ہے؟

(۳) قبل از نکاح دولہے کو اشارہ کرے کہ تو بولنا مت، ہم نکاح پڑھ دیں گے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

① صورتِ مسئولہ میں طلاق نہ ہونے کا حیلہ یہ ہے کہ زید خود نکاح نہ کرے، نہ کسی کو وکیل بنائے، نہ امر کرے؛ بلکہ کوئی دوسرا شخص بطورِ فضولی کے زید کا نکاح ہندہ سے کر دے، اور زید اس نکاح کی منظوری قول کے ساتھ نہ دے بلکہ (اس فضولی نے بوقتِ نکاح جو مہر مقرر کیا ہے وہ پورا یا اس کا کوئی حصہ ہندہ کے پاس بھیج دے، اس کے بعد) وہ ہندہ سے وطی کر لے، تو یہ اجازت بھی ہو جائے گی، اور زید کا نکاح بھی ہو جائے گا، اور طلاق بھی نہیں پڑے گی۔ (کفایت المفتی ۶/۲۶۱ بتغیر یسیر)

حلف لا يتزوج، فزوجه فضولي، فأجاز بالقول حنث، وبالفعل ومنه الكتابة خلافا لابن سماعة لايحنث به يفتي خانية (درمختار) (قوله فاجاز بالقول) كرضيت وقبلت، نهر وفى حاوى الزهدى: لو هنأه الناس بنكاح الفضولى فسكت فهو اجازة (قوله حنث) هذا هو المختار كما فى التبيين، وعليه اكثر المشايخ والفتوىٰ عليه كما فى الخانية، وبه اندفع مافى جامع الفصولين من ان الاصح عدمه، بحر (قوله بالفعل) كبعث المهر او بعضه بشرط ان يصل اليها، وقيل: الوصول ليس بشرط، نهر وكتقبيلها بشهوة وجماعها؛ لكن يكره تحريما لقرب نفوذ العقد من المحرم، بحر قلت فلو بعث المهر اولا لم يكره التقبيل والجماع لحصول الاجازة قبله الخ (شامی ۳/۱۵۰)

② فضولی اس شخص کو کہتے ہیں جو دوسرے آدمی کے لیے، ایسا تصرف کرے جس تصرف کی اس کو نہ تو شریعت کی طرف سے ولایت حاصل ہو اور نہ تو (اس غیر نے جس کی طرف سے وہ تصرف کر رہا ہے) اس کو اپنا وکیل بنایا ہو۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

هو من يتصرف لغيره بغير ولاية ولا وكالة (بحر الرائق ٣/ ١٤٧)

بوقتِ عقد دولہا وہاں موجود نہ ہو؛ بلکہ یہ اجنبی (فضولی) اپنے طور پر زید کا نکاح کردے، بعد میں زید فعلاً (جواب سابق میں بتلائے ہوئے طریقہ کے مطابق) اجازت دے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۲/ صفر المظفر ۱۴۰۹ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

باپ کے کرائے ہوئے نکاح میں فسخ کا اختیار نہیں

سوال: میری شادی والدین نے اپنی مرضی سے میرے بچپن میں کرادی تھی، جب کہ میری عمر ۳/ سال کی تھی، اب جب کہ میں بلوغ کو پہنچی تو مجھے معلوم ہوا کہ جس شخص سے میری شادی طے کی گئی ہے وہ شخص شرابی وجواری ہے، اور اسلامی تعلیمات سے بہت دور ہے، میرے والدین بھی اب اس رشتہ سے راضی نہیں ہیں، اور میں بھی اس رشتہ کو مذکورہ وجوہات کی بناء پر سخت ناپسند کرتی ہوں، میری ابھی رخصتی نہیں ہوئی ہے، برائے مہربانی آپ اس مسئلہ میں لوجہ اللہ حصہ لے کر اس رشتہ کو فسخ کرادیں، اور شریعت کے احکام کے مطابق فریقین کو اپنی اپنی ذمہ داری سمجھا کر عند اللہ ماجور ہوں، اور ابھی میری عمر ۱۷/ سال ہے۔

نوٹ: جس وقت لڑکی کی شادی ہوئی تھی اس وقت اس کی عمر ۵/ سال کی تھی، ابھی لڑکے کی عمر ۱۹/ سال کی ہے، اور اس وقت مہر تقریباً ۲۰۱ (دوسوایک) دیا تھا۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

باپ کو اپنی نابالغ اولاد (چاہے وہ لڑکی ہو یا لڑکا اس) پر ولایتِ اجبار حاصل

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہے، یعنی وہ لڑکا اور لڑکی چاہے یا نہ چاہے باپ اس کا نکاح کرا سکتا ہے۔

والولاية: تنفيذ القول على الغير شاء أو أبى، وهي نوعان: ولاية ندب على المكلفة ولو بكرا، وولاية اجبار على الصغيرة الخ.

(درمختار على هامش الشامية ۲ /۳۲۱)

باپ نے جب اپنے نابالغ لڑکے یا لڑکی کا نکاح کرادیا تو وہ لازم ہو گیا اور بالغ ہونے کے بعد اس لڑکے یا لڑکی کو اپنا نکاح فسخ کرانے کا بھی اختیار نہیں ہے۔

درمختار میں ہے: وللولي انكاح الصغير والصغيرة جبرا ولو ثيبا كمعتوه ومجنون شهرا، ولزم النكاح ولو بغبن فاحش.

علامہ شامی تحریر فرماتے ہیں: (قوله ولزم النكاح) أي بلا توقف على اجازة أحد وبلا ثبوت خيار في تزويج الأب والجد والمولى الخ.

(درمختار مع الشامية ۲/ ۳۳۰،۳۲۹)

بہشتی زیور میں ہے: مسئلہ: نابالغ لڑکی یا لڑکے کا نکاح اگر باپ نے یا دادا نے کیا ہے تو جوان ہونے کے بعد بھی اس نکاح کو رد نہیں کر سکتے، چاہے اپنے میل میں کیا ہو یا بے میل، کم ذات والے سے کر دیا ہو، اور چاہے مہر مثل پر نکاح کیا ہو یا اس سے بہت کم پر نکاح کر دیا ہو، ہر طرح نکاح صحیح ہے، اور جوان ہونے کے بعد بھی وہ کچھ نہیں کر سکتے۔ (بہشتی زیور اختری عکسی حصہ ۹)

آپ کا نکاح چوں کہ آپ کے والد صاحب نے کر دیا ہے اس لیے یہ نکاح لازم ہو چکا ہے، اس کو فسخ نہیں کیا جا سکتا، نہ آپ کو اختیار حاصل ہے اور نہ ہی ہمیں، اب تو آپ اس لڑکے کے ساتھ گھر آباد کر کے اس کی اصلاح کی کوشش کیجیے یا پھر اس کو کچھ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

رقم دے کر اس سے طلاق حاصل کر لیجئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۴/ جمادی الاخریٰ ۱۸ ۱۴ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

نومسلم میاں بیوی کے لیے تجدید نکاح

سوال: غیر مسلم میاں بیوی ایمان میں داخل ہوئے، کیا ان کو نکاح کرنا ہوگا یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

انہوں نے زمانۂ کفر میں اپنے مذہب کے طریقے سے جو نکاح کیا تھا اگر دونوں ساتھ میں مسلمان ہوئے ہیں تو وہی کافی ہے، تجدید کی ضرورت نہیں ہے، بشرطیکہ ان میں آپس میں کوئی رشتۂ حرمت نہ ہو، اگر رشتۂ حرمت ہے تو وہ نکاح ختم ہو جائے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

منکوحہ کے نام کے ساتھ کس کا نام لکھا جائے؟

سوال: جب بچی مدرسہ یا اسکول میں پڑھتی ہے، تو اس وقت لڑکی کے نام کے ساتھ اس کے والد کا نام عموماً لکھا جاتا ہے، مثلاً فاطمہ بی بی بنت عبداللہ؛ مگر جب لڑکی کی شادی ہو جاتی ہے، تو اس کے بعد لڑکی کے والد کا نام اس کے نام کے ساتھ لکھا جائے گا یا اس کے خاوند کا نام لکھا جائے گا؟ شرعی مسئلہ کیا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

شادی کے بعد اگر عورت کا تعارف باپ کی طرف نسبت کرتے ہوئے کرنا مقصود

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہو، تو باپ کا نام ذکر کریں گے، مثلاً: فلانہ بنت فلان، اور اگر شوہر کی طرف نسبت کرتے ہوئے تعارف کرنا مقصود ہو، تو شوہر کا نام ذکر کریں گے، مثلاً: فلانہ زوجۂ فلان، مقصود تعارف ہے وہ جس سے حاصل ہو جائے، حدیث پاک میں دونوں طریقے اختیار کئے گئے ہیں۔ ''مشکوٰۃ شریف'' میں بحوالۂ ''ترمذی'' روایت موجود ہے: عن أنس أن النبي ﷺ قال: حسبك من نساء العالمين مريم بنت عمران، وخديجة بنت خويلد، وفاطمة بنت محمد، و آسية امرأة فرعون (۵۷۳)

دیکھئے! اس روایت میں چار عورتوں کا تذکرہ موجود ہے، جن میں سے تین کی نسبت باپ کی طرف کی گئی ہے اور ایک کی نسبت شوہر کی طرف ہے۔

عن جابر أن رسول الله ﷺ قال: أريت الجنة، فرأيت امرأة أبي طلحة، وسمعت خشخشة أمامي فإذا بلال رواه مسلم (مشکوٰۃ ۵۷۴)

دیکھے! اس روایت میں حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا والدۂ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی نسبت ان کے شوہر کی طرف کی گئی۔

عن زينب امرأة عبدالله بن مسعود قالت: قال رسول الله ﷺ: تصدقن يامعشر النساء ولو من حليكن، قالت: فرجعت إلى عبدالله، فقلت: إنك رجل خفيف ذات اليد، و أن رسول الله ﷺ قد أمرنا بالصدقة، فأته، فاسئله، فان كان ذلك يجزئ عني وإلا صرفتها إلى غيركم؟ قالت: فقال لي عبدالله: بل إئتيه أنت، قالت فانطلقت، فاذا امرأة من الانصار بباب رسول الله ﷺ، حاجتي حاجتها، قالت: وكان رسول الله ﷺ قد ألقيت عليه المهابة، فقالت: فخرج علينا بلال، فقلنا له: إئت رسول الله ﷺ، فاخبره أن امرأتين بالباب تسألانك، أتجزئ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الصدقة عنهما علي أزواجهما وعلى أيتام في حجورهما؟ ولا تخبره مَن نحن؟ قالت: فدخل بلال على رسول الله ﷺ فسأله، فقال له رسول الله ﷺ: من هما؟ قال: إمرأة من الانصار وزينب، فقال رسول الله ﷺ: أي الزيانيب؟ قال امرأة عبدالله الخ (مشکوٰۃ ۱۷۱)

اس روایت میں حضور اکرم ﷺ کے دریافت فرمانے پر حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے جواب دیتے ہوئے جو تعارف کرایا، اس میں شوہر کی طرف نسبت فرمائی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

خفیہ طور پر نکاح کرنے کے بعد دوبارہ مجمع میں نکاح کرنے سے متعلق چند احکام

سوال: ہمارے یہاں ری یونین فرانس میں ایک رواج چل پڑا ہے کہ نوجوان لڑکے لڑکیاں چپکے سے اپنا نکاح دو گواہوں کے سامنے پڑھواتے ہیں، اور حال یہ ہے کہ ماں، باپ و دیگر رشتہ دار کسی کو کچھ خبر نہیں سوائے چند مخصوص افراد (گواہ) نکاح پڑھوانے والے اور ایک دو خاص دوست کے، اور یہ اس وجہ سے کرتے ہیں تا کہ حلال طریقہ سے میل ملاپ ہو اور گناہ سے بچ جاویں، مگر آگے چل کر باقاعدہ دوبارہ مسجد میں نکاح پڑھواتے ہیں، اس رواج کی وجہ سے خاندان کے خاندان میں خلفشار پیدا ہو گیا اور دوستی دشمنی سے بدل گئی، اور حسد، بغض، عداوت، کینہ اور کپٹ خاندان کے درمیان میں پیدا ہوا، اب دریافت کرنا یہ ہے کہ:

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

① ایک مرتبہ نکاح پڑھنے کے بعد دوسری مرتبہ نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں؟

② چھپ کر نکاح کرنے کے بعد دونوں کے لیے سب کچھ حلال ہو گیا ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو بچہ پیدا ہونے پر اس بچہ کو کیا کہا جائے گا؟ جائز یا ناجائز اولاد؟

③ دوبارہ نکاح کرنے سے شوہر تین طلاق کا مالک رہے گا یا نہیں؟

④ اگر لڑکی اس اثناء میں انکار کر دیوے کہ مجھے تمہارے ساتھ رہنا اور زندگی گذارنا نہیں ہے، اور میرے ماں، باپ تجھ کو پسند نہیں کرتے، لہٰذا مجھ کو طلاق دے دو، اور طلاق نہ دینے کی صورت میں مسلم پنچایت سے اس لڑکے پر دباؤ ڈال سکتے ہیں یا نہیں؟

⑤ اور بعض ماں، باپ نے تو بغیر طلاق کے اپنی لڑکی کا دوسری جگہ نکاح پڑھوا دیا ہے، تو کیا ان کے لیے یہ جائز ہے؟

⑥ غیر مسلم قاضی اگر لڑکے اور لڑکی کے درمیان میں ایجاب وقبول کے لیے واسطہ بن جاوے تو نکاح ہو جائے گا یا نہیں؟ جب کہ دو مسلم گواہ موجود ہوں، اور جو شخص اس قسم کے رواج کو ہوا دیتا ہے اور لوگوں کو اکساتا ہے، ایسے شخص کے متعلق شریعت نے کچھ سزا مقرر کی ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلياً ومسلماً

① ② لڑکی نے جس لڑکے کے ساتھ نکاح کیا ہے وہ اگر اس لڑکی کا شرعاً کفو نہیں ہے، تو یہ عقد نکاح درست نہیں ہوا، بعد میں لڑکی کا ولی اجازت ورضامندی ظاہر کرے تب بھی یہ نکاح معتبر نہ ہوگا۔

درمختار میں ہے: (ويفتىٰ) في غير الكفؤ (بعدم جوازه أصلاً) وهو المختار

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

للفتویٰ (لفساد الزمان) (در مختار) قال العلامة ابن عابدين: (قوله بعدم جوازه أصلاً) هذه رواية الحسن عن أبي حنيفة، وهذا إذا كان لها ولي ولم يرض به قبل العقد فلا يفيد الرضا بعده، بحر وأما إذا لم يكن لها وليّ فهو صحيح نافذ مطلقاً اتفاقاً كما يأتي.(در مختار مع الشامی۲/ ۳۲۳،۳۲۲)

البتہ اصول فقہ کے اعتبار سے یہ نکاح بحکم نکاح فاسد ہے، جس کی تفصیلی بحث فتاویٰ محمودیہ: ۷/ ۳۴۷ تا ۳۷۷ پر موجود ہے، نکاح فاسد میں وطی حلال نہیں ہوتی، لیکن اس کے باوجود اگر مرد نے وطی کر لی اور بچہ پیدا ہوا، تو شرعاً وہ بچہ ثابت النسب ہوگا۔ (درمختار مع الشامی ۲/ ۲۵۹، کوئٹہ) لہٰذا اس صورت میں دوبارہ نکاح باذن ولی ضروری ہے۔

اور اگر لڑکی نے جس لڑکے کے ساتھ نکاح کیا وہ اس کا کفو ہے، تو اگر دیگر شرائط صحت نکاح موجود ہیں تو نکاح درست ہوگا، وطی بھی جائز ہوگی، اور اولاد تو ثابت النسب ہوگی ہی۔ (کما هو مصرح فی جمیع الکتب) اور جب یہ نکاح درست ہوگیا تو اب دوبارہ نکاح کی ضرورت نہیں ہے، پھر بھی اگر کر لیا تو یہ غیر ضروری اور لغو فعل ہوگا اور نکاح سابق باقی رہے گا۔

③ جس صورت میں پہلا نکاح درست قرار دیا گیا ہے اس صورت میں شوہر پہلے ہی تین طلاق کا مالک ہے، اور جس صورت میں پہلا نکاح درست نہیں تھا اس صورت میں دوسرے نکاح سے تین طلاق کا مالک قرار دیا جائے گا۔

④ جس صورت میں پہلا نکاح غیر کفو سے ہوا ہے تو وہ نکاح سرے سے منعقد ہی نہیں ہوا، اس لیے اس میں طلاق یا متارکت کی حاجت نہیں۔ (احسن الفتاویٰ ۵/ ۱۰۴)

اور اگر کفو میں ہوا ہے تو نکاح درست ہے، طلاق کے لیے لڑکے پر دباؤ نہیں

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ڈال سکتے؛ البتہ فہمائش کی جاسکتی ہے۔

⑤ پہلی صورت میں جائز ہے، دوسری صورت میں وہ نکاح نہیں ہوا، لڑکی پہلے شوہر کے نکاح میں قائم ہے۔

⑥ جب لڑکا لڑکی اس مجلس میں موجود ہیں تو وہ ایجاب وقبول انہیں کی طرف منسوب ہوگا، اور دو مسلم گواہ بھی موجود ہیں؛ اس لیے اگر کفو میں ہے تو وہ نکاح درست ہے، نکاح میں افضل یہ ہے کہ اعلان کے ساتھ بڑے مجمع میں اولیاء کی حاضری میں کیا جائے، شریعت کی تعلیم یہی ہے، جو آدمی اس کے خلاف کرنے پر لوگوں کو اکساتا ہو وہ شریعت کے متوارث طریقہ کے خلاف کر رہا ہے، اس کے لیے کوئی سزا شرعاً مقرر نہیں ہے، لیکن چوں کہ یہ چیز معاشرے میں خلفشار کا باعث ہے، اس لیے ایسے آدمی کو حاکم مناسب تعزیر کر سکتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

خفیہ نکاح کے بعد علی الاعلان دوسرا نکاح

سوال: ایک لڑکا ہے، اس کی منگنی ہو چکی ہے؛ لیکن شادی سے پہلے وہ اپنی منگنی شدہ لڑکی سے تنہائی میں باتیں اور مذاق وغیرہ کرتا ہے، (جو قطعاً جائز نہیں ہے) لہٰذا یہ شخص اپنی منگنی شدہ لڑکی سے باتیں اور مذاق کرنا جائز قرار دینے کے لیے صرف اپنے دو دوستوں کو بطورِ گواہ، اور منگنی شدہ لڑکی کو تنہائی میں بلا کر نکاح کر لیتا ہے، یہ نکاح صرف میاں بیوی اور دو گواہ کے علاوہ کوئی دوسرا جانتا نہیں ہے، اب وہ روزانہ تنہائی میں منکوحہ سے ملتا ہے اور باتیں مذاق وغیرہ کر لیتا ہے، اب وہ دوسرا نکاح علی الاعلان منکوحہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

سے کرتا ہے؛ تا کہ تمام لوگوں کو اس کا علم ہو جائے، پہلے نکاح کے بعد دوسرا علی الاعلان نکاح کرنے میں کوئی حرج ہے کہ نہیں؟ پہلے نکاح کے صحیح ہونے میں ماں باپ کی ناراضگی مخل ہوگی یا کہ نہیں؟ مفصل اور مدلل جواب تحریر فرمائیں۔

(الجواب): حامداً ومصلیاً ومسلماً

اگر پہلا نکاح تمام شرائط ورکنِ نکاح پر مشتمل تھا، تو وہ درست ہو گیا، اب لوگوں کے علم کے لیے دوبارہ عقد نکاح کی ضرورت نہیں ہے، اطلاع کافی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۵/محرم الحرام ۱۴۱۱ھ

خفیہ نکاح

(سوال): فاروق کی منگنی عائشہ کے ساتھ ہوئی ہے، منگنی کے ایک ماہ بعد عائشہ اور فاروق دونوں بات کرتے ہو گئے، فاروق کی والدہ کے بار بار اصرار کرنے پر کہ تو اپنی چچا زاد بہنوں کے ساتھ، پھوپھی زاد بہنوں کے ساتھ بات کرتا ہے تو اپنی ہونے والی بیوی کے ساتھ بات کرنے میں کیا تکلیف ہے؟ فاروق بالآخر مجبور ہو گیا اور بات شروع کر دی؛ لیکن دونوں کو شدت سے احساس ہے کہ ہم دونوں گناہ کا کام کرتے ہیں، اور دونوں کی شادی کا مسئلہ بھی فی الفور ہو جائے ایسی کوئی شکل نہیں، تو عائشہ نے فاروق کو ایک خط لکھا کہ ہم دونوں باتیں کرتے ہیں یہ گناہ کا کام ہے، کیوں ہم دونوں خفیہ طور پر نکاح نہ کرلیں، خط میں عائشہ نے لکھا کہ: ''میں آپ سے نکاح کرتی ہوں اور آپ کے نکاح میں داخل ہوتی ہوں، آپ شرعی گواہ کے سامنے اس خط کو پڑھ کر

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

قبول کرلیں؛ تاکہ ہمارے لیے بات کرنے میں کوئی گناہ نہ ہو' تو اس طریقہ پر شرعی نکاح ہو جائے گا؟ اور ان دونوں کا بات کرنا کوئی گناہ نہ ہوگا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

پھوپھی زاد اور ماموں زاد بہنوں کے ساتھ بلا حجاب بات کرنا اور سامنے آنا شرعاً ممنوع ہے، فاروق کو چاہیے تھا کہ والدہ نے جب پھوپھی زاد اور ماموں زاد بہنوں کے ساتھ بات چیت والا عمل دلیل میں پیش کیا تو فوراً یوں کہتا کہ واقعۃً یہ میرا عمل خلافِ شرع ہے، میں اس سے توبہ کرتا ہوں اور آئندہ کبھی ایسا نہیں کروں گا، آپ میرے اس خلافِ شرع اور گناہ والے عمل کو دوسرے گناہ کے لیے دلیل اور حجت کے طور پر پیش نہ کریں، اس کے بجائے اس نے ماں کے اصرار پر گناہ کا ارتکاب شروع کر دیا، فاروق کا یہ طرزِ عمل شرعاً نہایت قبیح اور ناجائز ہے، اس کو چاہیے کہ اس سے توبہ کرے اور اپنی ماں کو بھی شریعت کے حکم سے واقف کرے۔

نکاح کے صحیح ہونے کے لیے ایجاب وقبول کا ایک مجلس میں ہونا ضروری ہے، صورتِ مسئولہ میں لڑکی عائشہ اگر فاروق کے نام خط میں اس طرح لکھے کہ میں نے اپنے آپ کو تمہارے نکاح میں دیا، اور جب یہ خط فاروق کے پاس پہنچے تو فاروق دو گواہوں کے سامنے اس کا یہ خط پڑھ کر سنائے اور پھر یہ کہے کہ میں نے عائشہ کو اپنے نکاح میں قبول کیا، تو شرعاً یہ نکاح درست ہو جائے گا۔

درمختار میں ہے: ولا بكتابة حاضر؛ بل غائب بشرط اعلام الشهود بما في الكتاب مالم يكن بلفظ الأمر فيتولى الطرفين (درمختار) (قوله: غائب) الظاهر أن المراد به الغائب من المجلس وإن كان حاضرا في

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

البلد ط(قوله:فتح) فإنه قال: ينعقد النكاح بالكتاب كماينعقد بالخطاب، وصورته: أن يكتب إليها يخطبها فإذا بلغها الكتاب أحضرت الشهود وقرأته عليهم وقالت: زوجت نفسى منه أو تقول أن فلاناً كتب إلىّ يخطبنى فاشهدوا انى زوجت نفسى منه أما لم نقل بحضرتهم سوى زوجت نفسى منه فلان لا ينعقد؛ لأن سماع الشطرين شرط صحة النكاح وباسماعهم الكتاب أو التعبير عنه منها وقد سمعوا الشطرين. (شامی۲/ ۲۸۸)

ومن شرائط الايجاب والقبول اتحاد المجلس لو حاضرين.(درمختار) (قوله: لو حاضرين) احترز به عن كتابة الغائب لما فى البحر عن المحيط، الفرق بين الكتاب والخطاب أن فى الخطاب لو قال قبلت فى مجلس آخر لم يجز، وفى الكتاب يجوز؛ لأن الكلام كما وجد تلاشى فلم يتصل الا يجاب بالقبول فى مجلس آخر، فاما الكتاب فقائم فى مجلس آخر وقراءته بمنزلة خطاب الحاضر فاتصل الايجاب بالقبول فصحاه ومقتضاه أن قرأة الكتاب فى مجلس الآخر لا بد منها ليحصل الاتصال بين الا يجاب والقبول وحينئذ فاتحاد المجلس شرط فى الكتاب أيضا.(شامی۲/ ۲۸۹) **فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔**

املاہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۱/ جمادی الاخریٰ ۱۴۲۶ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

نکاح ثانی

دوسرے نکاح کے لیے پہلی بیوی سے اجازت

سوال: اگر کوئی شخص دوسرا نکاح کرے، تو اسے پہلی بیوی کی اجازت کی ضرورت ہوتی ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

دوسرا نکاح کرنے کے لیے پہلی بیوی کی اجازت ضروری نہیں ہے؛ البتہ دوسرا نکاح کرنے کے بعد حقوق کی ادائیگی میں دونوں میں عدل اور مساوات کا لحاظ کرنا ضروری ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

دوسرا نکاح کرنے کے لیے پہلی بیوی سے اجازت لینا

سوال: ① کیا نکاح ثانی کے لیے پہلی بیوی کی اجازت لینا ضروری ہے؟

② اگر بیوی دوسرا نکاح نہ کرنے پر بضد ہو تو شوہر کیا کرے؟

③ کیا بغیر اجازت پہلی بیوی کے دوسرا نکاح کر سکتا ہے؟

④ کن حالات میں دوسرا نکاح کرنا چاہیے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

① ضروری نہیں۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

②استخارہ کرلے۔　　　③ کرسکتا ہے۔

④باری تعالیٰ کا ارشاد:﴿ فإن خفتم أن لا تعدلوا فواحدة ﴾یعنی اگر تم کو اس کا خوف ہو کہ عدل نہ کرسکو گے تو ایک ہی پر بس کرو۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایک سے زیادہ نکاح کرنا اسی صورت میں جائز اور مناسب ہے جب کہ شریعت کے مطابق سب بیویوں میں برابری کرسکے، اور سب کے حقوق کا لحاظ رکھ سکے، اگر اس پر قدرت نہ ہو تو ایک ہی بیوی رکھی جائے،............حاصل یہ ہے کہ اگر چہ قرآن کریم نے چار عورتوں تک نکاح میں رکھنے کی اجازت دے دی، اور اس حد کے اندر جو نکاح کئے جائیں گے وہ صحیح اور جائز ہوں گے؛ لیکن متعدد بیویاں ہونے کی صورت میں اس میں عدل ومساوات قائم رکھنا واجب ہے، اور اس کے خلاف کرنا گناہ عظیم ہے، اس لیے جب ایک سے زائد نکاح کا ارادہ کرو تو پہلے اپنے حالات کا جائزہ لو کہ سب کے حقوق عدل ومساوات کے ساتھ پورا کرنے کی قدرت بھی ہے یا نہیں، اگر یہ احتمال غالب ہو کہ عدل ومساوات قائم نہ رکھ سکو گے تو ایک سے زائد نکاح پر اقدام کرنا اپنے آپ کو ایک عظیم گناہ میں مبتلا کرنے پر اقدام ہے، اس سے باز رہنا چاہیے، اور اس حالت میں صرف ایک ہی بیوی پر اکتفاء کرنا چاہیے۔ (معارف القرآن ۲/ ۲۹۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۲/ صفر ۱۴۱۰ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

ایک بیوی کی موجودگی میں دوسری شادی

سوال: میں نے ایک لڑکی سے شادی کیا، اور لڑکی ہمیں پسند نہیں ہے، اور

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

دونوں کا جوڑا برابر نہیں ہے تو یعنی ہم دوسری شادی کر سکتے ہیں یا نہیں؟ دوسری شادی کرنے کے بعد پہلی عورت کو کیا کرنا چاہیے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

اگر آپ عدل وانصاف کا تقاضہ پورا کرتے ہوئے دونوں بیویوں کے حقوق کو ادا کر سکتے ہیں، تو دوسری شادی کی اجازت ہے۔ لقوله تعالیٰ ﴿ فانكحوا ما طاب لكم من النساء مثنى وثلث ورباع فان خفتم ان لاتعدلوا فواحدة ﴾ إلخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

دوسری شادی پندرہ سالہ لڑکی سے

سوال: زید کی عمر ۵۰ اور ۵۵ / سال کے درمیان ہے، ایک لڑکی ہے اس کی عمر ۲۳ / سال ہے، اس کے بھی بچے ہیں، زید کی بیوی بھی حیات ہے، زید کا عہدہ بھی بڑا ہے، اور دین واسلام میں اس کا مقام ہے، زید کا ارادہ پندرہ سال کی لڑکی کے ساتھ شادی کرنے کا ہے، لڑکی کی والدہ رشتہ دار سب ناراض ہیں، لڑکی ہاں یا نا کا جواب نہیں دیتی، باپ کا ارادہ ہے، باپ کا کہنا ہے کہ ان کے ساتھ شادی ہونے سے میری لڑکی کو جنت میں لے جائے گا، آج کے دور کے حساب سے مذہب اسلام میں اس کی کیا اجازت ہے؟ اس سے معاشرہ میں خرابی ہونے کا بھی اندیشہ ہے۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

دوسری شادی کے لیے پہلی بیوی کی رضامندی شرعاً شرط نہیں؛ لیکن دونوں بیویوں

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کے درمیان عدل ومساوات رکھنا ضروری ہے، چوں کہ عورتوں کی طبیعت کمزور ہوتی ہے اور گھریلو جھگڑا فساد سے آدمی کی زندگی اجیرن ہوجاتی ہے، اس لیے عافیت اسی میں ہے کہ دوسری شادی حتی الوسع نہ کی جائے، اور اگر کی جائے تو دونوں کو الگ الگ مکان میں رکھے، اور دونوں کے حقوق برابر ادا کرتا رہے، ایک طرف جھکاؤ اور ترجیحی سلوک کا وبال بڑا ہی سخت ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ۵/۱۴۱)

شریعت کی طرف سے نکاح میں عمر کی کوئی قید نہیں ہے؛ لیکن مصالح اور معاشرت کی وجہ سے عمر میں تناسب کی رعایت رکھی جائے تو بہتر ہے۔ (فتاوی محمودیہ کراچی ۱۰/۴۸۲)

صورت مسئولہ میں اگر لڑکی اس نکاح پر دل سے راضی ہے، اور زید اس کے حقوق زوجیت ادا کرنے پر قادر ہونے کے ساتھ دونوں بیویوں میں عدل ومساوات رکھ سکتا ہے، تو شریعت کی نظر میں اس میں قباحت نہیں ہے، اجازت ہے؛ ورنہ نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۲/محرم الحرام ۱۴۱۷ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

نکاح باطل وفاسد کے احکام

سوال: آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے زیر اہتمام عائلی مسائل سے متعلق جو ''مجموعۂ قوانین اسلامی'' مرتب ہوا ہے وہ یقینا بورڈ کا ایک عظیم الشان کارنامہ اور علمائے ہند کی یادگار خدمت ہے، اس مجموعہ میں زیر بحث آنے والے بعض مسائل تشنۂ تحقیق ہیں؛ کیوں کہ ان کی بابت فقہاء کی عبارتوں میں بھی ایک گونہ ابہام پایا جاتا

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہے، اس سلسلہ میں ایک اہم مسئلہ نکاح باطل اور نکاح فاسد کی تعریف کا ہے جیسا کہ آں محترم کے علم میں ہے، حنفیہ کے نزدیک بنیادی طور پر نکاح کی دو قسمیں ہیں: نکاح صحیح اور نکاح غیر صحیح، پھر نکاح غیر صحیح کی دو قسمیں کی گئی ہیں: نکاح باطل اور نکاح فاسد۔ نکاح غیر صحیح کی ان دونوں قسموں کے بارے میں دو باتیں قابلِ تحقیق ہیں:

ایک نکاح باطل اور نکاح فاسد کی تعریف: کیوں کہ فقہاء نے ایسی واضح تعریف غالباً نہیں کی ہے جو پوری طرح باطل اور فاسد کے درمیان امتیاز قائم کردے، دوسری طرف عدالتوں میں یہ تصور چلا آرہا ہے کہ اگر ابدی موانعِ نکاح کی وجہ سے نکاح ممنوع ہو تو یہ نکاح باطل ہے، اور عارضی موانع ہو تو نکاح فاسد ہے، اس سلسلہ میں ایسی واضح تعریف مطلوب ہے جو جامع مانع ہو، اور باطل و فاسد کے سلسلہ میں فقہاء کی ذکر کی ہوئی تمام مثالوں کو شامل ہو۔

دوسرا مسئلہ باطل و فاسد نکاحوں پر مرتب ہونے والے آثار واحکام کا ہے: خاص کر یہ مسئلہ کہ نکاح فاسد کی وجہ سے نفقہ واجب ہوگا یا نہیں؟ کیوں کہ ایک طرف فقہاء نے صراحت کی ہے کہ نکاحِ فاسد میں نفقہ واجب نہیں ہوگا، نہ عدت کا، نہ اس سے پہلے کا، دوسری طرف نکاح بغیر شہود کی صورت میں نفقہ واجب قرار دیا گیا ہے، اوراس صورت کے نکاح فاسد ہونے کی صراحت بھی کتابوں میں ہے، اور فی الجملہ احتباس کی شکل بھی پائی جاتی ہے جو نفقہ واجب ہونے کی بنیاد ہے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

نکاح باطل اور نکاح فاسد کا مسئلہ جیسا کہ آپ نے تحریر فرمایا ہے، واقعۃً مبہم اور

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

مغلق ہے، اور فقہائے احناف کی عبارتیں بھی اس سلسلہ میں مختلف اور مضطرب ہیں، اور اسی لیے مجھے جن مسائل میں تردد رہا، ان میں سے ایک یہ بھی ہے، عباراتِ فقہاء کے اضطراب واختلاف کو دور کرنے کے سلسلہ میں ہمارے ماضی قریب کے اکابر نے جو کوشش کی ہے، اس کا حوالہ دینے کو کافی سمجھتا ہوں، ممکن ہے اس سے بورڈ کی لیگل کمیٹی کو کچھ رہنمائی حاصل ہو۔

① حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے امداد الاحکام ۲ / ۲۷۲ تا ۲۷۴ ''نکاح باطل وفاسد کی تعریف'' سوال نمبر ۱۰ میں تفصیلی بحث فرمائی ہے۔

② حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کا مستقل رسالہ ''القول الفاصل بين النكاح الفاسد والباطل'' کے نام سے احسن الفتاویٰ ۵ / ۵۹ تا ۶۴ پر موجود ہے۔

③ فتاویٰ محمودیہ مطبوعہ کراچی ۱۱ / ۳۱، سوال نمبر ۵۳۵۴، اور فتاویٰ محمودیہ ۱۳ / ۵۴۰ تا ۵۴۲، سوال نمبر ۶۶۴۰۔

رہا دوسرا مسئلہ تو فقہ حنفی کی کتابوں میں یہ بات صراحۃً لکھی ہوئی ہے کہ نکاح فاسد میں عورت نفقہ کی حق دار نہیں۔

عالمگیری میں ہے: قال: ولا نفقة فی النكاح الفاسد ولا فی العدة منه (۱/ ۵۴۷)

درمختار میں ہے: فتجب للزوجة بنكاح صحيح، فلو بان فساده أو بطلانه رجع بما أخذته من النفقة بحر (درمختار) (قوله: بنكاح صحيح) فلا نفقة على مسلم فی نكاح فاسد لانعدام سبب الوجوب، وهو حق الحبس الثابت للزوج عليها بالنكاح (شامی ۲/ ۶۹۹)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

النہر الفائق میں ہے: وفیه إیماء إلی أنه لا نفقة لها فی الفاسد؛لأنها لیست زوجة (النهر الفائق۲/ ٥٠٦)

المحیط البرھانی میں ہے:ولا نفقة فی النکاح الفاسد ولا فی العدة منه؛ لأنه لم یحصل للزوج بهذا الاحتباس منفعة من منافع النکاح، وهو الوطء او الدواعی؛ لأنه ممنوع شرعا، فصار منزلة الصغیرة التی لا تجامع مثلها (المحیط البرهانی٤/ ٢٨١)

لیکن اس کے باوجود کتب فقہ حنفی میں اس بات کی بھی صراحت ہے کہ نکاح بغیر الشہود میں نفقہ واجب ہوتا ہے، جیسا کہ خلاصۃ الفتاویٰ میں ہے:

وأجمعوا أن فی النکاح بغیر الشهود تستحق النفقة (خلاصة الفتاویٰ۲/ ٥٧)

عالمگیری میں بھی خلاصۃ الفتاویٰ کے حوالہ سے یہی عبارت نقل کی گئی ہے، دیکھئے: عالمگیری ۱/ ۵۴۷

فتاویٰ بزازیہ میں بھی ہے: لا نفقة فی النکاح الفاسد، وفی النکاح بلاشهود تلزم. (الفتاویٰ البزازیة علی هامش الهندیة٤/ ١٦٠)

چوں کہ نکاح بغیر شہود بھی نکاح فاسد ہی کا ایک فرد ہے، جس کے پیش نظر چاہیے تھا کہ اس میں بھی نفقہ واجب نہ ہو، اس کے باوجود اس میں وجوبِ نفقہ کی صراحت -جیسا کہ اوپر منقول ہوئی- باعث اشکال بنی، جس سے خلاصی حاصل کرنے کے لیے تو بعض حضرات نے "فیه نظر" فرما کر اس کو تسلیم ہی نہیں کیا، جن میں سے صاحب النہر الفائق بھی ہیں، چناں چہ وہ فرماتے ہیں:

وفی البزازیة: بعد ما ذکر "أنها فی الفاسد لا تلزم" قال: "وفی النکاح بلا شهود تلزم" وفیه نظر إذ هو من أفراده (النهر الفائق۲/ ٥٠٦)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اسی طرح علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح درمختار ۲/ ۲۵۱ میں حموی کے حوالہ سے یہی بات نقل کی ہے، چناں چہ فرماتے ہیں: ونظر فيه الحموی بأنه من أفراد الفاسد جب کہ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کا رجحان یہ ہے کہ اس عبارت میں "لا" نافیہ ہونا چاہیے، چناں چہ فرماتے ہیں: والظاهر أن الصواب "لا تستحق" بلا النافية إذ لا احتباس فيه (شامی۲/ ۶۹۹)

بہر حال! نکاح بغیر شہود میں وجوبِ نفقہ کا مسئلہ باعثِ اشکال بنا، جس سے مذکورہ بالا طریقوں سے خلاصی حاصل کرنے کی سعی کی گئی۔ میرے ناقص خیال میں نکاح بغیر شہود میں باوجودیکہ یہ بھی نکاح فاسد ہی کا ایک فرد ہے، وجوبِ نفقہ کی علت اس کا مجتہد فیہ ہونا ہے، اس لیے کہ مالکیہ کے یہاں نکاح بغیر شہود صحیح اور درست ہے، اس لیے نکاح بغیر شہود کے علاوہ نکاح فاسد کی دیگر صورتوں میں نفقہ واجب قرار دینا درست نہ ہوگا۔ رہی فی الجملہ احتباس کی شکل تو وہ کافی نہیں جب تک کہ اس کے ذریعہ منافع نکاح میں سے کوئی منفعت حاصل نہ ہو، جیسا کہ محیط برہانی کی منقولہ بالا عبارت سے واضح ہوتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

باب النکاح والسفاح

محرم مرد کا عورت کے ساتھ میاں بیوی کی طرح رہنا

سوال: ایک عورت ہے، جو ایک محرم کے ساتھ کئی عرصہ سے ہے، وہ شخص اس عورت کو خدا کو حق ناظر جان کر اپنی بیوی تسلیم کرتا ہے، اس سے اس کی چار اولادیں بھی ہیں؛ مگر اس سے ابھی تک نہ جانے کسی وجوہات کی بناء پر نکاح نہیں کیا ہے؛ مگر بیوی کو شریک حیات سمجھتا ہے؛ لیکن اب کہتا ہے کہ میں نکاح کروں گا، آپ بتائیے کہ گذرا ہوا جو وقت جو عرصہ تھا وہ جائز ہے یا نہیں؟ اس کے ساتھ اس شخص کے تعلقات بہت دنوں سے ہیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

جو مرد کسی عورت کا محرم ہو، یعنی اس کا اس کے ساتھ ایسا رشتہ ہو جس کی وجہ سے شرعاً نکاح حرام ہوتا ہے، تو اس عورت کے ساتھ اس کا اس طرح رہنا سخت حرام ہے، اس کے ساتھ صحبت کرنا، زنا کرنا ہے، اور اس کے نتیجہ میں پیدا ہوئی اولاد بھی حرام ہے، جب مرد محرم ہے تو اس کے ساتھ نکاح بھی حرام ہے، اس لیے نکاح کرنے سے وہ عورت اس کے لیے حلال نہیں ہو جائے گی؛ بلکہ حرام ہی رہے گی، یہ دونوں سخت گنہ گار ہیں، ان کو چاہیے کہ اولین فرصت میں ایک دوسرے سے علیحدگی اختیار کریں، اور اب تک جو ہو چکا ہے اس پر سچے دل سے توبہ کریں، اور آئندہ اس قبیح وشنیع حرکت کا تصور بھی نہ کریں، یہ دنیوی زندگی چند روزہ ہے، اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے حضور میں

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

پیش ہونا ہے، اور اس کا جواب دینا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۳/صفر المظفر ۱۴۱۲ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

اجنبیہ کے ساتھ میاں بیوی کی طرح رہنا

سوال: عرض گذارش یہ ہے کہ پہلی مرتبہ جو آپ کو خط لکھا گیا تھا، اس میں غلطی سے نامحرم لکھنے کے بجائے محرم لفظ لکھا گیا، اب آپ اس کی صحیح تفصیل برائے کرم روانہ کریں گے۔

آپ کو معلوم ہو کہ ایک مسلم انسان (مرد) ہے، جس سے میرے تعلقات تقریباً پندرہ سال سے ہیں، اور اس سے میری چار اولادیں بھی ہیں؛ لیکن اس شخص نے ہر وقت مجھے یہی کہا کہ میں جو بھی جسمانی تعلق تم سے رکھتا ہوں، صرف خدا کو حق، ناظر جان کر اپنی بیوی سمجھتا ہوں، صرف انہوں نے مجھ سے نکاح نہیں کیا؛ لیکن مفتی صاحب اب خدا کے فضل سے خدا کے خوف سے وہ مجھ سے نکاح کرنا چاہتا ہے، تو آپ ہی بتائیں کہ وہ گذرے ہوئے جو ہمارے دن ہیں، وہ کیا کہلائیں گے؟ یہ درست ہے یا نہیں؟ انہوں نے جو بھی جسمانی تعلق کئے ہر وقت عورت سمجھ کر، یہ درست ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

بغیر عقد نکاح آج تک جو تعلق اس مرد نے آپ کے ساتھ رکھا، وہ شریعت کی نظر میں حرام ہی ہے، اور اس کے نتیجے میں جو اولاد پیدا ہوئی وہ بھی غیر ثابت النسب ہی ہے، دونوں کے لیے ضروری ہے کہ فوراً ایک دوسرے سے علیحدگی اختیار کر کے اپنے اس گناہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

سے سچی توبہ کریں، اللہ تعالیٰ بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اگر صدق دل سے ہو، آئندہ اگر ساتھ رہنا چاہتے ہیں تو شرعی طریقہ کے مطابق گواہوں کی موجودگی میں عورت مرد سے یوں کہے کہ میں نے اپنے آپ کو تمہارے نکاح میں دیا، اور مرد اس کے جواب میں کہے کہ میں نے تمہیں اپنے نکاح میں قبول کیا، اس طرح کرنے سے نکاح ہوکر دونوں ایک دوسرے کے لیے حلال ہوجائیں گے، یہ یاد رہے کہ گواہ دو مرد مسلمان دین دار ہوں، یا ایک مسلمان مرد اور دو مسلمان عورتیں ہوں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۸ / ربیع الاول ۱۴۱۲ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

اجنبیہ کے ساتھ زندگی گزارنا

سوال: میں غیر شادی شدہ ہوں، اور ایک عورت - جو غیر قوم ہے - تقریباً ساڑھے پانچ سال سے میرے ساتھ ہے، اور ایک ڈیڑھ سال کا بچہ (لڑکی) بھی ہے، اب تک تو مجھے معلوم نہیں تھا، اب میں کیا کروں اور بچے کا کیا کرنا ہے؟ تفصیل سے میری رہنمائی کریں، عورت اور گاؤں والے سب راضی ہیں، اب مجھے کیا کرنا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

آپ کا ایک اجنبیہ اور غیر مسلم عورت کے ساتھ اس طرح زندگی گزارنا اور اس کے ساتھ زوجہ جیسا معاملہ کرنا یقیناً بڑا سنگین گناہ ہے، اولین فرصت میں اپنی اس حرکت سے توبہ ضروری ہے، یہ زندگی چندروزہ ہے، اس کے بعد موت کا آنا یقینی ہے، اور اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی تمام حرکتوں کا جواب دینا ہوگا، خوش نصیب ہے وہ بندہ جو موت

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

سے پہلے ہی اپنے گناہوں سے تائب ہو کر آئندہ پیش آنے والی جواب دہی کے لیے اپنے آپ کو تیار کرے، توبہ کی صورت یہ ہے کہ سب سے پہلے آپ اس عورت سے علاحدگی اختیار فرمالیں؛ اس طور کہ اس کے ساتھ کوئی رابطہ نہ رہے، اس کے بعد اپنی آج تک کی کوتاہی پر نادم وشرمسار ہوں، اور اللہ تعالیٰ سے یہ عہد فرمائیں کہ آئندہ کبھی ایسی حرکت کا مرتکب نہ ہوں گا، اس کے بعد مناسب تو یہی ہے کہ کسی مسلمان عورت کے ساتھ عقد نکاح فرما کر عفت و پاک دامنی کی زندگی گزاریں، اور اگر یہ اندیشہ ہو کہ اس غیر مسلمہ کے ساتھ دل کی وابستگی دوبارہ معصیت میں مبتلا کرے گی اور دل پر قابو نہیں ہے، تو پھر اس کی اجازت ہے کہ آپ اس عورت کو اسلام کی دعوت دیں، وہ اسلام قبول کر کے مسلمان ہو جائے، اس کے بعد آپ اس سے عقد نکاح فرمالیں، اور اپنے آپ کو قعرِ معصیت سے نکالیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۳۰/ جمادی الاخریٰ ۱۴۱۱ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

تین ماہ میں بچی پیدا ہونے سے کیا نکاح ٹوٹ جاتا ہے؟

سوال: ایک شخص کا نکاح مؤرخہ ۳۰/ دسمبر ۱۹۹۶ء کو ہوا، نکاح کے فوراً بعد وہ شخص اپنی بیوی کو گھر لایا؛ لیکن مؤرخہ ۳/ اپریل ۱۹۹۷ء کو تقریباً تین مہینے کے اندر اس شخص کے ہاں اس کی بیوی کو لڑکی پیدا ہوئی، تمام برادری اس شخص سے ناراض ہوگئی اور آنا جانا بند کر دیا، مؤرخہ ۱۴/ مئی ۱۹۹۷ء کو ایک اچھے پڑھے لکھے مولوی صاحب نے آکر مذکورہ شخص کو توبہ تائب کرائی اور کچھ ڈنڈ، تعزیر ڈالی، اور یہ کہا کہ ایسا فعل کرنے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

والے کو سو کوڑے ڈالے جاتے ہیں؛ مگر ہم نہیں ڈال سکتے، اس لیے شریعت کو بحال رکھنے کے لیے اس کے جسم پر سو تنکے توڑیں گے؛ تاکہ شریعت کا حق ادا ہو جائے، بعد میں تنکے بھی نہیں توڑے، اب مسائل زیرِ طلب یہ ہیں:

① تین مہینے کی مدت میں لڑکی ہوئی تو کیا ان دونوں کا نکاح باقی رہا یا ٹوٹ گیا، اگر باقی رہا تو مولوی صاحب نے ڈنڈ کیسی ڈالی؟

② اگر نکاح نہیں رہا تو ان کے دوبارہ نکاح کی کیا صورت ہوگی؟

③ اور اس جاننے والے مولوی صاحب کے لیے کیا حکم ہے؟

④ جو لڑکی پیدا ہوئی ہے وہ بھی زندہ ہے، اس لڑکی کا باپ کون ہے؟ اور اس کی پرورش کس کے ذمہ رہے گی؟ یاد رہے کہ جس مولوی صاحب نے توبہ کرائی، انہی مولوی صاحب نے نکاح بھی پڑھا دیا ہے۔

⑤ اور جن لوگوں نے توبہ تائب کی مجلس میں حلوہ وغیرہ کھایا ہے،، ان کے لیے کیا حکم ہے؟ جواب جلد تحریر فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

① ② شریعت مطہرہ کے نزدیک حمل کی کم سے کم مدت چھ ماہ ہے، اگر نکاح کے چھ ماہ پورے ہونے پر یا اس کے بعد کسی کی منکوحہ کو بچہ پیدا ہو تو اس بچہ کا نسب اس نکاح کرنے والے مرد سے ثابت مانا جائے گا؛ ورنہ نہیں، صورتِ مسئولہ میں جب اس کی بیوی کو نکاح کے چھ ماہ کے اندر بچہ ہوا تو اس بچہ کا نسب اس مرد سے ثابت نہیں ہوگا، رہا نکاح کا درست اور باقی رہنا تو جب یہ لڑکی چھ ماہ کے اندر پیدا ہوئی تو معلوم ہوا کہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

وہ عورت بوقتِ نکاح حاملہ تھی، اور اس کا یہ حمل زنا سے تھا، زنا والے حمل کے ہوتے ہوئے بھی نکاح درست ہوجاتا ہے؛ البتہ شوہر کو چاہیے کہ جب تک بچہ پیدا نہ ہوجائے وہاں تک اس عورت کے ساتھ جماع (صحبت) نہ کرے؛ لہٰذا صورتِ مسئولہ میں نکاح درست بھی ہوا، اور اب بھی باقی ہے، لڑکی پیدا ہونے کی وجہ سے نکاح ٹوٹا نہیں ہے، مولوی صاحب کا اس پر ڈنڈ ڈالنا غلط ہے، اسلام میں ڈنڈ کی اجازت نہیں ہے۔

وصح نكاح حبلى من زنا، لا حبلى من غيره أي الزنا، وان حرم وطؤها ودواعيه حتى تضع (درمختار علی ھامش الشامی ۲/ ۲۹۲،۲۹۱)

③ صورتِ مسئولہ میں برادری کا اس آدمی سے ناراض ہونا اور مولوی صاحب کا اس پر ڈنڈ ڈالنا درست نہیں ہے، اس کی بیوی کو بچہ پیدا ہوا اور نکاح سے چھ ماہ کم مدت میں پیدا ہوا اس میں شوہر کو قصوروار گردانا کیسے درست ہوا؟ البتہ اگر اس شوہر کا اس عورت کے ساتھ نکاح سے پہلے کوئی ناجائز تعلق تھا تب برادری کی ناراضگی ٹھیک ہے۔

④ ⑤ اس لڑکی کی پرورش کی ذمہ داری برادری پر ہے، اور اگر شوہر ہی کے سابقہ ناجائز تعلق کی وجہ سے یہ حمل رہا تھا تو اس صورت میں اس لڑکی کا نفقہ اس شوہر پر ہے۔

ولو نكحها الزاني حل له وطؤها اتفاقاً، والولد له، ولزمه النفقة. (درمختار)

اگر شوہر کسی درجہ میں قصوروار ہے تب تو اس کو توبہ کرانا درست ہے، حلوہ اگر زبردستی شوہر سے رقم نکلوا کر منگوایا گیا تھا تو اس کا کھانا کسی کے لیے بھی جائز نہ تھا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۰/ ربیع الاول ۱۴۱۸ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

شوہر کی عدم موجودگی میں اجنبی مرد کے ساتھ رات گذارنا

سوال: ایک دیہات میں ایک زید نام کا شخص امامت کررہا ہے، اور اسی دیہات میں ایک محبوبہ نام کی عورت ایک بڑے وسیع گھر میں رہتی ہے اور اس کے ساتھ میں ایک بوڑھی عورت بھی رہتی ہے، لیکن گھر کافی بڑا ہے اور محبوبہ کے شوہر سعودی عرب میں ملازم اور محبوبہ کے سسر اور دیگر سسرالی رشتہ دار بمبئی میں قیام پذیر ہیں، ایک رات تقریباً رات کے دس بجے امام صاحب کو محبوبہ کے پچھلے دروازے سے محبوبہ کے گھر میں داخل ہوتے ہوئے ایک شخص نے دیکھ لیا، تو اس دیکھنے والے نے گاؤں کے افراد کو بھی اس کی اطلاع دی، تو گاؤں کے بہت سارے لوگ گھر کے باہر خاموشی کے ساتھ پہرہ دے رہے تھے، صبح تقریباً پانچ بجے جب زید امام صاحب محبوبہ کے گھر سے باہر نکلنے لگے تو پہرہ دینے والے لوگوں نے ان کو باہر نکلنے سے روکا، اور لڑکی کے والدین اور رشتہ دار کو بلایا، جو دوسرے گاؤں میں رہتے تھے، جو وہاں سے تقریباً ۵/ کلومیٹر کی دوری پر ہے، جب محبوبہ کے والدین اور رشتہ دار آئے تو ان کو محبوبہ کے گھر میں داخل کیا گیا تو وہاں پر زید اور محبوبہ دونوں موجود تھے، اس کے بعد دونوں گاؤں کے ذمہ داروں نے بیٹھ کر مشورہ کیا اور محبوبہ اور زید کو بھی بلایا، تو زید نے اقرار کیا کہ میں رات ۱۰/ بجے پچھلے دروازے سے محبوبہ کے گھر میں گیا تھا اور صبح ۵/ بجے تک ہم دونوں ساتھ رہے اور ساتھ رہنے پر دونوں نے یعنی زید اور محبوبہ نے دستخط بھی کیے؛ لیکن صحبت کرنے کا دونوں نے انکار کیا اور اس کو ماننے کے لیے تیار نہیں اور ابھی معاملہ محبوبہ کے شوہر پر رکھا کہ وہ آنے کے بعد جو بھی فیصلہ کرے؛ لہٰذا ایسی صورت میں شریعت مطہرہ کی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

روشنی میں محبوبہ کے شوہر کو کیا فیصلہ کرنا چاہیے؟ اور شریعت مطہرہ زید اور محبوبہ کے بارے میں کیا حکم لگاتی ہے؟ تفصیل معلوم کرنا ہے، عین نوازش ہوگی۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

زید اور محبوبہ کو صحبت ووطی کرتے ہوئے جب دیکھا نہیں گیا اور دونوں اس کا انکار بھی کرتے ہیں، تو ان پر یہ الزام لگانا شرعاً درست نہیں ہے؛ بلکہ تہمت ہونے کی وجہ سے گناہ کبیرہ ہے؛ البتہ دونوں رات کے دس بجے سے لے کر صبح کے ۵ / بجے تک تنہائی میں ایک ساتھ رہنے کا اقرار کرتے ہیں، اجنبی مرد اور عورت کا اس طرح تنہائی میں رہنا شرعاً حرام ہے۔

وفی الاشباہ: الخلوۃ بالاجنبیۃ حرام.(در مختار علی ھامش الشامی۵/ ۲۶۰)

احادیث میں اس کی ممانعت اور اس پر بڑی وعیدیں آئی ہیں: عن جابر قال: قال رسول اللہ ﷺ:الا لا یبیتن رجل عند امرأۃ ثیب الا ان یکون ناکحاً أو ذا محرم(مشکوۃ:۲۶۸) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سنو! کسی ثیبہ عورت کے پاس کوئی مرد رات نہ گذارے، مگر یہ کہ وہ اس کا شوہر ہو یا محرم ہو۔

عن عقبۃ ابن عامر قال: قال رسول اللہ ﷺ:ایاکم والدخول علی النساء، فقال رجل یارسول اللہ! ارأیت الحمو؟ قال الحمو الموت (ایضاً: ۲۶۸) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ عورتوں کے پاس جانے سے بچو (ہرگز نہ جاؤ) ایک آدمی نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول! دیور کے متعلق کیا حکم ہے؟ (یعنی کیا وہ جاسکتا ہے؟) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب میں فرمایا: دیور تو موت (کی طرح خطرناک) ہے۔

عن عمر عن النبی ﷺ قال: لا یخلون رجل بإمرأۃ إلا کان ثالثھما

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الشیطان.(ایضا:۲۶۹) حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کوئی مرد جب کسی اجنبی عورت سے تنہائی اختیار کرتا ہے تو ان کا تیسرا شیطان ہوتا ہے، یعنی شیطان ان کو گناہ میں ڈالنے کے لیے ابھارتا ہے۔

عن جابر عن النبی ﷺ: لاتلجوا علی المغیبات، فان الشیطان یجری من احدکم مجری الدم.(ایضاً:۲۶۹) حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ: جن عورتوں کے شوہر گھروں پر موجود نہ ہوں (بلکہ سفر میں ہوں) ایسی عورتوں کے پاس ہرگز مت جاؤ؛ اس لیے کہ شیطان تم میں سے ہر ایک کے جسم میں ایسا پھرتا ہے جیسا کہ خون۔

مثل الذی یجلس علی فراش المغیبة مثل الذی ینهشه اسود من اساور یوم القیامة(کنز العمال۵/ ۲۲ه) جو آدمی ایسی عورت جس کا شوہر سفر پر ہو اس کے بستر پر بیٹھے تو اس کا حال ایسا ہے جیسے اس کو قیامت کے اژدہوں میں سے کوئی اژدہا ڈس رہا ہو۔

زید اور محبوبہ چوں کہ گناہ کے مرتکب ہوئے ہیں، اس لیے ان کو چاہیے کہ وہ اللہ تعالی کے حضور اپنے گناہ کی معافی چاہیں اور سچے دل سے توبہ کریں، بندہ جب گناہ کرتا ہے اور پھر اس کا اعتراف کرتا ہے اور اللہ تعالی کے سامنے توبہ کرتا ہے، تو اللہ تعالی اس کی توبہ قبول کرتے ہیں۔ (بخاری شریف ۲/ ۵۹۶)

رہا یہ سوال کہ محبوبہ کے شوہر کو کیا فیصلہ کرنا چاہیے تو اس کا جواب صاف ہے کہ ان کا اپنی نوجوان بیوی کو اس پرفتن زمانے میں ایک وسیع مکان میں تنہا چھوڑ کر سعودیہ ملازمت کے لیے جانا ہی اس صورت حال کا ذمہ دار ہے، شوہر کے لیے بیوی کی حاجت اور خواہش اور حقوق کا لحاظ ضروری ہے، جس طرح مرد کو عورت کی خواہش ہوتی ہے عورت

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کو بھی مرد کی خواہش ہوتی ہے؛ بلکہ نسبتاً زیادہ۔

حضرت پیرانِ پیر شاہ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی ’’غنیۃ الطالبین‘‘ میں ہے کہ مرد کو جماع کی خواہش نہ ہو تب بھی جماع کا ترک کرنا درست نہیں؛ اس لیے کہ عورت کا مرد پر اس بات کا حق ہے اور ترک جماع میں عورت کا نقصان ہے؛ کیوں کہ عورت کی خواہش بہ نسبت مرد کے زیادہ ہوتی ہے۔

حدیث میں ہے کہ عورتوں کو مردوں کے مقابلے میں ۹۹ / درجہ زیادہ خواہش ہوتی ہے، مگر حق تعالیٰ نے ان پر شرم وحیاء کا پردہ ڈال دیا ہے؛ اس لیے شہوت دبی رہتی ہے۔

بعض لوگوں کا قول یہ ہے کہ شہوت کے دس حصے ہیں، عورتوں کو ۹ / حصہ اور ایک حصہ مردوں کو۔ اور بدون عذر کے عورتوں سے چار ماہ تک علیحدگی جائز نہیں ہے، اور اگر مرد سفر میں چھ ماہ سے زیادہ رہے اور عورت اس کو بلاوے اور باوجود قدرت کے نہ آوے تو حاکم کو چاہیے کہ عورت کی حسبِ خواہش دونوں میں جدائی کردے۔

(غنیۃ الطالبین ۱ / ۳۳)

اسی لیے فقہاء فرماتے ہیں کہ مرد کو چاہیے کہ عورت کی اجازت اور خوشی کے بغیر چار مہینے سے زیادہ جدا نہ رہے، امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ رات کے وقت مدینہ طیبہ کی گلیوں میں گشت لگاتے تھے کہ ایک مکان سے جوان عورت کی آواز سنائی دی، وہ شوہر کی جدائی میں یہ شعر پڑھ رہی تھی:

فواللہ لولا اللہ تخشی عواقبہ		لزحزح من ھذالسریر جوانبہ

یعنی قسم بخدا! اگر مجھ کو خوف خدا نہ ہوتا تو آج چارپائی کی چولیں ہلتی ہوئی ہوتیں،

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وجہ معلوم کی، تو کہنے لگی کہ کافی عرصہ ہوا میرا شوہر جہاد میں گیا ہے، اس کے فراق میں یہ شعر پڑھ رہی تھی، یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ محزون ہوئے، گھر آکر اپنی بیٹی ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ عورت شوہر کے بغیر کتنی مدت تک صبر کرسکتی ہے؟ عرض کیا کہ چار ماہ۔ چناں چہ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمان جاری کیا کہ شادی شدہ فوجی کو چار ماہ ہونے پر اپنے گھر آنے کی اجازت دے دی جائے۔

(شامی ۵/۵۴۸، ماخوذ از فتاویٰ رحیمیہ ۳/ ۱۲۴، ۱۲۵)

شوہر نے کمانے کی لالچ میں عورت کے اس طبعی حق کی ادائیگی میں غفلت برتی جس کا یہ نتیجہ نکلا؛ اس لیے شوہر کو چاہیے کہ بیوی کی اس غلطی سے چشم پوشی کرتے ہوئے اس کو معاف کردے اور آئندہ اس طرح اس سے دور نہ رہے، خود شوہر کی عفت وعزت کی حفاظت بھی اسی میں ہے، بستی اور قوم کے ذمہ داروں کو بھی چاہیے کہ وہ جہاں رات بھر پہرہ دیتے رہے، وہیں آئندہ اس کی نوبت نہ آئے اس کی بندش کی تدابیر پر بھی غور کرکے ان کو روبہ عمل لاویں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

عورت کے ارتکابِ زنا میں شوہر پر گناہ ہے؟

سوال : ایک شخص اپنی بیوی کی رضامندی کے ساتھ بیرونِ ممالک جاتا ہے اور تقریباً تین یا چار سال بعد آتا ہے، تو اس عرصہ میں عورت سے بدکاری زنا وغیرہ ہوگیا، تو شوہر گنہگار ہوگا یا نہیں؟ اور اگر بغیر رضامندی کے گیا، تو کیا حکم ہے؟ دونوں صورتوں کو مفصل واضح فرمائیں۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

(الجواب): حامداً ومصلیاً ومسلماً

مرد اپنی بیوی کی رضامندی اور اجازت کے بغیر چار ماہ سے زائد جدا نہ رہے۔

قال في الفتح: واعلم أن ترك جماعها مطلقاً لا يحل له، صرح أصحابنا بأن جماعها أحيانا واجب ديانة؛ لكن لا يدخل تحت القضاء والالزام إلا الوطئة الأولى، ولم يقدروا فيه مدة، ويجب أن لا يبلغ به مدة الإيلاء إلا برضاها، وطيب نفسها به اهـ (شامی ۲/ ۴۳۲)

شوہر عورت کی اذن ورضا سے چار ماہ سے زائد جدا رہے یا بغیر اذن ورضا کے ایسا کرے؛ بہر صورت عورت پر اپنی عصمت وعفت کی حفاظت لازم اور ضروری ہے اور زنا کے ارتکاب کی صورت میں وہ گنہگار ہوگی؛ البتہ اگر عورت کے متعلق شوہر کا یہ خیال تھا کہ میری جدائی کی صورت میں وہ اپنی عفت وعصمت کی حفاظت نہ کرسکے گی، اس کے باوجود شوہر اتنی مدت غائب رہا، تو چوں کہ عورت کے ارتکابِ زنا میں شوہر کے عدم ادائے حقوق زوجیت کو بھی دخل ہے، اس لیے اس درجہ میں وہ بھی گنہگار ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۲/ ذوالحجۃ ۱۴۱۰ھ

زنا، نکاح، ثبوتِ نسب اور نافرمان عورت کو طلاق دینا

(سوال): تفصیلی مسائل: فریق اول ایک خاتون (مسلم) ہے، فریق ۲ رفریق اول کا قدیم شوہر تھا جو اب اللہ کی رحمت کو پہنچ چکا ہے، فریق ثالث دونوں کی زندگی میں داخل ہونے والا ایک تیسرا شخص۔ فریق اول اور فریق ثانی اپنی شادی شدہ زندگی گزار رہے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

تھے، اور بہ ظاہر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ فریق اول، فریق ثانی سے اپنے گھریلو زندگی میں مطمئن نہیں تھی، اور وہ اپنی اس زندگی سے اکتاہٹ محسوس کرتی تھی، اسی دوران اول کی ملاقات فریق ثالث سے ہوئی، اور بہت ہی کم وقت میں اول اور ثالث میں بہت نزدیکی تعلقات قائم ہو گئے، جس میں جسمانی ناجائز تعلق بھی شامل تھا، جب ان حالات کا علم فریق ثانی (شوہر) کو ہوا تو اس نے اپنی بیوی (فریق اول) کو طلاق دے دی، اب فریق اول اور ثالث میں کسی قسم کی رکاوٹ نہیں تھی؛ اس لیے دونوں ایک ساتھ ایک گھر میں (فریق ثالث کے مکان میں) رہنے لگے، اور ایک دوسرے کی ہر قسم کی ضرورت پوری کرنے لگے جس میں جنسی ملاپ بھی شامل تھا، چھ یا آٹھ ماہ گزر جانے کے بعد یہ خیال دل میں آیا کہ اب دونوں کو نکاح کر لینا چاہیے، اور دونوں نے خاموشی کے ساتھ نکاح کر لیا۔

فریق اول کو اپنے سابق شوہر سے طلاق ملنے کی جو عدت گزارنی تھی وہ نہیں گزاری؛ بلکہ ایسی حالت میں نکاح ثانی کر لیا۔ دوسری بات یہ کہ فریق اول اور ثانی کے درمیان طلاق کے وقت ان کی اولاد کی حیثیت سے دو بچے تھے، بڑا بچہ پانچ یا چھ برس کا ہوگا اور چھوٹا بچہ ایک برس کا، دونوں بچوں کو فریق ثانی (شوہر اور باپ) نے اپنے پاس اپنے قبضے میں لینا چاہتا تھا؛ لیکن فریق اول (ماں اور طلاق شدہ خاتون) نے بڑے بیٹے کو اپنے شوہر کے سپرد کر دیا؛ مگر چھوٹے بچہ کو زبردستی اپنے ساتھ ہی لے کر فریق ثالث کے ساتھ رہنے لگی، فریق ثالث کو یہ بتایا گیا کہ چھوٹا بچہ (جو کہ اس وقت فریق اول کے ساتھ ہی تھا) تمھارا ہے؛ کیوں کہ فریق اول نے اس کو فریق ثالث کے نطفہ کا قرار دیا، فریق اول اور ثالث کے درمیان ابھی کچھ ہی برس کا وقت گزرا تھا کہ دونوں کے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

درمیان ذہنی ٹکراؤ شروع ہو گیا، اور زندگی دھیمے دھیمے بکھرنے لگی، فریق اول نے اپنی من مانی زندگی پھر سے گزارنی شروع کردی، اور اسی دوران ایک لڑکی بھی پیدا ہوگئی، فریق اول کے مزاج میں شروع ہی سے بے حد آزادی تھی، کسی بھی غیر مرد کے ساتھ بے تکلفی اور بے جھجک بات کرلینا ایک نہایت معمولی بات نظر آئی تھی، اور نہ کبھی اس بات کو معیوب سمجھا۔ اپنے حالیہ شوہر کی موجودگی یا غیر موجودگی میں کہیں بھی بغیر اطلاع کے چلے جانا، شوہر کے اعتراض کے باوجود بھی نامحرم لوگوں سے تعلق رکھنا، اور ان کے ساتھ کسی بھی بہانے کہیں بھی گھومنا پھرنا، فریق اول نے اپنی زندگی کا معمول بنالیا، اگر اعتراض کیا جاتا تو جھگڑے اور گالی گلوچ کے سوا کچھ حاصل نہ ہوتا، فریق ثالث کی زندگی اجیرن بن کر رہ گئی، اپنی زندگی جس کو فریق ثالث کبھی بے مثال اور محبوب سمجھتا تھا اب وہ اس کے لیے مصیبت ہی ثابت ہونے لگی، روز بہ روز کے لڑائی جھگڑے اور دماغی مار کی وجہ سے عاجز و پریشان ہو کر رہ گیا، گھریلو زندگی پوری طرح بکھر چکی تھی، بہ ذات خود وہ اپنی اور دنیا کی نظروں میں ذلیل وخوار ہو کر رہ گیا، اب بندہ کے پاس صرف ایک ہی راستہ رہ جاتا ہے کہ وہ خدا کے دربار میں پناہ لے، حالات اور اس کے کیے ہوئے گناہوں نے اسے کچھ اس طرح جکڑا کہ کچھ اب سمجھ میں نہیں آتا تھا، جتنی بھی کوشش اور وقت توبہ استغفار کی طرف دھیان کرے پریشانی اور مایوسی ہی نظر آئے؛ کیوں کہ فریق اول کی زیادتیاں بدسلوکیاں اس حد تک بڑھتی جارہی تھیں کہ کہیں رکنے کا نام ہی نہیں۔ ایک دن نماز کے بعد خدا سے گڑگڑا کر دعا کی، اس دعا کے دو تین دن بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک رحمت نازل ہوئی، اور اس کے ساتھ ایک احساس دل میں پیدا ہوا ذہن میں یہ بات مکمل طور پر واضح ہوئی کہ، مَیں نے جو زندگی فریق اول

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کے ساتھ نکاح کرنے کے بعد جو حلال سمجھ کر گزری ہے، درحقیقت یہ زندگی ناجائز اور حرام ہے اور سنت نبوی کے برعکس ہے؛ کیوں کہ نکاح سے قبل جو عدت شریعت کے مطابق فرض تھی وہ فرض فریق اول نے ادا نہیں کیا، اور فریق ثالث اس خلاف شریعت کام میں برابر شریک رہا، جب عدت ہی نہیں تو نکاح ثانی کیسے حلال قرار دیا جاسکتا ہے! اس احساس کے بیدار ہوتے ہی ایک عزم کیا کہ اس عورت کے ساتھ جنسی تعلقات ان موجودہ حالات میں زنا کے برابر ہیں؛ اس لیے اب باقی زندگی میں اس سے زنا کبھی نہیں کروں گا۔ ان حالات کی روشنی میں فریق ثالث کے ذہن میں چند سوالات عاقبت کے خوف سے پیدا ہوئے، آپ سے درخواست ہے کہ ان کے جوابات قرآن کی روشنی میں فتوے کی شکل میں تحریر فرمائیں:

① گذشتہ شوہر سے طلاق کے بعد کیا کوئی عورت بغیر عدت گزارے ہوئے نکاح ثانی کرسکتی ہے؟ (یہاں عورت سے فریق اول ہی ہے)۔

② حالیہ نکاح جو فریق اول اور ثالث کے درمیان ہوا، کیا یہ شریعت کے اعتبار سے جائز ہے؟

③ سابق شوہر کے گھر سے جو بچہ طلاق کے بعد لائی تھی اور جس کو فریق ثالث کے نطفے سے قرار دیا تھا، اس بچی کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ گویا جائز کہلائے گا سوتیلا یا پھر کچھ اَور ہی؟ حالاں کہ اس کی پرورش فریق ثالث نے اپنی حقیقی اولاد سمجھ کر کی ہے۔

④ فریق اول اور ثالث کے درمیان نکاح ہونے کے بعد جو اولاد لڑکی کی شکل میں پیدا ہوئی، تو شریعت کیا کہتی ہے اس کی نوعیت کے لیے؟

⑤ فریق ثالث اپنے کیے پر بے حد نادم اور شرمسار ہے، اس کے لیے شرعی مشورہ؟

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

⑥ فریق اول اور ثالث اپنے کیے ہوئے گناہوں کی تلافی کیسے اور کس طرح کریں اور اس کے لیے بہتر راستہ کیا ہے؟

⑦ فریق اول آج بھی دنیاوی عیاشیوں سے وابستہ ہے، جو پہلے (۲۵؍ برس) تھا آج بھی ہے، اور نہ اس کو اس گناہ عظیم کا احساس ہے، ایسے سخت ترین حالات میں دونوں فریق اول اور ثالث ایک ساتھ ایک ہی مکان میں بغیر کوئی بات چیت کیے اور مطلب وابستہ رکھے بغیر بچوں کی عزت ووقار اور دنیا دکھاوے کے لیے رہ رہے ہیں، کیا اس طرح رہنا مناسب ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

① سابقہ نکاح کے بہ ذریعۂ طلاق یا وفات ختم ہونے پر شریعت کی طرف سے ایک مدت مقرر کی گئی ہے، اس مدت گزر جانے کا نام عدت ہے، اس مدت کے درمیان عورت کو ایک گھر میں رہنا پڑتا ہے، جب تک یہ مدت ختم نہ ہو چکے تب تک کہیں اور نہیں جا سکتی، نہ کسی اور مرد سے نکاح کر سکتی ہے۔

انتظار مدة معلومية يلزم المرأة بعد زوال النكاح، حقيقةً أو شبهة المتأكد بالدخول أو الموت (عالمگیری ۱/۵۲٦)

وعرفها في البدائع بأنها أجل تضرب لانقضاء ما بقي من آثار النكاح (شامي ۲/٦٤٩)

اب اگر کوئی عورت دوران عدت گھر میں نہ رہی؛ بلکہ ادھر ادھر گھومتی رہی تو ایسا کرنے کی وجہ سے گنہ گار ہوئی؛ لیکن اگر اس نے عدت کی مدت پوری ہونے کے بعد نکاح کیا تو وہ نکاح درست کہلائے گا۔ صورت مسئولہ میں فریق اول پر طلاق واقع

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہونے کے بعد عدت کی مدت یعنی تین حیض گزر جانے کے دوران وہ فریق ثالث کے ساتھ اس کے گھر میں رہی اور جنسی تعلق بھی قائم کیا، جو زنا اور سخت گناہ کا کام ہوا؛ لیکن دونوں کا نکاح چھ یا آٹھ ماہ گزر جانے کے بعد ہوا، تو اگر اس چھ یا آٹھ ماہ کے درمیان تین حیض آچکے تھے اور نکاح شرعی گواہوں کی موجودگی میں شرعی طریقے سے ہوا تھا، تو یہ نکاح صحیح ہو چکا؛ البتہ دونوں پر اب تک زنا کیا اس سے توبہ لازم ہے، اور فریق اول پر عدت کی پابندیوں کے خلاف ورزیوں کے گناہ سے توبہ لازم ہے۔

(۲) جواب نمبر ۱ ر میں تفصیل آچکی ہے۔

(۳) اس بچہ کا نسب پہلے شوہر فریق ثانی سے شمار ہوگا، دوسرے شوہر کا وہ سوتیلا ہے۔

(۴) اگر نکاح ہونے کے چھ ماہ بعد لڑکی پیدا ہوئی تھی، تو اس کا نسب دوسرے شوہر سے ثابت ہے۔

(۵) تا (۷) اپنے گناہوں پر ندامت، توبہ استغفار یہی ایک راستہ ہے جو لازم ہے۔ ایسی عورت کو طلاق دینا مستحب اور ثواب ہے، اور اگر عورت یہاں تک نافرمان ہے کہ خاوند کے لیے اس کے ساتھ رہنا مشکل ہو، اور گھر میں ہر وقت فتنہ اور فساد برپا رہتا ہو، تو ایسی صورت میں طلاق دینا واجب ہے۔ (احسن الفتاویٰ ۵ / ۱۵۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۴ / جمادی الاولیٰ ۱۴۲۱ھ

الجواب صحیح: عباس داود بسم اللہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

بدون طلاق چلی جانے والی دوعورتوں کے بعد چوتھا نکاح اور نافرمان بیوی کی اولاد کا حکم

سوال: آج سے آٹھ سال قبل میں نے بانو بنت قطب نداف سے شادی کی، اور اس سے صحبت بھی کی، اور وہ عورت لگ بھگ میرے ساتھ چھ ماہ تک رہی، اور چھ ماہ بعد وہ مجھے چھوڑ کر میرے طلاق دیے بغیر چلی گئی، چلے جانے کے دو سال بعد اس نے بغیر طلاق لیے دوسرا نکاح کیا، نکاح کرنے کے بعد اس کو اس شوہر سے دو اولاد ہوئی۔

اس کے دو سال بعد میں نے پھر ایک دوسرا نکاح ممتاز بنت ملک نداف سے کیا، وہ میرے نکاح میں لگ بھگ پانچ چھ ماہ رہی، وہ بھی میرے طلاق دیے بغیر چلی گئی، اس کو بھی میں نے طلاق نہیں دیا، اس عورت نے بھی میرے بغیر طلاق لیے دوسرا نکاح کیا، اس کو بھی ایک دو اب تک اولاد ہوئیں۔ حضرت گستاخی معاف ہو اب چوتھا نکاح کرنا چاہتا ہوں۔ اب دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ:

① مجھے ابھی پھر شادی کرنی ہے تو کیا میں اب چوتھی شادی کرسکتا ہوں یا نہیں؟ حالاں کہ پہلی دو عورتوں کو میں نے طلاق نہیں دیا ہے۔

② اب ان دونوں عورتوں کو طلاق دینے کی کیا شکل ہوگی؟

③ اور ان عورتوں نے مجھ سے بغیر طلاق لیے دوسرا نکاح کیا ہے ان کے نکاح کا شرعاً کیا حکم ہے؟

④ اب ان دونوں عورتوں کے جو بچے ہیں ان بچوں کا کیا حکم ہے؟

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

⑤ اب اگر وہ عورتیں جو میرے طلاق دیے بغیر دوسرا نکاح کئے ہیں دوبارہ اگر میرے پاس چلے آئیں تو کیا میں ان کو رکھ سکتا ہوں؟

⑥ اور شرعاً میں مجرم ہوں یا عورتیں؟ برائے کرم شرعاً اس مسئلہ کا کیا حکم ہے؟ جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

① آپ چوتھا نکاح کرسکتے ہیں۔

② جب وہ عورتیں پاکی کی حالت میں ہوں اس وقت آپ ان سے وطی کئے بغیر ایک طلاق دے دیں، اور عدت ختم ہونے تک مزید طلاق بھی نہ دیں اور رجوع بھی نہ کریں جب عدت ختم ہوگی، وہ عورت آپ کے نکاح سے نکل گئی اس کے بعد وہ نیا نکاح کرسکتی ہے۔

③ وہ نکاح درست نہیں ہوا؛ بلکہ اب بھی وہ دونوں آپ کے نکاح ہی میں ہیں۔

④ جب وہ آپ کے نکاح میں ہیں تو بچے بھی آپ کے کہلائیں گے، ان کی نسبت آپ ہی کی طرف ہوگی۔

⑤ جی ہاں۔

⑥ عورتیں تو اصل مجرم ہیں؛ البتہ آپ بھی اس حرام کاری کو اب تک برداشت کرتے رہے، اس معنیٰ کر کے مجرم ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۶؍ذوالقعدہ ۱۴۱۵ھ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

متفرقات نکاح

بیوی کا پستان منہ میں لینے سے نکاح فاسد نہیں ہوتا

سوال : ایک شخص نے اپنی نکاحی بیوی کے ساتھ صحبت کرنے کے دوران اپنی بیوی کی چھاتیوں کو بچے کی طرح چوسا، جب کہ چھاتیاں خشک تھیں یہ حرکت صرف ایک بار ہوئی۔ انزال ہونے کے بعد شرمندگی ہوئی اب پچھتا رہا ہے توبہ استغفار کرتا رہتا ہے۔ شک ہے کہیں نکاح تو نہیں ٹوٹا۔ جواب جلد دیجئے مہربانی ہوگی۔

الجواب : حامداً ومصلیاً ومسلماً

شوہر (بہ شرطیکہ وہ دو سال کی عمر سے تجاوز کر گیا ہو) اگر اپنی بیوی کے پستان منہ میں لے تو اس سے نکاح فاسد نہیں ہوتا چاہے، پستان میں دودھ آتا ہو اور وہ شوہر کے پیٹ میں چلا گیا ہو البتہ ایسا کرنا اچھا نہیں۔

مص رجل ثدی زوجته لم تحرم (در مختار) (قوله مص رجل) قید به احترازا عما اذا کان الزوج صغیرا فی مدة الرضاع فانها تحرم علیه. (شامی ۲/ ۴۴۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲/ جمادی الاول ۱۴۱۴ھ

شرعاً حلال رشتہ داروں سے نکاح کرنے کو عیب سمجھنا

سوال : ہمارے یہاں سماج میں نکاح کے سلسلہ میں یہ غلط فہمی ہے کہ حقیقی ماموں، حقیقی خالہ اور حقیقی پھوپھی کی اولاد سے نکاح کرنے کو عیب سمجھتے ہیں؛ لہٰذا اس

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

سلسلہ میں چند سوالات کے جوابات تحریر فرمائیں۔

(۱) اس طرح یعنی حقیقی ماموں، خالہ اور پھوپھی کی اولاد سے نکاح کرنا شرعاً کیسا ہے؟ آیا جائز ہے یا نہیں؟

(۲) اگر جائز ہے تو اس کو معیوب سمجھنا کیسا ہے؟

(۳) اگر کسی آدمی نے سماج کے خلاف اس طرح نکاح کرلیا تو اس پر طعنہ زنی کرنا اور اس کو برا بھلا کہنا کیسا ہے؟

(۴) اور طعنہ زنی کرنے والے کی مدد کرنا اور اس کا ساتھ دینا کیسا ہے؟

(۵) اور اس کو سماج سے بائیکاٹ اور قطع تعلق اور مارنے پیٹنے کی دھمکیاں دینا کیسا ہے؟

نوٹ: اس مسئلہ کو سماج میں شائع کرانے کا ارادہ ہے لہٰذا جوابات تفصیل سے اور سادے الفاظ میں ہوں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

(۱) حقیقی ماموں، خالہ اور پھوپھی کی اولاد سے نکاح کرنا شرعاً درست اور حلال ہے؛ بشرطیکہ اور کوئی رشتۂ حرمت دونوں کے درمیان موجود نہ ہو، سورۂ نساء میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے ''محرمات'' کو بیان فرما کر آخر میں ارشاد فرمایا ہے: ﴿وَاُحِلَّ لکم مَا وَرَاءَ ذلکم﴾ یعنی جو محرمات اب تک مذکور ہوئیں ان کے علاوہ دوسری عورتیں تمہارے لیے حلال ہیں، اس کی مثال دیتے ہوئے حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

''مثلاً چچا کی لڑکی، خالہ کی لڑکی، ماموں زاد بہن الخ۔ (معارف القرآن ۲/ ۳۲۴)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

سورۂ احزاب میں باری تعالیٰ کا ارشاد ہے:﴿يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا اَحْلَلْنَا لَكَ أَزْوَاجَكَ اللّٰتِيْ اٰتَيْتَ أُجُوْرَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ مِمَّا اَفَآءَ اللهُ عَلَيْكَ وَبَنٰتِ عَمِّكَ وَبَنٰتِ عَمّٰتِكَ وَبَنَاتِ خَالِكَ وَبَنٰتِ خٰلٰتِكَ الّٰتِيْ هَاجَرْنَ مَعَكَ ﴾(الأحزاب:۵۰)

اس آیت کی تفسیر میں حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں کہ:

مطلب آیت کا یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے چچا اور پھوپھی کی لڑکیاں اور ماموں اور خالہ کی لڑکیاں حلال کردی گئیں، چچا، پھوپھی میں باپ کے خاندان کی سب لڑکیاں اور ماموں، خالہ میں ماں کے خاندان کی سب لڑکیاں شامل ہیں اور ان سے نکاح کا حلال ہونا تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مخصوص نہیں، سب مسلمانوں کا یہی حکم ہے۔(معارف القرآن ۷/ ۱۸۸)

احکام القرآن للتھانوی میں ہے:

أحلت له بنات أعمامه وبنات عماته وبنات أخواله وبنات خالاته؛ ولكن لا مطلقاً؛ بل اللاتي هاجرن معه ﷺ خاصة ومن لم تهاجر منهن فلا تحل للنبي ﷺوهو وجه اختصاص هذا الحكم بالنبي ﷺ وإلافحلتهن على العموم والاطلاق حكم عام شامل لسائر المسلمين.

(أحكام القرآن ٣/ ٣٨٦)

ترجمہ: آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے اپنے چچا اور پھوپھی اور ماموں اور خالہ کی بیٹیاں حلال کردی گئیں؛ لیکن علی الاطلاق نہیں؛ بلکہ وہی جنہوں نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہجرت میں حصہ لیا، اور ان میں سے جنہوں نے ہجرت نہیں کی وہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

لیے حلال نہیں کی گئیں اور آں حضرت ﷺ کی ذات اقدس کے ساتھ اس حکم کے مخصوص ہونے کی یہی علت اور وجہ ہے؛ ورنہ ان کا (یعنی چچا، پھوپھی، ماموں اور خالہ کی بیٹیوں کا) علی الاطلاق حلال ہونا تو ایک ایسا حکم ہے جو تمام مسلمانوں کے لیے عام ہے۔

خود نبی کریم ﷺ نے اپنی پھوپھی کی لڑکی حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا؛ بلکہ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ خود اللہ تعالیٰ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح آں حضرت ﷺ سے کر دیا، ارشاد خداوندی ﴿زوجنٰکھا﴾ کی تفسیر میں بعض مفسرین اس طرف گئے ہیں، چناں چہ حضرت زینب دیگر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے سامنے یہ بات فخریہ فرماتی تھیں کہ تمہارا نکاح تو تمہارے والدین (یا دیگر اعزہ) نے کیا اور میرا نکاح خود اللہ تعالیٰ نے آسمان پر کیا۔

روح المعانی میں اس آیت کی تفسیر میں ہے:

أي جعلناها زوجة لك بلا واسطة عقد إصالة أو وكالة، فقد صح من حديث البخاري والترمذي أنها رضى الله تعالىٰ عنها كانت تفخر على أزواج النبي ﷺ تقول: زوَّجكنَّ أهاليكنَّ وزوَّجني الله تعالىٰ من فوق سبع سمٰوٰت (٢٢/٣٦)

زمانۂ جاہلیت میں ایک رسم بد اور خیال باطل یہ تھا کہ منہ بولے بیٹے کی مطلقہ بیوی سے نکاح حرام ہے، اس رسم بد کو توڑنے اور خیال باطل کی تردید کے لیے قدرت کی طرف سے یہ انتظام عمل میں آیا کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا (جو آں حضرت ﷺ کے منہ بولے بیٹے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی مطلقہ تھیں ان) سے آں حضرت ﷺ کا نکاح خود باری تعالیٰ نے کر دیا، اور شاید اس طرح مستقبل میں امت مسلمہ میں پھیلنے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

والے خیال باطل کی تردیداور رسم بد کو بھی خود نبی کریم ﷺ کے عمل سے توڑنا مقصود ہو۔

② تا ⑤ اسلام میں اس کا جائز اور حلال ہونا؛ بلکہ آں حضرت ﷺ کا عمل مبارک اس کے مطابق ہونا اوپر کے جواب سے معلوم ہو گیا، اس کے بعد بھی اس کو معیوب سمجھنا دراصل ہندوانہ رسم اور خیال باطل ہے، اس کی وجہ دراصل یہ ہے کہ ''ہندوستان کی بعض اقوام نے قبول اسلام کے بعد بھی اپنی خاندانی گزشتہ رسوم کو جہالت کی بناء پر باقی رکھا، ان میں سے یہ بھی ایک چیز ہے''۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱۳/ ۲۳۰)

یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ بعض لوگ نکاح ثانی کو عیب اور بے عزتی سمجھتے ہیں، اس سلسلہ میں امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ایک فتویٰ - جو فتاوی رشیدیہ میں موجود ہے اور جس پر اس زمانے کے اکابر علماء کی تصدیقات بھی ہیں - نقل کرتا ہوں:

استفتاء: کیا فرماتے ہیں علماء دین اور مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ جو شخص نکاح ثانی کو - باوجود علم اس امر کے کہ یہ قرآن شریف سے ثابت ہے، اور حضرت محمد ﷺ کی سنت ہے - عیب اور بے عزتی سمجھتا ہو اور اس کے کرنے والے کو بے عزت اور کمینہ کہتا ہو یا یوں کہتا ہو کہ ہم اس کو حق جانتے ہیں اور حضرت محمد ﷺ کی سنت سمجھتے ہیں؛ مگر چوں کہ ہماری قوم میں اس کا رواج نہیں، اس واسطہ ہم اس کو عار و ننگ جانتے ہیں، اب ان دونوں صورتوں میں شرع شریف سے ایسے شخص کا کیا حکم ہے؟ اس شخص کے ساتھ معاملہ، رشتے ناتے کا کرنا یا شادی غمی میں اس کی شامل ہونا یا اس کے جنازے کی نماز پڑھنا کیسا ہے؟ بینوا توجروا

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً: حکم حق تعالیٰ یا کسی طریقۂ سنت رسول ﷺ کو جو

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

عیب یا موجب بے عزتی کا جانے یا اس کے کرنے والے کو بے عزت کہے لا ریب وہ ملعون کافر ہے اور مخالف حق تعالیٰ کا ہے، اور جہنمی، مرتد ہے، اور باوجود اعتراف اس امر کے کہ یہ حکم خدا تعالیٰ کا ہے اور سنت ہے اور پھر بھی اس کو اپنے رواج کے سبب ننگ و عار کا باعث جانتا ہے یہ زیادہ تر موجب اس کے کفر اور مخالفت حق تعالیٰ کا ہے کہ وہ شقی، ملعون اپنے رواج کفر کو حق تعالیٰ کے حکم سے اچھا جانتا ہے، پس ایسے شخص سے ترک ملاقات و معاملات کرنا عین دین ہے، اور اس سے رشتہ و قرابت رکھنا ہر گز جائز نہیں؛ بلکہ اس سے علیحدہ ہو جائے اور اس کو مبغوض ترین خلق اللہ کا جان کر اس کا دشمن ہو جائے اور اس کے جنازے کی نماز ہر گز نہ پڑھے کہ وہ کافر ہے۔ كذا في كتب الحديث والفقه والعقائد. (فتاوی رشیدیہ قدیم ۳/۷ جدید مکمل مبوب ۷۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۵/ شوال المکرم ۱۴۱۳ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

”ہنی مون“ منانا بے اصل ہے

سوال: بمبئی شہر میں عقد نکاح کے ہفتہ عشرہ بعد ماء عسل (ہنی مون) منانے کے لیے کسی مخصوص جگہ بطور تفریح جاتے ہیں، شرعاً کیسا ہے؟ اس کی تاریخ کیا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلياً ومسلماً

اسلام میں اس کی کوئی اصل نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ولیمہ کی شرعی حیثیت اور وقت

سوال: ہمارے یہاں ولیمہ کا بڑا زور ہے، چند روز قبل ایک مولوی صاحب نے کہا کہ میرے نزدیک ولیمہ سنتِ مؤکدہ ہے، دوسرے مولوی صاحب نے کہا کہ سنتِ مؤکدہ نہیں ہے؛ سننِ زوائد میں سے ہے، اب دریافت طلب یہ ہے کہ شرعاً اس کی حیثیت کیا ہے؟ اور قبل خلوتِ صحیحہ کسی نے کھلایا تو سنت ادا ہوئی یا نہیں؟ اور اس کو لازم کرا دینا شرعاً کیا حیثیت رکھتا ہے؟ نیز حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حج میں حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تھا، اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ آپ لوگوں کے پاس جو کچھ ہے حاضر کرو تو جس روز نکاح ہوا تھا اسی روز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھلایا تھا یا بعد میں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

علامہ عینی شرح بخاری میں ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم "اولم ولو بشاة" کی شرح میں رقمطراز ہیں: والامر فيه للاستحباب (عینی شرح بخاری ۲۰/ ۱۵۳) اس سے معلوم ہوا کہ سنتِ مستحبہ ہے، مؤکدہ نہیں ہے، دعوتِ ولیمہ اجتماعِ زوجین کے بعد کھلائی جاتی ہے۔ وليمة العرس سنة وفيها مثوبة عظيمة وهي إذا بنى الرجل بإمرأته الخ (عالمگیری ۵/ ۳۴۳)

ولیمہ کے متعلق اور بھی اقوال ہیں: مثلاً (الف) وقتِ عقد۔ (ب) وقتِ عقد کے بعد بھی اور دخول کے بعد بھی۔ (ج) دو دن کے بعد مکروہ ہے۔

(مظاہرِ حق، فتاویٰ رحیمیہ ۳/ ۱۲۶)

یہ واقعہ خیبر سے واپسی کا ہے اور یہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کا ہے، ولیمہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

دخول (صحبت) کے بعد کھلایا گیا تھا۔ (بخاری، کتاب النکاح، باب البناء فی السفر) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۳/صفر ۱۴۱۹ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

خلوتِ صحیحہ کے بعد ولیمہ

سوال: کیا ولیمہ کرنا بغیر جماع کے جائز ہے؟ یعنی رات کو خلوت تو کی؛ مگر عورت سے جماع نہیں کیا اور صبح ولیمہ کیا۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

خلوت صحیحہ کے بعد ولیمہ درست ہے۔ (اوجز ۹/۴۳۶) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

شادی سے پہلے دعوت کا حکم

سوال: شادی سے پہلے دن دولہا کے گھر پر بڑی دعوت ہوتی ہے اس کا کیا حکم ہے؟ اور اس میں شرکت کرنا کیسا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

شادی سے پہلے دن دولہا کے گھر دعوت کا مسنون نہ ہونا ظاہر ہے، اب اگر مسئولہ دعوت رسم ورواج کے طور پر ہوتی ہے تو اس کا ناجائز وبدعت ہونا بھی ظاہر ہے، اور اس میں شرکت کی بھی اجازت نہیں، اور اگر باہر سے آئے ہوئے مہمانوں کو

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کھلانے کے لیے نظم کیا گیا ہے، کوئی رسم پیشِ نظر نہیں تو اس کی اجازت ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

خلوتِ صحیحہ اور عورت کی اجازت کے بغیر ولیمہ کرنا

سوال: دعوت ولیمہ کے لیے کیا یہ شرط ہے کہ بغیر خلوت صحیحہ (ہمبستری) کیئے دعوت ولیمہ نہیں دے سکتے (کھلا سکتے)؟ اور کیا یہ بھی شرط ہے کہ عورت کی اجازت لیے بغیر دعوت ولیمہ نہیں کھلا سکتے ہیں؟ بعض لوگ یہ دونوں شرطیں رکھتے ہیں شرعاً کیسا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

ولیمہ کی دعوت اجتماعِ زوجین کے بعد کھلائی جاتی ہے۔ ولیمہ کے متعلق اور بھی اقوال ہیں: مثلاً (الف) وقتِ عقد (ب) وقتِ عقد کے بعد بھی اور دخول کے بعد بھی (ج) دو دن کے بعد مکروہ ہے۔ (مظاہر حق، کتاب النکاح ۱۴۹/۳) (از فتاویٰ رحیمیہ ۱۲۵/۳، ۱۲۶ ملخصا)

دعوتِ ولیمہ کے لیے عورت کی اجازت کی شرط کہیں نہیں دیکھی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۲/ ذوالقعدۃ الحرام ۱۴۱۵ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

کیا ولیمہ کے لیے بڑی دعوت کرنا ضروری ہے؟

سوال: بمبئی شہر میں اکثر جگہ یہ ہوتا ہے کہ کسی بڑے ہال میں نکاح ہے اس نکاح میں شریک ہونے والے لڑکی کے طرف سے بھی ہوتے ہیں اور لڑکے کی طرف

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

سے بھی، لڑکے کا سرپرست نکاح کے بعد جو کھانا کھلاتا ہے وہ دعوتِ ولیمہ کی نیت سے، اور لڑکی کا سرپرست تقریبِ نکاح میں شرکت کی نیت سے، یہ کھانا پورا کا پورا دونوں ولیوں کا مشترک ہوتا ہے، اپنے اپنے مہمانوں کے حساب سے کم وبیش ہوں، کا خرچ برداشت کرتے ہیں، تو کیا درست ہے کہ لڑکے کے ولی کی جانب سے ایک ہی مجلس کا کھانا تقریبِ نکاح کا کھانا بھی ہوجائے اور دعوت ولیمہ بھی ہوجائے؟ ایک مولوی صاحب کہتے ہیں کہ: دعوتِ ولیمہ نکاح کے ایک روز کے بعد یا دو روز کے بعد کھلانا سنت ہے؟ نکاح کے بعد جو کھانا کھلایا جاتا ہے وہ نکاحی کھانا ہے یعنی دو بار کھانا کھلانا ہوگا؟ اگر لڑکے والا غریب ہے تو نکاحی کھانا اور دعوت ولیمہ کا کھانا یعنی دو بار کھلانا مشکل ہے، اس صورت میں غریب کیا کرے؟ امیر ہو یا غریب، درست کیا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

وقت کے سلسلہ میں اقوال اوپر ذکر کردیے ہیں، ولیمہ کے لیے بڑی دعوت ہونا ضروری نہیں ہے، اور نہ ہی یہ ضروری ہے کہ باقاعدہ کھانا (مستقلاً) پکوایا جائے، روزانہ جو کھانا گھر میں پکتا ہے اس میں دو مٹھی کا اضافہ کرکے عین وقت پر چند آدمیوں کو کھانے پر بلا کر شریک کرلیا تب بھی ولیمہ کی سنت ادا ہوجائے گی، کیا آج کل کا غریب اس سے بھی عاجز ہے؟ ۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۲/ذو القعدۃ الحرام ۱۴۱۵ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ولیمہ کتنے دنوں تک ہوسکتا ہے؟

سوال: ولیمہ کی حد کتنے دنوں تک ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

زفاف کے بعد والے دن یا ایک دن مزید تاخیر کر سکتے ہیں، بعض حضرات نے سات یوم تک گنجائش دی ہے، کمافی الاوجز: ۹/ ۷ ۳۴ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۴/ذوالقعدہ ۱۴۱۳ھ

شب زفاف سے قبل ولیمہ ہوسکتا ہے؟

سوال: شبِ زفاف یا قبل رخصتی لوگوں کا کھلانا ولیمہ میں داخل ہے یا نہیں؟ یا محض ایک دعوت ہے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

زفاف کے بعد ہونا روایتوں سے ثابت ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۴/ذوالقعدہ ۱۴۱۳ھ

وظیفۂ زوجیت ادا نہ کرنے کے قابل عورت سے نکاح پر مالی مطالبہ

سوال: زید کا نکاح (۲۷/ سالہ) ہندہ سے ہوا، بعد نکاح زید کو پتہ چلا کہ ہندہ وظیفۂ زوجیت ادا کرنے کے قابل نہیں ہے، ہندہ خود اس بات کا اقرار کرتی ہے اور

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کہتی ہے کہ مجھے مرد کی خواہش نہیں ہے، میرا نکاح والدین کی زبردستی پر ہوا ہے، ہندہ کے والدین، قریبی رشتہ دار بھی تسلیم کرتے ہیں کہ ہندہ وظیفۂ زوجیت کے قابل نہیں ہے، اس بات کا اقرار مقامی علماء کے سامنے بھی ہوا ہے، زید ہندہ سے (طلاق کی شکل) میں چھٹکارہ حاصل کرنا چاہتا ہے اور چند شرائط پیش کرتا ہے، وہ یہ ہیں:

زید کہتا ہے کہ میری زندگی کے ساتھ مذاق ہوا ہے، کھلواڑ ہوا ہے، مجھ پر ظلم ہوا ہے، لڑکی والے جانتے ہوئے کہ ہندہ وظیفۂ زوجیت کے قابل نہیں ہے میرے ساتھ نکاح کرادیا، اس سے میرا وقت ضائع ہوا، روپیہ خرچ ہوا، دوست واحباب میں مذاق کا موضوع بنا جس کی وجہ سے میری اہانت ہوئی، زید اپنی خرچ شدہ رقم اور اپنی اہانت کا ازالہ چاہتا ہے۔ لڑکی والے کہتے ہیں ہندہ قدرتاً وظیفۂ زوجیت کے قابل نہیں ہے، اس میں ہم کچھ نہیں کرسکتے، اور کہتے ہیں زید اگر طلاق دے تو دس ہزار روپیہ: مہر، عدت کی رقم، جہیز واپس کرے، جب کہ زید مہر، عدت کی رقم، جہیز واپس کرنے پر رضامند ہے، دس ہزار روپیہ کی رقم کے بارے میں کہتا ہے کہ یہ رقم لڑکی والوں نے نکاح میں ضروریات پر خرچ کرنے کے لیے کہہ کردی تھی کہ ہم اپنی پہلی والی لڑکی کے نکاح کے وقت شوہر کو بیس ہزار روپیہ دیے تھے، اور اگر ہم آپ کو کچھ نہ دیں تو ہماری لڑکی (ہندہ) کے دل پر کیا گذرے گی؟ وہ سمجھے گی کہ اپنی بہن کے نکاح کے وقت بیس ہزار روپئے دیے تھے اور اپنے کو کچھ نہ دیا، اس لیے ہم آپ کو دس ہزار کی رقم دے رہے ہیں؛ تاکہ آپ اپنے نکاح کی ضروریات میں صرف کریں، جب کہ رقم کے سلسلہ میں زید کا کوئی مطالبہ نہیں تھا، اور دس ہزار کی رقم لینے سے انکار کرلیا تو لڑکی والوں نے بضد اور زبردستی سے زید کے گھر والوں کے حوالے کیا، جس کا علم زید کو بعد میں ہوا، فتوی طلب امور یہ ہیں:

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

① لڑکی والوں کی طرف سے زبردستی اور بغیر کسی مطالبہ کے دی ہوئی دس ہزار کی رقم کا زید (شوہر) سے واپسی کا مطالبہ کرنا جب کہ یہ رقم لڑکی والوں نے اپنی مرضی سے ضروریاتِ نکاح پر صرف کرنے دی ہو، جس کا علم زید کو بعد میں ہوا، ایسی رقم کا زید (شوہر) سے واپسی کا مطالبہ کرنا جب کہ زید اس رقم کی واپسی کی استطاعت نہیں رکھتا ہے شریعت مطہرہ کی نظر میں کیا حکم رکھتا ہے؟

② لڑکی والوں نے زید کے ساتھ ایک ناقابلِ زوج لڑکی کا نکاح کر کے جو دھوکہ دیا ہے، شریعت مطہرہ میں ان دھوکہ بازوں کے لیے کونسی سزا ہے؟ اور کیا جرمانہ عائد کرتی ہے؟

③ زید کا اپنے جیب سے ضروریاتِ نکاح پر خرچ شدہ رقم ہندہ کو طلاق دینے کی صورت میں لڑکی والوں سے لینا اور مطالبہ کرنا شریعت مطہرہ کی رو سے کہاں تک صحیح ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

آپ نے اپنے سوال میں ایک مبہم بات لکھی ہے کہ ہندہ وظیفۂ زوجیت ادا کرنے کے قابل نہیں ہے؛ لیکن تفصیل نہیں فرمائی کہ وہ کونسی بات یا کونسا عیب یا کونسا عارضہ اس میں پایا جاتا ہے جس کی وجہ سے وہ وظیفۂ زوجیت ادا کرنے کے قابل نہیں ہے، پھر بھی آپ کے سوالات کے جوابات بالترتیب حاضر ہیں:

① لڑکی والوں کی طرف سے شوہر کے گھر والوں کو دی گئی رقم کا مطالبہ کرنا جائز نہیں ہے، وہ ایک تبرع اور احسان تھا، اگر وہ رقم استعمال نہ کی گئی ہوتی یونہی پڑی ہوتی تو واپسی کا مطالبہ کیا جا سکتا تھا؛ لیکن اب وہ رقم استعمال میں آچکی ہے، مطالبہ درست نہیں۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

۲ اس میں کوئی جرمانہ یا مقررہ سزا نہیں ہے؛ البتہ گنہگار ہوئے۔

۳ زید بھی اپنی رقم کی واپسی کا مطالبہ نہیں کرسکتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۳/ جمادی الاخری ۱۴۱۸ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

رسومات سے بچنے کے لیے اجتماعی نکاح

سوال: ہمارے گاؤں میں شادی بیاہ کے موقع پر جوان لڑکے مختلف خرافات میں مبتلا ہیں، جس کی تفصیل حسبِ ذیل ہے:

۱ شادی کے دن اپنے باپ کے پاس سے (چاہے وہ غریب ہو یا مالدار) چار یا پانچ ہزار روپئے مانگتے ہیں اور ان پیسوں کو بے جا استعمال کرتے ہیں جیسے کہ ہائیوے (highway) پر جا کر پارٹی کرنا اور سویمنگ پل (swimming pool) پر جا کر نہانا۔

۲ شادی کے دن دولہا کے گھر پچاس یا اس سے زائد لڑکے جمع ہو کر دولہا کو نہلاتے ہیں، جس کی وجہ سے گھر کی مستورات پریشان ہوتی ہیں۔

۳ نکاح کے وقت فوٹو لینا اور پیسوں کا ہار پہنانا۔

۴ شادی کے دن شربت بنانا اور دولہن کو لینے جانے کے لیے رشتہ دار عورتوں کا جمع ہونا، ان خرافات کی وجہ سے گاؤں کے ذمہ داروں نے یہ طے کیا ہے کہ تمام کا نکاح اجتماعی ہو؛ تاکہ لڑکے الگ الگ شادیوں میں منقسم ہو جائے اور خرافات ختم ہو جائیں یا کم ہو جائیں؛ لیکن اجتماعی نکاح میں یہ ضروری نہیں کہ گاؤں میں جتنے بھی نکاح ہو

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

تمام کے تمام شریک ہوں، ہر ایک آدمی اپنی مرضی کے مطابق دوسرے دنوں میں بھی کرسکتا ہے اور اس کی وجہ سے ذمہ دار حضرات کو کوئی حرج نہیں ہے، بہت سی مرتبہ گاؤں میں پچیس نکاح ہوتے ہیں اور اجتماعی نکاح میں آٹھ یا دس کا نکاح ہوتا ہے، اس طرح اجتماعی نکاح کرنے کا شرعی حکم کیا ہے؟ اور اس اجتماعی نکاح میں جن حضرات کے نکاح ہوتے ہیں ان کے پاس سے چھ سو روپئے لیے جاتے ہیں؛ تاکہ اس کے ذریعہ لوگوں میں مٹھائی تقسیم کی جائے کیا یہ شرعاً جائز ہے؟ شریعت کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں، ہم آپ کے ممنون ومشکور ہوں گے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

خرافات اور رسم ورواج اور گناہوں سے لوگوں کو بچانے کی غرض سے اجتماعی نکاح کا نظام بنانے میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے، جب کہ اس کے لیے کسی کو مجبور نہ کیا جاتا ہو، آپ کا مقصد لوگوں کو خرافات سے بچانا ہے تو پھر آپ مٹھائی تقسیم کرنے کی غرض سے دولہا والوں سے چھ سو روپئے کیوں وصول کرتے ہو؟ آپ اس پابندی کو بھی ختم کریں؛ البتہ جن کے نکاح اجتماعی نظام کے مطابق ہو رہے ہیں ان میں سے کوئی اپنے شوق ورغبت سے مٹھائی تقسیم کرنا چاہے تو منتظمین حضرات کو اپنے ارادہ سے واقف کر کے ان کی اجازت سے کرسکتا ہے؛ بشرطیکہ اس کے اس عمل میں رسم ورواج کا پہلو نہ ہو۔

نوٹ: جن خرافات اور رسم ورواج اور گناہوں سے بچانے کے لیے اجتماعی نکاح کا یہ نظام ترتیب دیا جا رہا ہے ان خرافات وغیرہ کی قباحت وشناعت کو علماء کی تقاریر کے ذریعہ لوگوں میں کھول کر بیان کیا جائے، اور سادہ اسلامی طریقۂ نکاح کے فضائل

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ومناقب بھی قوت کے ساتھ پیش کیئے جائیں؛ تاکہ نکاح کے اجتماعی نظام کا مقصد پورے طور پر حاصل ہو، اور لوگ بعد میں بھی اپنے آپ کو برضا ورغبت ان خرافات سے بچانے کا اہتمام کریں؛ ورنہ ایک طرف آپ کا اجتماعی نکاح کا پروگرام چلے گا اور دوسری طرف وہی خرافات دوسرے طریقوں اور راہوں سے آنا شروع ہوں گے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاءہ: العبد احمد خانپوری عفی عنہ، ۴/ ربیع الآخر ۱۴۲۵ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

''یہ لڑکی قیامت تک میری لڑکی کے برابر رہے گی'' کہنے کے بعد اس سے نکاح

سوال: زید نے لڑکی کے والد سے کلام شریف سر پر لے کر کہا کہ: ''یہ آپ کی لڑکی قیامت تک میری لڑکی کے برابر رہے گی'' تو کیا اس لڑکی سے زید کا نکاح ہوسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

زید نے جس وقت لڑکی کے والد سے یہ جملہ کہا اس وقت وہ لڑکی زید کے نکاح میں نہیں تھی؛ لیکن اب زید اس لڑکی سے نکاح کرنا چاہتا ہے، تو اگر اس لڑکی کے ساتھ زید کا کوئی رشتۂ حرمت نہیں ہے، تو محض ایسا کہنے کی وجہ سے وہ لڑکی زید پر حرام نہیں ہوئی؛ بلکہ زید کا نکاح اس کے ساتھ درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۳/ جمادی الاخریٰ ۱۴۱۱ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

چغل خور بیوی کو میکہ جانے سے روکنا

سوال: زید کی بیوی نافرمان ہے، زید کا کہنا نہیں مانتی ہے، نافرمانی کی تشریح یہ ہے کہ بیوی میں چغل خوری کی عادت ہے، اگر کوئی بات مذاقاً یا اتفاقاً بلا اختیار بھی کسی کے متعلق زید کی زبان سے نکل جاتی ہے، خواہ بیوی کے میکے والے کے متعلق ہو یا اور کسی شخص کے متعلق ہو، بیوی اس شخص سے کہہ دیتی ہے، اور اس شخص سے زید کا جھگڑا ہو جاتا ہے، خصوصاً میکے والوں سے زید کا بہت ہی بڑا جھگڑا ہو جاتا ہے، زید نے پہلے بطورِ نصیحت بہت سمجھایا، پھر بھی اپنی اس عادتِ بد سے باز نہیں آئی، پھر بسترِ خواب واستراحت بھی الگ کر کے ناراضگی ظاہر کی، پھر بھی بیوی اپنی عادتِ مذکور سے باز نہیں آئی، پھر مناسب مار پیٹ کر بھی تنبیہ کی، پھر بھی اپنی اس عادتِ چغل خوری سے باز نہیں آئی، غرض کہ جب سمجھانے کی ہر ممکن کوشش کر ڈالی اور بیوی نے ایک نہ سنی؛ بلکہ اپنی اسی عادت پر برقرار رہی، تو زید نے بیوی کو اس کے میکے والوں سے جھگڑا وفساد سے بچنے کے لیے میکے جانے سے روک دیا، اور کہا کہ والدین خود میرے گھر آ کر اپنی لڑکی کو دیکھ جایا کریں، بیوی کے والدین میں اتنی قدرت ہے کہ وہ میرے گھر آ سکیں، وہ معذور نہیں ہیں؛ تاکہ اس فتنہ وفساد، جھگڑا سے - جو میکے جانے کے سبب بیوی کی چغل خوری کے ذریعہ میکے کے افراد سے بڑھتا چلا جا رہا ہے - کسی قدر فرصت ملے؛ لیکن بیوی نہیں مانتی، اور بغیر اجازتِ شوہر (زید) میکے چلی جاتی ہے، یہاں تک کہ اس مرتبہ زید بیوی کو میکے جانے سے سختی سے منع کر کے پردیس چلا آیا، ساس (زید کی ماں) سخت بیمار ہے، کوئی دوسرا تیماردار نہیں ہے، پھر بھی بیوی بغیر اجازتِ زید میکے چلی گئی۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اب آگے جو شرعی حکم ہو بالتفصیل وضاحت کے ساتھ مدلل بحوالۂ کتبِ معتبرہ مرحمت فرمایا جاوے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

صورتِ مسئولہ میں مصالحِ مذکورہ کے پیشِ نظر شوہر کو حق ہے کہ وہ اپنی بیوی کو والدین کے گھر جانے سے روک دے، خصوصاً جب کہ والدین خود آکر اپنی لڑکی سے ملنے پر قادر ہیں۔

درمختار میں ہے: ولا يمنعها من الخروج إلى الوالدين في كل جمعة إن لم يقدرا على اتيانها. الخ

اس کی تشریح میں علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں:

ماذكره الشارح اختاره في فتح القدير، حيث قال: وعن أبي يوسف في النوادر، تقييد خروجها بأن لايقدرا على اتيانها، فإن قدرا لا تذهب، وهو حسن .... والحق الأخذ بقول أبي يوسف إذا كان الأبوان بالصفة التي ذكرت الخ (درمختار مع الشامي ۲/ ۷۲۱)

شوہر کے منع کرنے کے باوجود اگر بیوی بلا اجازت بھی جاتی ہے تو وہ گنہگار ہے، اور شوہر کی نافرمان ہے۔ رہی ساس (یعنی شوہر کی ماں) کی تیمارداری تو یہ بیوی پر ضروری نہیں ہے، محض ایک اخلاقی ذمہ داری ہے، اور اگر وہ انجام دے تو مستحقِ تعریف ہے، ورنہ اس کے لیے شوہر مجبور نہیں کر سکتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۸/ ربیع الاول ۱۴۱۱ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

دولہا سے رقم لینا ناجائز ہے

سوال: دولہا کی طرف سے دولہن والوں کو جو رقم دی جاتی ہے، آیا یہ رقم دولہن والوں کو لینا جائز ہے، یا پھر وہ سحت میں داخل ہے؟ یہ رقم عام طور پر شادی سے پہلے دی جاتی ہے جس سے دولہن والے شادی کے اخراجات نکالتے ہیں، ایک آدمی اس کے ناجائز اور حرام ہونے کا قائل ہے، اور اس نے مختلف دلائل پیش کئے ہیں، وہ دلائل یہ ہیں:

ذکر العلامة ابن نجيم في البحر الرائق ۳ / ۲۰۰ أخذ أهل المرأة شيئا عند التسليم، فللزوج أن يسترده؛ لأنه رشوة

ذکر ابن عابدين في رد المحتار المعروف بالشامى ۵/ ۲۷۲ من السحت: ما يأخذه الصهر من الختن بسبب بنته بطيب نفسه؛ حتى لوكان يطلبه يرجع الختن ومن السحت الحرام وماخبث من المكاسب فلزم عنه العار.

ذکر في الفتاوى الهندية: خطب امرأة في بيت أخيها، فابىٰ أن يدفعها؛ حتى تدفع إليه داراً، فدفع وتزوجها يرجع بما دفع؛ لأنه رشوة ۱/ ۳۲۷

ذکر فى فتاوى قاضى خان: رجل خطب إمرأة وهى تسكن في بيت أختها، وزوج أختها لا يرضى بنكاح بهذا الرجل؛ إلا أن يدفع إليه دار، فدفع الخاطب إليه داراً، كان له أن يستردها مما دفع إليه؛ لأنه رشوة كذا ذكر فى فتاوى عبدالحى۲ /۷۴

ذکر في الوسيلة الاحمدية: ومن الرشوة مايأخذه ولي المرأة قبل النكاح إذا كان بالسوال أو كان اعطاء الزوج بناء على عدم رضائه على عدم تقدير.

قال في المعدن: لايجوز لأب البنت أن يأخذ من الخاطب شيئاً؛ لأنه رشوة.　　"لعن الله الراشى والمرتشى" (مشكوة)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

جو رقم زوج سے قبل از عقد یا بعد از عقد اس غرض اور اس نام سے لیتے ہیں کہ اس سے برات کو اور اعزہ واقرباء کو کھانا دیا جائے گا ناجائز ہے، اور اس کا حکم وہ ہے جو اس عبارت میں مذکور ہے۔ وأخذ أهل المرأة شيئا الخ (کفایت المفتی ۵/۱۱۴)

تفصیل اسی جگہ ملاحظہ فرمالیں؛ نیز کفایت المفتی ۵/ ۳۸ تا ۴۰ کا مطالعہ بھی فرمالیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲/ رجب المرجب ۱۴۱۱ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

شادی کے دعوت نامے کی ایک شکل

سوال: ہمارے علاقہ میں ایک عالم دین اپنے شہر کے لوگوں کو اس بات کی ترغیب دلا رہے ہیں کہ شادی کے موقع پر جو دعوت نامے اور رقعے تیار کرائے جاتے ہیں لوگ اس پر بہت پیسہ خرچ کرتے ہیں پھر وہ رقعے ادھر ادھر پڑے نظر آتے ہیں یعنی بہت بے ادبی ہوتی ہے بہ جائے رقعے تیار کروانے کے منزل یا یس شریف کے شروع اور آخر صفحہ پر شادی کی اطلاع اور دعوت کا مضمون شائع کر کے اعزہ واقارب دوست واحباب میں تقسیم کرو لوگوں کو شادی کی اطلاع بھی ہوگی بعد میں وہ منزل ان کے گھر میں محفوظ رہے گی جس سے موقع بہ موقع فائدہ اٹھا سکیں گے کیا اس طرح کرنا درست ہے؟ اس صورت میں منزل کی تقسیم اصل مقصود نہیں ہوا کرتی ہے مقصود شادی کی اطلاع ہوتی ہے کیا اس میں قرآن کریم کی تعظیم پر کوئی زد پڑتی ہے؟ کیوں کہ ایک

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

صاحب کو اس پر اعتراض ہے نمونہ کے لیے وہ منزل ارسال خدمت ہے جس کے شروع اور آخری صفحہ پر شادی کی اطلاع چھپی ہوئی ہے جواب مطلوب ہے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

شادی کے دعوت ناموں میں ہونے والی فضول خرچی سے بچانے کے لیے بہ طور تدبیر یہ ترغیب دی جا رہی ہے تو اس کی گنجائش ہے اگلے یا پچھلے صفحہ پر شادی کی اطلاع والے مضمون کا ہونا تعظیم کے منافی نہیں، ناشرین حضرات حمائل اور مصاحف نیز دینی کتابوں کے آخر میں مختلف اشتہارات دیتے ہیں ان کو بھی تعظیم کے مخل نہیں سمجھا جاتا ہے، باقی اگر منزل یا یاسین شریف کو مستقل چھپوا کر شادی کی اطلاع کا پرچہ سادہ قسم کا اس کے ساتھ منسلک کر کے بھیجا جائے تو کسی کو اعتراض کا موقع ہی نہیں رہے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ: العبد احمد خانپوری، ۲۱ر شوال ۱۴۲۳ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

نکاح خوانی کی اجرت کے حق دار کون؟

سوال: ہمارے شہر میں نکاح خوانی کی اجرت طے ہوتی ہے اور وہ دولہے والوں کی طرف سے دی جاتی ہے، مثلاً تین سو روپیے اور پورے شہر میں یہ بات متعارف ہے کہ تین سو روپیے میں سے سو روپیے مسجد کے لیے ایک سو پچاس امام کے لیے اور پچاس روپیے مؤذن کو دیے جاتے ہیں اور مذکورہ بالا عرف پر اکثر کو اعتراض بھی نہیں تو سوال یہ ہے کہ آیا شرع میں ایسے عرف کا اعتبار ہوگا یا نہیں نکاح خوانی کی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اجرت کا حق دار کون ہوگا اکیلا امام یا مذکورہ بالا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

نکاح خوانی کی اجرت کے نام سے لی جانے والی رقم کو اگرچہ عنوان نکاح خوانی کی اجرت کا دیا جاتا ہے لیکن وہ چند چیزوں کا معاوضہ ہوتی ہے نکاح پڑھانے والے امام کو اس میں سے جو حصہ دیا جاتا ہے وہ حقیقت میں نکاح خوانی کی اجرت ہوتا ہے مسجد کو جو رقم دی جاتی ہے وہ مسجد کی بجلی لحاف اور بعض جگہ رجسٹر نکاح وغیرہ کے استعمال کا معاوضہ ہوتا ہے مؤذن صاحب کو جو حصہ دیا جاتا ہے وہ نکاح کی مجلس کے انعقاد کے لیے جو تیاری کرتے ہیں مثلاً لحاف وغیرہ بچھانا پنکھے لائٹ چلانا اس مجلس کے لیے الگ سے صفائی کا اہتمام کرنا ان امور کا معاوضہ ہوتا ہے اس لیے نکاح خوانی کی اجرت کے عنوان پر لی جانے والی رقم کے جو تین حصے کیے جاتے ہیں شرعاً اس میں کوئی ممانعت اور قباحت نہیں خصوصاً جب کہ رقم دینے والوں کو بھی معلوم ہے کہ اس میں سے کتنا حصہ کس کو مل رہا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ: العبد احمد خانپوری، ۲۱/رجب المرجب ۱۴۲۳ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

نکاح خوانی کی اجرت کس کا حق؟

سوال: نکاح پڑھانے والا اجیر خاص نہیں امام قریہ یا کوئی امام مسجد پڑھاتا ہے امام کے تقرر کے وقت کمیٹی کہتی ہے کہ نکاح خوانی بھی آپ کے ذمہ ہے یا نہ کہے مگر عرفاً ودلالۃً امام کے ذمہ سمجھتے ہیں تو کیا اجیر عام کہلائے گا اور اجرت نکاح لینا صحیح ہوگا؟

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کچھ رقم امام لیتا ہے اور کچھ رقم بقیہ سے نکاح کا رجسٹرڈ خریدنے کا کہتے ہیں تو کیا یہ صحیح ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

اس موضوع پر امداد الفتاویٰ ۳/ ۳۶۹ تا ۳۷۵ ایک مستقل رسالہ موجود ہے اس کا مطالعہ فرما لے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

أملاہ: العبد احمد خانپوری، ۳/ رجب المرجب ۱۴۲۳ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

شادی میں ہدیہ کا لینا دینا

سوال: ہمارے یہاں شادی میں بہت سے خرافات ہیں، اس میں سے ایک یہ بھی ہے کہ لڑکے والے لڑکی کو پازیب اور ناک اور کان میں پہننے کے زیور دیتے ہیں، تو کیا شرعی طریقے سے اس طرح دینا جائز ہے؟ اور اسی طرح لڑکی والے خود دولہا کو ایک سونے کی انگوٹھی دیتے ہیں تو کیا اس طرح دینا اور لینا جائز ہے؟ میں نے اپنی والدہ سے کہا: میں انگوٹھی نہیں پہنوں گا، تو وہ کہتی ہے: اس میں کیا حرج ہے! وہ انگوٹھی لڑکی کے پاس ہی تو آنے والی ہے، میں تو بالکل راضی نہیں ہوں؛ لیکن پھر بھی مجبور ہو کر مجھے لینی پڑے تو کیا میں اس کا گنہ گار ہوں گا اور کیا میری پکڑ ہوگی؟ اور اگر انگوٹھی لے کر پھر اس کو بیچ دوں تو اس کے پیسے استعمال کر سکتا ہوں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

اگر یہ بہ رضا و رغبت ہدیہ کا لین دین ہو تو اس کا استعمال درست ہے؛ لیکن اگر رسم اور رواج کی وجہ سے دلی رضامندی کے بغیر دے رہے ہیں، تو اس کا لینا درست

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

نہیں ہے، حدیث میں اس کی ممانعت آئی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری ۱۲/ذوالحجۃ الحرام ۱۴۱۹ھ

بارہ بچوں کے بعد تجدید نکاح

سوال: لوگ کہتے ہیں: جن کے ۱۲/سے زیادہ بچے ہوجائیں تو پھر سے نکاح کرنا چاہیے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

یہ غلط بات ہے، شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۲/رمضان ۱۴۲۱ھ

الجواب صحیح: عباس داود بسم اللہ

ویزا فیس اپنے ذمہ لینے کے بعد اس سے فرار چاہنا

سوال: لڑکی ہندوستان کی ہے، لڑکا لندن کا ہے، شادی کا رشتہ طے کرنے سے قبل لڑکے والوں نے لڑکی والوں سے یہ شرط رکھی کہ: لڑکی شادی کے بعد لندن جائے گی تو اس کی ایئر ٹکٹ لڑکے والے دیں گے اور ویزا فیس لڑکی والے دیں گے، (ویزا فیس آج تقریباً ۲۰/ہزار روپیہ ہے)، تو کیا یہ شرط لگا سکتے ہیں؟ اور کیا لڑکی والوں سے یہ رقم لے سکتے ہیں یا نہیں؟ یہ خیال رہے کہ لڑکا ہندوستان میں ہے، نکاح شادی بھی ہندوستان میں ہے، اور ویزا کے لیے اپلائی (Apply) بھی شادی کے بعد کریں گے، اور ظاہری بات ہے کہ لڑکی لندن جائے گی بیوی ہونے کی حیثیت سے،

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

جس طرح نکاح کے بعد شوہر کے ذمہ اپنی بیوی کا نان نفقہ ہوتا ہے تو کیا یہ ویزا فیس بھی اس کے ذمہ ہے یا نہیں؟ اور اگر لڑکے والوں کے مطالبے پر لڑکی والوں نے ویزا فیس دے بھی دیا، تو کیا شوہر یا لڑکے والے عند اللہ گنہ گار ہوں گے یا نہیں؟

نوٹ: اس مسئلہ میں یہ بھی ذہن میں رہے کہ لڑکے کے والد نے ویزا فیس کا مطالبہ کیا تھا، لڑکے نے نہیں، اور لڑکا خود سے پسند نہیں کرتا کہ لڑکی والوں سے ویزا فیس کی رقم لیں، لڑکا مجبور ہے اس کے والد کے لیے۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

شادی کے بعد شوہر اپنی بیوی کو اپنے ساتھ رکھنے کے لیے جہاں (لندن) وہ خود قیام پذیر ہے وہاں لے جانا چاہتا ہے؛ اس لیے اس کے لے جانے کے عمل میں جو مصارف ہو سکتے ہیں اس کی ذمہ داری بھی اسی پر عائد ہوتی ہے؛ اس لیے جب لڑکے والوں کی طرف سے ویزا فیس کی ذمہ داری لڑکی والوں پر ڈالنے کی شرط رکھی جا رہی تھی، اسی وقت لڑکی والوں کو چاہیے تھا کہ اُن کو جواباً یہ کہتے کہ: اگر شرعاً اس کی ادائیگی ہم پر عائد ہوتی ہے تو ہم اس کو ادا کرنے کے لیے تیار ہیں، اور اگر اس کی ذمہ داری شوہر پر عائد ہوتی ہو تو آپ ایسی شرط کیوں لگا رہے ہیں؟ اس وقت اپنی لڑکی کا رشتہ لندن میں رہنے والے لڑکے سے ہو جائے اس حرص میں لڑکے والوں کی طرف سے لگائی جانے والی اس شرط کو بہ رضا و رغبت قبول کر چکے، اور اب اس معاملے میں شرعی حکم کا سوال کر کے اپنے اس وعدے سے ہٹنے کی تدبیریں سوچ رہے ہیں، شرعاً یہ بھی پسندیدہ چیز نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کیا کثرتِ اولاد عورت پر ظلم ہے؟

سوال: ایک آدمی نے آج مجھ سے پوچھا کہ: یہ عورتیں اتنے سارے بچے جنتی ہیں یعنی ۱۲ یا ۱۳ تو ان عورتوں کی زندگی کا کیا؟ اسلام ایسا تو مذہب نہیں ہے (یعنی ظالم)؟ اس سوال کا دل نشین جواب تحریر فرمائیں۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

عورتوں کا بچہ جننا ایک فطری امر ہے، اور اس سلسلہ کو منقطع کرنا خلافِ فطرت ہے، فطری امر میں ظلم وتعدی کا سوال ہی نہیں ہے۔ اگر کوئی عورت بیمار ہو تو اس کی بیماری کی نوعیت وکیفیت کے مطابق اس کے لیے جداگانہ احکام ہیں، اس معاملہ میں اسلام پر کیا زد پڑتی ہے؟۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۸ر جمادی الاخری ۱۴۱۶ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

شوہر اپنی بیوی کو میکے جانے سے کب روک سکتا ہے؟

سوال: زید کی شادی اپنے گاؤں سے چھوڑ کر ایک دوسرے گاؤں ہوتی ہے، اس گاؤں کے لوگوں میں ایک مرتبہ بہت ہی شور وغل ہو گیا تھا کہ: زید کی ساس فلاں آدمی سے زنا کرواتی ہے؛ اگرچہ زید نے عمل بد کرتے ہوئے نہیں دیکھا ہے۔ ہاں! البتہ قوی قرائن موجود ہے کہ وہ ایک دو مرتبہ غیر محرم سے باتیں چھپ چھپ کر کیا کرتی تھی، اللہ جانے وہ کیا باتیں کیا کرتی تھی معلوم نہیں، تو زید پریشان کہ کیا اپنی بیوی کو

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

میکے بھیجے یا نہ بھیجے؟ اس کے بارے میں شرعی فیصلہ کیا ہے؟ بالتفصیل مع حوالہ کے تحریری شکل میں جواب مرحمت فرماویں، نیز زید کا دل گوارہ نہیں کرتا کہ اپنی بیوی کو زید کے سسرال بھیجیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

زید مصلحت مذکورہ کے پیش نظر اپنی بیوی کو میکہ بھیجنے سے روکنا چاہے تو روک سکتا ہے؛ البتہ اگر اس کی ساس اپنی بیٹی کی ملاقات اور زیارت کے لیے زید کے گھر آنا چاہے تو آ کر ملاقات اور زیارت کر سکتی ہے، البتہ اس صورت میں زید اس کو اپنے یہاں قیام سے روک سکتا ہے، ملاقات وزیارت سے نہیں۔

الا ان یخاف علیها الفساد، فله منعهم من ذلك ایضا.(شامی ۲/ ۷۲۲)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۸/ شوال ۱۴۱۵ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

جس شادی میں رسومات ہو اس میں علما کی شرکت

سوال: کسی صاحبِ اجازت بزرگ کا کسی تقریب شادی میں شرکت کرنا مناسب ہے؟ جب کہ حقیقتِ صورت یہ ہے وہاں معاشرہ میں ہر مذہب والوں کی شادی ہال میں اس طرح کہ سامنے اسٹیج پر لڑکی اور سہیلیاں اس حال میں ہوتیں ہیں کہ ان کے چہرے پر ہزاروں پاور کے قمقمے روشن ہوتے ہیں، اور وہ پوری طرح بے پردہ ہوتی ہیں، اور سامنے کرسیوں پر نامحرموں کا ہجوم ہوتا ہے، اول صف میں سامنے والی کرسی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

پر مذکورہ شخص کا تشریف رکھنا جب کہ ان کے پیچھے کی تعداد میں کتنے مرید بھی ہوتے ہیں کہاں تک درست ہے؟ شریعت مطہرہ میں یہ عمل کیسا ہے؟ اسلامی معاشرہ اگر اس طرح بگڑ رہا ہو تو کونسی صورت کس طرح اپنائی جائے کہ معاشرہ میں سدھار ہو سکے اور ان کی ذات و شخص پر بھی کوئی فرق نہ آئے؟ اس طرح کی تقریبات میں نکاح پڑھنا، لڑکے کو سونے کی انگوٹھی پہنانا کیسا ہے؟ اسی طرح کھانا وغیرہ بوضاحت تحریر فرماویں۔ اگر چہ یہ سوال قدرے تفصیل طلب ہے تاہم کافی ہے، کرم ہوگا۔ (مذکورہ مثال میں کوئی خاص شخص مراد نہیں ہے؛ چوں کہ ایک خاکہ سامنے ہے اس لیے صراحۃً لکھنا پڑا)۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

ایسی شادی میں شرکت نہیں کرنا چاہیے، دعوت بھی قبول نہ کی جائے۔

(فتاویٰ محمودیہ ۵/ ۹۹)

علماء کے ذمہ اپنی حیثیت کے مطابق نہی عن المنکر لازم ہے، اس کا ترک کرنا گناہ ہے۔ (ایضا ۵/ ۱۱۴)

مردوں کے لیے سونے کا زیور حرام ہے، سونے کی انگوٹھی کا استعمال مرد کے لیے جائز نہیں۔ جس چیز کا پہننا جائز نہیں، اس کا پہنانا بھی جائز نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۹/ شوال ۱۴۱۵ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

نکاح سے قبل شوہر کی طرف سے ہدیہ بھیج سکتے ہیں؟

سوال: (۱) نکاح سے قبل شوہر (ہونے والا) یا شوہر کے گھر والوں کی طرف

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

سے شرعاً کپڑے وغیرہ دلہن کے پاس ہدیہ میں بھیج سکتے ہیں یا نہیں؟

② دیہاتوں میں بعض جگہ شوہر کے ولی کی طرف سے نکاحی کپڑا دیا جاتا ہے، نکاح سے قبل ہونے والی دلہن اسے پہنتی ہے پھر اسی کپڑے پر اس سے نکاح کی اجازت طلب کی جاتی ہے کیا یہ شرعاً درست ہے؟ ہمارے یہاں ایک مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ اس نکاحی کپڑے پر نکاح کی اجازت طلب کرنا بدعت ہے؛ کیوں کہ نکاح سے قبل تک نامحرم ہے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

① ② دولہا والوں کی طرف سے دولہن کو کپڑے وغیرہ کچھ دینا یا دولہن والوں کی طرف سے دولہا کو کچھ دینا فی نفسہٖ مباح اور جائز ہے، اس میں کوئی بات ناجائز نہیں؛ لیکن درحقیقت یہ شہرت اور ریاکاری کے لیے دیا جاتا ہے، کہ اگر نہیں دیں گے تو برادری والے لعن طعن کریں گے، نیز اس کو ایسا لازم سمجھا جاتا ہے کہ اگر وسعت نہ ہو تب بھی قرضہ لے کر اور بسا اوقات سودی قرضہ لے کر دیا جاتا ہے، تو جس شیٔ کو شریعت نے ضروری قرار نہ دیا ہو اس کو اتنا ضروری قرار دینا، اور اس کے لیے قرضہ لینا یا سود دینا ہرگز ہرگز جائز نہیں۔ پس عوارضِ مذکورہ کی بنا پر اس سے اجتناب لازم ہے، اور جہاں یہ عوارض نہ ہوں وہاں کوئی مضائقہ نہیں۔ تاریخ الخمیس ۲۶۴ میں اس کا ذکر ہے۔

(فتاویٰ محمودیہ ۷/۳۸۷) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۲/ذوالقعدۃ الحرام ۱۴۱۵ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

خطبۂ نکاح اور چند رسومات

سوال: (الف): خطبۂ نکاح کے وقت دولہے کا رخ قبلہ کی طرف کرنا شرعاً کیسا ہے اور سنت رسول کیا ہے؟

(ب) خطبۂ نکاح کھڑا ہو کر پڑھے یا بیٹھ کر سنت رسول یا طریقۂ اسلاف کیا ہے؟

(ج) نکاح پڑھانے سے قبل نکاح خوانی یا قاضی دولہے کے ہاتھ میں چاندی کی انگوٹھی پہناتے ہیں اور کندھے پر ایک رنگین رومال ڈالتے ہیں، اور یہی چیز نکاح کے وقت بہت ہی اہم کہی جاتی ہے، کیا اس کے بغیر نکاح درست نہیں ہے جب کہ کتابوں میں صرف خطبۂ نکاح کا ہی ذکر ہے؟ یہ شرعاً کیا ہے اور یہ کب سے رائج ہے؟

(د) خطبۂ نکاح کے بعد سلام کرنا وہ بھی کھڑے ہو کر کیسا ہے، قرونِ ثلثہ میں اس کا ثبوت ہے یا نہیں؟ اگر کھڑے ہو کر دولہے کا سلام کرنا درست ہے تو اس کا کیا مقصد ہے اور اس کی دلیل کیا ہوگی؟ اور اگر بدعت یا مکروہ ہے تو اس کی وجہ کیا ہوگی؟ ویسے ہمارے مطالعہ کے حساب سے احادیث وفقہی کتب خاموش ہیں، اسے سمجھا کر مدلل جواب دیں؛ تاکہ غلط طریقہ اختیار کرنے والوں کو اس فتوے کے حوالے سے روکا جاسکے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

(الف) نکاح ایک عقد ہے جو تمام عقود کی طرح ایجاب وقبول سے وجود میں آتا ہے، اس کے لیے خطبہ تو مسنون ہے؛ لیکن بوقتِ خطبہ دولہا کا رخ قبلہ کی طرف ہونا کسی کتاب حدیث وفقہ میں مذکور نہیں۔

(ب) نکاح کا خطبہ پڑھنا شرط یا رکن نہیں؛ بلکہ مندوب ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

وندب اعلانه وتقديم خطبة وكونه فى مسجد يوم جمعة. (درمختار)
بعضے حضرات کھڑے ہوکر پڑھتے ہیں، بعضے بیٹھ کر۔ کھڑے ہوکر پڑھنے میں اعلان کی صورت بھی ہے جوکہ مندوب ہے، عقد بیع وغیرہ میں بھی پڑھتے ہیں، اور عادۃً یہ چیزیں بیٹھ کر ہوتی ہیں، ان کے لیے مستقل قیام نہیں ہوتا، یہی حال خطبۂ نکاح کا بھی ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱۱/ ۱۵۲)

(ج) یہ سب رسم اور فضول حرکت ہے، شرعاً اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے، جہاں رائج ہو وہاں تحقیق کیجیے کہ کب سے رائج ہے؟ اس لیے کہ ہمارے یہاں بحمد اللہ نہیں ہے۔ بہشتی زیور وغیرہ کتب میں جہاں شادی بیاہ کی رسموں کا بیان ہے اس میں بھی اس رسم کا تذکرہ نہیں ہے، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے علاقہ میں رائج ہوگی۔

(د) اس سلام کا بھی شریعت میں ثبوت نہیں؛ لہٰذا رسم ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۳/ ۳۱۶)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۲/ ذوالقعدۃ الحرام ۱۴۱۵ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

باب حرمۃ المصاھرۃ

خسر کی ناپاک نظر سے بچاؤ کی خاطر الگ مکان میں رہنا

سوال: خدا مجھے معاف کرے، کسی کا عیب کھولنے کا مجھے حق نہیں؛ مگر کہنا ضروری ہے، میرے سسر کی نگاہ میں میں نے نوٹ کیا ہے، پاکی نہیں ہے، میں بفضلہٖ تعالیٰ بچ پائی، کیا اس پوائنٹ کے سہارے میں ان سے الگ ہوسکتی ہوں یا پھر

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ضروری ہے الگ ہونا؟ میں ایک INLANDLETTER ساتھ روانہ کر رہی ہوں، جلد از جلد مجھے جواب مرحمت فرمائیں، مجھے قدم اٹھانا ہے، اگر جواب میں دیری ہوئی تو میں بڑی پریشانی میں گھر جاؤں گی۔ خدا حافظ

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

ویسے بھی آپ کو شرعاً حق پہنچتا ہے کہ آپ اپنے شوہر کے ساتھ ایسے الگ مکان یا روم میں رہنے کا مطالبہ کریں، جس میں شوہر کے ماں باپ بھائی بہن وغیرہ نہ ہوں، سسر نے خدانخواستہ آپ کے جسم کو شہوت کے ساتھ ہاتھ لگا دیا (بشرطیکہ درمیان میں کوئی کپڑا حائل نہ ہو) یا بوسہ وغیرہ لے لیا، تو آپ اپنے شوہر کے لیے حرام ہو جائیں گی، اس لیے اگر آپ کو سسر کی طرف سے اندیشہ ہے تو خوب بچ کر رہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۹/ شوال المکرم ۱۴۰۹ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

بہو کو چھونے سے حرمتِ مصاہرت

سوال: زید نے اپنے بیٹے عمرو کی بیوی فاطمہ کو آج سے پندرہ سال پہلے زنا کی نیت سے پکڑا تھا، اور صرف ہاتھ کو پکڑا تھا کہ فاطمہ اپنا ہاتھ چھڑا کر بھاگ نکلی، اور زید کو زنا پر قدرت نہ دی، اب کسی نے عمرو سے کہہ دیا کہ تیری بیوی فاطمہ تیرے لیے حرام ہو گئی ہے؛ جب کہ عمرو کو فاطمہ کے بطن سے ۳/ بچے ہو چکے ہیں، اور چوتھا حمل بھی ہے، اب اس حال میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ واقع میں عمرو کے لیے اس کی بیوی فاطمہ (زید کی اس حرکت سے) حرام ہو گئی یا حلال ہی ہے؟ حرام اگر ہو گئی ہو تو جدائی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کس طرح ہو؟ اور اگر جدائی کرادی جائے تو ان بچوں کی پرورش کا ذمہ دار کون؟ اور یہ بچے حرام کے کہلائیں گے یا حلال؟ نیز عمرو اپنے والد کے ساتھ کیسا برتاؤ رکھے؟ جواب جلد دے کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلياً ومسلماً

زید نے اگر اپنے بیٹے عمرو کی بیوی فاطمہ کا ہاتھ بلا حائل کے شہوت کے ساتھ پکڑا ہے، اور عمرو اس واقعہ کی تصدیق کرتا ہے تو عمرو کے لیے فاطمہ کو اپنے نکاح میں رکھنا جائز نہیں؛ بلکہ اس سے متارکت ضروری ہے، کیوں کہ مصاہرت کی وجہ سے اس پر حرام ہوگئی (یہ حرمت بلا انزال ثابت ہو جاتی ہے)۔

وحرم أيضاً بالصهرية أصل مزنيته وأصل ممسوته بشهوة وفروعهن الخ (تنویرالابصار) وثبوت الحرمة بلمسها مشروط بأن يصدقها، ويقع في أكبر رأيه صدقها، وعلى هذا ينبغي أن يقال في مسه إياها لا تحرم على أبيه وإبنه إلا أن يصدقاه، أو يغلب على ظنهما صدقه. (شامی ۲/ ۳۰۴)

فلو أنزل مع مس أونظر فلاحرمة به يفتى. (درمختار) (قوله فلاحرمة) لأنه بالإنزال تبين أنه غير مفض إلى الوط ء الخ. (شامی ۲/ ۳۰۵،۳۰۴)

فاطمہ ثبوتِ حرمت کے بعد بھی دوسرے مرد سے نکاح نہیں کرسکتی، جب تک کہ قاضی دونوں میں تفریق نہ کردے یا شوہر متارکت نہ کرے، متارکت کی صورت یہ ہے کہ شوہر زبان سے کہہ دے کہ میں نے چھوڑ دی، اس کے بعد عدت گذار کر دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے، متارکت سے پہلے جو اولاد ہوئی وہ حلال ہے، اور ان کا نسب عمرو سے ہی ثابت ہوگا، اور عمرو بحیثیت باپ کے اپنے بچوں کی پرورش کا ذمہ دار ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

وبحرمة المصاهرة لا يرتفع النكاح حتى لا يحل لها التزوج بآخر إلا بعد المتاركة وانقضاء العدة، والوطئ بها لا يكون زنا.(درمختار) (قوله إلا بعد المتاركة) أي وإن مضى عليها سنون، كما في البزازية، وعبارة الحاوي إلا بعد تفريق القاضي أو بعد المتاركة اھ (قوله والوطء بها الخ) أي الوطئ الكائن في هذه الحرمة قبل التفريق والمتاركة لا يكون زناً قال في الحاوي: والوطئ فيها لا يكون زنا لأنه مختلف فيه وعليه مهر المثل بوطئها بعد الحرمة، ولا حد عليه ويثبت النسب اھ (شامی ۲/ ۳۰۷)

باپ کے گناہ کا مرتکب ہونے کی وجہ سے بیٹے کے لیے باپ کی نافرمانی کی اجازت نہیں ہو جاتی، عمرو اپنے باپ کے ساتھ بدستور حسنِ سلوک واطاعت سے رہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۷/ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۹ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

بہو کی پشت پر ہاتھ رکھنے سے حرمتِ مصاہرت

(سوال): ایک ۶۵/ سالہ شخص نے اپنے حقیقی لڑکے کی بیوی (بہو) کی پشت پر ہاتھ رکھا، اور ہاتھ ہٹا لینے کے بعد اس نے اپنی بہو کو ناجائز تعلقات پر آمادہ کرنا چاہا، نہ اس نے بوسہ لیا اور نہ ہی سینہ پر ہاتھ رکھا، یہ بات سن کر بہو زار وقطار رونے لگی، اپنی بہو کا رونا دیکھ کر وہ شخص ہٹ گیا، اب دریافت یہ کرنا ہے کہ بیوی اپنے شوہر کے لیے جائز رہی یا ناجائز؟ اگر ناجائز اور حرام ہوگئی تو جواز کی کوئی صورت ہو تو وہ بھی تحریر فرمائیں۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

تنقیح:

آپ کے سوال میں چند امور وضاحت طلب ہیں، اس کی وضاحت کے بعد جواب دیا جائے گا۔

① جس وقت بہو کی پشت پر ہاتھ رکھا اس وقت پشت پر کپڑا تھا یا نہیں؟

② اگر تھا تو کپڑے کے باجود خسر کو حرارت کا احساس ہوا یا نہیں ہے؟

③ شہوت کے ساتھ ہاتھ رکھا تھا یا نہیں؟

④ بیٹا (یعنی اس عورت کا شوہر) ان باتوں کی تصدیق کرتا ہے یا نہیں؟

کتبہ العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۳/ رجب المرجب ۱۴۱۲ھ

جواب تنقیح:

تحریر ایں کہ آپ کی خدمت میں ایک استفتاء ارسال کیا گیا تھا، آپ نے چند امور کی وضاحت طلب کی ہے جو بقدر معلومات بتفصیل ذیل ہے:

① جس وقت خسر نے اپنی بہو کی پشت پر ہاتھ رکھا، بہو مکمل پردہ میں تھی، اس کے بدن پر قمیص اور ساڑی تھی۔

② آپ نے معلوم کیا ہے کپڑے کے باوجود خسر کو حرارت ہوئی یا نہیں؟ یہ تو خسر جان سکتا ہے، ان باتوں کو دوسرا کیسے جان سکتا ہے؟ اگر خسر سے پوچھا جائے تو وہ انکار کر سکتا ہے، خسر تو ویسے بھی اس واقعہ کی تکذیب کرتا ہے۔

③ تیسری بات آپ نے معلوم کی ہے شہوت کے ساتھ ہاتھ رکھا تھا یا نہیں؟ اس کی بھی تحقیق نہیں ہے؛ البتہ اتنی بات ضرور ہے کہ جس وقت یہ واقعہ پیش آیا، اس سے تقریباً تین سال پہلے سے بیوی کو کچھ کہنا یا جنسی ضرورت کی تکمیل کرنا بند ہے، اس سے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اس کے شیخوخت کا اندازہ ہوتا ہے۔

④ آپ نے چوتھی بات یہ معلوم کی ہے کہ اس کا شوہر اس کی تصدیق کرتا ہے یا نہیں؟ اس سلسلہ میں عرض یہ ہے کہ اس کا شوہر دوسری جگہ رہتا تھا، اس واقعہ کے بعد عورت نے آدمی بھیج کر اپنے شوہر کو بلوایا اور اپنے شوہر سے واقعۂ مذکور بیان کیا، اس واقعہ کے بعد شوہر کو علم ہوا۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

جس وقت خسر نے بہو کی پشت پر ہاتھ رکھا، اگر درمیان میں حائل کپڑا ایسا موٹا تھا کہ جو جسم کی حرارت محسوس ہونے نہیں دیتا، تو حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوتی ہے، اور اگر ایسا موٹا نہیں تھا؛ بلکہ اس نوع کا تھا کہ اس کے باوجود جسم کی حرارت محسوس ہوتی ہے، اور بوقت مس جانبین میں سے کسی ایک کو شہوت پیدا ہوگئی تھی، اور شوہر اس واقعہ کی تصدیق کرتا ہے تو حرمت مصاہرت ثابت ہوگی۔ بوڑھے آدمی کے حق میں حد شہوت یہ ہے کہ قلب میں حرکتِ مشوّشہ پیدا ہوجائے، اگر پہلے سے حرکت ہو تو زیادہ ہوجائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۳۰/ رجب المرجب ۱۴۱۲ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

اپنی بیٹی سے زنا

سوال: زید نے شادی ہندہ سے کی، تقریباً دس ماہ کا عرصہ گزر رہا ہے، اب زید کو معلوم ہوا کہ ہندہ کا باپ عمر ہندہ سے ناجائز تعلقی، یعنی زنا کرتا ہے، زید نے ہندہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

سے معلوم کیا تو ہندہ نے انکار کیا، کہا کہ ایسا کوئی معاملہ نہیں ہے، پھر بعد میں زید نے اپنی بیوی ہندہ سے اصرار کر کے پوچھا تو ہندہ نے اقرار کیا کہ ہاں! شادی سے قبل ہی سے ہمارے باپ عمر کا ایسا تعلق ہے، یعنی زنا کرتا ہے، میں راضی نہیں ہوں، زبردستی زنا کرتا ہے۔

اب معلوم یہ کرنا ہے کہ زید کا نکاح ہندہ سے ہوا کہ نہیں؟ اور اگر اولاد پیدا ہو تو وہ حرامی کہلائیگی کہ نہیں؟ اور اگر زید اپنی بیوی ہندہ کو میکہ نہ جانے دے اور اپنے خسر عمر کو اپنے گھر نہ آنے دے تو شریعت سے اس کا کیا حکم ہے؟ یا آپ کوئی ایسی صورت بتائیں کہ دونوں میاں بیوی آپس میں اچھی طرح زندگی گزاریں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

زید کا نکاح ہندہ کے ساتھ درست ہو گیا، اور نکاح ہونے کے چھ ماہ بعد جو اولاد ہوئی یا ہوگی وہ بھی ثابت النسب کہلائے گی؛ البتہ عمر کا اپنی ہی بیٹی کے ساتھ زنا میں ملوث ہونا، اور اب تک اس پر اصرار یہ نہایت گھناؤنی اور بے حد قبیح حرکت ہے، زنا گناہ کبیرہ ہے، اور اپنی بیٹی کے ساتھ یہ حرکت کس درجہ بری ہے اس کا تو اندازہ لگانا مشکل ہے۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ)

زید کے لیے ضروری ہے کہ وہ ہرگز ہرگز ہندہ کو میکے نہ بھیجے، اور اس کے باپ کو اس کے ساتھ اس طرح ملنے کا ہرگز موقع فراہم نہ کرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۸ / ربیع الثانی ۱۰ ۱۴ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ممسوسہ کی بیٹی سے نکاح

سوال: زید شادی شدہ ہے، اور اس کے کئی بچے بھی ہیں، زید نے اپنے ایک بھانجہ کو- جو کہ یتیم تھا- اپنے پاس بغرض نگرانی و پرورش کے رکھ لیا تھا، چند برسوں کے بعد زید کا بھانجہ جوان اور شادی کے لائق ہو گیا تھا، تو زید نے اپنی لڑکی سے اپنے بھانجہ کی شادی کردی، اور اپنا داماد بنالیا، شادی کے بعد چند عورتوں اور کچھ مردوں کی زبانی - جو کہ سبھی لوگ زید کے رشتہ دار ہی ہیں- یہ معلوم ہوا کہ زید کی لڑکی اور اس کے بھانجہ کا نکاح جائز و درست نہیں ہوا؛ کیوں کی زید کی بیوی ہندہ اور اس کے بھانجہ کے درمیان قبل سے ہی ناجائز تعلقات قائم تھے، اس کے چشم دید گواہان میں سے ایک گواہ محمد تاج الدین کی بیوی کا بیان ہے، کہ: ہم جب ایک بار اپنے بچہ کو تلاش کرتے ہوئے ہندہ کے گھر گئے، تو جب دروازہ تھوڑا سا کھول کر اندر جھانک کر دیکھا کہ گھر کے اندر ہمارا بچہ چھپا ہوا تو نہیں ہے، یہ واقعہ آٹھ بجے دن کا ہے کہ گھر کے اندر صندوق کی بغل میں زید کی بیوی ہندہ اور اس کا بھار دونوں آپس میں لپٹے ہوئے بیٹھے تھے، یہ دیکھتے ہی فوراً تاج الدین کی بیوی گھر کے بغل میں آکر حیدر علی کی بیوی کے سامنے بولنے لگی کہ ابھی ابھی ہم نے زید کے گھر کے اندر ایک سینما دیکھی ہے، جس سے کہ ہمارا دل دھڑک رہا ہے کہ یہ کیا ہم نے دیکھ لیا، جاؤ تم بھی جا کر دیکھ لو، یہ سن کر جب وہ عورت زید کے گھر آئی تو دیکھا کہ زید کی بیوی ہندہ کپڑا دھونے بیٹھ گئی تھی، اور زید کا بھانجہ غسل کرنے جارہا تھا، اس کے بعد کا پھر یہ واقعہ کہ ایک ہی کمرہ کے اندر یکجائی و تنہائی میں ہندہ اور زید کا بھانجہ ساتھ میں ایک ہی لحاف کے اندر سوئے ہوئے دیکھے گئے، سخت ضرورت

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

پڑ جانے کی وجہ سے مختلف دن و موقعوں پر یہ تینوں اشخاص چشم دید گواہان زید کی تلاش میں اس کے گھر گئے تھے تو دیکھا تھا، ان گواہان کے نام یہ ہیں: یونس ٹیلر ماسٹر، محمد یٰسین، محمد الفت حسین۔ الفت حسین زید کے یہاں ہی رہتا تھا، اور بنگلہ پر تانا بنتا تھا، یعنی اس کا کاریگر ہے، زید جب کٹھیار چلا گیا تھا، تو اس کا بچہ بہت زیادہ رو رہا تھا، تو اسی وقت یہ دیکھنے گیا تھا کہ گھر میں آخر بچہ اتنا کیوں رو رہا ہے؟ جب گھر کے اندر گیا تو دیکھا تھا کہ دونوں، یعنی ہندہ اور اس کے بھانجہ ایک ہی ساتھ سوئے ہوئے ہیں، اب ان تمام باتوں کے پیش نظر جواب طلب امر یہ ہے کہ صورتِ مسئولہ مذکورہ کے مطابق زید کی لڑکی کا نکاح اس کے بھانجہ کے ساتھ جائز و درست ہوا یا نہیں؟ بحوالۂ کتب شرعیہ جواب دیا جائے۔

نوٹ: چشم دید گواہوں کے بیان کے وقت جو حضرات موجود تھے، ان کے اسمائے گرامی اس طرح ہیں: محمد ذوالفقار صاحب، محمد احسان صاحب، محمد شمس الضحیٰ صاحب، محمد ضیاء اللہ صاحب، عبدالسبحان صاحب۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

صورتِ مسئولہ میں زید کے بھانجہ محمد افتخار سے دریافت کیا جائے کہ کیا اس نے زید کی بیٹی کے ساتھ اس کا عقدِ نکاح ہونے سے پہلے زید کی بیوی کے ساتھ ان افعال کا ارتکاب کیا ہے؟ اگر وہ اس کو تسلیم کرتے ہوئے اقرار کرلیتا ہے، تو اس کا نکاح زید کی بیٹی کے ساتھ درست نہیں ہوا۔

قبّل أم امرأته في أي موضع كان على الصحيح جوهرة حرمت عليه امرأته مالم يظهر عدم الشهوة ولوعلى الفم، كما فهمه في الذخيرة، وفي

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

المس لا تحرم مالم تعلم الشهوة؛ لأن الأصل في التقبيل الشهوة، بخلاف المس والمعانقة كالتقبيل. (درمختار) (قوله قبل ام امرأ ته ا لخ) قال فى الذخيرة: وإذا قبلها أو لمسها أو نظر إلى فرجها، ثم قال لم يكن عن شهوة، ذكر الصدر الشهيد انه في القبلة يفتى بالحرمة مالم يتبين أنه بلاشهوة، وفي المس والنظر لا؛ إلا أن تبين أنه بشهوة؛ لأن الأصل في التقبيل الشهوة بخلاف المس والنظر وكان الامام ظهيرالدين يفتى بالحرمة فى القبلة مطلقاً ويقول لا يصدق فى انه لم يكن بشهوة (قوله حرمت عليه امرأته الخ) اى يفتى بالحرمة اذا سئل عنها، ولا يصدق اذا ادعیٰ عدم الشهوة الا اذا ظهر عدمها بقرينة الحال. (شامی ۲/ ۳۰۶)

اور اگر محمد افتخار ان افعال کے ارتکاب کا منکر ہے تو محض ان گواہوں کے بیانات کی بنیاد پر عدمِ صحتِ نکاح کا فیصلہ نہیں کیا جاسکتا؛ اس لیے کہ اختلافِ زمان کی وجہ سے نصابِ شہادت مکمل نہیں ہے۔ بدائع الصنائع میں ہے:

ومنها: اتفاق الشهادتين فيما يشترط فيه العدد، فان اختلفا لم تقبل لأن اختلافهما يوجب اختلاف الدعوىٰ والشهادة، ولأن عند اختلاف الشهادتين لم يوجد الا احد شطرى الشهادة، ولايكتفى به فيمايشترط فيه العدد، ثم نقول الاختلاف قد يكون فى جنس المشهور به، وقد يكون في قدره، وقد يكون فى الزمان، وقد يكون فى المكان وغير ذلك. (۶/ ۲۷۸)

آگے چل کر اختلافِ زمان ومکان کی وضاحت فرماتے ہوئے رقم طراز ہیں:

واما اختلاف الشهادة فى الزمان والمكان فانه ينظران كان ذلك فى الاقارير لايمنع القبول، وان كان فى الافاعيل من القتل والقطع والغصب

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

وانشاء البيع والطلاق والعتاق والنكاح ونحوها يمنع القبول (٦/ ٢٧٩)

بحر الرائق میں ہے: واذا اختلف الشاهدان فى المكان او الزمان فى البيع و الشراء والطلاق والعتق والوكالة والوصية والرهن والدين والقرض والبراءة والكفالة والحوالة والقذف تقبل، وان اختلفا فى الجناية والغصب والقتل والنكاح لاتقبل، والاصل ان المشهود به اذا كان قولا كالبيع ونحوه، فاختلاف الشاهدين فيه فى الزمان او المكان لايمنع قبول الشهادة؛ لان القول مما يعاد ويكرر، وان كان المشهود به فعلا كالغصب ونحوه، او قولا؛ لكن الفعل شرط صحته كالنكاح فانه قول، وحضور الشاهدين فعل وهو شرط، فاختلافهما فى الزمان او المكان يمنع القبول؛ لان الفعل فى زمان او مكان غير الفعل فى زمان او مكان آخر فاختلف المشهود به (٧/١١٣) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۸/ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۸ھ

اغلام بازی کی اولاد کا آپس میں نکاح جائز ہے

سوال: زید اور خالد نے باہم لواطت واغلام بازی کی، اور اب دونوں میں سے ایک کی لڑکی مثلاً زید کی لڑکی کا نکاح خالد کے لڑکے کے ساتھ صحیح اور جائز ہے یا نہیں؟ حرمت مصاہرت لازم آئے گی یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

صورت مسئولہ میں زید وخالد جنہوں نے آپس میں اغلام بازی کا ارتکاب کیا ہے، ان میں سے ایک کی لڑکی کا نکاح دوسرے کے لڑکے کے ساتھ درست ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۶/رجب المرجب ۱۴۱۲ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

سالی کے ساتھ زنا سے نکاح، اولاد، نسب اور میراث کا حکم

سوال: (الف) زید نے اپنی منکوحہ بیوی کے رہتے ہوئے اپنی سگی سالی سے بھی ناجائز تعلق قائم کرلیا تو کیا زید ایسی صورت میں اپنی منکوحہ سے ازدواجی رشتہ قائم کرسکتا ہے یانہیں؟ اور کیا منکوحہ نکاح میں باقی رہے گی یانہیں؟

(ب) اپنی منکوحہ اور سگی سالی دونوں سے جسمانی رشتے قائم تھے، اسی دوران منکوحہ کے یہاں ولادت ہوئی تو اس اولاد کو شریعت میں کیا کہیں گے؟

(ج) از روئے شریعت اس اولاد کو باپ دادا کی ملکیت میں حصہ ملے گا یانہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

(الف) بیوی کی بہن سے زنا کرنے سے اصل بیوی حرام نہیں ہوتی، اس کا نکاح بحالہ باقی ہے ہاں! زانی کو گناہ شدید ہوگا۔ (امدادالاحکام ۲/۳۸۰)

حضرت مفتی اعظم مفتی کفایت اللہ صاحب فرماتے ہیں ”حقیقی سالی کے ساتھ زنا کرنے سے بیوی نکاح سے خارج نہیں ہوتی، زنا کا گناہ دونوں (زانی ومزنیہ) کے اوپر رہا؛ لیکن میاں بیوی کا نکاح باقی ہے۔ فی الخلاصة وطی أخت امرأته لاتحرم علیه امرأته (درمختار) (کفایت المفتی ۵/۱۹، ۳۳۲)

(ب) وہ اولاد شرعاً ثابت النسب ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

(ج) جی ہاں!۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۵/ جمادی الاخریٰ ۱۴۲۸ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ　　الجواب صحیح: عبد القیوم راجکوٹی

سالی کے ساتھ زنا کرنے سے بیوی حرام نہیں ہوتی

سوال: ذاکر کی شادی تقریباً سولہ سال پہلے ہوئی، شادی کے بعد رسم چوتھی میں جب ذاکر اپنے سسرال گیا، اس دوران راضی بخوشی ذاکر نے اپنی بیوی کی بڑی بہن سے زنا کیا، اس کے بعد قریب چار سال بعد ذاکر نے اپنی بیوی کی چھوٹی بہن سے زنا کیا، یہ دونوں غلطی بخوشی صادر ہوئیں۔ اب ذاکر اپنی بیوی کے ساتھ خوش وخرم ہے، اور دونوں بہنیں اپنے اپنے گھر خوش وخرم ہیں؛ مگر مسئلہ یہ درپیش ہے کہ ذاکر اپنی بیوی کے ساتھ حلال طریقہ سے زندگی بسر کر رہا ہے یا حرام طریقہ سے؟ اگر ذاکر کی زندگی حرام طریقہ سے گذر رہی ہے تو حلال طریقہ سے زندگی بسر کرنے کے لیے اب کیا کرنا ہوگا، جب کہ میاں بیوی میں حد سے زیادہ محبت ہے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

ذاکر کا اپنی بیوی کی بڑی اور چھوٹی بہن کے ساتھ زنا کرنا بڑی شنیع حرکت اور کبیرہ گناہ ہے، اس کو چاہیے کہ اس سے سچی اور پکی توبہ اور استغفار کرے؛ البتہ اس کے اس فعلِ شنیع اور گناہِ کبیرہ کے باوجود اس کی بیوی اس پر حرام نہیں ہوئی؛ بلکہ وہ بدستور اس کے نکاح میں ہے اور حلال ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: احمد عفی عنہ خانپوری، ۹/ ذوالقعدہ ۱۴۱۴ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

بوسہ سے حرمت مصاہرت کا ثبوت

سوال: ایک شخص نے اجنبی عورت کو شہوت سے بوسہ لیا اور بدن سے بدن کا مس کیا؛ مگر فرج سے کوئی استمتاع نہیں کیا اور نہ ظاہری فرج اور نہ داخلی پر نظر کی، اس سے حرمت مصاہرت ثابت ہوگی؟ اب مذکورہ عورت کی لڑکی سے شادی کرنا چاہتا ہے تو کر سکتا ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

صورت مسئولہ میں عورت کا بوسہ لینے کی وجہ سے حرمت مصاہرت ثابت ہو چکی ہے؛ اس لیے اس عورت کی لڑکی سے اس کا نکاح حلال نہیں۔ (درمختار مع الشامی ۲/۳۰۶)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

أملاہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

بھابھی کے مخصوص اعضاء کو چھونے سے حرمت مصاہرت

سوال: زید نے شہوت کے ساتھ اپنی بھابھی کے مخصوص اعضاء کو چھویا اور مخصوص اعضاء کو دیکھا بھی لیکن انزال نہیں ہوا تو کیا اس سے حرمت مصاہرت ثابت ہوگی؟ نیز زید اپنی لڑکی کا نکاح اس بھابھی کے لڑکے سے کرانا چاہتا ہے تو کیا یہ نکاح صحیح ہوگا یا نہیں اور گناہ کبیرہ سے توبہ بھی کر لی ہے

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

جی ہاں! صورت مسئولہ میں حرمت مصاہرت ثابت ہوگئی اور اس کے نتیجہ میں

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

زید کے اصول وفروع اس کی بھابھی پر اور بھابھی کے اصول وفروع زید پر حرام ہو گئے البتہ زید اپنی لڑکی کا نکاح بھابھی کے لڑکے سے کرا سکتا ہے مذکورہ بالا حرمت مصاہرت کی وجہ سے اس نکاح پر کوئی زد نہیں پڑے گی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۶ محرم الحرام ۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح: عباس داود بسم اللہ

خسر کے زنا کرنے سے حرمتِ مصاہرت

(سوال): میری بہن کے سنسار میں چند دنوں پہلے بہت ہی بری طرح طوفان آیا، اور وہ طوفان میں اس بدنصیب کا سنسار تہس نہس ہو کر رہ گیا۔ واقعہ یوں پیش آیا: رات میں سونے کے وقت اس کے سسر نے اس کی ساس کو نیند کی گولی کھلا دی، اور بہت دیر رات اس کے ساتھ (بہو کے ساتھ) وہ برا کام کیا، صبح ہوتے یہ واقعہ اپنی سگی نند سے بیان کیا، ان سب لوگوں کا گزر بس ایک جھوپڑے میں ہوا کرتا تھا؛ اس لیے اس پوری واردات کی ایک چشم دید گواہ ہے جو اسی کے پڑوس میں رہتی ہے، اور اس کی سسرال سے تعلقات رکھتی ہے، رشتے میں اس کی بھاوج لگتی ہے، اس عورت نے اپنے کمرے میں سے جھوپڑے کی کھڑکی ہٹا کر یہ بری واردات کو دیکھا تھا؛ مگر وہ عورت آج ہماری طرف سے کوئی گواہی دینے کو تیار نہیں ہے، یہی بات کو لے کر میری بہن کی پھوپھی ساس نے فتویٰ دیا کہ: اب یہ لڑکی میرے بھائی کے بچے (شوہر) کے سامنے بھی نہیں آسکتی، تو اس نے بہن کو اس سے بڑی اس کی بہن کے وہاں پہنچا دیا، بہن کے پاس پہنچنے کے بعد چھوٹی بہن نے بڑی بہن کو پورا واقعہ بیان کیا، بڑی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

بہن زیادہ پڑھی لکھی نہ ہونے کی وجہ سے اس کی پھوپھی ساس نے جب دوسرا فتویٰ دیا تو بہن کو اس کی پھوپھی ساس واپس لینے آئی، تو اس کے سسرال واپس بھیج دیا۔ یہ ساری باتوں کا چرچا ہوا تو میرے ماموں زاد بھائی نے بہن کو کہہ کر چھوٹی بہن کو واپس بلالیا اور اسے وطن بھیج دیا، اب آپ برائے کرم یہ معلومات دیں کہ:

(۱) میں میری بہن کو واپس اس کے سسرال بھیج دوں؟

(۲) کیا وہ اپنے شوہر کے نکاح میں ہے؟

(۳) اگر نہیں تو آگے کی کیا کارروائی ہوگی؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

(۱) تا (۳) آپ کی بہن کا شوہر اگر اس واقعہ کی تصدیق کرتا ہے تو وہ اپنے شوہر پر حرام ہو جائے گی؛ لیکن اس کے باوجود نکاح نہیں ٹوٹے گا؛ بلکہ ضروری ہے کہ شوہر زبان سے طلاق یا چھوڑنے کے الفاظ کہے، اس کے بعد عدت گزار کر وہ عورت دوسرے مرد سے نکاح کر سکتی ہے۔ اور اگر آپ کی بہن کا شوہر اس واقعہ کا انکار کرتا ہے تو محض آپ کی بہن کے کہنے سے یا ایک عورت کی گواہی سے حرمت ثابت نہیں ہوگی۔ (شامی)
فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۸؍شوال ۱۴۱۵ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

بہو سے زنا سے حرمت مصاہرت

سوال: ایک شخص نے شادی کرلی اس کے باپ نے اپنی بہو کے ساتھ ناجائز

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

فعل کیا تو وہ نکاح ٹوٹ جائے گا؟ اس طریقے سے اگر اس نے بہو کو شہوت کے ساتھ چھویا، کیا ایسی حالت میں بھی نکاح ٹوٹ جائے گا۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

خسر کے اپنی بہو کے ساتھ زنا کرنے سے وہ عورت اپنے شوہر پر حرام ہو جاتی ہے اب شوہر کو چاہیے کہ اس کو طلاق دے دے یا زبان سے یوں کہہ دے کہ میں نے اس کو چھوڑ دیا اس کے بعد عدت گذار کر دوسرے مرد سے نکاح کر سکتی ہے۔ اگر خسر شہوت کے ساتھ بہو کے بدن کو بلا کسی حائل کے چھوئے یا حائل موجود ہے لیکن وہ حرارت سے مانع نہیں ہے تو اس سے بھی وہ عورت اپنے شوہر پر حرام ہو جاتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۱/ ربیع الاول ۱۴۱۴ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

باب احکام النسب والمولود

ایک بچے کی ماں ہونے کا نرالا ثبوت

سوال: مجھ سے ایک غیر مقلد صاحب نے ایک مسئلہ پوچھا کہ دو اجنبی مرد اور عورت کسی سرکاری آفس کے اندر نوکری کرنے گئے اور دو پہر کے وقت جب چھٹی ہوئی تو دونوں آفس سے نکل رہے تھے دروازہ پر دونوں ٹکرا گئے، ایک دوسرے کو دھکا لگ گیا اور ایک دوسرے سے کہنے لگے شرم نہیں آتی کہ دھکا مارتے ہو، مرد نے عورت

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

سے کہا شرم تو تم کو آنی چاہیے، میں تو ایک بچے کا باپ ہوں، عورت نے کہا میں بھی ایک بچے کی ماں ہوں، مرد نے کہا: کیا علامت ہے آپ کے دعوے پر؟ عورت نے پستان سے دودھ نکال کر دکھایا، پھر مرد سے کہا کہ آپ کے پاس کیا علامت ہے؟ تو مرد کونسی علامت بتلائے گا؟ اور مسئلہ کی کیا صورت ہوگی؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

یہ کوئی شرعی فقہی مسئلہ نہیں ہے؛ نیز یہ ضروری نہیں ہے کہ جس عورت کے پستان سے دودھ نکلے وہ بچہ کی ماں ہی ہو، اس کے بغیر بھی عورت کے پستان سے دودھ نکل سکتا ہے؛ بلکہ بعض اوقات مرد کے پستان سے بھی دودھ نکل سکتا ہے۔

یہاں شرعی طور پر جو سوال پیدا ہوتا ہے وہ تو یہ ہے کہ کیا اس طرح عورت کا سرکاری دفاتر میں ملازمت کرنا جائز ہے؟ نیز ایک اجنبی مرد کے ساتھ اس بے حیائی اور بے شرمی سے گفتگو کرنا اور اس کے سامنے پستان کھول کر اس میں سے دودھ نکالنا کس حدیث کی رو سے جائز ہے؟۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۴/شوال ۱۴۱۷ھ

مسلم عورت کے کافر سے دو بچوں کا حکم

سوال: ایک مسلم عورت جو کئی سالوں سے ایک کافر کے ساتھ رہتی ہے (ناجائز تعلق ہے) اور اس سے دو بچے بھی ہوئے ہیں، اب وہ بچے مسلم کہلائیں گے یا ہندو؟ ان بچوں کا آئندہ مسلمانوں سے رشتہ ہوگا یا نہیں؟ اگر یہ عورت اسی حالت میں اس غیر کے تعلق کے ساتھ مر جائے تو اس کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفنانے کا کیا حکم ہے؟

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اور اس کے ساتھ ہمارا برتاؤ کیا ہونا چاہیے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

وہ بچے جب تک بچے ہیں ماں کے تابع ہیں، اس عورت کا غیر مسلم کے ساتھ اس طرح بیوی کی طرح رہنا گناہ کبیرہ ہے؛ لیکن اس کے باوجود اگر اس نے کسی کفریہ قول یا فعل کا ارتکاب نہیں کیا تو وہ مسلمان ہے؛ لیکن ایسی عورت کے ساتھ معاشرتی تعلقات رکھنا غیرتِ ایمانی کے خلاف ہے، جب تک وہ اپنی اس حرکت سے باز نہ آئے اس کا معاشرتی انقطاع کیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

ثبوتِ نسب کے لیے ڈی، این، اے رپورٹ کا اعتبار نہیں

سوال: زید کا ہندہ سے نکاح ہو گیا، ہندہ کا عمرو سے ناجائز تعلق تھا، ہندہ کو ایک لڑکا پیدا ہوا، اس لڑکے کے متعلق زید اور عمرو میں جھگڑا ہو گیا، زید کہتا ہے کہ ہندہ میری بیوی ہے اور بچہ میرا ہے، عمرو کا دعویٰ ہے کہ بچہ میرا ہے، دس سال سے زید کو اولاد نہیں ہے، اور وہ سعودی میں نوکری کر رہا ہے، اس لیے یہ اولاد میری ہے، اگر آپ کو معلوم کرنا ہے تو D.N.A. کا رپورٹ کر کے دیکھو تو معلوم ہوگا کہ اولاد کس کی ہے؟ ایسی صورت میں ہمیں کیا کرنا چاہیے؟ کیا D.N.A. رپورٹ سے معلوم کر سکتے ہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

صورتِ مسئولہ میں جب کہ ہندہ دس سال سے زید کے نکاح میں ہے اس کو پیدا

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہونے والا بچہ زید ہی کا بیٹا ہے، عمرو کا دعویٰ شرعاً باطل اور ناقابل التفات ہے، حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فیصلہ ہے: "الولد للفراش وللعاهر الحجر".

ڈی این اے رپورٹ کی نہ ضرورت ہے، نہ اس کا اعتبار۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۰/ ذی الحجہ ۱۴۲۶ھ

کچھ کھلا کر نکاح کے لیے راضی کرنا اور اس نکاح سے پیدا شدہ اولاد کا حکم

سوال: یہاں باپ نے اپنے لڑکے کا نکاح زبردستی کرایا حالاں کہ لڑکا راضی نہیں تھا، زبردستی اس اعتبار سے کی کہ کسی کے پاس جا کر جھاڑ پھونک لائے اور کھانے میں ملا کر اس کو کھلایا اور لڑکا راضی ہو گیا، حقیقی اعتبار سے تو وہ راضی نہ تھا تو نکاح درست ہوا یا نہیں؟ اگر نکاح درست نہیں ہوا تو اس کی اولاد کا حکم کیا لگایا جائے گا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

صورتِ مسئولہ میں نکاح بلاشبہ درست ہے اور اس سے پیدا شدہ اولاد ثابت النسب اور حلالی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

لے پالک لینا جائز ہے

سوال: شرع شریف متبنیٰ (لے پالک بیٹا) لینا جائز ہے یا نہیں؟

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

دوسروں کے بچوں کے ساتھ محبت وشفقت میں بیٹے جیسا معاملہ کرنا شرعاً درست ہے، باقی دوسرے کے بچہ کو منہ بولا بیٹا بنانے کی وجہ سے شرعاً وہ حقیقی اولاد کے حکم میں نہیں ہوتا؛ بلکہ اس کے بعد بھی وہ پرایا اور اجنبی ہی کہلائے گا اور رہے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۹/ ذوالقعدۃ الحرام ۱۴۱۲ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

متبنیٰ بنانا درست ہے

سوال: متبنیٰ لینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

کسی کے بچے کے ساتھ محبت وشفقت کا ایسا معاملہ اور سلوک کرنا جیسا کہ اپنے حقیقی بچہ کے ساتھ کیا جاتا ہے جائز اور درست ہے؛ لیکن ایسا کرنے سے وہ اس کا حقیقی بچہ نہیں بن جاتا، اور نہ ہی اس کو وہ تمام احکام لاگو پڑتے ہیں جو حقیقی اولاد کے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

لے پالک بیٹے کی نسبت

سوال: ایک آدمی اپنی لڑکی کے لڑکے کو لے پالک بنایا (منہ بولا بیٹا بنایا) ہے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

تو اس بچے کے نام کے ساتھ لے پالک بنانے والا اپنا نام جوڑ سکتا ہے یا نہیں جب کہ اس بچے کے حقیقی والد کا نام ہٹا کر لے پالک بنانے والا اس بچے کے نام ساتھ اپنا نام جوڑتا ہے ایسا کرنا صحیح ہے یا غلط نیز بچے کا نانا یعنی لے پالک بنانے والے کا سرنیم بیلم ہے اور اس بچے کے والد کا سرنیم کھتری ہے تو اس بچے کی نسبت کونسے سرنیم کی طرف کرنا جائز ہے آیا والد کا سرنیم کھتری ہے اس کی طرف یا اپنے نانا کے سرنیم بیلم ہے اس کی طرف؟

الجواب : حامداً ومصلیاً ومسلماً

لے پالک بنانے والے کے لیے ایسا کرنا حرام ہے اور اس کی حرمت قرآن پاک میں منصوص ہے سرنیم بھی استعمال نہ کیا جائے بچہ کے باپ کا جو سرنیم ہے وہ ہی اس کے ساتھ لگایا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۶ محرم الحرام ۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح: عباس داود بسم اللہ

نومسلم کے ساتھ سیٹھ کا نام لگانا

سوال : اگر کوئی غیر مسلم مسلمان ہوگیا اور اب وہ اس کا سیٹھ جو مسلمان ہے، اس کے وہاں ہی رہتا ہے، اس کے بعد سیٹھ نے سوچا کہ لڑکا اچھا ہے، اس کی شادی کروادیں، تو اس نے اس کی شادی کروادی اور شادی کے اندر لڑکے کے نام کے ساتھ اس کے سیٹھ کا نام لگادیا، جو کہ اس کا باپ نہیں ہے، تو کیا یہ سیٹھ کا نام لگانا جائز ہے؟ اور اگر جائز ہے تو اس سیٹھ کے مال میں وارث ہوگا یا نہیں؟

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

یہ بات تو ظاہر ہے کہ وہ سیٹھ اس نومسلم لڑکے کا باپ نہیں ہے، اس لیے اگر اس سیٹھ نے اپنا نام اس نومسلم لڑکے کے نام کے ساتھ بحیثیت باپ لگایا ہے، تو یہ جائز نہیں ہے۔ ﴿ادعوهم لآبائهم﴾ الخ سیٹھ کے مال میں اس نومسلم کو میراث نہیں ملے گی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

خسر کو باپ کہنا

سوال: ہمارے یہاں مسجد کے اندر ایک مولانا نے تقریر کی اور اس کے اندر بیان فرمارہے تھے اور بیان تھا حجۃ الوداع کا، اور انھوں نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عرفات کے میدان میں فرمایا: اے لوگو! اپنے باپ کے علاوہ کسی کو باپ نہیں کہہ سکتے؛ لیکن ہمارے یہاں اگر کوئی پوچھتا ہے کہ فلاں کون ہے؟ تو ہم کہتے ہیں کہ وہ میرے خسر ہیں، لیکن داماد خود پکارتا ہے تو باپ کہہ کر پکارتا ہے، تو یہ مولانا کے بیان کے مطابق خسر کو باپ کہنا ہوا، تو باپ کہنا کیسا ہے؟ مفتیان کرام حدیث کی روشنی میں مدلل و مفصل جواب دیں اور اسی طرح ماں کے بارے میں بھی بتادیں۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

حدیث پاک میں نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: لا ترغبوا عن آباء کم، فمن رغب عن أبيه فهو كفر (بخاری ۲/ ۱۰۰۱) یعنی اپنے والد کی طرف انتساب سے نفرت نہ کیا کرو، جس شخص نے (صرف فخر و مباہات کے لیے) اپنے والد سے رشتہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

توڑا (اور کسی مشہور شخصیت سے جوڑا) تو یہ بھی ایک کفر کی بات ہے۔ (ترجمان السنہ ۲/ ۳۶۶)

ایک دوسری حدیث میں ہے: من أدعی إلی غیر أبیه وهو یعلم أنه غیر أبیه فالجنة علیه حرام. (بخاری ۲/ ۱۰۰۱) یعنی جو شخص اپنی نسبت اپنے باپ کے علاوہ کی طرف یہ جانتے ہوئے کرے کہ یہ میرا باپ نہیں ہے، تو ایسے آدمی پر جنت حرام ہے۔

چوں کہ زمانۂ جاہلیت میں بعض لوگ فخر و مباہات کے طور پر اپنی بڑائی جتلانے کے لیے خود کو اپنے باپ کی طرف نسبت کرنے کے بجائے کسی مشہور شخصیت کی طرف منسوب کرتے تھے، اس لیے نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس حرکت پر یہ وعید ارشاد فرمائی، چناں چہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ ان دونوں حدیثوں کی شرح فرماتے ہوئے ابن بطال رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے تحریر فرماتے ہیں: وإنما المراد به من تحول عن نسبته لأبیه إلی غیر أبیه عالماً عامداً مختاراً الخ (فتح الباری ۱۲/ ۵۵) علامہ عثمانی رحمۃ اللہ علیہ پہلی حدیث کی شرح میں رقمطراز ہیں: لا ترغبوا عن آباء کم الخ، یقال رغب عن أبیه أي ترك الانتساب إلیه وجحده (فتح الملهم ۱/ ۲۳۶)

رہا کسی آدمی کا اپنے کسی خاندانی بزرگ کو تعظیم و تکریم کے طور پر مجازاً باپ کہنا، یہ اس میں داخل نہیں ہے؛ بلکہ جائز ہے، قرآن و حدیث میں اس کے نمونے موجود ہیں، حضرت یعقوب علیہ السلام نے بوقتِ وفات جب اپنے بیٹوں سے اقرار لیا کہ تم لوگ میرے بعد کس کی عبادت کروگے؟ تو بیٹوں نے جواب میں عرض کیا: ﴿قَالُوْا نَعْبُدُ إِلٰـهَكَ وَإِلٰـهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ﴾ (البقرة: ۱۳۳)

دیکھئے یہاں آباء میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کو بھی شمار کر دیا، حالاں کہ حضرت

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اسماعیل علیہ السلام حضرت یعقوب علیہ السلام کے باپ نہیں؛ بلکہ چچا ہوتے ہیں۔

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

وقدم اسمٰعيل في الذكر على اسحٰق لكونه أسن منه، وعده من آباء يعقوب مع أنه عمه تغليباً للأكثر على الأقل، أو لأنه شبه العم بالأب لانخراطهما في سلك واحد، وهو الاخوة، فاطلق عليه لفظه، ويؤيده ما أخرجه الشيخان عم الرجل صنو ابيه والآية على حد ما أخرجه إبن أبي شيبة وغيره من قوله عليه الصلوٰة والسلام: إحفظواني في العباس، فإنه بقية آبائي (روح المعانی ۱/ ۳۹۱)

اسی طرح قرآن پاک میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تذکرہ میں ہے: ﴿واذ قال ابرٰهيم لابيه اٰزر﴾ (الأنعام ۷۴) بہت سے مفسرین اس طرف گئے ہیں کہ آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا چچا تھا، قرآن پاک میں مجازاً اس کو باپ سے تعبیر کیا گیا ہے۔

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ومنهم من قال: اسم جده، ومنهم من قال: اسم عمه، والعم والجد يسميان اباً مجازاً (روح المعاني ۷/ ۱۹۴)

حدیث پاک میں غزوۂ حنین کے قصہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد: ''أنا النبي لا كذب أنا ابن عبدالمطلب'' منقول ہے، اس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی نسبت اپنے دادا عبدالمطلب کی طرف فرمائی، اس لیے کہ عرب میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دادا عبدالمطلب کی شہرت آپ کے والد عبداللہ کے مقابلہ میں زیادہ تھی۔

علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ ''شرح بخاری'' میں فرماتے ہیں: واما انتسابه إلى عبدالمطلب دون أبيه عبدالله فلشهرة عبدالمطلب بين الناس، بخلاف عبدالله

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

فإنه مات شابا (عمدة القاري ١٧/ ٢٩٦)

ایک مرتبہ آیت کریمہ ﴿الذين استجابوا لله والرسول من بعد ما اصابهم القرح﴾ (آل عمران:١٧٢) کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو خطاب فرماتے ہوئے فرمایا کہ: "كان أبواك منهم الزبير وأبوبكر" (تمھارے باپ زبیر رضی اللہ عنہ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں سے ہیں) حالاں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ کے باپ نہیں؛ بلکہ نانا ہوتے ہیں، لیکن مجازاً ان پر باپ کا اطلاق کیا گیا، علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "واطلق الأب على أبي بكر وهو جده مجازاً" (عمدة القاري١٧ /١٦٢) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ١٥ / ذوالقعدہ ١٤٠٩ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

عبدالرسول، عبدالنبی وغیرہ نام رکھنا

سوال: عبدالرسول، عبدالنبی وغیرہ اسماء، عبد سے غلام مراد لینے کی صورت میں درست ہے یا نہیں؟ ایسے نام رکھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

جائز نہیں ہے۔

الاستفسار:هل يجوز التسمية بعبدالنبى وعبدالرسول و أمة النبى وأمة الصديق وغير ذلك؟

الاستبشار: لا يجوز كل إسم أضيف فيه لفظ العبد أو الأمة أو

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ما يؤدى مؤدهما بأي لسان كان إلى غير الله تعالىٰ، صرح به علي القارى في شرح الفقه الأكبر وقد ورد الحديث بالنهي عن ذلك في سنن أبي داؤد وغيره وا ما أضافته لفظ الغلام إلى غير الله فهو جائز، فيجوز غلام الرسول ولا يجوز عبدالرسول أو بندۂ رسول أو نحو ذلك (نفع المفتي والسائل ١٢٢) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

نومولود کے کان میں نہلا کر اذان کہے

سوال: نوزائیدہ بچہ کو کان میں اذان پیدائش کے فوراً بعد کہی جائے یا بعد الغسل؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

نہلا کر۔ (اختری بہشتی زیور ٦/ ١٢) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

کسی بچہ کا نام عفان رکھنا

سوال: کسی بچہ کا نام عفان رکھنا کیسا ہے؟ صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

عفان نام رکھنا درست ہے، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں سے بعض کا یہ نام تھا، معنوی اعتبار سے بھی درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ١١/ جمادی الاخریٰ ١٤١١ھ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

مناف نام رکھنا

سوال: اسم مناف رکھنا کیسا ہے؟ اگر صحیح نہیں ہے تو کیوں؟ نیز اس کے معنی کیا ہیں؟ اور عبد مناف رکھنے میں کیا فائدہ ہے؟ اور فقط مناف رکھنے کا کیا نقصان ہے؟ مدلل جواب تحریر فرما کر ممنون و مشکور فرمائیں۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

مناف (بفتح المیم) زمانۂ جاہلیت کے ایک بت کا نام ہے، جس کی مشرکین پوجا کرتے تھے، اور اس کی طرف اضافت کرتے ہوئے عبد مناف رکھتے تھے۔ و مناف صنم وبه سمی عبد مناف (تاج العروس ۲۶۳/۶) اس لیے عبد مناف نام جائز نہیں بلکہ حرام ہے۔

مناف یہ اناف ینیف سے اسم مفعول کا صیغہ ہے، جس کا معنی نمایاں اور بلند کے آتے ہیں، معنوی اعتبار سے مناف، محمد مناف نام رکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۴/ذوالقعدہ ۱۴۱۳ھ

باب الرضاعت

ثبوت رضاعت میں دودھ کی مقدار

سوال: رضاعت کے ثبوت کے لیے دودھ کی کتنی مقدار ضروری ہے؟

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

بچہ کے معدہ میں دودھ کا پہنچ جانا ثبوت رضاعت کے لیے کافی ہے، چاہے وہ قلیل مقدار میں ہو۔

و یثبت به وإن قل، إن علم وصوله لجوفه من فمه أو أنفه لا غير (در مختار علی هامش الشامية ۲/ ۴۳۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

خشک پستان والی عورت سے حرمت رضاعت ثابت نہ ہوگی

سوال: ایک عورت شادی شدہ ہے اس کو اخیری بچے کی ولادت ۱۹۷۰ء میں ہوئی، اس وقت اس عورت کی عمر ۳۹/ تھی، اس کے بعد ۱۹۸۳ء میں اس نے اپنے شوہر کے پوتے کو مدتِ رضاعت میں ڈیڑھ سال دودھ پلانے کے لیے اپنے پستان سے اس کو بار بار لگایا، اب وہ مرضعہ ۲۰۰۷ء میں ایسا کہتی ہے کہ میں اس بچہ کو اپنا پستان منہ میں دیا کرتی تھی؛ مگر اس وقت میرا دودھ خشک اور بند ہو چکا تھا، اس لیے بچہ اگرچہ میرا پستان منہ میں لیا کرتا تھا؛ مگر میرا دودھ بند اور خشک ہو جانے کی وجہ سے اس نے نہیں پیا ہے۔ مذکورہ صورت میں حرمت رضاعت ثابت ہوگی یا نہیں؟ اور یہ عورت اس بچہ کی رضاعی ماں شمار ہوگی یا نہیں؟

نوٹ: مذکورہ بچہ کا رشتۂ نکاح اس کے نسبی چچا کی لڑکی سے کرنے کی گفتگو جاری ہے؛ لہٰذا امید ہے کہ زحمت فرما کر حوالۂ کتب کے ساتھ جلد از جلد جواب ارسال فرما کر ممنون فرمائیں گے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اگر عورت وہ بات کہہ رہی ہے جو سوال میں نقل کی گئی ہے، یعنی میں اس بچہ کو اپنا پستان منہ میں دیا کرتی تھی؛ مگر اس وقت میرا دودھ خشک اور بند ہو چکا تھا، اس لیے بچہ اگر چہ میرا پستان منہ میں لیا کرتا تھا؛ مگر میرا دودھ بند اور خشک ہو جانے کی وجہ سے اس نے پیا نہیں ہے، تو اس کا قول معتبر ہوگا اور حرمت رضاعت ثابت نہ ہوگی۔

احسن الفتاویٰ (۵/ ۱۲۷۔۱۲۸) سے ایک سوال جواب نقل کیا جاتا ہے:

سوال: ایک عورت کے دس بارہ سال تک اولاد نہیں ہوئی، اور اس عورت نے ایک بچہ کو دودھ پلایا، بعد میں کہتی ہے کہ میرے پستان میں دودھ بالکل نہ تھا، یہاں کے لوگ اختلاف کر رہے ہیں بعض کہتے ہیں کہ اتنی مدت میں دودھ خشک ہو جاتا ہے، اور بعض کہتے ہیں کہ نہیں ہوتا، کیا ایسی صورت میں حرمت رضاعت ثابت ہوگی؟

الجواب ومنہ الصدق والصواب: جب دودھ کے وجود پر شاہد نہیں اور عورت خود کہتی ہے کہ دودھ نہیں تھا تو عورت کا قول معتبر ہوگا؛ لہٰذا حرمت ثابت نہ ہوگی۔

قال فی شرح التنویر: فلو التقم الحلمة ولم یدر ادخل اللبن فی حلقه أم لا، لا یحرم؛ لأن فی المانع شکا، وفی الشامیة عن القنیة: امرأة کانت تعطی ثدیها صبیة واشتهر ذلك بینهم ثم تقول لم یکن فی ثدي لبن حین التقمتها ثدي ولم یعلم ذلك إلا من جهتها جاز لابنها أن یتزوج بهذه الصبیة (ردالمحتار ۲/ ۵۵۶) (احسن الفتاویٰ ۵/ ۱۲۸)

ایک اور سوال جواب فتاویٰ محمودیہ سے نقل کیا جا رہا ہے:

سوال: ایک لڑکی کی عمر - جب کہ اس کی والدہ فوت ہوئی - ڈیڑھ سال تھی، اور

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اس کی حقیقی نانی جس کی عمر ۵۸ / سال تھی، اور آٹھ لڑکی اور ایک لڑکا اس کی عمر میں پیدا ہوا تھا جو موجود تھا، اور اس کی اخیری لڑکی دس سالہ اس وقت تھی، اس نانی نے بنظرِ پرورش نواسہ خود اپنی چھاتیوں سے اس لڑکی کو لگایا کہ شاید دودھ اتر آوے؛ مگر دودھ نہ اترا اور اس بچہ کو گائے وغیرہ کا دودھ پلایا، نانی مذکورہ حلفیہ بیان کرتی ہے کہ میرے دودھ نہیں اترا؛ البتہ چھاتیاں چوستا ضرور رہا، اب اس لڑکے کا نکاح ہمراہ پوتی نانی یعنی لڑکے کے ماموں کی بیٹی سے درست ہے یا نہیں؟

الجواب: صورت مسئولہ میں حرمت رضاعت شرعاً ثابت نہ ہوگی۔

فی القنية: امرأة كانت تعطى ثديها صبية واشتهر ذلك بينهم، ثم تقول لم تكن فی ثديها لبن حين التقمتها ثديي، ولا يعلم ذلك الأمر إلا من جهتها جاز، لابنها ان يتزوج بهذه الصبية بحر ۳ / ۲۲۲ (فتاویٰ محمودیہ ۳/ ۳۵۶،۳۵۷) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاء ہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۳/ صفر المظفر ۱۴۲۸ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

خارج سے دودھ پلانے سے رضاعت

سوال: عمر جب پیدا ہوا تو اس کی والدہ بیمار اور کمزور تھی، دودھ پلانے کے قابل نہیں تھی، اور ادھر عمر کی جان کا خطرہ تھا، تو عمر کی خالہ نے رحم کھا کر جان بچانے کے لیے عمر کو دودھ پلایا؛ خواہ سینہ سے لگا کر یا چمچہ وغیرہ سے، تو اس سے رضاعت ہوتی ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

عمر کی خالہ کے عمر کو مدت رضاعت (یعنی عمر کی عُمر کے دو سال کے اندر) میں دودھ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

پلانے کی وجہ سے دونوں کے درمیان رضاعت کا رشتہ ثابت ہو گیا، چاہے یہ دودھ سینہ سے لگا کر پلایا گیا ہو یا چمچہ وغیرہ سے؛ بہر صورت رضاعت ثابت ہو جاتی ہے۔

هو مص من ثدى آدمية ولو بكرا أو ميتة أو آيسة وألحق بالمص الوجور والسعوط فى وقت مخصوص وهو حولان و نصف عنده وحولان فقط عندهما و هو الاصح الخ (در مختار ۲/ ۴۳۸) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

ثبوت رضاعت کے بعد تفریق

سوال: عمر جب بڑا ہو کر شادی کے قابل ہوا تو اس کا رشتہ اس کی خالہ کی لڑکی صالحہ سے ہوا، جو عمر سے عُمر میں دو سال چھوٹی ہے اور نکاح بھی ہو گیا؛ لیکن رضاعت کا کسی کو خیال بھی نہ رہا تو ایسی صورت میں کیا کیا جانا چاہیے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

اپنی خالہ کا دودھ پینے کی وجہ سے عمر اُن کا رضاعی بیٹا بنا، اور خالہ کی لڑکی صالحہ عمر کی رضاعی بہن بنی، اور رضاعی بھائی کا رضاعی بہن سے نکاح درست نہیں ہے، لہٰذا یہ نکاح قابل فسخ ہے، دونوں کو فوراً علیحدگی اختیار کر لینی چاہیے، شوہر اس کو طلاق دے دے یا زبان سے کہہ دے کہ میں نے تجھے چھوڑ دیا، اور جس وقت دونوں میں تفریق ہو گی اس وقت سے عدت لازم ہو گی۔

و تجب العدة بعد الوطأ من وقت التفريق أو متاركة الزوج (در مختار) (قوله أو متاركة الزوج) فى البزازية: المتاركة فى الفاسد بعد الدخول لاتكون الا بالقول كخليت سبيلك أو تركتك والطلاق فيه متاركة؛

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

لکن لا ینقض به عدد الطلاق الخ (شامی ۲/ ۳۸۲،۳۸۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

رضاعی بہن کی اولاد ثابت النسب ہے

(سوال): عمر اور صالحہ کا نکاح ہوئے کافی سال گذر گئے، اس دوران اولاد ہوئی، ان کے بارے میں کیا حکم ہوگا؟

(الجواب): حامداً ومصلیاً ومسلماً

صورت مسئولہ میں جو اولاد ہوئی ہے وہ ثابت النسب ہے۔

و یثبت النسب احتیاطاً (درمختار) والحاصل انه قبل التفریق یثبت النسب و لو ولدته بعد العقد أو الدخول لأکثر من سنتین (شامی ۲/ ۳۸۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

ایضاً

(سوال): اگر یہ نکاح حرام تھا تو گناہ کا کیا کفارہ لازم آئے گا؟

(الجواب): حامداً ومصلیاً ومسلماً

چوں کہ یہ نکاح یہ جانتے ہوئے کہ یہ رضاعی بہن ہے نہیں کیا گیا، اس لیے کوئی سزا نہیں ہے؛ البتہ بے احتیاطی ضرور ہوئی، اس پر توبہ واستغفار کریں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ایک عورت کے قول سے ثبوت رضاعت

سوال: عمر کی رضاعت کے لیے شہادت کے طور پر اس کی دودھ پلانے والی خالہ خود یوں کہتی ہے کہ میں نے اس طرح چمچہ سے دودھ پلایا تھا تو اس کی شہادت کافی ہوگی؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

معاملہ اگر قاضی کے پاس پہونچے اور شوہر رشتۂ رضاعت کا انکار کرتا ہے، اور قاضی کے سامنے اکیلی دودھ پلانے والی عورت ہی کی گواہی پیش ہو رہی ہے تو تنہا اس کی شہادت پر قاضی ثبوت رضاعت اور تفریق کا فیصلہ نہیں کرے گا؛ لیکن صورت مسئولہ میں یہ نوعیت نہیں ہے؛ بلکہ یہ ایک خبر ہے، اب اگر عمر اور صالحہ اس خبر کو سچا سمجھ رہے ہیں تو نکاح فاسد ہو جاتا ہے، اور اگر عمر اور صالحہ اس کو غلط اور جھوٹا سمجھتے ہیں تب بھی علیحدگی اختیار کرنا بہتر ہے اور احتیاط بھی اسی میں ہے (بشرطیکہ خبر دینے والی عورت عادل ہو)۔

فی الهندية: تزوج امراة فقالت امراة: ارضعتكما فهو على أربعة أوجه: إن صدقاها فسد النكاح ولا مهر ان لم يدخل، وإن كذباها وهی عادلة فالتنزه المفارقة، والافضل له اعطاء نصف المهر لو لم يدخل (شامی ۲/ ٤٤٨) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

حقیقی بھائی کی رضاعی بہن کے ساتھ نکاح

سوال: اگر کوئی عورت کسی کو دودھ پلائے اور وہ عورت اپنی لڑکی کا اس کے بھائی کے ساتھ نکاح کرنا چاہے تو کر سکتی ہے یا نہیں؟ مثلاً غفران اور سلمان دونوں

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

بھائی ہیں، اور ایک عورت نفیسہ نے سلمان کو دودھ پلایا، اور نفیسہ نے اپنی بیٹی حامدہ کا نکاح غفران کے ساتھ کر دیا تو صحیح ہوا یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

حامدہ، غفران کے حقیقی بھائی سلمان کی رضاعی بہن ہوتی ہے، اس کا یعنی حامدہ کا نکاح غفران کے ساتھ درست ہے۔

وتحل أخت أخيه رضاعاً، ويصح إتصاله بالمضاف، كأن يكون له أخ نسبي له أخت رضاعية (درمختار علی هامش الشامي۲/ ٤٤٢) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

رضاعی بھائی کی حقیقی بہن سے نکاح

سوال: ذوالفقار اور مرتضی دونوں نے اپنی ماں (خانی) کا دودھ پیا، ذوالفقار کا ایک چچازاد بھائی وسیم ہے، اس نے ذوالفقار کی ماں کا- جو اس کی چچی ہے- دودھ پیا، وسیم کی بہن یاسمین ہے، یاسمین نے اپنی چچی کا دودھ نہیں پیا، دریافت طلب امر یہ ہے کہ وسیم- جو ذوالفقار کا رضاعی بھائی ہے اس- کی بہن یاسمین کا نکاح ذوالفقار سے ازروئے شرع ہوسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

صورت مسئولہ میں یاسمین کا نکاح ذوالفقار سے درست ہوگا۔

وتحل أخت أخيه رضاعاً. (درمختار علی هامش الشامية ۲/ ٤٤٢) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۹/ ذی الحجہ ۱۴۲۱ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

رضاعی بھتیجی سے نکاح

سوال: میرے بچپن میں ہی میری والدہ کا انتقال ہو گیا تھا، والدہ کے انتقال کے بعد میرے والد صاحب نے میری حقیقی خالہ کے ساتھ نکاح کیا جو تادمِ تحریر حیات ہیں، میری حقیقی مرحومہ والدہ سے ہم تین بھائی بہن ہیں، میرا ایک لڑکا حافظ عمران ہے، اس کا رشتہ میرے حقیقی بھائی کی لڑکی (یعنی حقیقی بھتیجی) نور جہاں سے طے ہوا ہے، اب یہ بات ہمیں معلوم ہوتی ہے کہ میرے لڑکے حافظ عمران کو میری مذکورہ خالہ (جو حقیقت میں والدہ ہیں) نے دودھ پلایا ہے، تو کیا اس سے رضاعت ثابت ہوگی؟ اور عمران اور نور جہاں کے درمیان نکاح صحیح ہوگا؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

آپ کے بیٹے حافظ عمران کو آپ کی حقیقی خالہ - جو آپ کے والد کے نکاح میں ہیں - نے دودھ پلایا جس کی وجہ سے آپ کی خالہ آپ کے بیٹے حافظ عمران کی رضاعی ماں بنی، اور ان کے شوہر یعنی آپ کے والد حافظ عمران کے رضاعی باپ بنے، اس اعتبار سے آپ کے والد کی وہ اولاد جو آپ کی والدہ کے بطن سے ہیں یعنی آپ تین بھائی بہن، حافظ عمران کے بھائی بہن بنے، گویا آپ نسبی اعتبار سے حافظ عمران کے باپ ہیں اور رضاعی اعتبار سے حافظ عمران کے بھائی ہیں، اور آپ کے حقیقی بھائی جن کی لڑکی نور جہاں سے حافظ عمران کا رشتہ طے ہوا ہے وہ نسبی اعتبار سے حافظ عمران کے چچا ہوتے ہیں، اور رضاعی اعتبار سے حافظ عمران کے بھائی بنتے ہیں، جس کا خلاصہ یہ ہوا کہ ان کی بیٹی نور جہاں جس کے ساتھ حافظ عمران کا رشتہ طے ہوا ہے نسبی اعتبار سے حافظ عمران

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کی چچازاد بہن ہوتی ہے؛ لیکن چوں کہ رضاعی اعتبار سے وہ حافظ عمران کی بھتیجی بنتی ہے، اس لیے حافظ عمران اور نور جہاں کے درمیان نکاح نہیں ہوسکتا۔

ويثبت به وإن قل امومية المرضعة للرضيع و ابوة مرضعة زوج لبنها منه له. (تنویر الابصار علی ہامش الشامی۲/ ۴۳٦)

وهذه الحرمة كما تثبت فى جانب الأم تثبت فى جانب الأب، وهو الفحل الذى نزل اللبن بوطئه، كذا فى الظهيرية يحرم على الرضيع ابواه من الرضاع، واصولهما وفروعهما من النسب والرضاع جميعا؛ حتى ان المرضعة لو ولدت من هذا الرجل أو غيره قبل هذا الارضاع أو بعده أو ارضعت رضيعا، أو ولد لهذا الرجل من غير هذه المرأة قبل هذا الارضاع أو بعده أو ارضعت امرأة من لبنه رضيعاً فالكل اخوة الرضيع وأخواته واولادهم اولاد اخوته وأخواته وأخ الرجل عمه الخ (عالمگیری ۱/ ۳۴۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۰/ جمادی الاخریٰ ۱۴۲۷ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

رضاعی خالہ سے نکاح

سوال: شگفتہ کو دولڑکی ہے: ایک رفعت، دوسری فرحت؛ شگفتہ نے اپنی نواسی نکہت کو- جو رفعت کی بیٹی ہے- دودھ پلادیا، اب اس رفعت کی بیٹی نکہت سے فرحت کے لڑکے کی شادی درست ہے یا نہیں؟ شبہ اس لیے ہو رہا ہے کہ ان دونوں لڑکا لڑکی کے درمیان خالہ زاد بھائی بہن کے ساتھ ساتھ نانی کے دودھ پلانے کی وجہ سے ماموں

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

بھانجی کا بھی رشتہ قائم ہو گیا، تو کیا اس رشتہ کا اعتبار ہوگا جس کی وجہ سے شادی ان دونوں کے درمیان جائز نہ ہو؟ شرعی مسئلہ کیا ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

رفعت کی بیٹی نکہت، فرحت کے بیٹے کی رضاعی خالہ ہوتی ہے؛ اس لیے یہ نکاح درست نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

أملاہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

رضاعی خالہ سے نکاح

سوال: فاطمہ نامی لڑکی کی دادی نے جو سگی دادی ہے، اس نے فاطمہ کو مدتِ رضاعت میں دودھ پلایا اور اب یہ فاطمہ لڑکی اپنے پھوپھی زاد بھائی کے ساتھ نکاح کرنا چاہتی ہے تو کیا یہ فاطمہ نامی لڑکی اپنے سگے پھوپھی زاد بھائی کے ساتھ نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟ بحوالۂ کتب تحریر فرمائیں۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

فاطمہ نے جب اپنی دادی کا دودھ پیا تو فاطمہ کی پھوپھی (جو اس دادی کی لڑکی ہے) اس کی رضاعی بہن قرار پائی، اور فاطمہ اس کے لڑکے کی رضاعی خالہ بنی، تو جس طرح حقیقی خالہ کے ساتھ نکاح درست نہیں ہے اسی طرح رضاعی خالہ کے ساتھ نکاح درست نہیں ہے۔ یحرم من الرضاع مایحرم من النسب. فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۹ رشوال المکرم ۱۴۱۳ھ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

باب الحضانۃ والولایۃ

تین طلاق کے بعد بچے کس کے پاس رہیں؟

سوال: اپنی بیوی کو 6-6-1996 کو تین طلاق دے دی، طلاق کے بعد وہ اپنے گھر یعنی مئو (یوپی) چلی گئی، کچھ مدت کے بعد واپس میرے ہی گھر (واپی) میں آئی اور میں نے اس گھر کو چھوڑ دیا ہے (چوں کہ وہ اس میں ہے، اب میں اس میں کیسے رہ سکتا ہوں، یہ سوچ کر میں نے چھوڑ دیا) اب وہ کپڑا وغیرہ بیچتی ہے؛ بہر حال کہنا یہ ہے کہ وہ گھر میں نہیں رہتی، اس صورت میں اس کا نان ونفقہ مجھ پر واجب ہے یا نہیں؟ نیز میرا ساز وسامان بھی اسی مکان میں ہے گویا اس پر اسی کا قبضہ ہے، جہیز کا کوئی سامان یہاں بالکل نہیں ہے؛ نیز سہارا انڈیا میں میرا پیسہ جمع تھا، میں ان دنوں چوں کہ چالیس روز کے لیے تبلیغی جماعت میں گیا تھا تو اس نے اپنے نام پر وہ پیسہ کروالیا تو وہ ساز و سامان اور پیسہ شرعی اعتبار سے کس کا ہوگا؟ نیز میرے دو بچے اور ایک بچی ہے، دو بچے وہ اپنے گھر یعنی بچوں کی نہال چھوڑ آئی ہے، ایک بچے کی عمر سات سال ہے اور دوسرے کی عمر نو سال کی ہے، بچی اسی کے ساتھ واپی میں ہے جس کی عمر گیارہ سال ہے گویا تینوں بچے اسی کے قبضے میں ہیں، میں چاہتا ہوں کہ بچے تینوں میرے پاس رہیں، شریعت اس بارے میں کیا کہتی ہے؟ برائے کرم تفصیل سے جواب دیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

بوقتِ طلاق میاں بیوی جس مکان میں رہتے تھے وہ اسی میں رہتی ہے تو اس کی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

عدت (یعنی اگر حیض آتا ہے تو تین حیض آنے تک، حمل ہے تو بچہ پیدا ہونے تک) کی مدت کا نفقہ آپ پر واجب ہے، اس نے آپ کے ساز و سامان پر قبضہ کر رکھا ہے اس کا یہ فعل صحیح نہیں؛ بلکہ اس کو چاہیے کہ آپ کا سامان آپ کو واپس کر دے۔ آپ کا پیسہ جو بینک میں جمع ہے وہ بھی آپ کی ملکیت ہے، عورت کا ناحق اس پر قبضہ کرنا درست نہیں؛ البتہ اگر آپ عدت کا نفقہ نہیں دے رہے ہیں تو اتنی مقدار وصول کر سکتی ہے، اس سے زیادہ نہیں۔ ماں لڑکے کو اپنے پاس سات برس کی عمر تک اور لڑکی کو نو برس کی عمر تک رکھ سکتی ہے، اس کے بعد باپ کے حوالے کر دے۔

صورتِ مسئولہ میں لڑکی گیارہ برس کی ہے، ایک لڑکا نو برس کا ہے، ان دونوں بچوں کو وہ اپنے پاس نہ رکھے؛ بلکہ باپ کے حوالہ کرے، جس کی عمر سات سال ہے اگر ساتواں سال مکمل ہو چکا ہے تو اب اس کو بھی باپ کے حوالے کرے، اور اگر مکمل نہیں ہوا تو مکمل ہونے تک رکھ سکتی ہے اس کے بعد باپ کے حوالہ کرنا ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۹/ ربیع الثانی ۱۴۱۸ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

ماں حق پرورش سے انکار کر سکتی ہے؟

سوال: زید کی بیوی پہلی مرتبہ حاملہ ہے، اب ولادت کا وقت ہے، اور طلاق کی نوبت آچکی ہے، لڑکی والوں کا ارادہ ہے کہ ولادت کے فوراً بعد بچہ کو باپ کے حوالہ کیا جائے، اس لیے کہ سات سال کے بعد وہ لوگ بچے کے لیے تقاضہ کریں گے ہی، اس لیے ابھی سے واپس کر دیں، اور اگر وہ لوگ واپس نہ لیں تو پھر اس بچہ کا کیا کیا جائے؟

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اس صورت میں اگر بعد میں بچہ ماں نہ دے، تو صورتِ مسئولہ میں آپ کتاب وحدیث کی روشنی میں جواب دیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

فتاویٰ عالمگیری میں ہے: أحق الناس بحضانة الصغير حال قيام النكاح أو بعد الفرقة الأم إلا أن تكون مرتدة أو فاجرة ولا تجبر عليها فى الصحيح لاحتمال عجزها الخ. (فتاویٰ عالمگیری ۱/ ۵۴۱)

چھوٹے بچے کی پرورش کی سب سے زیادہ حقدار اس کی ماں ہے، چاہے وہ اس بچہ کے باپ کے نکاح میں ہو یا دونوں میں جدائی واقع ہوگئی ہو؛ لیکن یہ اس کا ایک حق ہے جو شریعت نے اس کو دیا ہے، اس لیے اس کو اختیار ہے کہ اپنے اس حق کو وصول کرتے ہوئے بچہ کو اپنی پرورش میں رکھے یا پھر اپنے اس حق کو چھوڑ کر بچہ کو اپنی پرورش میں نہ رکھتے ہوئے باپ کے حوالہ کرنا چاہے تو ایسا بھی کر سکتی ہے، چناں چہ اگر وہ بچہ کی پرورش سے انکار کرے تو اس کو اس کام کے لیے بھی مجبور نہیں کیا جا سکتا۔

لہٰذا صورتِ مسئولہ میں اگر لڑکی والے بچہ پیدا ہوتے ہی اس کی پرورش سے انکار کرتے ہوئے باپ کے حوالہ کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۹/ رجب ۱۴۲۷ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

شوہر کے انتقال کے بعد لڑکے کی پرورش کا حقدار کون؟

سوال: بیوہ عدت گزارنے کے بعد مرحوم شوہر کے بھائی سے (دیور) سے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

نکاح کرنا نہیں چاہتی یا بیوہ نکاحِ ثانی دیور سے کرنا چاہتی ہے؛ لیکن بیوہ کے ماں باپ منع کر رہے ہیں تو مرحوم کا لڑکا کس کے پاس رہے گا؟ مرحوم کے لڑکے کا زیادہ مستحق کون دادا، دادی، یا نانا، نانی؟ شریعت کا کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

لڑکا جب تک سات سال کا نہ ہو اس کی پرورش کا حق اس ماں کو ہے۔

صورتِ مسئولہ میں اگر مرحوم شوہر کا لڑکا سات سال سے کم کا ہے تو اس کی پرورش کی حقدار اس کی ماں ہے؛ البتہ اگر وہ کسی ایسے مرد سے نکاح کر لے جو لڑکے کا ذی رحم محرم نہیں ہے تو اب یہ حق لڑکے کی نانی کو حاصل ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۳/ صفر ۱۴۲۹ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ　　الجواب صحیح: عبد القیوم راجکوٹی

پرورش کا حق کس کو ہے؟

سوال: میری شادی تھانہ میں ۱۹۸۲ء مئی مہینہ میں ہوئی تھی، اللہ کے فضل وکرم سے ہماری زندگی بہتر تھی، اللہ نے ہم کو ایک بیٹا عمر ۱۲/ سال نام فیروز احمد شیخ، بڑی لڑکی عمر ۱۰/ سال نام شیرین بانو شیخ، چھوٹی لڑکی عمر ۸/ سال شمرین بانو شیخ ہے، میری ملازمت واپی میں تھی، میری بیوی کا حادثہ جمعہ کے روز دوپہر ساڑھے گیارہ بجے ہوا، پرائمس پر پانی گرم کرتے وقت کیروسین سے آگ لگ جانے سے ہوا، آگ نکلنے کے اٹھارہ (۱۸) گھنٹے کے بعد تھانہ میں انتقال ہوا، انتقال کے بعد میرے تینوں بچوں کو میں نے واپی لانے کی کوشش کی؛ لیکن ۱۴/ مہینہ گزرنے کے بعد بھی میری بیوی کے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

رشتہ دار بچوں کو دینے سے انکار کررہے ہیں، اور مجھے ملنے دینے سے بھی انکار کررہے ہیں، مجبور ہو کر میں نے کورٹ کا سہارا لیا اور واپی پولیس کے ذریعہ بچوں کو لانے کے لیے وارنٹ بھیجا؛ لیکن میرے سسرال والے اس وارنٹ سے بھی بچوں کو نہ دے رہے ہیں، اور نہیں بھیج رہے ہیں۔

آپ سے دلی گزارش ہے کہ آپ اس میرے مسئلہ میں دستگیری فرمائیں؛ تاکہ بچوں کی زندگی سنور جائے اور بچوں کو باپ کا پیار ملے اور اپنے بچھڑے ہوئے بچوں سے مل کر سکون کی زندگی بسر کرسکوں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

آپ کے بچوں کی ماں (یعنی آپ کی بیوی) کا انتقال ہو چکا ہے، اور آپ کی مرحومہ بیوی کے رشتہ دار آپ کے بچوں پر قبضہ جمائے ہوئے ہیں، اور آپ کے حوالہ کرنے سے انکار کرتے ہیں.........................

بچوں کی پرورش کے سلسلہ میں شریعت کا قانون یہ ہے کہ ماں کو بچہ کی پرورش کا حق ہے اس وقت تک کہ بچہ کو کھانے، پینے، پہننے اور ناپاکی رفع کرنے میں ماں کی ضرورت پڑے، اور اس کی مدت لڑکے کے لیے سات برس اور بچی کے لیے نو برس ہے، یا حیض آنے تک۔ ماں نہ ہونے کی صورت میں پرورش کا یہ حق سگی نانی، سگی پرنانی، پھر سگی دادی، سگی پردادی کو حاصل ہوتا ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ جدید ۵/۷۱)

اس کے بعد بچہ باپ کے حوالہ کرنا ضروری ہے؛ تاکہ باپ اس کی تعلیم وتربیت کا انتظام کرسکے۔ (درمختار شامی ۲/۶۹۵)

صورتِ مسئولہ میں آپ کے تین بچوں میں سے بڑے لڑکے کی عمر تیرہ برس کی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہے، اس کے بعد والی لڑکی کی عمر دس سال کی ہے، ان دونوں بچوں پر تو بہر حال آپ کا حق ہے، بیوی کے رشتہ داروں کا ان کو روکے رکھنا ظلم و زیادتی ہے، آخری لڑکی جس کی عمر آٹھ سال ہے، اگر وہ بچی اپنی سگی نانی کے پاس ہے تب تو آپ اس بچی کو نو سال پورے ہونے تک یا حیض آنے تک نانی کے پاس رہنے دیجئے؛ لیکن اس صورت میں آپ اپنی اس بچی سے جب چاہیں ملاقات کر سکتے ہیں، اس کی خیریت و حالات معلوم کر سکتے ہیں، آپ کو اس بچی کی ملاقات سے روکنے کا آپ کی بیوی کے رشتہ داروں کو کوئی حق نہیں ہے، اور اگر اس بچی کی سگی نانی موجود نہیں ہے تو پھر آپ کی بیوی کے رشتہ داروں کو اس بچی کو روکنے اور پرورش کے لیے رکھنے کا حق نہیں ہے۔

آپ اپنے بچوں کو ان کے پاس سے نکالنے کے لیے قانونی چارہ جوئی کر سکتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۳۰/محرم الحرام ۱۴۱۷ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

باب النفقة

ولادت کے مصارف کا ذمہ دار کون ہے؟

سوال: بوقت ولادت، ولادت کا خرچ زوج پر ہے یا عورت کے والد پر؟ ہمارے یہاں یہ رواج ہے کہ نفاس کی مدت تک ولادت کا خرچ عورت کے والد یعنی شوہر کے خسر پر ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

ولادت کے مصارف سے آپ کی کیا مراد ہے؟ اگر دائی (مڈوائف) کی اجرت مراد ہے، تو اس سلسلہ میں فتاوی عالمگیری میں جزئیہ ہے:

"وأجرة القابلة عليها إن استأجرتها، ولو استأجرها الزوج فعليه، وإن حضرت بلا إجارة فلقائل أن يقول على الزوج؛ لأنه مؤنة الوطأ، ويجوز أن يقال عليها كأجرة الطبيب" (۱/ ۵۴۹)

رہی اس زمانہ کی دوائیاں تو اس کا وجوب شوہر پر نہیں ہے۔

ولا يجب الدواء للمرض الخ. (ایضاً)

اور اس زمانہ کے دیگر مصارف یعنی طعام و قیام و کسوہ وغیرہ کی ذمہ داری شوہر پر ہوگی، جس طرح عام حالات میں ہوتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

ظالم شوہر کے جیب سے رقم نکالنا

سوال: ایک عورت کا خاوند بہت ظالم اور بدمزاج ہے، گھر میں خرچ نہیں دیتا ہے، نہ ہی مزدوری کرنے دیتا ہے، ایسی صورت میں عورت کیا کرے؟ کیا خاوند کی جیب سے رقم نکال کر خرچ میں لائے تو چوری میں شمار تو نہیں ہوگا؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

اپنے نفقہ کے بقدر دستور کے مطابق اس کی جیب سے نکال سکتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

بالغ لڑکے کا باپ سے بذریعۂ کورٹ نفقہ کا مطالبہ کرنا

سوال: ۱۹/ ۲۰ سال کا لڑکا ہو، ابھی روزگار نہ ہو، اور اس کی ماں کو طلاق ہوگئی، وہ لڑکا ہندوستانی کاروائی سے، یعنی کورٹ سے اپنے باپ سے نفقہ وصول کرسکتا ہے یا نہیں؟ اگر یہ کرنا جائز ہو تو کیا وہ پیسہ اس کی ماں کھا سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

لڑکا جب بالغ ہوگیا تو اس کا نفقہ باپ پر نہیں ہے؛ البتہ وہ اگر اپاہج ہونے کی وجہ سے کمانے پر قادر نہ ہو، اور اس کے پاس بقدر کفاف مال نہ ہو اور اس کا باپ صاحب حیثیت ہو، تو باپ پر ہوگا۔ (درمختار شامی ۲/ ۷۳۰)

واجب نہ ہونے کی صورت میں ملکی قانون کا سہارا لے کر بذریعۂ کورٹ حاصل کرنا جائز نہیں ہے، اور اس کا کھانا جائز نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

دو بچوں کو دودھ پلانے کی مدت

سوال: ایک بچہ کی مدتِ رضاعت میں دوسرا بچہ پیدا ہو جاتا ہے، یعنی بچہ کی عمر آٹھ یا نو ماہ ہے، کیا دوسرے بچے کے دودھ میں سے پہلے بچہ کو شرعاً دودھ پلا سکتے ہیں یا نہیں؟ جب کہ دوسرا بچہ خوب سیر ہو کر دودھ پیتا ہے، اور پھر بھی وافر مقدار میں دودھ بچ جاتا ہے، کیا یہ فاضل دودھ اس بچہ کو پلایا جاسکتا ہے کہ جس کی عمر ابھی آٹھ یا نو ماہ کی ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

دونوں بچے اسی عورت کے ہیں، ماں ہونے کی حیثیت سے جس طرح دوسرے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

بچہ کو دودھ پلانے کی ذمہ داری اس عورت کی ہے، اسی طرح پہلے بچہ کو دودھ پلانے کی ذمہ داری بھی اسی کی ہے، جب تک بچہ دودھ سے مستغنی نہ ہوجائے وہاں تک دودھ پلائے، پورے دوسال تک دودھ پلانا مستحب ہے۔

ثم الخلاف في التحريم: أما لزوم أجر الرضاع للمطلقة فمقدر بحولين بالاجماع الخ (درمختار) (قوله أما لزوم أجر الرضاع الخ) وكذا وجوب الارضاع على الأم ديانة، نهر عن المجتبى (شامی۲/ ۴۳۸) (قوله ولم يبح الارضاع بعد مدته) اقتصر عليه الزيلعي وهو الصحيح كما في شرح المنظومة بحر لكن في القهستاني عن المحيط: لو استغنى في حولين حل الارضاع بعدهما الى نصف ولا تأثم عند العامة خلافا لخلف ابن ايوب اه ونقل أيضا قبله عن أجارة القاعدى أنه واجب إلى الاستغناء، ومستحب الى حولين الخ (شامی۲/ ۴۳۸)

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: پوری مدت رضاعت دوسال ہے، جب تک کوئی خاص عذر مانع نہ ہو، بچے کا حق ہے کہ یہ مدت پوری کی جائے۔ (معارف القرآن ۱/ ۵۸۰) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۳/ جمادی الاخری ۱۴۰۹ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

بچوں کی پرورش کا حق

سوال: ستار محمد میمن؛ اس نے اپنی عورت کو تین طلاق دے دی ہے بائنہ، چار گواہوں کے سامنے، وہ طلاق ۱۳/ ۱۱/ ۱۹۸۷ء سال کو دی ہے، پونا فیملی کورٹ میں

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

بھی یہ کیس چلا، تو کورٹ کے جج نے بھی فیصلہ دے دیا کہ یہ طلاق مسلم لاء کے حساب سے ہوگئی ہیں، اور اب میرے چار بچے ہیں، تسلیم عمر دس سال کی لڑکی ہے، اس کے بعد انیس جس کی عمر آٹھ سال اور اعجاز اس کی عمر سات سال کی ہے، اور اسلم اس کی عمر پانچ سال کی ہے، اور چاروں بچوں کا کیس کورٹ میں چل رہا ہے، اور ان چار بچوں کا تابعہ بچوں کے والد نے مانگا ہے، شریعت کے حساب سے طلاق ہوجانے کے بعد بچے کس کے پاس رہیں گے، اس کا مفصل جواب دیجئے عین نوازش ہوگی، اور بچوں کے والد کی مالی حالت اچھی ہے، اور بچوں کے والد کے ماں، باپ، بھائی، بہن وغیرہ سب ہیں، اور اچھے لوگ ہیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

لڑکا سات سال اور لڑکی نو سال کی ہو وہاں تک اس کی پرورش کا حق ماں کو ہے، اس کے بعد، یعنی ماں نہ ہونے کی صورت میں نانی کو، پھر دادی کو ہے؛ البتہ اگر ماں بچہ کے غیر ذی رحم محرم سے نکاح کرلے یا کسب وغیرہ کی وجہ سے بکثرت باہر نکلتی ہو جس سے بچہ کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہو، یا ایسے فسق وفجور میں مبتلا ہو کہ اس سے بچہ کے ضیاع کا خطرہ ہو تو ماں کا حق ختم ہوکر اس کے بعد والی عورت یعنی نانی پر نانی وغیرہ کو ملتا ہے۔ (درمختار شامی ۲/ ۶۸۷، ۶۹۵)

لڑکا پورے سات سال کا ہوجائے اور لڑکی پورے نو سال کی ہوجائے اس کے بعد باپ کے حوالہ کردی جائے، صورتِ مسئولہ میں تسلیم اور انیس تو باپ کے پاس رہیں گے، اعجاز کی عمر اگر پورے سات سال ہوچکی ہے تو وہ بھی باپ کے حوالہ کیا جائے، ورنہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

سات سال پورے ہونے تک ماں کے پاس رہنے دیا جائے، اسلم جس کی عمر پانچ سال ہے وہ ماں کے پاس رہنے دیا جائے؛ یہاں تک کہ سات سال پورے کرلے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۳۰/ ربیع الثانی ۱۴۱۰ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

لڑکی کی پرورش کا حق کس کو ہے؟

(سوال): ایک مرد نے اپنی بیوی کو طلاق دی ہے، اس کے ساتھ اس کی ایک لڑکی ہے، اور سرکاری طور پر اس کی لڑکی کا خرچہ ہر مہینہ دیتا ہے، تو اب وہ مرد اس لڑکی کو اپنے پاس لینا چاہتا ہے، تو کتنے سال کی عمر میں اس لڑکی کو لے سکتا ہے؟

(الجواب): حامداً ومصلیاً ومسلماً

جب اس لڑکی کی عمر نو سال ہوجائے، تو باپ اس کو اپنی ماتحتی میں لاسکتا ہے۔ (شامی)
فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۳۰/ ربیع الاول ۱۴۱۳ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

مطلقہ اور اولاد کا نفقہ اور شوہر کے سامان کا حکم

(سوال): زید اور ہندہ دونوں میاں بیوی حصولِ معاش کے لیے اپنے وطن سے دور دوسری جگہ رہتے تھے، آپس میں نا اتفاقی کی وجہ سے زید نے اپنے وطن جا کر کچھ لوگوں کی موجودگی میں کہا کہ میں نے معاملہ صاف کردیا، اب بالکل گنجائش نہیں، پھر

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

وطن سے آکر دو چار آدمی کو لے کر اس روم میں آیا جہاں طلاق سے پہلے دونوں میاں بیوی رہتے تھے، ہندہ سے آکر پھر یہی کہا کہ معاملہ صاف کر دیا کوئی گنجائش نہیں، میرا سامان اور بچے مجھے دے دو، روم چوں کہ کرایہ کا ہے ہندہ سامان اور بچوں کو حوالہ کرنے کے لیے تیار تھی، بچوں میں ایک لڑکی ۱۶/ سال کی، دو لڑکے: ایک لڑکا ۱۱/ سال کا اور ایک ۹/ سال کا ہے، لڑکی اپنے باپ کے ساتھ جانے کو تیار نہیں ہوتی، اس پر زید نے کہا کہ جب لڑکی تیار نہیں ہے تو لڑکے بھی راضی نہیں ہوں گے، زید کے ساتھ آئے ہوئے آدمیوں نے کہا کہ جب بچے نہیں راضی ہیں تو سامان چھوڑ دو، بچوں کو سامان میں ایک سلائی مشین، ایک پنکھا، کچھ برتن کھانے پکانے کے؛ نیز زید نے بینک میں کھاتہ کھول رکھا تھا اس دن روپیہ جمع کیا تقریباً ۳۰۰/ تین سو روپئے بس۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ:

(۱) ہندہ کو عدت کا نفقہ ملے گا یا نہیں؟ ملے گا تو کتنا؟

(۲) بچے باپ کے ساتھ جانے کو تیار نہیں ان بچوں کے اخراجات زید کے ذمہ لازم ہیں یا نہیں؟ ہیں تو کب تک؟

(۳) مذکورہ سامان کا مالک کون ہوگا؟

(۴) ایک اہم بات یہ کہ ہندہ کے بقول زید نے کئی مرتبہ یوں کہا کہ میں نے معاملہ صاف کر دیا صراحۃً طلاق کا لفظ نہیں بولا، جب ثبوت طلب کیا گیا تو تقریباً ایک سال کے بعد جو طلاق نامہ دیا اس میں تین طلاق کا ذکر ہے، ایسی صورت میں کون سی طلاق مانی جائے گی؟

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

① دورانِ عدت عورت اگر ناشزہ نہیں ہے تو وہ عدت کے نفقہ کی حقدار ہے، میاں بیوی کی مالی حالت کے پیشِ نظر دو عادل اور ثقہ آدمی جو مقدار تجویز کریں وہ ملے گی، یہ یاد رہے کہ عدت گذر چکنے کے بعد گذشتہ ایام کے نفقہ کا مطالبہ درست نہیں؛ البتہ اگر شروع سے شوہر آپس کی تجویز سے ایک مقدار دینا منظور کر چکا تھا اور وہ اس نے ادا نہیں کی تو اس کا مطالبہ عدت گذر چکنے کے بعد بھی درست ہے۔

② نابالغ اولاد کا نفقہ باپ پر ہے، لڑکی اگر بالغ ہو چکی ہے اور شادی نہیں ہوئی ہے اور اس کے پاس اپنا کوئی مال بھی موجود نہیں تو اس کا نفقہ بھی باپ پر ہے۔

③ زید کے صرف سامان چھوڑ دینے سے وہ ہبہ نہیں بنتا؛ بلکہ یہ عاریت کے حکم میں ہے، بچے استعمال کرتے رہیں بعد میں زید واپس لے سکتا ہے۔

④ اگر زید کا اشارہ اپنے الفاظ ''معاملہ صاف کر دیا'' سے اسی طلاق نامہ کی طرف تھا جس میں تین طلاق مرقوم ہے تو عورت پر طلاق مغلظہ واقع ہو چکی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۱/ ربیع الاول ۱۴۱۹ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

شوہر کے ظلم سے میکے جانے والی بیوی کا نفقہ

سوال: شوہر کے ظلم وزیادتی اور مار پیٹ کی وجہ سے یا نان نفقہ نہ دینے کی وجہ سے بیوی شوہر کی اجازت کے بغیر اپنے میکہ چلی جائے تو کیا اس صورت میں وہ ناشزہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

شمار ہو کر، نان نفقہ اور دیگر حقوق سے محروم ہو جائے گی؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

شوہر کے ظلم و زیادتی اور مار پیٹ کی وجہ سے یا نان و نفقہ نہ دینے کی وجہ سے بیوی اپنے میکہ چلی گئی ایسی عورت ناشزہ نہیں، لہٰذا نفقہ اور دیگر حقوق واجبہ کی حقدار ہوگی، ظلم کرنے کی وجہ سے شوہر بہت گنہگار ہوا، اس کو چاہیے کہ اپنی بیوی کے ساتھ حسن معاشرت اختیار کرے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:﴿وعاشروهن بالمعروف﴾ اور ان عورتوں کے ساتھ خوبی کے ساتھ گزران کیا کرو یعنی خوش اخلاقی اور نان و نفقہ کی خبر گیری۔(معارف القرآن ۳۴۹/۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

قبل از رخصتی بیوی کا نفقہ کس کے ذمہ ہے؟

سوال: بعدِ نکاح قبلِ خلوت و رخصتی بیوی کا نفقہ کس پر ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

اگر بیوی کو رخصتی سے ناحق انکار نہیں ہے تو اس صورت میں نفقہ شوہر پر ہے۔

ولو هی فی بیت ابیها اذالم یطالبها الزوج بالنقلة به یفتی، وکذا اذا طالبها ولم تمنع (در مختار)

(قوله ولو هی بیت ابیها)تعمیم لقوله فتجب للزوجة، وهذا ظاهر الروایة فتجب النفقة من حین العقد الصحیح، وان لم تنتقل الی منزل

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الزوج اذالم یطالبها الخ (شامی ۲/۷۰۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۳/رجب ۱۴۱۵ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

باپ اور دادا کی موجودگی میں ولایت کس کو حاصل ہے؟

سوال: باپ اور دادا دونوں زندہ ہوں اور سب کا خرچہ وغیرہ دادا ہی دیتا ہو تو پوتوں کا ولی کون ہوگا؟ جواب مع حوالہ کتب مرحمت فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

باپ کو ہی حاصل ہوگی، مال میں بھی اور نکاح میں بھی۔

وولیه ابوه ثم وصیه بعد موته ثم وصی وصیه كما فی القهستانی عن العمادیه ثم بعد هم جده الصحیح وان علا ثم وصیه الخ (در مختار علی هامش الشامی ۵/۱۲۲)

والولی (فی النكاح)العصبة بترتیب الارث. (كنز الدقائق)

وافاد بقوله بترتیب الارث ان الاحق الا بن وابنه وان سفل ولا یتاتی إلا فی المعتوهة علی قولهما خلافا لمحمد كما سیاتی ثم الاب ثم الجد ابوه (بحر الرائق ۳/۱۲۷) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۹ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۳ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

نابالغ کے مال میں غیر ولی کے تصرف کا حکم

سوال: ایک شخص فوت ہوا، اور اس کی بیوہ عورت اور ایک شیر خوار بچی تھی، اس عورت

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

نے زمین کا ایک قطعہ دوسو روپیہ کم وبیش میں فروخت کیا ہے، اس روپیہ کو اپنے اخراجات اور شیر خوار بچی پر خرچہ کیا ہے، تقریباً پچاس سال کا عرصہ گذرا ہے کہ بائع اور مشتری دونوں وفات پاچکے ہیں اور شیر خوار بچی نے محکمۂ مال میں بالغ ہونے پر دعوی کیا اور بیع نامہ کے مطابق اس کا دعوی خارج کیا اور اراضی مشتری کے نام پر اندراج کیا ہے، مشتری خود کچھ مدت زندگی میں قابض ومتصرف رہا ہے، اور اراضی مشتری کے کاشتکار مشتری کو اور فوت ہونے کے بعد وارثان مشتری کاشت کاری کراتے ہیں اور ان کا قبضہ ہے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اگر وہ بیوہ اپنے شوہر کی طرف سے وصی نہیں ہے، تو اس نے جو قطعہ اراضی فروخت کیا اس میں بچی کے حصہ میں بیع درست نہیں ہوئی۔

وجاز بيعه أى الوصى على الكبير الغائب فى غير العقار وجاز بيعه عقار صغير من أجنبي لا من نفسه بضعف قيمته وهذا لو البائع وصيا لا من قبل أم أو أخ فإنهما لا يملكان بيع العقار مطلقاً (درمختار)

(قوله مطلقا) أى ولو فى هذه المستثنيات وإذا احتاج الحال إلى بيعه يرفع الأمر إلى القاضى (شامى ٥/٥٠٢)

الولايه فى مال الصغير للأب، ثم وصيه ثم وصى وصيه ولو بعد، فلو مات الأب ولم يوص فالولاية لأب الأب ....وأما وصى الأخ والأم والعم وسائر ذوى الأرحام ففى شرح الاسبيجابى أن لهم بيع تركة الميت لدينه أو وصيته إن لم يكن أحد ممن تقدم لا بيع عقار الصغار إذ ليس لهم إلا حفظ المال. (شامى ٥/ ٥٠٥،٥٠٤) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۷ شوال المکرم ۱۴۱۳ھ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

كتاب الطلاق

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

طلاق، ظہار اور خلع کے بارے میں عورت کا اختیار

سوال: کیا عورت اپنے شوہر کو طلاق دے سکتی ہے یا نہیں؟ ظہار یا خلع کر سکتی ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

طلاق واقع کرنے کا حق شریعت نے شوہر کو دیا ہے عورت کو نہیں، اب اگر شوہر عورت کو اختیار دے تو اس حاصل شدہ اختیار کے مطابق عورت بھی واقع کر سکتی ہے، اس کی تفصیل کتبِ فقہ میں مذکور ہے، عورت ظہار نہیں کر سکتی؛ البتہ خلع کر سکتی ہے؛ لیکن خلع تنہا عورت سے نہیں ہوگا، جب تک شوہر اسی مجلس میں قبول نہ کرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

طلاق سے رشتہ ٹوٹ جاتا ہے

سوال: اگر کوئی آدمی اپنی بیوی کو ایک طلاق دے، تو یہاں بیوی کا رشتہ ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟ یا اس کے لیے کوئی کفارہ لازم ہوتا ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

اگر شوہر نے اپنی بیوی کو لفظ طلاق کے ذریعہ ایک طلاق دی، مثلاً یوں کہا کہ ’’تجھے ایک طلاق دیتا ہوں‘‘ یا ’’تجھے طلاق‘‘ وغیرہ، تو ایسا کہنے سے اس کی بیوی پر ایک طلاق واقع ہوگئی، اگر وہ عورت غیر مدخولہ (یعنی اس کے ساتھ وطی نہیں ہوئی) ہے، تو اس کے طلاق کے پڑتے ہی وہ نکاح سے نکل گئی، اب اگر اس کو دوبارہ رکھنا چاہتا ہے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

تو از سرِ نو نکاح کرنا ہوگا، حلالہ کی ضرورت نہیں ہے، اور اگر وہ عورت مدخولہ (یعنی اس کے ساتھ وطی ہوئی) ہے، تو اس طلاق کے پڑنے کے بعد بھی جب تک وہ عدت میں ہے، نکاح باقی ہے، اب اگر عدت کے دوران شوہر نے رجوع کرلیا تو عدت کا حکم نہ رہتے ہوئے نکاح آئندہ بھی باقی رہے گا، اور اگر شوہر نے عدت میں رجوع نہیں کیا تو عدت گذرتے ہی رشتۂ نکاح ٹوٹ جائے گا، اس کے بعد اگر اس کو رکھنا چاہتا ہے تو نئے سرے سے نکاح پڑھنا ہوگا، دو طلاق کا بھی یہی حکم ہے، اگر تین دے دی، تو اب وہ عورت اس پر حرام ہوگئی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

وقوعِ طلاق میں اضافتِ معنویہ کافی ہے

سوال: زید کا اپنی بیوی سے معمولی بات پر گھریلو جھگڑا ہوا جو طوالت پکڑ گیا، اور زید نے غصہ کی حالت میں جب کہ اس کی بیوی گھر کے اندر تھی، زید باہر کے کمرے میں تھا، اور صرف طلاق طلاق دس مرتبہ کہا جو کہ بیوی نے سنا؛ لیکن بیوی نے اقرار نہیں کیا، اور اس وقت کچھ لوگ وہاں پر موجود تھے، زید کی بیوی حاملہ تھی ۴ / ۵ مہینے کا حمل تھا، اس حالت میں طلاق ہوئی یا نہیں؟ اگر طلاق ہوگئی تو کون سی، اگر نہیں ہوئی ہے تو اس کا کفارہ ہے یا نہیں؟

نوٹ: زید نے ''میں نے تجھے طلاق دیا یا دی'' ایسے الفاظ نہیں کہے صرف طلاق طلاق دس مرتبہ کہا۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الجواب: حامداً ومصلياً ومسلماً

صورتِ مسئولہ میں زید کی بیوی پر طلاقِ مغلظہ واقع ہوکر وہ زید پر حرام ہوگئی، بغیر حلالہ شرعیہ کے اب زید کا نکاح اس عورت کے ساتھ درست نہیں ہے، حالتِ حمل میں بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے۔

لاينكح مطلقة من نكاح صحيح نافذ كما سنحققه بها اي بالثلاث لو حرة، وثنتين لو أمة؛ حتى يطأها غيره، ولو مراهقاً بنكاح وتمضي عدته (تنویر الابصار) و(العدة) في حق الحامل مطلقاً الخ (درمختار) اي سواء كان عن طلاق او وفاة الخ (شامی ۲/۶۵۵)

وقوعِ طلاق کے لیے فقہاء نے جس اضافت الی المرأۃ کو شرط قرار دیا ہے، اس سے مراد اضافتِ معنویہ ہے، خواہ نام سے ہو، خواہ ضمیر سے، خواہ دلالتِ حال سے، صورتِ مسئولہ میں شوہر کا بیوی کے ساتھ جھگڑا ہونا اضافتِ معنویہ کے لیے دلالت حالی ہے، جو وقوع طلاق کے لیے کافی ہے۔ (ماخوذ از فتاویٰ دار العلوم، عزیز الفتاوی مطبوعہ ۱/۴۷۷ وغیرہ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۵/ ربیع الثانی ۱۴۰۹ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

بدکردار بیوی کو طلاق دینا

سوال: (۱) پچھلے سال ہم اپنی بیوی کے کہنے پر ساتویں مہینہ میں وطن لوٹ آئے، معلوم ہوا کہ بیوی کی طبیعت خراب ہے، اور پیشاب کی جگہ سے خون نکلتا ہے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

بند نہیں ہورہا ہے، اور بستر سے اٹھنے کا بھی ہوش نہیں ہے تو بیماری کی خبر سن کر دیکھنے اور لانے کی غرض سے ہم خود گئے، حالت کا جائزہ لیا، بات تو کچھ تھی، حقیقت کچھ اور تھی، بیوی کی والدہ ووالد صاحب نے کہا کہ حیض کا خون نکلنا بند ہو گیا تھا، خون کی صفائی ہوئی ہے، لیکن یہ سب صرف بہانہ تھا، بیوی سے ہم خود ملے، دیکھے، پہلے تو اس نے بھی بہانہ کیا؛ لیکن ہم نے جو دیکھا اس کا سینہ اس کی چھاتی اپنی اصلی حالت پر نہیں تھے؛ بلکہ ایک دودھ پلانے والی عورت کے مانند اس کی چھاتی تھی، اور اس میں بالکل کچا دودھ اترا ہوا کہ معمولی ہاتھ لگانے پر دودھ بہتا تھا جب کہ آٹھ سال قبل کبھی ایسی بات دیکھنے میں نہ آئی، ہم کو فوراً شک وشبہ ہوا اور دل شکنی ہوئی، اس کے والد صاحب سے ملے اور پھر مختصر بات کر کے اپنے گھر آ گئے، چند دنوں کے بعد بیوی اپنے والد کے ہمراہ میرے گھر آئی، ہم نے تحقیق کیا، بیوی نے بتایا کہ واللہ اعلم جھوٹ یا سچ کہ آپ ہی کے چھوٹے بھائی سے تین ماہ کا حمل تھا، اتنا سنتے ہی بدن میں آگ لگ گئی، ہم نے قسم دے کر قرآن ہاتھ میں اٹھوا کر پھر پوچھا کہ حمل کس کا تھا؟ پھر اس نے میرے چھوٹے بھائی ہی کا نام لیا؛ لیکن عورت ان پڑھ جاہل ہے اور قرآن اٹھانے پر بھی اس کا کچھ اعتبار نہیں ہے، اب اس پر سے بھروسہ پورا اٹھ چکا ہے، ہم نے دو مرتبہ اس کو آزمایا ہے، اس معاملہ کے کچھ ہی دنوں پہلے قسم کھلا کر قرآن اٹھوا کر دوسرے معاملہ میں کہ تم فلانے گھر والوں سے بات چیت نہ کرو اور نہ کبھی اس کے گھر جاؤ؛ لیکن چند دنوں بعد قسم توڑ کر سب سے بات کر لی جس سے منع کیا تھا، قسم کا کفارہ ۲ / روزے رکھ کر بات کر لیتی ہے، عورت جاہل اور بے دین ہے، نہ تو صحیح اصول سے رہتی ہے اور نہ علاحدہ ہونے کو کہتی ہے، ایک مرتبہ گھریلو باتوں سے بھی بھاگ کر اپنے میکہ بھی جا چکی ہے،

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہم کو اب اس سے دل شکنی ہوگئی ہے، ہم چاہتے ہیں کہ اسے طلاق دیں، اس معاملہ میں شریعت کا حکم ضروری ہے، علاحدہ کرنے پر گنہگار تو نہیں ہوں گے، اور اگر اسی عورت کو بادل ناخواستہ کسی مقدمہ کی دہشت سے رکھ بھی لیا جائے تو کیا ہم گنہگار تو نہیں ہوں گے، ہمارے چھوٹے بھائی کا کہنا ہے کہ عورت اپنی جان بچانے کے لیے مجھ پر الزام لگاتی ہے، ہماری طرف سے ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

(۲) عورت کے کہنے پر ہمیں اپنے چھوٹے بھائی سے دل شکنی بھی ہوگئی اور چھ مہینے سے ان سے نہ ملاقات ہے نہ بات چیت کہ ہم اپنا دل ان سے اور ان کا مجھ سے صاف ہوجانا، جس کا زبردست غم ہے اور ابھی ملاقات کا وقت بھی قریب ہی تھا؛ لیکن رمضان المبارک میں وطن پہنچنے پر معلوم ہوا کہ ابھی جلد ہی ۱۷/ شعبان المعظم ۱۴۱۶ھ کو سائیکل کی معمولی ایکسیڈنٹ سے اللہ کے پیارے ہوگئے جس کی وجہ سے اور بھی غم اور صدمہ ہے، اس سوال کا مطلب یہ ہے کہ دل شکنی کی حالت میں ہی وہ انتقال فرما گئے، اس سلسلہ میں بھی بتائیں کہ معافی کی کیا صورت ہوگی؟

ہمارا بھائی اس قسم کا نہیں تھا، ظاہری چال چلن سے بالکل ٹھیک تھا، جب کہ وہ عورت اسی گھر میں ۸/ سال رہی ہے، جواب سے مطلع فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

(۱) آپ کا ازدواجی رشتہ پرانا ہے، اس لیے اگر وہ وعدہ کرتی ہے کہ آئندہ ایسی شنیع حرکت نہیں کرے گی تو آپ طلاق کا اقدام نہ فرمائیں؛ البتہ آپ کے لیے بھی شرعاً ضروری ہے کہ اس طرح اس کو اپنے وطن میں چھوڑ کر پیسہ کمانے کے لیے پردیس

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

یا وطن سے دور نہ جائیں، جوانی کی عمر ہے، نفس وشیطان ہر ایک کے ساتھ لگا ہوا ہے، نہ معلوم کب قابو نہ رہے اور گناہ میں مبتلا ہو جائے، آپ اگر اس کو طلاق دے کر دوسری لائیں گے اور اس کو اس طرح وطن میں چھوڑ کر دور چلے جائیں گے تو اس کے ساتھ بھی ایسی صورت پیش آسکتی ہے، اس لیے اس کا صحیح علاج تو یہ ہے کہ آپ جہاں جائیں اس کو بھی اپنے ساتھ لے جائیں؛ تاکہ آپ کی اور اس کی دونوں کی عفت وعصمت کی حفاظت رہے۔

(۲) اب اس کا علاج یہ ہے کہ ان کے لیے دعائے مغفرت اور ایصالِ ثواب کا اہتمام فرمائیں، انشاء اللہ اس طرح تلافی ہو جائے گی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۷/ ذی القعدۃ الحرام ۱۴۱۶ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

فاحشہ عورت کو طلاق دینے کا حکم

سوال: کسی شخص نے نکاح کیا، پھر اس کے بعد اس کی عورت نے کسی کافر مشرک سے زنا کروایا، تو اس کو شریعت کے اعتبار سے طلاق کی بلا کراہت گنجائش ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

عورت نے جب اس فعل شنیع کا ارتکاب کیا ہے، تو شرعاً شوہر کے لیے طلاق دینا بلا کراہت درست ہے، البتہ اپنے مصالح پر نظر کرتے ہوئے نکاح میں باقی رکھنے کی بھی اجازت ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۱/ شوال ۱۴۱۳ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

نافرمان بیوی کو طلاق دینا

سوال: ایک عالم نے شادی کے بیان میں کہا تھا کہ اگر بیوی زیادہ پریشان کرے اور اپنے شوہر کی کوئی بات نہ سنے اور شوہر کی اجازت کے بغیر کہیں بھی چلی جائے اور شوہر کے سمجھانے کے باوجود بھی وہ شوہر کا کہنا نہ مانے، تو اسے ایک طلاق دینے کا حکم ہے، یہ بات صحیح ہے یا غلط ہے؟ سوال کا جواب چاہتا ہوں، اگر شوہر ایک طلاق دے اور اس کے باوجود بھی وہ حکم نہ مانے تو پھر وہ اسے دوسری طلاق دے، دوسری طلاق دینے سے عورت نکاح میں رہتی ہے یا نہیں؟ کیوں کہ عالم نے کہا تھا کہ ایک اور دو طلاق دینے سے رشتہ ٹوٹتا نہیں ہے، بس جواب چاہتا ہوں۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

طلاق کے حکم کی تفصیل پہلے جواب میں آچکی ہے، نافرمان عورت کی اصلاح کے تمام طریقے جو شریعت نے بتلائے ہیں وہ آزما لینے کے بعد بھی وہ راہِ راست پر نہ آئے، تو اس کے طلاق دینے کی شریعت نے اجازت دی ہے؛ لیکن ضروری اور واجب نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۷/ شعبان المعظم ۱۴۱۲ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

ناشزہ عورت کو طلاق دینا

سوال: زید کی بیوی ھندہ تقریباً ایک سال گذر گیا، زید کے گھر نہیں آئی، اور

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

مزید ایں کہ زید کی ذات میں طرح طرح کے عیوب ونقائص بتارہی ہے، جیسے نامردی وغیرہ؛ حالاں کہ اس سے قبل اس کی بیوی ھندہ دومرتبہ اس کے گھر کچھ ایام گذار چکی ہے، پہلی دفعہ تین دن رہی، اور دوسری بار دومہینہ، اور اس مدت میں زید کے متعلق اس کو کوئی شکایت نہ رہی؛ لیکن تیسری بار زید کے گھر آنے کے لیے بالکل تیار نہ تھی، اور اپنے میکہ والوں کی زورزبردستی سے آئی بھی تو اس نے زید کے گھر کھانا پینا بھی ترک کردیا تھا، جس کی بناپر مجبوراً اس کے میکے والوں (باپ بھائی) کو بلاکر زید نے اس کو میکہ بھیج دیا، اور معتبر ذرائع سے یہ پتہ چلاہے، کہ کسی سے اس کے ناجائز تعلقات ہیں، نیز ذرائع سے یہ بھی معلوم ہواہے، کہ وہ یعنی زید کی بیوی ہندہ اب بھی زید کے گھر آنے کے لیے تیار نہیں ہے، مندرجۂ بالا حالات کوائف کے پیش نظر، زید کو اپنی بیوی ھندہ کو طلاق دینا ازروئے احکام ومصالح شرعیہ کیسا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

صورتِ مسئولہ میں زید پر اپنی بیوی کو طلاق دینا واجب تو نہیں ہے؛ لیکن بیوی کے موجودہ رویہ کی وجہ سے جب حدود الٰہیہ قائم نہیں ہوسکتی ہے تو جدائی اختیار کرلینا یعنی طلاق دے دینا مناسب ہے۔

لا یجب علی الزوج تطلیق الفاجرة (درمختار) ولا علیها تسریح الفاجرة الا اذا خافا ان لا یقیما حدود الله فلا باس ان یتفرقا اھ مجتبیٰ والفجور یعم الزنا الخ (شامی ۳۰۳/۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۳۰/ربیع الاول ۱۴۱۳ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

بیوی کے ناجائز تعلقات اور ایسی عورت کو طلاق دینے کا حکم

سوال: (۱) اگر عورت غلط ہو اور وہ دوسرے غیر قوم کے مرد سے غلط تعلقات رکھے، تو اس کے لیے کیا فتویٰ ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

ایسی عورت گنہگار ہے، اپنے پروردگار کی نافرمان ہونے کے ساتھ شوہر کے ساتھ خیانت کرنے والی ہے، اس کے لیے ضروری ہے کہ جلد از جلد اپنی اس حرکت سے باز آجائے اور سچی توبہ کرلے، خصوصاً غیر قوم کے مرد کے ساتھ غلط تعلقات قائم کرنے کی صورت میں، اس کے اثر میں آکر ایمان سے محروم ہوجانے کا اندیشہ ہے۔

سوال: (۲) یہ سب باتیں خود اس کا شوہر جان کر بھی اس عورت کو رکھنا چاہے، تو یہ کہاں تک صحیح ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

شوہر پر ایسی عورت کو طلاق دینا واجب اور ضروری نہیں ہے۔

لا یجب علی الزوج تطلیق الفاجرة (الدر المختار ۵/ ۳۰۳، عالمگیری ۵/ ۳۷۲)

سوال: (۳) عورت یہ سب غلط کام کرنے کے بعد اپنے آپ کو پارسہ کہتی ہے اور اس کا شوہر اسے رکھنا چاہتا ہے، مگر وہ خود (عورت) طلاق لینا چاہتی ہے، تو کیا عورت طلاق لے سکتی ہے؟ کیا عورت کو طلاق کا حق ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

اس قسم کی غلط کاریوں کے باوجود اپنے کو پارسہ کہنا کذب و دروغ ہے۔ فقط

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۴/شوال المکرم ۱۴۰۹ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

حمل ساقط کرانے والی بیوی کو طلاق دینا

(سوال): میرا نام شیخ شریف احمد کریم الدین ہے، میری شادی ۱۹۸۴ء جولائی میں سلمہ سید چاند سے ہوئی، اللہ کے فضل سے میری چار اولاد ہیں، جن کی عمریں: ۵ر سال، ۴ر سال، ۳ر سال، ڈیڑھ سال ہے، ان چار ڈیلیوری کی وجہ سے میری بیوی کی صحت بھی کمزور ہوگئی، اتفاق سے میری بیوی کو پانچواں حمل قائم ہوا، پچھلے ماہ اس کو ماہواری بھی نہیں آئی، یہ راز اس نے مجھ سے چھپایا، اپنے میکہ میں جا کر اس نے کسی لیڈی ڈاکٹر سے رجوع کیا، وہاں پر میری بیوی نے اپنا حمل بھی ساقط کروا دیا اور آئندہ بچے نہ ہوں، اس کا آپریشن بھی کروایا، یہ سب باتیں مجھ سے چھپی ہوئی تھی، میری بیوی نے مجھ سے کہا کہ کچھ پیٹھ میں تکلیف ہے اور ڈاکٹر نے چھوٹے سے آپریشن کے لیے کہا ہے اور یہ راز مجھ پر بعد میں کھلا کہ کوئی چھوٹا آپریشن نہیں تھا؛ بلکہ حمل ساقط کیا گیا ہے، اور آئندہ بچے نہ ہوں اس کا آپریشن کیا گیا ہے، یہ سب سن کر میں غصہ سے بے حال ہو گیا، میری رات کو نیند اڑ گئی، مجھے اپنی بیوی سے سخت نفرت ہوگئی، آپ بتائیں کہ میں کیا کروں؟ اسلام کی روشنی میں کیا اس کو طلاق دینے میں حق بجانب ہوں یا پھر میں اس سے زندگی بھر صحبت نہ کروں اور دوسری شادی کے بارے میں سوچوں؟

(الجواب): حامداً و مصلیاً و مسلماً

آپ کی بیوی نے جو کچھ کیا، بہت غلط اور گناہ کا کام کیا ہے، اس پر ضروری ہے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کہ اپنے اس گناہ پر توبہ و استغفار کرے اور آپریشن جو کرایا ہے، وہ اگر ایسا ہے کہ اس کی اصلاح ممکن ہے، مثلاً: دوبارہ آپریشن کر کے استقرارِ حمل کی صورت پیدا ہوسکتی ہے، تو اصلاح بھی کرالے، اس کی اس حرکت پر آپ کو غصہ آیا، وہ بہت بجا ہے، معصیت پر غصہ آنا ایمان کا تقاضہ ہے اور اس کی اس حرکت پر آپ طلاق دینا چاہیں تو اس کی بھی اجازت ہے؛ لیکن طلاق دینے سے پہلے دیگر پہلوؤں پر بھی غور کرنا ضروری ہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ طلاق دے کر آپ کسی ایسی پریشانی وزحمت کا شکار ہوں، جو موجودہ زحمت سے بڑھ کر ثابت ہو، آپ کو اس عورت سے چار بچے ہیں، چاروں خُردسال ہیں، اگر طلاق کے بعد عورت نے ان کی تربیت اور دیکھ بھال سے انکار کردیا، تو ان کی دیکھ بھال آپ کے لیے مستقل مسئلہ ہوگا، دوسری بیوی اگر لائے بھی، تو وہ شرعی اور قانونی اعتبار سے اس کی پابند نہ ہوگی، اخلاقی طور پر وہ یہ کام سنبھال بھی لے، تو اس میں کوتاہیاں ضرور ہوں گی، جو آپ کے لیے مستقل الجھن ثابت ہوں گی، اس بیوی کو اپنے نکاح میں باقی رکھتے ہوئے دوسری سے عقد کیا، تو دونوں کے حقوق کی ادائیگی، اور ان میں عدل ومساوات قائم کرنا بڑا مشکل ہوگا اور اس کے قائم نہ کرسکنے کی وجہ سے آپ مستحق وعید ہوں گے، اس لیے شریعت کی اس اجازت کو اختیار کرنے سے پہلے اس کے تمام عواقب ونتائج پر غور کرلیجئے، آپ میں تمام سے نمٹنے کی صلاحیت وقوت ہے، تو عمل میں لایئے، شریعت کا اصول ہے: "إذا ابتلیت ببلیتین فاختر أھونھما" (جب دو مصیبت میں گرفتار ہو تو ان میں جو ہلکی ہو اس کو اختیار کرو) آپ کو چاہیے تھا کہ آپ اس عورت کا ذہن دینی بناتے، اتنے سال سے جب وہ آپ کے عقدِ نکاح میں ہے، تو اس کی دینی تربیت بھی آپ پر ہے: ﴿قوا انفسکم واھلیکم نارا﴾

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

(اپنے کو اور اپنے گھر والوں کو جہنم سے بچاؤ) اس آیت کی تفسیر میں مفسرین نے اہل وعیال کی تربیت وتعلیم کو ضروری اور واجب بتلایا ہے، اس لیے مناسب تو یہ ہے کہ آج ہی سے آپ اس کی تعلیم اور احکامِ شرعیہ سے واقف کرانے پر توجہ اور محنت کیجئے کہ خود اس کو اپنی اس حرکت پر زندگی بھر ندامت کا احساس رہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ، ۲۶/ محرم الحرام ۱۴۱۱ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

طلاق دینے کے بعد اس کی متعدد بار خبر دی

سوال: نور جہاں بہن کا کہنا ہے کہ جب رات کو ہم لیٹنے گئے اور میں میرے شوہر کا پیر دبا رہی تھی تو ہمارے مابین کچھ بات پر تکرار ہوگئی، میرے شوہر نے مجھے کہا کہ میں نے تجھے ایک طلاق دی ہے، میں نے کہا کہ ہم اجنبی شہر میں آئے ہوئے ہیں تو آپ ذرا تمیز سے بات کریں تو اس وقت میرے شوہر نے مجھے زور سے ایک لات ماری اور کہا کہ جا میں نے تجھے ایک طلاق دے دی ہے، یہ کہنا دوسری مرتبہ تھا، اور اس کے کہنے کو اس کے بھانجے عمران نے بھی سنا تھا، پھر اس کے بعد ان کی بہن یعنی میرے شوہر کی بہن کا کہنا ہے کہ جب ہم کھانا پکا رہے تھے تب میرے بھائی نے مجھے یہ کہا کہ میں نے اسے ایک دے دی ہے اور دو باقی ہے، اس کے بعد دوسرے دن اس کی امی کے اوپر (وانکانیر) فون کیا کہ امی جان میں نے نور جہاں کو طلاق دے دی ہے، اس کے بعد اس کی امی ذرا کانپ گئی تو جس کے گھر فون آیا تھا اس مرد نے ان کی امی کے ہاتھ سے فون لے لیا تو میرے شوہر نے ان کو بھی ایسا ہی کہا کہ میں نے اس کو طلاق

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

دے دی ہے، یہی ان کی طلاق کا خلاصہ ہے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

آپ کے شوہر سے بھی واقعہ کی تفصیل معلوم کی، جس سے معلوم ہوا کہ اس نے آپ کی عدمِ موجودگی میں اپنی بہن کے سامنے آپ کو ایک طلاق دی تھی، اس کے بعد جب آپ اس کا پیر دبانے آئی تو آپ کو اطلاع دی کہ میں نے تجھے ایک طلاق دے دی ہے، اسی طرح اپنی امی کو فون پر بھی اطلاع کی غرض سے بتلایا کہ میں نے اس کو طلاق دے دی ہے، شوہر کے الفاظ اور قرائنِ احوال سے ظاہر ہے کہ ایک مرتبہ طلاق دینے کے بعد اس نے جو الفاظ استعمال کئے اس سے شوہر کا مقصود انشاء طلاق نہیں تھا؛ بلکہ اِخبار مقصود ہے، اس لیے صورتِ مسئولہ میں آپ پر ایک ہی طلاق واقع ہوئی ہے۔

شامی میں ہے:وإذا قال أنتِ طالق، ثم قيل له: ما قلتَ؟ فقال: قد طلقتها أو قلت هي طالق، فهي طالق واحدة؛ لأ نه جواب كذا كافى للحاكم (۲/ ۴۹۹) فی الدر: لا يلحق البائن البائن إذا امكن جعله اخبارا عن الأول كانت بائن بائن أو ابذتك بتطليقة فلا يقع؛ لأ نه اخبار فلاضرورة فى جعله انشاء (درمختار) فی الشامية: (قوله: لأنه اخبار) أي يجعل اخبارا لأنه امكن ذلك (شامی۲/۵۱۲)

اگر اس سے پہلے کوئی طلاق نہیں دی ہے تو عدت کے اندر اندر شوہر رجوع کر سکتا ہے، رجوع کی صورت یہ ہے کہ دو گواہوں کے سامنے یہ کہہ دے کہ میں نے اپنی بیوی کو اپنے نکاح میں لوٹا لیا، جب رجوع کر لے گا تو عورت نکاح میں باقی رہے گی؛

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

البتہ آئندہ شوہر کو صرف دو طلاق کا اختیار باقی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۸/ محرم الحرام ۱۴۱۹ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

صریح تین طلاق

سوال: بعد سلام آپ کو معلوم ہو کہ میں یہاں سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جارہا ہوں، کہاں جارہا ہوں شاید مجھے بھی معلوم نہیں؛ کیوں کہ میں زندگی میں کچھ کر نہیں سکتا، کیوں کہ اللہ نے میری زندگی میں کچھ اور لکھا ہے، میں ایسا کام کرنے جارہا ہوں شاید میری زندگی ہی موت میں ڈھل جائے، میں بمبئی میں ایسا کام کرنے جارہا ہوں شاید میری زندگی موت بن جائے، اس لیے مجھے ڈھونڈھنے کی کوشش مت کرنا؛ کیوں کہ میں آپ لوگوں سے بہت دور جارہا ہوں، اور اب لوٹ کر آنا مشکل ہے؛ کیوں کہ میں جس کام میں جارہا ہوں میری موت ہی اس کا سبب بن سکتی ہے، اور میری طرف سے ریشما آزاد ہے؛ کیوں کہ میں نے اسے زندگی میں کچھ نہیں دیا ہے، معافی مانگتا ہوں، اپنی بیوی اور سارے جہاں سے؛ معاف کردینا مجھ کو اللہ کے واسطے، خدا حافظ! اور میں اللہ کو حاضر وناظر رکھ کر آپ کو طلاق، طلاق، طلاق دے رہا ہوں؛ کیوں کہ میری زندگی میں کچھ بھی نہیں رکھا ہے، اس لیے آپ کو میری طرف سے کوئی بندش نہیں ہے، آپ کو میری طرف سے کوئی فکر نہ رہے، اور آپ دوسرا گھر بسا سکے، بس میری طرف سے یہی دعا ہے کہ آپ جہاں بھی رہے پھولوں کی طرح ہمیشہ مسکراتی رہے، اور میری طرف سے کسی کے ساتھ بھی کوئی غلطی ہوگئی تو اللہ کے لیے معاف کرنا، شاید میری قسمت میں

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

گھر بیوی بچے نہیں ہے، اور میں اپنی زندگی ایک ایسے کام میں لگا رہا ہوں جس کا انجام شاید موت ہو؛ کیوں کہ میری زندگی میں اللہ نے یہی لکھا ہے۔ فقط آپ کا شوہر سعید۔

بسم الله الرحمن الرحيم، الحمد لله رب العالمين، صلى الله على سيدنا ومولانا محمد وآله وبارك وسلم.

الجواب بعون الملک الوہاب: صورتِ مسئولہ میں طالق محمد سعید نے حلفیہ بیان دیا کہ اپنی بیوی ریشما کو چھوڑنے کا قطعی ارادہ اور طلاق دینے کا قصد نہیں تھا، دماغی اور ذہنی الجھن میں یہ تحریر لکھ گیا، لہٰذا اس بیان کی روشنی میں ریشما زوجہ سعید پر ایک طلاق رجعی واقع ہوئی؛ کیوں کہ دو کلمات طلاق اضافت سے خالی ہیں، سعید دورانِ عدت رجعت کر لے، اب وہ دو ہی طلاق کا مالک رہا۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ اتم وحکمہ احکم۔

کتبہ: عبد المصطفی فقیر اشرف رضا قادری

خادم الافتاء والقضاء ادارہ شرعیہ مہاراشٹر، ۳۰/ ربیع الاول ۱۴۱۸ھ

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

صورتِ مسئولہ میں سعید کی زوجہ ریشما پر تین طلاق واقع ہو کر وہ اپنے شوہر پر حرام ہو چکی ہے، شرعی حلالہ کے بغیر اب سعید اس کے ساتھ نکاح نہیں کر سکتا ہے، طلاق کے لیے الفاظِ صریح استعمال کرنے کی صورت میں قصد وارادہ کا کوئی اعتبار نہیں ہے، شامی میں ہے: ان الصريح لا يحتاج إلى النية (شامی ۲/ ٤٦٧)

جب سعید نے صاف صاف یہ لکھا کہ ”میں اللہ کو حاضر وناظر رکھ کر آپ کو طلاق طلاق طلاق دے رہا ہوں“ تو اضافت بھی موجود ہے، طلاق کے دو کلمات کو اضافت

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

سے خالی بتلانا درست نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۱/ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۸ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

غیر مدخول بہا کو تین طلاق کا حکم

سوال: ایک شخص نے اپنی بیوی کے متعلق خط میں یوں لکھا: ''میرے کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ اس لڑکی سے شادی کرنے پر ہمارا دل گوارہ نہیں کر رہا ہے، اس لیے میں چھوڑتا ہوں، چاہے آپ حضرات کو تکلیف ہو، اس لیے میں اس لڑکی کو جواب وطلاق دیتا ہوں، یعنی تین طلاق دیتا ہوں'' اس شخص کا صرف نکاح ہوا ہے تاہنوز رخصتی نہیں ہوئی، شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

شوہر نے بغیر کسی جبر واکراہ کے یہ تحریر لکھی ہے، اس میں یہ جملے بھی ہیں: ''میں چھوڑتا ہوں چاہے آپ حضرات کو تکلیف ہو، اس لیے اس لڑکی کو جواب وطلاق دیتا ہوں یعنی تین طلاق دیتا ہوں''

اردو زبان میں چھوڑنے کا حکم طلاق صریح کے حکم میں ہے۔

(امداد الاحکام ۲/ ۴۴۳، احسن الفتاوی ۵/ ۱۶۶)

ولو قال الرجل لإمرأته: ترا چنگ باز داشتم أو بهشتم أو یله کردم ترا أو پای کشیده کردم ترا، فهذا کله تفسیر قوله طلقتك عرفاً حتی یکون رجعیا ویقع بدون النیة کذا فی الخلاصة وکان الشیخ الامام ظهیر الدین المرغینانی یفتی في قوله بهشتم بالوقوع بلانیة الخ (عالمگیری ۱/ ۳۷۹)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

بخلاف فارسية قوله سرحتك وهو رها كردم؛ لأنه صار صريحاً في العرف على ما صرح به نجم الزاهدي الخوارزمي في شرح القدوري. اه

(شامی ۲/ ۵۰۳)

اس لیے پہلے جملہ میں ''چھوڑ رہا ہوں الخ'' سے ایک طلاق واقع ہوگئی، اور عورت غیر مدخول بہا ہے جیسا کہ سوال میں تصریح ہے کہ ''صرف نکاح ہوا ہے تا ہنوز رخصتی نہیں ہوئی'' تو اس ایک طلاق سے ہی عورت بائنہ ہوگئی، اور اس پر عدت نہ ہونے کی وجہ سے بعد والے جملہ سے کوئی طلاق پڑی نہیں۔

وإن فرق بوصف أو خبر أو جمل بعطف أو غيره بانت بالأولىٰ لا إلى عدة ولذا لم تقع الثانية الخ (درمختار مع الشامي۲/ ٤٩٤)

لہٰذا یہ شوہر اس عورت سے دوبارہ نکاح کر سکتا ہے، حلالہ کی ضرورت نہیں ہے؛ البتہ اس کے بعد صرف دو طلاق کا اختیار ہوگا۔

نوٹ: یہ جواب اس بنیاد پر ہے کہ رخصتی نہ ہونے کو عدم دخول پر محمول کیا گیا ہے؛ لیکن اگر عرفی رخصتی نہ ہونے کے باوجود شوہر عورت پر دخول کر چکا ہے تو صورت مسئولہ میں بھی تین طلاق واقع ہو کر عورت حرام ہو چکی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۶/ صفر ۱۴۱۷ھ

غیر مدخول بہا کو تین طلاق دینا

(سوال): ''بندہ نے اپنی غیر مدخول بہا زوجہ کو تین طلاق دیا، یا دیتا ہوں'' کہا تو اس جملے سے کتنی طلاق پڑے گی؟ اور اس سے دوبارہ شادی کرنے کے لیے کیا راستہ اختیار کرنا پڑے گا؟

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اگر کوئی شخص اپنی غیر مدخول بہا بیوی کو یہ جملے کہے کہ "تین طلاق دیا" یا "تین طلاق دیتا ہوں" تو اس عورت پر تین طلاق واقع ہو جائے گی۔

وإذا طلّق الرجل إمرأته ثلاثاً قبل الدخول بها وقعن عليها (ہدایہ ۲/ ۳۷۱)

تین طلاق واقع ہونے سے وہ عورت اپنے شوہر پر حرام بہ حرمت مغلظہ ہو چکی، شرعی حلالہ کے بغیر اب اس کے ساتھ دوبارہ نکاح درست نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۰/ ربیع الاول ۱۴۱۷ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

غصہ کی حالت میں طلاق ثلاثہ

سوال: میں نے غصہ کی حالت میں اپنی بیوی کو طلاق طلاق طلاق کہا تھا؛ لیکن میری کیفیت اس وقت معتوہ کی سی ہو گئی تھی، کہ مثلاً میں نے پیسے بھی پھاڑ دیے، اور بچوں کی بھی پٹائی کی، غرض کہ میں اپنے قابو میں نہیں تھا، تو کیا صورت مسئولہ میں معتوہ شمار کیا جاؤں گا یا اس کو صرف غصہ کی حالت قرار دی جائے گی؟ نیز یہ حالت مجھے اس سے قبل بھی پیش آئی تھی، اس وقت بھی میں نے یہی جملے اس کو استعمال کیے تھے؛ لیکن پھر بھی ہم میاں بیوی کا تعلق برابر قائم رکھتے آئے، اور اب بھی ایسا ہی ہوا، تو خدارا اگر میرے بارے میں صورتِ مسئولہ سے چھٹکارے کی حلالہ کے علاوہ کوئی صورت ہو تو تحریر فرمائیں نوازش ہوگی۔

نوٹ: معتوہ کی جو تعریف ہے فتاویٰ رحیمیہ ۲/ ۱۴۵ پر اس طرح ہے کہ:

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اصطلاح میں جو مغلوب العقل، قلیل الفہم، پراگندہ دماغ، بے جوڑ باتیں کرے، بے ڈھنگا ہو، نہ ٹھیک سوچ سکے نہ ٹھیک کام کر سکے؛ البتہ پاگلوں کی طرح مار دھاڑ اور گالی گلوچ نہ کرتا ہو، ایسے شخص کو معتوہ کہا جاتا ہے اور معتوہ کی طلاق معتبر نہیں ہوتی۔

(فتاویٰ رحیمیہ ۱۴۶/۲)

لیکن میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ مجھے یہ حالات سب غصہ کے بعد پیش آئے، اس سے پہلے میں اچھا تھا تو اس کو غصہ کی ہی حالت قرار دی جائے گی یا معتوہ کی؟ جو بھی حکم ہو تحریر فرمائیں، اور صورت مذکورہ میں میری بیوی کو طلاق ہوئی یا نہیں ہوئی؟ اور معتوہ کی تعریف مجھ پر صادق آتی ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

معتوہ تو مجنون ہی کی ایک قسم ہے جیسا کہ شامی میں تصریح موجود ہے، اور آپ کی حالت غصہ کی تھی اور غصہ میں دی ہوئی طلاق پڑ جاتی ہے؛ اس لیے آپ نے جو طلاق پہلے دی تھی وہ پڑ گئی تھی، اور اس کی وجہ سے آپ کی بیوی آپ پر حرام ہو چکی ہے۔ اس کے ساتھ بیوی کا معاملہ حرام ہے، فوراً دونوں علاحدگی اختیار کر لیں، اور عورت عدت گزار کر دوسرا نکاح کرے، آپ اپنے لیے دوسری بیوی تلاش کر لیجئے، اور اب تک جو زنا کا ارتکاب ہوا اس پر سچی پکی توبہ کیجئے۔ دنیوی زندگی چند روزہ ہے، پھر موت کے بعد اللہ تعالیٰ کے حضور میں پیش ہونا ہے اور جواب دینا ہے، اللہ تعالیٰ آپ دونوں کو توبہ کی توفیق عطا فرمائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

نوٹ: آپ خود فتاویٰ رحیمیہ کا مطالعہ فرما کر خود ساختہ مفتی نہ بن جائیں؛ ورنہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

شیطان آپ کے دین کے ساتھ کھلواڑ کرتا رہے گا۔فقط

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۳/ جمادی الاولی ۱۴۱۶ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

حالتِ حیض میں تحریری تین طلاق دینا

(سوال): میرے بھائی کی شادی گیارہ سال پہلے ہوئی تھی، ان کے چار بچے حیات ہیں، میاں بیوی کی آپسی کاوشوں کی بناپر میرے بھائی نے ڈھائی ماہ قبل اپنی بیوی کو تحریری تین طلاق دے دیا؛ لیکن بیوی نے لینے سے انکار کر دیا، اور وجہ یہ بتائی کہ میں حالت حیض میں ہوں میں طلاق نامہ لینے سے انکار کرتی ہوں، اور میں آنے کے لیے تیار ہوں، درمیانی لوگوں کے سمجھانے پر میرا بھائی بھی راضی ہو گیا اب وہ بھی لانا چاہتا ہے، لہٰذا مؤدبانہ درخواست ہے کہ میرا بھائی اپنی بیوی کو بغیر نکاح یا حلالہ کے لاسکتا ہے؟

(الجواب): حامداً ومصلیاً ومسلماً

جس طرح زبانی طلاق دینے سے واقع ہو جاتی ہے اسی طرح تحریری طلاق بھی واقع ہو جاتی ہے، عورت جب حالت حیض میں ہو تو اس کو طلاق نہیں دینا چاہیے؛ بلکہ جب وہ حیض سے پاک ہو جائے تو اس پاکی میں اس کے ساتھ وطی کرنے سے پہلے طلاق دینا سنت ہے؛ لیکن اس کے باوجود اگر کوئی آدمی حیض کی حالت میں اپنی بیوی کو طلاق دے گا تو وہ طلاق واقع ہو جاتی ہے، نیز طلاق کا واقع ہونا بیوی کے طلاق نامہ لینے پر موقوف نہیں؛ بلکہ بیوی طلاق نامہ لینے سے انکار کرے تب بھی طلاق واقع

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہو جاتی ہے، لہٰذا صورت مسئولہ میں آپ کے بھائی نے اپنی بیوی کو تحریری طور پر جو تین طلاق دے دی، وہ اس کی بیوی پر واقع ہو کر وہ عورت آپ کے بھائی پر حرام ہو گئی، اب شرعی حلالہ کے بعد اس کے ساتھ نکاح ممکن ہے، اس کے بغیر نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۴ ربیع الآخر ۱۴۱۳ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

تین طلاق میں اختلاف

سوال: میرے بڑے داماد (عظیم خان) نے جمعہ کی شب تقریباً تین بجے نشہ کی حالت میں گالی گلوچ کے دوران اپنی بیوی (سلمی بیگم) کو طلاق دیا وہاں پر حاضر لڑکی سلمی کے ایک چچازاد بھائی، خود سلمی اور سلمی کی والدہ کے قول کے مطابق دو مرتبہ طلاق طلاق کا لفظ ادا کیا اور ایک چچازاد بھائی کے قول کے مطابق تین مرتبہ طلاق طلاق طلاق کا لفظ ادا کیا اس کے بعد عظیم نے اپنے بیٹوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے سلمی کی والدہ سے کہا کہ میں اپنے بیٹوں کو لے جا رہا ہوں تم اپنی بیٹی کو سنبھالو اس جملہ کی تصدیق بھی سلمی کی والدہ، دونوں چچازاد بھائی اور خود سلمی کر رہے ہیں۔ اوپر لکھی ہوئی عبارت کی تصدیق ہم سب کرتے ہیں اپنے دستخط نیچے کر رہے ہیں۔ مفتی صاحب سے گذارش ہے کہ اس تحریر کردہ مسئلہ کی وضاحت فرما کر تحریری جواب سے نوازیں۔

دستخط سلمی:۔ سلمی بانو عظیم خان　　سلمی کے چچازاد بھائی:۔ ۱) عبد الجلیل: اے خان
سلمی کی والدہ:۔ حلیمہ بی بی　　سلمی کے چچازاد بھائی:۔ ۲) عبد الحنان: اے خان

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

میں گناہگار عظیم اللہ آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ دو الفاظ میں نے اپنی زبان پر لایا اور جو میں نے تیسرا الفاظ اپنے بچوں کو لے جانے کے لیے بولا تو اس کو تیسرے الفاظ میں مت استعمال کرنا اگر آپ لوگوں کو مجھ پر عقیدہ نہیں ہو تو میں کلام پاک پر ہاتھ رکھ کر قسم کھانے کے لیے تیار ہوں۔ خدا حافظ

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

نشہ کی حالت میں دی ہوئی طلاق بھی واقع ہو جاتی ہے۔ اس لیے عظیم خان نے اپنی بیوی سلمہ بیگم کو جو طلاق دی وہ واقع ہو چکی ہے۔ عظیم خان اگر تین مرتبہ لفظ طلاق بولنے کا اقرار کرتا ہے تو اس کی بیوی پر تین طلاق واقع ہو کر اس کے لیے حرام ہو گئی۔ اور اگر وہ تین کا انکار کرتا ہے تو چوں کہ تین پر پوری شہادت موجود نہیں ہے بلکہ صرف دو پر ہے اس لیے دو طلاق واقع ہو گی اور الفاظ صریح ہونے کی وجہ سے عدت ختم ہونے سے پہلے رجوع کر سکتا ہے۔ اور عدت ختم ہونے کے بعد تجدید نکاح کافی ہے۔ البتہ آئندہ اس کو ایک ہی طلاق دینے کا حق رہ گیا ہے۔ اس لیے اگر ایک بھی دے گا تو اس کی بیوی اس پر حرام ہو جائے گی۔ عظیم خان کا طلاق دے چکنے کے بعد سلمی بیگم کی والدہ سے یہ کہنا کہ ''میں اپنے بیٹوں کو لے جا رہا ہوں تم اپنی بیٹی کو سنبھالو'' حقیقی معنی پر محمول ہو کر اس سے طلاق واقع نہیں ہو گی۔ اگر اس کا مطلب یہ ہے کہ چوں کہ میں طلاق دے چکا ہوں اس لیے اب بچوں کو لے جاتا ہوں اور بیوی پر طلاق واقع ہو چکی ہے اس لیے اس کو تم سنبھالو۔

ویستدل علیه بما فی الدر وحاشیة رد المحتار: قال اعتدی ثلاثا و نوی بالاول طلاقا وبالباقی حیضا صدق قضاء لنیته حقیقة کلامه

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

و ان لم ینوبه ای بالباقی شیئا فثلاث لدلالة الحال بنیة الاول الخ (در مختار علی هامش الشامی ٦/ ٥٠٦)

اور اگر اس کی کوئی نیت نہیں تھی یا سنبھالو کے لفظ سے طلاق کی نیت تھی تو ان دونوں صورتوں میں سلمیٰ بیگم پر تین طلاق واقع ہو چکی ہیں اور وہ اپنے شوہر عظیم خان پر حرام ہوگی کما یدل علیه العبارة السابقة. فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۹ / جمادی الاول ۱۴۱۴ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

طلاق میں میاں بیوی کا اختلاف ہو تو کیا کرے؟

سوال: ایک مرد کی بیوی یہ کہتی ہے کہ میرے شوہر نے مجھے تین طلاقیں دی ہیں، اور شوہر انکار کرتا ہے، نیز بیوی ساتھ رہنا بھی چاہتی ہے تو بیوی کے لیے اس کے ساتھ رہنا جائز ہوگا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اگر اس عورت نے خود اپنے شوہر سے تین طلاقیں سنی ہیں، یا دو ثقہ آدمیوں نے اس کو شوہر کے تین طلاق دینے کی خبر دی ہے، تو اس عورت کے لیے جائز نہیں کہ وہ اس مرد کے ساتھ رہے، یا اس کو اپنے اوپر قابو دے؛ بلکہ اس کو چاہیے کہ اس مرد کو کچھ قم دے کر اپنی گلو خلاصی کرے، یا بھاگ جائے۔ (درمختار شامی ۲/ ۵۹۰)

البتہ اگر وہ عورت اس شوہر کی عدت گذار کر، دوسرے شوہر سے نکاح کرے، اور دوسرا شوہر وطی کے بعد انتقال کر جائے، یا طلاق دے دے، اور اس کی عدت گذر جائے، تو

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

وہ شوہر اول کے ساتھ دوبارہ نکاح کر سکتی ہے۔ (ایضاً ۲/۵۹۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۳۰ / ربیع الاول ۱۴۱۳ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

عورت کے مطالبے پر تین طلاق دینا

سوال: بیوی خاوند کے درمیان ذیل میں لکھی ہوئی گفتگو ہوئی:

عورت: مجھے طلاق چاہیے غصہ میں چلاتے ہوئے کہا۔

مرد: مجھے طلاق نہیں دینی۔

عورت: مجھے طلاق چاہیے، میں نے کسی مولانا کے پاس نہیں جانا، عورت نے اصرار کرتے ہوئے کہا۔

مرد: اچھا تجھے طلاق ہے۔

عورت: مجھے تین طلاقیں چاہیے، عورت نے زوردار الفاظ میں تین طلاق کا مطالبہ کیا۔

مرد: مجھے تین طلاقیں نہیں دینی۔

عورت: مجھے تین طلاقیں ہی چاہیے، عورت نے پھر تین طلاقوں کا اصرار کیا۔

مرد: اچھا پھر تین ہی سمجھ لے۔

مذکورہ بالا مکالمہ مرد کے بیان کے مطابق ہے، عورت کہتی ہے: بات یوں ہوئی تھی: پہلی طلاق کے سلسلہ میں عورت کا بیان مرد کے بیان کے مطابق ہے، یعنی عورت نے طلاق کا مطالبہ کیا تو مرد نے ایک طلاق دے دی، اچھا تجھے طلاق ہے، اس کے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

بعد بیوی کہتی ہے: میں نے بقیہ دو طلاق کا مطالبہ کیا تو مرد نے جواب میں کہا، اچھا میں نے وہ دو طلاق بھی دے دی، عورت کو یقین ہے کہ اسے تین طلاقیں مل چکی ہیں، جب دونوں میں یہ گفتگو ہو رہی تھی تو وہاں کوئی تیسرا شخص موجود نہیں تھا، اور عورت بڑے غضبناک انداز میں تین طلاقوں کا مطالبہ کر رہی تھی۔ اب کیا فرماتے ہیں مفتیان دین اس مسئلہ میں کہ گواہ کی عدمِ موجودگی میں دونوں میں سے کس کی بات پر اعتماد کیا جائے؟ اور عورت کے پُرزور الفاظ میں تین طلاقوں کے مطالبہ کے جواب میں مرد کے یہ کہنے پر: اچھا پھر تین ہی سمجھ لے، تین طلاقیں واقع ہوئی یا نہیں؟ اور اب ان کا میاں بیوی کی طرح اکھٹا رہنا جائز ہے یا نہیں؟ اور عورت کو اپنے بیان کے مطابق جب تین طلاقیں مل چکی ہیں تو اسے خاوند کے ساتھ رہنا چاہیے یا نہیں؟ یہ بات بھی یاد رہے کہ میاں بیوی کے درمیان کئی مہینوں سے لڑائی جھگڑا رہتا تھا، اور نباہ نہیں ہو رہا تھا۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

صورت مسئولہ میں عورت اور مرد دونوں کے بیان کے مطابق عورت پر تین طلاق واقع ہو چکی ہیں، اور عورت اپنے شوہر پر حرام ہو چکی ہے، اب اس کا اپنے اس شوہر کے پاس بحیثیت بیوی رہنا جائز نہیں؛ بلکہ حرام ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۹ر جمادی الاخری ۱۴۱۶ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

حاملہ کو طلاق دینے کا عمدہ طریقہ

سوال: ہمارے محلہ کا ایک لڑکا اپنی بیوی سے تنگ آ کر اسے شرعی طریقے سے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ایک طلاق دے دیا ہے، وہ طلاق ۹۰/۱۰/۹ کو دیا ہے، اس کا دوسرا طلاق کب دینا چاہیے، اور تیسرے طلاق کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ طلاق دینے کے بعد عدت کتنی ہوگی؟ وہ لڑکا مزدوری کرتا ہے، اور اس کی بیوی کو چار مہینے کا حمل ہے، اور ایک لڑکا تین سال کا ہے، شرعی طریقے سے اس کی عدت اور زچگی کا خرچ، بچے کے دودھ کا کیا مسئلہ ہوگا؟ ہمیں بتادیں، شرعی اصول کے مطابق تمہارا کیا فیصلہ ہوگا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

طلاق کا مسنون طریقہ اور احسن وعمدہ طریقہ تو یہ ہے کہ جب اس نے اپنی حاملہ بیوی کو ایک طلاق دے دی ہے، تو اب آئندہ مزید کوئی طلاق نہ دے؛ بلکہ اس کی عدت ختم ہو جانے دے، جب عدت پوری ہو جائے گی، تو آپ ہی آپ وہ عورت اس کے نکاح سے نکلی ہوئی سمجھی جاوے گی، اس کی عدت وضع حمل یعنی بچہ پیدا ہونے تک ہے، دورانِ عدت وہ عورت اسی گھر میں رہے گی، اور اس کا نفقہ اس شوہر پر رہے گا بچہ پیدا ہونے پر عدت ختم ہو جاوے گی پھر بچہ کا نفقہ باپ پر رہے، اگر باپ یہ چاہتا ہے کہ بچہ کو اس کی ماں دودھ پلائے تو اجرتِ رضاعت یعنی دودھ پلانے کی اجرت اس کو دینا پڑے گی، بچہ کی پرورش کا حق ماں کو ہے، اور جب تک اس نے اجنبی کے ساتھ شادی نہ کی ہو، وہاں تک وہی پرورش کی زیادہ حق دار ہے، اور اس کو پرورش کی اجرت بھی دینی پڑے گی، یعنی: باپ پر ضروری ہے کہ بچہ کی ماں کو پرورش کی اجرت ادا کرے، اور بچہ کی پرورش کا یہ حق، اگر لڑکا ہے تو اس کی عمر سات سال کی ہونے تک حاصل ہے، اور اگر لڑکی ہے تو اس کے بالغ ہونے تک حاصل ہے۔ (عالمگیری)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۰/ ربیع الآخر ۱۴۱۱ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

حالتِ حمل میں تین طلاق دینا

سوال: ایک عورت کو اس کے شوہر کا حمل چار ماہ کا تھا، شوہر نے عورت کے نام رقعہ لکھا کہ تجھے طلاق، طلاق، طلاق اور چند آدمیوں کے سامنے بھی اقرار کیا کہ میں طلاق دے چکا ہوں، صورتِ مسئولہ میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

صورتِ مسئولہ میں اس عورت پر تین طلاق واقع ہو کر وہ اپنے شوہر کے لیے حرام ہو گئی، شرعی حلالہ کے بغیر اب اس شوہر کا عورت سے نکاح درست نہیں ہے، حالت حمل میں بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ (شامی جلد ثانی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۷/ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۱ھ

حالت حمل میں طلاق ثلاثہ

سوال: زید نے اپنی بیوی کو آپسی جھگڑے کی وجہ سے ایک ہی مجلس میں تحریری طور پر (طلاق، طلاق، طلاق) تین طلاقیں دے دیں، جب کہ عورت چار ماہ کے حمل سے تھی، تو کیا حالت حمل میں دی گئی طلاقیں واقع ہوں گی؟ اگر واقع ہوں گی تو کیا حلالہ ضروری ہے؟ اور حلالہ کے علاوہ کوئی دوسری صحیح صورت حال ہو تو واضح کریں۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

زید نے تحریری طور پر جو طلاق اپنی بیوی کو دے دی، وہ واقع ہو چکی، اور چوں کہ وہ تین ہیں؛ اس لیے اس کی بیوی اس پر حرام ہو گئی۔

وإن كانت مرسومةً يقع الطلاق نوى أو لم ينو (شامی ۲/ ٤٦٥)

اب یہ عورت عدت گذار کر (جو صورت مسئولہ میں وضع حمل ہے) دوسرے مرد سے نکاح کرے، اور وہ مرد اس عورت سے صحبت کرے، اس کے بعد (بلا کسی پیشگی شرط کے) اس عورت کو طلاق دے، یا اس مرد کا انتقال ہو جائے، تو اس کی عدت گذار کر یہ عورت زید سے دوبارہ نکاح کر سکتی ہے، حالت حمل میں دی ہوئی طلاق بھی واقع ہو جاتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۵/ ذو القعدہ ۱۴۱۳ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

نشہ کی حالت میں تین طلاق

سوال: آج کل دورِ حاضر میں کچھ ایسے مسائل ہیں جو کثرت سے رونما ہو رہے ہیں، اس کے متعلق عالمِ اسلام میں کیا ردِ عمل ہے؟ فقہ حنفی میں اس کے متعلق کیا احکام ہیں؟ شراب کے نشہ میں ایک نشست میں تین طلاق دی گئی:

(الف) مدخول بہا نہیں۔ (ب) مدخول ہے، صاحبِ اولاد ہے۔ (ج) خلوتِ صحیحہ ہو چکی ہے۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

اپنے ارادہ اور اختیار سے شراب پینے کے بعد اس کے نشہ میں جو طلاق دی گئی وہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

واقع ہوجاتی ہے۔

درمختار میں ہے: ویقع طلاق کل زوج بالغ عاقل ولو تقدیراً بدائع یدخل السکران (درمختار) (قوله یدخل السکران) أي فإنه فی حکم العاقل زجراً له، فلامنافاة بین قوله عاقل وقوله الآتی أوسکران (شامی ۲/ ٤٥٦)

وطلاق السکران واقع إذا سکر من الخمر أو النبیذ وهو مذهب أصحابنا رحمهم الله تعالیٰ، کذا فی المحیط. (فتاویٰ عالمگیری۱/ ۳۵۳)

اب اگر طلاق دینے والے نے بیک لفظ میں تین طلاق دی مثلاً اس نے کہا کہ تجھے تین طلاق تو اس صورت میں بیوی پر تینوں طلاق واقع ہوجائے گی، چاہے مدخول بہا ہو یا نہ ہو، چاہے خلوت ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو، اور اگر الگ الگ الفاظ سے تین طلاق دی مثلاً اس نے کہا تجھے طلاق، طلاق، طلاق، تو اس صورت میں اگر اس کے ساتھ وطی اور خلوت نہیں ہوئی ہے تو ایک طلاق پڑے گی اس پر عدت بھی نہیں ہے اور اگر اس کے ساتھ وطی یا خلوت ہوچکی ہے تو تینوں طلاق واقع ہوجائے گی۔

قال لزوجته غیر المدخول بها: أنت طالق ثلاثا، وقعن، وإن فرق بانت بالأولیٰ لا إلی عدة، ولذا لم تقع الثانیة بخلاف الموطوءة حیث یقع الکل.(تنویر الأبصار مع الدر المختار)(قوله بخلاف الموطوءة) أي ولوحکما کالمختلی بها فإنها کالموطوءة في لزوم العدة، وکذا فی وقوع الطلاق بائن آخر فی عدتها الخ. (شامی۲/ ٤٩٤) **فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔**

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۱/ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۸ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

مذاق میں بلا گواہ طلاق اور حمل کا حکم

سوال: دومیاں بیوی کے درمیان جھگڑا ہوا، اس جھگڑے میں شوہر نے بیوی کو تین بار (تین مرتبہ) طلاق کے الفاظ استعمال کئے، ان الفاظ کے استعمال کرنے کے بعد بیوی نے اپنے شوہر سے کہا کہ اب تو میرا اور آپ کا کوئی رشتہ نہیں، اب میں آپ کے پاس نہیں رہ سکتی ہوں، تب شوہر نے بتلایا کہ میں نے مذاق کیا ہے، اور اس کے بعد شوہر نے کسی سے پوچھا تو اس شخص نے بتایا کہ ایسی طلاق نہیں ہوتی، گواہ صرف دونوں میاں بیوی ہیں، تو کیا ایسی صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ اور ایسی مذاق چلے گی یا نہیں؟ اور مکان میں تو صرف دونوں میاں بیوی تھے، اور اس بات کو کم از کم دو ڈھائی مہینہ ہو چکے ہیں، ایسی صورت میں اس وقت سے لے کر اب تک دونوں میاں بیوی ایک ہی مکان میں رہتے ہیں، اور دونوں کا کھانا پینا اور سونا ایک ہی ساتھ ہے، تو کیا یہ سب کچھ حلال ہے یا حرام؟ ان الفاظ کے استعمال کے بعد اس کی بیوی کو بیس یا پچیس روز کا حمل ٹھہرا ہوا ہے تو یہ حمل حرام ہے یا حلال؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

جب شوہر نے اپنی بیوی کو تین مرتبہ طلاق دیدی، تو وہ اس کی بیوی پر واقع ہو کر بیوی شوہر کے لیے حرام ہوگئی، مذاق میں طلاق دینے سے بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے، اور اس وقت میاں بیوی کے علاوہ دوسرا موجود نہیں تھا پھر بھی طلاق واقع ہوگئی، طلاق واقع ہونے کے لیے شوہر کا الفاظ طلاق بولنا کافی ہے، بیوی یا گواہوں کا سننا ضروری نہیں ہے، بیوی نے سنا ہو یا نہ سنا ہو، گواہ موجود ہوں یا نہ ہوں، طلاق بہر حال

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

واقع ہوجاتی ہے۔

درمختار میں ہے: ويقع طلاق كل زوج بالغ عاقل ولو تقديرا بدائع ليدخل السكران وعبدا أو مكرها أو هازلا لا يقصد حقيقة كلامه (درمختار) (قوله: هازلا) أي فيقع قضاء و ديانة الخ (شامی ۲/۴۵۹)

جس آدمی نے طلاق واقع نہ ہونے کو بتلایا ہے اس نے غلط بتلایا، صورت مسئولہ میں جب عورت اس پر حرام ہوگئی تو اب دونوں کا میاں بیوی کی طرح ایک مکان میں رہنا ناجائز اور حرام ہے، دونوں کو چاہیے کہ اولین فرصت میں علیحدہ ہوجائیں، شوہر نے جس روز طلاق کے الفاظ کہے تھے اس کے دوسال کے اندر اندر اگر بچہ پیدا ہوا تو اس بچہ کا نسب اس شوہر سے ثابت مانا جائے گا؛ ورنہ نہیں۔

كما يثبت بلا دعوة احتياطا في مبتوتة جاءت به لأقل منهما من وقت الطلاق، لجواز وجوده وقته (درمختار) (قوله: كما في مبتوتة) يشمل البت بالواحدة والثلاث الخ (شامی ۲/ ۶۷۷) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲/ ذوالحجۃ الحرام ۱۴۱۲ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

تحریری طلاق

سوال: خاوند اپنی عورت کو کاغذ میں طلاق نامہ لکھ کر پوسٹ پارسل بھیجے، پارسل حاصل کرنے سے وہ عورت کا طلاق نامہ ہوسکتا ہے یا نہیں؟ یعنی (طلاق نامہ روبرو میں نہیں ہوا ہے) اگر یہ طلاق ہوجاتی ہے، ہندوستان کے قانون کے مطابق کورٹ سے جو پوشگی ملتی ہے، یعنی ہر مہینہ خاوند سے رقم وہ لیتے ہیں جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

نہیں ہے تو کورٹ نے اس کی اولاد کو دی، اولاد کو لینی چاہیے یا نہیں؟ اور باپ کے انتقال کے بعد اس کی جائیداد یا پیسہ لے سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

جس طرح زبانی دینے سے طلاق واقع ہو جاتی ہے، اسی طرح اگر شوہر تحریری طور پر طلاق نامہ لکھے یا لکھوائے تب بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ (شامی ۲/ ۴۶۴، ۴۶۵)

طلاق کے بعد عدت کے زمانہ کا نفقہ شوہر پر واجب ہے۔ (اگر عورت کو حیض آتا ہے تو اس کی عدت تین حیض ہوگی، اور اگر حیض نہیں آتا ہے تو تین مہینہ، اور اگر عورت حاملہ ہے تو اس کی عدت بچہ پیدا ہونے تک ہے) عدت گزر جانے کے بعد عورت شوہر سے نفقہ پانے کی حقدار نہیں ہے، سرکاری قانون کا سہارا لے کر اگر کوئی عورت عدت گزر جانے کے بعد بھی شوہر سے نفقہ وصول کرتی ہے تو وہ ناجائز اور حرام ہے، اولاد کا نفقہ باپ پر واجب ہے، وہ رقم اگر کورٹ دلواتی ہے تو لی جاسکتی ہے، باپ کے مرنے کے بعد اس کے مال میں اولاد کا نفقہ تو نہیں واجب ہوگا؛ لیکن اولاد کو اس میں حق وراثت حاصل ہے، یعنی بحیثیت وارث اولاد اس کے مال میں سے اپنا حصۂ میراث وصول کرے گی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۶/ رجب المرجب ۱۴۱۱ھ

روبرو طلاق بالکتابت واقع نہیں ہوتی

سوال: زید نے اپنی بیوی ہندہ کے سامنے کچھ بات چیت سے متأثر ہو کر ایک پرچی میں لکھ دیا: طلاق طلاق طلاق، پھر وہ پرچی اپنی بیوی ہندہ کی گود میں ڈال کر

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

چلا گیا، تو کیا اس صورت میں طلاق واقع ہوگئی؟

الجواب: صورت مسئولہ میں جب کہ زید نے ایک کاغذ میں اپنی بیوی کے سامنے تین مرتبہ طلاق کے الفاظ لکھے ہیں اور زبان سے اس کا تلفظ نہیں کیا، تو ایسی صورت میں زید کی بیوی ہندہ پر کسی قسم کی طلاق واقع نہ ہوگی۔ دلائل حسب ذیل ہیں:

① مخاطب کو کسی بات پر آگاہ کرنے کے لیے عموماً تین طریقے استعمال کیے جاتے ہیں: ① نطق، یعنی زبان سے کوئی بات کہے ② کتابت ③ اشارہ۔ ان تین کے اندر اصل نطق ہے؛ اس لیے کہ یہ کتابت اور اشارہ کے مقابلے میں واضح ہے، مخاطب کو بات نطق سے کماحقہ سمجھ میں آجاتی ہے، اور کتابت واشارہ میں کچھ نہ کچھ اجمال باقی رہتا ہے؛ اس لیے یہ دونوں نطق کی فرع ہوئیں، اور قاعدہ ہے کہ جب تک اصل موجود ہو فرع پر عمل کرنا درست نہیں۔ اسی وجہ سے اس آدمی کے لیے جو پانی کے استعمال پر قادر ہو تیمم کرنے کی اجازت نہیں ہے، کہ تیمم طہارت ضروریہ ہے اور پانی طہارت مطلقہ ہے، پس جب تک طہارتِ مطلقہ موجود ہے- جو کہ اصل ہے- طہارت ضروریہ- یعنی فرع- پر عمل کرنے کی اجازت نہیں ہے، اسی طرح یہاں بھی کہ جب بیوی سامنے موجود ہے اور بولنے سے اس کو کوئی مجبوری نہیں ہے، پھر بھی کتابت کر رہا ہے تو گویا یہ اصل کو چھوڑ کر فرع پر عمل کر رہا ہے، جو جائز نہیں ہے یعنی غیر معتبر ہے۔ اسی وجہ سے صاحب بحر الرائق نے بعض فقہا کا قول نقل کیا ہے کہ: گونگا آدمی اگر لکھنا جانتا ہو تو پھر اس کا اشارہ معتبر نہ ہوگا؛ بلکہ لکھ کر طلاق دینا ضروری ہوگا؛ کیوں کہ کتابت، اشارہ سے زیادہ واضح ہے، اور پھر اشارہ تو ایک مجبوری کی بنا پر تھا، جب وہ کتابت پر قادر ہے تو پھر اشارہ کی کیا ضرورت ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

وفي البحر الرائق: وقال بعض المشايخ: إن كان يحسن الكتابة لا يقع طلاقه بالإشارة؛ لاندفاع الضرورة بما هو أدل على المراد من الإشارة (البحر الرائق ۲۴۹/۳)

مذکورہ عبارت سے بھی صاف طور پر پتہ چلتا ہے کہ، گونگے کے حق میں کتابت اصل ہے یعنی حجت مطلقہ ہے، اور اشارہ حجت ضروریہ ہے، جب حجتِ مطلقہ پر قدرت نہ ہو تو حجت ضروریہ پر عمل کرنے کی اجازت ہوگی۔ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ بحر الرائق کے مسئلہ کو برقرار رکھتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: گونگا آدمی اگر اشارہ سے طلاق دے اور اشارہ کتابت کی طرح واضح ہو تو طلاق واقع ہو جائے گی، وجہ اس کی یہ بیان کی ہے کہ اشارہ اور کتابت دونوں نطق کے مقابلے میں حجت ضروریہ ہے، اور نطق حجت مطلقہ ہے، جب حجت مطلقہ پر قادر نہیں تو حجت ضروریہ میں سے جس پر بھی عمل کرے معتبر ہوگا۔

علامہ شامی اور صاحب البحر الرائق کے کلام میں کوئی تضاد نہیں ہے؛ بلکہ دونوں کا منتہیٰ ایک ہی ہے، بہ ایں طور کہ صاحب البحر الرائق نے اخرس کی کتابت کو اشارہ کے مقابلے میں معتبر قرار دیا ہے؛ اس لیے کہ یہ مقصد پر زیادہ دلالت کرنے والا ہے، اور یہی بات علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ: اصل تو کتابت ہی ہے؛ مگر جب اشارہ بھی اتنا واضح ہو کہ قاضی کسی بھی طرح سے اخرس کی بات سمجھ جائے، تو اشارہ بھی کافی ہو جائے گا۔ (درمختار)

قوله (إيماء الأخرس) أي إشارته بحاجب أو يد أو غير ذلك إذا عرف القاضي إشارته؛ وإلا ينبغي أن يستخبر ممن يعرفها إخوانه وأصدقائه وجيرانه حتىٰ يفيد اعتبار الإيماء مع قدرته على الكتابة، وهو المعتمد؛

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

لأن كلا منهما حجة ضرورية كما في القهستاني وغيره (شامي ٢٠٥)

علامہ رافعی رحمۃ اللہ علیہ شامی کی خط کشیدہ عبات کی توضیح کرتے ہیں: کہ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے کتابت اور اشارہ کو حجت ضروریہ کیوں کہا ہے؟ فرماتے ہیں کہ: حجت ضروریہ اس لیے ہے کہ کتابت صرف اس ناطق کے حق میں معتبر ہے جو کسی غائب کو لکھ رہا ہو، یعنی اگر ناطق حاضر کو لکھ رہا ہے تو کتابت معتبر نہیں ہے؛ ورنہ وہ حجت ضروریہ نہ رہے گی؛ بلکہ وہ تو حجت مطلقہ ہو جائے گی، جو ہر حال میں حجت ہے، اور یہ خلاف موضوع ہے۔

(قوله لأن كلا منهما حجة ضرورية) بناء على أن الكتابة إنما تعتبر في الناطق للغائب (تقريرات رافعي ٢/٣٥٤)

نیز اس سے بھی صریح بات یہ ہے کہ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے طلاق بالکتابت کی اقسام بیان کی ہے: ① مستبین مرسوم ② مستبین غیر مرسوم ③ غیر مستبین۔ ان اقسام کو بیان کرنے کے بعد علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے: یہ سب قسمیں ناطق کے بارے میں ہے، تو ناطق کے علاوہ اخرس وغیرہ کے حق میں تو بہ طریق اولیٰ معتبر ہے، یعنی کہ ناطق کے لیے اصل تو نطق ہے؛ مگر جب کہ غائب کو لکھ رہا ہے تو ناطق چاہے بالفعل نطق نہیں کر رہا ہے؛ مگر بالقوہ تو اس پر قادر ہے، پھر بھی اس کے حق میں طلاق بالکتابت کی مذکورہ اقسام معتبر ہیں، تو جو آدمی نطق پر نہ بالقوہ اور نہ بالفعل قادر ہے (یعنی اخرس)، تو اس کے حق میں تو بہ طریقِ اَولیٰ مذکورہ اقسام معتبر ہوں گی۔ پھر اس کے بعد لکھا ہے کہ: اس عبارت کا ظاہر یہ ہے کہ خط معنون (یعنی خط من فلان إلى فلان سے شروع کرے) اس ناطق کے حق میں جو کہ حاضر ہے، غیر معتبر ہے۔

وظاهره أن المعنون من الناطق الحاضر غير معتبرة (شامي ٥/٥٢٠)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

مذکورہ عبارت سے علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے ناطق حاضر کے لیے خط معنون کو بھی غیر معتبر مانا ہے، تو پھر جو پرچی آپ نے لکھی ہے وہ غیر معنون ہے، اس کا حکم تو اَور واضح ہے۔

نیز تیسری دلیل یہ ہے کہ: کتب حنفیہ میں یہ مسئلہ مصرح ہے کہ، اگر کسی آدمی پر طلاق کے الفاظ بولنے پر اکراہ کیا گیا اور اس آدمی نے طلاق شرعی کے الفاظ زبان سے کہہ دیے، تو بالاتفاق احناف کے نزدیک طلاق واقع ہو جائے گی، اور اگر طلاق کے الفاظ لکھنے پر اکراہ کیا گیا پس اس نے طلاق کے الفاظ لکھ دیے، تو طلاق واقع نہ ہوگی، جب کہ اس نے زبان سے اس کا تفلظ نہ کیا ہو۔ یہ مسئلہ بھی متفق علیہ بین الاحناف ہے، ان دو مسئلوں کے حکم میں کیا فرق ہے کہ ایک میں طلاق واقع ہو جاتی ہے دوسرے میں نہیں؟ وجہ اس کی علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے البحر الرائق کے حوالے سے یہی لکھی ہے کہ: کتابت قائم مقام ہے عبارت کے حاجت اور ضرورت کے وقت، اور یہاں کتابت کو عبارت کے قائم مقام ماننے میں کوئی حاجت نہیں ہے، جب کہ وہ بولنے پر بھی قادر ہے۔

قال الشامي معزيا إلى البحر: فلو أكره علىٰ أن يكتب طلاق امرأته فكتب لاتطلق؛ لأن الكتابة أقيمت مقام العبارة باعتبار الحاجة، ولاحاجة هنا كذا في الخانيه (٤٥٧/٢)

یہی مسئلہ مفتیٔ دار العلوم دیوبند مفتی سید احمد علی سعید رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ’’عورت اور اسلام‘‘ (ص: ١٤٦) میں لکھا ہے۔ ہذا ما عندي وهو الصواب إن شاء اللہ

حررہ العبد محمد اسماعیل مظاہری ماہی

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ ’’فتاویٰ محمودیہ‘‘ میں تحریر فرماتے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہیں: کتابت بہ منزلۂ عبارت عند الحاجۃ ہے، اگر آدمی کسی غائب کے لیے کہے تو وہ معتبر ہے یا حاضر کے لیے؛ مگر ایسی حالت میں کہ بول نہ سکے، مثلاً گونگا یا معتقل اللسان ہے تو وہ بھی معتبر ہے، اگر مکرہاً کہے تو وہ معتبر نہیں، اسی طرح حاضر کے حق میں معتبر نہیں جب کہ اخرس یا معتقل اللسان نہ ہو۔ اس سب کا نتیجہ یہ ہوگا کہ بیوی کی موجودگی میں محض لکھ کر دینے سے بغیر زبان سے کہے ہوئے طلاق نہ ہوگی، اگر طلاق لکھ کر بیوی کو دے دی اور زبان سے نہیں کہا دراں حالیکہ کہنے سے کوئی مانع نہیں تھا، پھر یہ سمجھ کر اس سے طلاق ہوگئی کسی سے کہہ دیا کہ: میری بیوی کو طلاق ہوگئی، تو اس کہنے سے بھی طلاق نہیں ہوئی۔ الخ (فتاویٰ محمودیہ ۱۹/۳۰) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۷/۲ جمادی الاخریٰ ۱۴۲۱ھ

الجواب صحیح: عباس داود بسم اللہ

طلاق بذریعۂ تحریر

سوال: محمد ہارون ابن حاجی حبیب نے اپنی بیوی بنام حسینہ بنت محمد ہارون کو ایک تحریری طلاق بذریعہ ڈاک ۲۸/ اکتوبر ۱۹۹۱ء کو دی اور پھر اس کے بعد ۱۸/ نومبر ۱۹۹۱ء کو دو طلاقیں اس طرح دی کہ میں حسینہ بنت محمد ہارون کو دوسری اور تیسری طلاق دیتا ہوں، تحریر میں رجسٹری روانہ کی، اس طرح تینوں طلاقیں واقع ہوئیں یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

طلاق جس طرح زبانی دینے سے واقع ہوجاتی ہے، اسی طرح تحریری طور پر دینے سے بھی واقع ہوجاتی ہے، اس لیے محمد ہارون نے جب اپنی بیوی حسینہ کو پہلے ایک طلاق

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

تحریری بھیجی، اوراس کے بعد بقیہ دوطلاقیں بھی تحریری طور پر بھیج دیں، تو اگر محمد ہارون نے اپنی بیوی حسینہ سے دخول کیا ہے (نکاح کے بعد وطی کی ہے) تو یہ تینوں طلاقیں حسینہ پر واقع ہوچکیں اوراب حسینہ اس کے لیے حرام ہوگئی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۲/صفر المظفر ۱۴۱۳ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

سامنے موجود بیوی کو تحریر سے طلاق دینا

سوال: ایک شخص نے اپنی بیوی کو یہ الفاظ ایک کاغذ پر لکھ کر دیے کہ "میں تجھے تیری راضی خوشی سے جدا کرتا ہوں" اور عورت بھی اس پر راضی ہے تو کیا اس طرح کے الفاظ لکھ کر دینے سے طلاق واقع ہوجائے گی؟

نوٹ: یہ بات یاد رہے کہ میاں بیوی ایک سال سے جدا رہتے ہیں، اور کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں، اور شوہر نے بیوی کے سامنے لکھ کر دیا تھا۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

فتاویٰ محمودیہ میں ہے: جب بیوی سامنے موجود ہو اور شوہر زبان سے کچھ نہ کہے حالاں کہ وہ زبانی طلاق دینے پر قادر ہے، اخرس یا معتقل اللسان نہیں ہے، اور طلاق کی تحریر لکھ دے یا لکھی ہوئی تحریر پر دستخط کردے تو اس سے طلاق نہیں ہوتی۔

درمختار میں "کتاب الخنثی" کے بعد "کتاب الفرائض" سے پہلے "مسائل شتی" کے ذیل میں لکھا ہے: "إیماء الأخرس وکتابته کالبیان بخلاف معتقل اللسان فی وصیة ونکاح وطلاق".

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اس کی شرح کرتے ہوئے علامہ شامی نے کتابت کی اقسام اور سب کے احکام بیان کرتے ہوئے لکھا ہے: وظاهره ان المعنون من الناطق الحاضر غير معتبر. (ردالمحتار٥/ ٦٤٥)

"غمز عيون البصائر فی شرح الاشباه والنظائر" الفن الثالث احکام کتابت میں ہے: الكتابة من الغائب جعل كالخطاب من الحاضراه (الاشباہ ٥٢٨) (فتاویٰ محمودیہ ١٣/ ٢٧١) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ١٦/ جمادی الاولیٰ ١٤٢٧ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

طلاق کی دھمکی اور لفظ 'طلاقیں' کا اطلاق

سوال: زید نے ایک شخص عادل کے روبرو کہا کہ میں نے آج اپنے خسر کو ایک خط لکھا ہے، اگر اس کا جواب آج رات ١٢/ بجے تک نہ ملا تو ان کی لڑکی کو طلاق نہیں بلکہ طلاقیں ہیں۔ شخص عادل نے کہا کہ: تم نے یہ بات بڑی خطرناک کہہ دی، اس کے بعد زید نے ایک مفتی صاحب سے کہا کہ: یہ بات میں نے دھمکی کے لیے کہی تھی، مفتی صاحب نے کہا کہ چاہے دھمکی کے لیے کہی ہو طلاق واقع ہو جائے گی۔ دو روز کے بعد زید نے شخص عادل سے کہا اچھا ہوا تم نے مجھے بچا لیا، تو اس نے کہا کہ: تم کس طرح بچ سکتے ہو جب کہ رات کے ١٢/ بجے تک تم کو کوئی جواب نہیں ملا۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید کے اس کلام سے اس کی بیوی کو طلاق ہوئی یا نہیں؟ اگر طلاق واقع ہوئی تو کتنی اور کیسی؟ اور اس کا کیا حکم ہے؟ جواب باصواب سے ممنون فرمائیں۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اگر زید نے فی الحقیقت یہ جملہ ''میں نے آج اپنے خسر کو ایک خط لکھا ہے اگر اس کا جواب آج رات ۱۲/ بجے تک نہ ملا تو ان کی لڑکی کو طلاق نہیں بلکہ طلاقیں ہیں'' کہا ہے، تو گویا اس نے اپنی بیوی کی طلاق کو شرط پر معلق کیا، پھر جب زید کے خسر نے وقت معہود گزرنے تک جواب نہیں دیا تو شرط وجود میں آکر طلاقیں واقع ہوگئیں۔

اذا أضافه الى الشرط وقع عقيب الشرط. (عالمگیری ۱/ ۴۲۰)

اردو میں لفظ ''طلاقیں'' کا اطلاق کم از کم دو پر ہوتا ہے؛ اس لیے دو طلاقیں واقع ہوئی سمجھی جائیں گی، اور لفظ صریح ہونے کی وجہ سے دونوں رجعی شمار ہوں گی، عدت کے اندر زید رجوع کر سکتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۴/ شوال ۱۴۱۱ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

''طلاق دے دوں گا'' دھمکی ہے

سوال: محمد رفیق اور بیوی کے درمیان جھگڑا ہوا صرف ۵۰/ روپئے کو لے کر، میں نے میری بیوی سے پوچھا کہ یہاں سے پیسے گئے کہاں؟ اس بات کی حجت کو لے کر جھگڑا بڑھ گیا، گالیاں گلوچ ہوئی، بیوی کو بھی میں نے گالیاں دی، ہماری والدہ نے بھی گالیاں دی، اس طرح گالی کا جواب گالی سے میری بیوی نے دیا، اس لیے میں زیادہ غصہ میں آگیا اس کی پٹائی کر دی، اور وہ جھگڑا اور بھی بڑھ گیا، سارے محلہ کے لوگ ہماری طرف دیکھتے رہے، میں اپنے آپ کو بے عزت سمجھتا رہا، اس پر بھی میں نے بیوی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

سے کہا کہ تو منہ بند کردے، نہیں تو غصہ میں اور بھی رہا، اس پر بھی اس نے منہ بند نہیں کیا، پھر میں نے کہا اب جو ہو گیا سو ہو گیا، اسی طرح ہوتا رہا تو میں طلاق دے دوں گا، طلاق دے دوں گا، اسی طرح ہوا تو طلاق دے دوں گا، برائے کرم منہ بند کردے یہ میرے الفاظ ہے، کیا یہ طلاق ہوگئی؟ یہاں لوگ کہتے ہیں کہ طلاق ہوگئی، اور کچھ کہتے ہیں طلاق نہیں ہوئی، ہمارا مسئلہ سنگین طول پکڑ رہا ہے، جواب جلد از جلد مل جائے، میں نے طلاق نہیں دی تھی، صرف دھمکی دی تھی، مجھے کیا معلوم کہ معاملہ یہاں تک بڑھ جائے گا؟ میری بیوی کو چار ماہ کا حمل بھی ہے، مجھے بہت فکر ہے، آپ کسی بھی طرح یہ مسئلہ سلجھادو۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اگر آپ نے اپنی بیوی کو یہ الفاظ کہے ہیں: ”اگر اس طرح ہوتا رہا تو میں طلاق دے دوں گا، طلاق دے دوں گا، اس طرح ہوا تو طلاق دے دوں گا“ اس کے علاوہ اور کوئی لفظ نہیں کہا ہے، تو اس سے طلاق واقع نہیں ہوئی یہ محض دھمکی ہے۔ (کما یستفاد من الفتاویٰ المحمودیہ ۴/ ۱۳۰) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۶/ شوال ۱۴۰۸ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

زوجین کا وقوع طلاق میں اختلاف ہو تو کس کی بات معتبر ہے؟

سوال: زید کی بیوی زینب ہے، باہم کشیدگی کے باعث اور زینب کے متعدد بار کے پیش ورفت پر عاجز آکر یہ کہہ دیا: کہ اگر ایسا ہی رہا تو چھوڑ دوں گا، طلاق دے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

دوں گا نہیں رکھوں گا، بعد اس کے وہ میکے گئی اس شرط پر کہ چار یوم بعد آپ خود آ جاؤں گی، بحسبِ وعدہ نہ آنے پر زید رخصت کرانے گیا تو بیوی زینب نے جواب دیا کہ تم نے ہم کو طلاق دے دی ان لفظوں کے ساتھ میں نے تجھ کو طلاق دے دی، طلاق دی، طلاق دی، بایں سبب زید حلفیہ کہنے کو تیار ہے کہ ہم نے ایسا نہیں کہا ہے جیسے کہ تم کہہ رہی ہو، اور زینب بھی حلفیہ کہنے کو تیار ہے کہ ہم کو طلاق دے دیا ہے؛ تو جب حلفیہ بیان کے لیے دونوں تیار ہیں اس صورت میں زید کو قابل اعتبار مانا جائے یا زینب کو؟ مہربانی فرما کر مفصل لکھئے کہ طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

جس صورت میں عورت طلاق کا دعویٰ کرے اور شوہر طلاق سے منکر ہو تو دو گواہ عادل مسلمان، یعنی نمازی، پرہیز گار، فسق و فجور سے بچنے والوں کی گواہی سے طلاق ثابت ہوتی ہے، اور یہ بھی ضروری ہے کہ ہر دو گواہ باہم متفق اللفظ والمعنیٰ گواہی دیویں، گواہوں کا اختلافِ بیان بھی موجب ردِ شہادت ہے، جیسا کہ گواہوں کا فاسق و بے نمازی ہونا موجبِ ردِ شہادت ہے۔

ولزم فی الکل الخ لفظ اشهد بقولها و العدالة لوجوبها الخ وأیضاً فی الدر المختار وکذا تجب مطابقة الشهادتین لفظا ومعنیً الخ .

پس صورت مسئولہ میں اور واقعۂ مذکورہ میں اگر دو گواہ مسلمان عادل بلا اختلاف بیان طلاق کی گواہی دیویں تو شرعاً طلاق واقع ہوتی ہے، اور تین طلاق کے ثابت ہونے کی صورت میں علاقہ نکاح مابین الزوجین منقطع ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم عزیز الفتاویٰ ۱ / ۵۳۳ مطبوعہ کراچی)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اور گواہوں کے نہ ہونے یا ان کے عادل وثقہ نہ ہونے کی صورت میں شوہر کا انکار بحلف معتبر ہوگا، جیسا کہ قاعدۂ معروفہ حدیث شریف میں ہے "البينة على المدعى واليمين على من انكر"، اوراس کی تصریح جملہ کتبِ فقہ میں ہے۔ (ایضاً/۴۸۷) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۷/ربیع الآخر ۱۴۰۷ھ

طلاق دینے کے بعد شوہر انکار کرے تو کیا حکم ہے؟

سوال: شوہر نے بیوی سے جھگڑا کرتے ہوئے کہا کہ کان کھول کر سن، اور سترہ بار سن، اگر آج سے تو تیری ماں کے گھر گئی تو تجھے تین طلاق (اس جھگڑے کے ہونے کے وقت میں اہل محلہ کی کثیر تعداد جو کہ غیر مسلم تھی، وہ اور شوہر کی ماں بھی موجود تھی) اس معاملہ کے چند دن بعد شوہر نے بیوی کو سخت مار ماری، جس کی تاب نہ لا کر بیوی اپنی ماں کے گھر چلی گئی، اور ابھی تک مذکورہ عورت اپنی ماں کے گھر ہے، اس کے بعد سے وہ شوہر کے گھر نہیں گئی، اور اب شوہر یہ دعویٰ کرتا ہے کہ میں نے بیوی کو طلاق دی ہی نہیں؛ مگر طلاق کی شہادت اہلِ محلہ- جو کہ غیر مسلم ہیں- اور شوہر کی ماں وغیرہ سب دے رہے ہیں، تو کیا ان صورتوں میں مذکورہ عورت کو طلاق ہوگئی یا نہیں؟ مدلل مفصل جواب تحریر فرمایئے، آپ کے ممنون ومشکور ہوں گے۔

الجواب: حامداً ومصلياً ومسلماً

اگر شوہر نے بیوی کو یہ الفاظ کہے کہ "اگر آج سے تو تیری ماں کے گھر گئی تو تجھے تین طلاق" اور اس کے بعد عورت اپنی ماں کے گھر چلی گئی تو اس پر تین طلاق واقع ہوگئی۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

وتنحل اليمين بعد وجود الشرط مطلقاً الخ

(درمختار على هامش الشامى ٢/ ٥٤٤)

صورتِ مسئولہ میں اگر عورت نے خود ان الفاظ کو سنا ہے تو شرعاً اس کے لیے جائز نہیں ہے کہ اپنے اوپر شوہر کو قابو دے؛ بلکہ جس طرح بھی ممکن ہو اس سے علیحدگی اختیار کرے اور ہرگز اپنے اوپر قابو نہ دے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۴/ ۳۰)

في التاتارخانية عن الملتقط: إذا سمعت المرأة الطلاق ولم تسمع الاستثناء لايسعها ان تمكنه من الوطء اھ اى فيلزمها منازعته.

(شامى ٢/ ٥٥٤)

شوہر کی ماں کی گواہی صورتِ مذکورہ میں شوہر کے خلاف ہونے کی وجہ سے قابلِ قبول ہے؛ لیکن غیر مسلم کی گواہی معتبر نہیں ہے، اور صرف ایک عورت کی گواہی (شوہر کی ماں کی گواہی) سے نصاب شہادت پورا نہیں ہوتا، اس لیے احوط یہ ہے کہ جب تک شوہر خود اقرار نہ کرے یا اور کوئی گواہ شرعی میسر نہ آئے، وہاں تک عورت دوسری جگہ نکاح نہ کرے، اور اپنے اوپر شوہر کو جماع وغیرہ کی قدرت نہ دے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۴/ ۳۰)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۵/ ربیع الاول ۱۴۰۸ھ

عورت طلاق کا اقرار کرے اور مرد منکر ہو تو کیا کرے؟

سوال: میرا نام عابدہ ہے، میرے شوہر کا نام محمد شفیع ہے، میرے دو بیٹے ہیں، ایک سات سال کا ہے، دوسرا پانچ سال کا ہے، شادی کو ۹/ سال ہوئے، تین سال سے تنازعہ چلتا ہے، جس کی وجہ سے بار بار مجھ کو طلاق طلاق کہتے رہتے ہیں، کئی دفعہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

طلاق کہی ہے؛ لیکن چار دفعہ خاص الفاظ میں کہی ہے، ایک دفعہ بہت پہلے کہا تھا، جس کو میرے شوہر کی ماں بہنیں بھی جانتی تھیں، دوسرے دفعہ میرے والد کو فون کر کے کہہ دیا تھا کہ میں تمہاری بیٹی کو طلاق دیا ہوں، تیسرے دفعہ ایک روز صبح پانچ بجے گھر پر آئے میں نے ذرا بڑبڑایا کہ نیند میں خلل ڈالتے ہو، تو کہنے لگے کہ میں تجھ کو طلاق دے دیا، پھر وہ دوسرے کمرے میں گئے، تو کہنے لگے مجھ کو ہاتھ نہیں لگانا میں تجھ کو طلاق دیتا ہوں، اب یوں کہتے ہیں اب میں نے طلاق دی ہی نہیں، روزانہ کے جھگڑے ہیں، مار پیٹ کرتے رہتے ہیں، اب شریعت کا کیا مسئلہ ہے، آخری دفعہ طلاق ۲ر جنوری ۱۹۹۳ء کو دی تھی، اب کب سے عدت شروع ہوگی؟ اور کب ختم ہوگی؟ ارشاد فرمائیں اگر طلاق ہوگئی ہو تو۔

نوٹ: یہ چار دفعہ جو مجھے طلاق دیا ہے وہ میں خدا کو حاضر ناظر سمجھ کر اور اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتی ہوں کہ میرے شوہر چار دفعہ ایک ایک کر کے طلاق دیتا ہوں آخری دفعہ بھی یہ کہا ہے کہ میں جو آخری طلاق رہ گئی ہے وہ دیتا ہوں۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

شریعت نے شوہر کو طلاق دینے کا اختیار دیا ہے، اگر شوہر شریعت کے دیے ہوئے اس اختیار کے مطابق اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہے، تو طلاق واقع ہو جاتی ہے، چاہے وہاں کوئی سننے والا ہو یا نہ ہو؛ چوں کہ شریعت نے شوہر کو زیادہ سے زیادہ تین طلاق کا اختیار دیا ہے، اور یہ بھی کہ پہلی اور دوسری طلاق اگر رجعی ہے تو عدت کے درمیاں رجوع کا بھی اس کو حق ہے، اس لیے جس وقت شوہر نے پہلی طلاق دی تو وہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

واقع ہوگئی، اور اس کے بعد بھی دونوں میاں بیوی اپنے سابقہ تعلقات زوجیت پر قائم رہے، تو رجوع ہوگیا، پھر جب دوسری طلاق دی تو وہ بھی واقع ہوگئی، اس کے بعد بھی میاں بیوی اپنی سابقہ تعلقات زوجیت پر قائم رہے، تو اس میں بھی رجوع ہوگیا، پھر جب تیسری مرتبہ طلاق دی تو وہ بھی واقع ہوگئی، اور بیوی شوہر کے لیے حرام ہوگئی، اب نہ تو رجوع درست ہے، اور نہ دوبارہ نکاح کی اجازت ہے؛ البتہ عورت عدت گذار کر دوسرے مرد سے نکاح کرے، اور دوسرا شوہر نکاح میں لانے کے بعد وطی کے بعد طلاق دے، یا اس کا انتقال ہوجائے، پھر عدت گذار کر پہلے شوہر کے لیے نکاح درست ہوسکتا ہے، یہ یاد رہے کہ اگر عورت طلاق کا دعوی کرتی ہے اور شوہر طلاق دینے سے انکار کرتا ہے، تو عورت کے لیے شرعی شہادت پیش کرنا ضروری ہے، ورنہ شوہر کی بات قسم کے ساتھ مانی جائے گی، اگر آپ کے شوہر نے آپ کو تین طلاق دے دی ہیں، جس کا آپ کو علم ہے، تو اب آپ اس پر حرام ہوچکیں؛ لیکن چوں کہ وہ طلاق کا منکر ہے، اور آپ کے پاس شرعی شہادت موجود نہیں ہے، تو مناسب یہ ہے کہ آپ کچھ رقم دے کر گواہوں کی موجودگی میں خلع کے ذریعے چھٹکارا حاصل کرلیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۹ / ذوالقعدہ ۱۴۱۳ھ

لواطت کے ایک واقعہ میں طلاق کی قسم

سوال: ایک آدمی نے ایک لڑکے کے ساتھ اپنے عضو مخصوص کو چھو کر ہلایا، اور فاعل اور مفعول کپڑے پہنے ہوئے تھے، تو یہ حرکت کرتے ہوئے چار عورتوں نے دیکھ لیا، تو ایک عورت نے اپنے شوہر کو یہ بات سنادی، اب اس آدمی نے پندرہ بیس آدمیوں

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کوسنا دیا، اب ان آدمیوں نے فاعل کو بلا کر پوچھا کہ تم نے ایک لڑکے کے ساتھ لواطت کی ہے؟ تو فاعل نے اپنی عزت بچانے کے خاطر طلاق کی قسم کھالی، الفاظ یہ ہے کہ: ''میں نے لڑکے کے ساتھ ایسا کام نہیں کیا، اگر میں نے لڑکے کے ساتھ ایسا کام کیا ہو تو میری بیوی کو تین طلاق'' اور قسم کھانے والا قسم کھاتے وقت ایسا کام سے مراد: کپڑے نکال کر لواطت کرنا مراد لے رہا ہے، اور دخول کرنا مراد لے رہا ہے، اور کپڑے نکال کر دخول کرنا نہیں پایا گیا، تو کیا طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟ اگر واقع ہوگئی تو اب بیوی کو نکاح میں باقی رکھنے کے لیے کوئی گنجائش نکل سکتی ہو تو بتائیے! عین کرم ہوگا، یہ واقعہ پیش آئے دو سال ہو گئے، ابھی تک بیوی شوہر کے گھر ہے، کسی کو یہ بات معلوم نہیں ہے کہ ایسا واقعہ پیش آیا ہے۔

نوٹ: ان کی باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ قسم کھلانے والے کی مراد کپڑے نکال کر دخول کر کے لواطت کرنا ہے، پھر ان کے دل میں کیا بات ہے؟ خدا بہتر جانتا ہے، جلدی جواب عنایت فرمائیں، آپ کا احسان ہوگا۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

اگر حالف و مستحلف دونوں کی نیت کپڑے نکال کر دخول کی ہے، تو صورت مسئولہ میں طلاق واقع نہ ہوگی، اور اگر مطلق لواطت مراد تھی اور دخول اس طرح پایا گیا کہ حرارت کا احساس ہوا تھا، تو طلاق واقع ہو جائے گی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۶/ رجب ۱۴۱۱ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

لواطت کے ارتکاب سے بیوی نکاح سے نہیں نکلتی

سوال: میں ایک منجدھار میں پھنسا ہوا ہوں، ایک بے بس انسان ہوں، اگر میں اپنے گناہوں کو چھپاتا ہوں تو خوف الٰہی غالب آجاتا ہے کہ کل قیامت کے دن میرا کیا حال ہوگا؟ اور اگر گناہ کو اجاگر کرتا ہوں تو دنیا والوں کے آگے ذلت ورسوائی اور شرمندگی کا ڈر ہے، میری داستان یہ ہے کہ میری شادی آج سے تقریباً ۵/ سال پہلے ہوئی تھی، اس وقت میری عمر ۱۷، ۱۸/ سال کی ہوگی، اور میری زوجہ کی عمر ۱۳، ۱۲/ سال کی، ابھی تک رخصتی نہیں ہوئی ہے، ابھی ۴، ۵/ مہینہ بعد رخصتی ہوگی، اہم بات یہ ہے کہ شادی کے ایک سال بعد محلہ کے ایک بدلڑکے کے ساتھ میں نے زنا جیسا فعل کیا، اس وقت تک میں بھی گناہوں میں ہی ڈوبا رہتا تھا، زنا کاری آوارہ گردی آدی (عادی) فعل میں کرتا تھا؛ لیکن ابھی تین سال سے میں نے یہ سب کام چھوڑ دیے ہیں، خدائے تعالیٰ کا مجھ پر یہ بہت ہی بڑا احسان ہوا کہ مجھے گناہوں کے دلدل سے نکال کر نیک راہ پر ڈالا، ابھی الحمد للہ پانچ وقت کی نماز پابندی سے پڑھتا ہوں، قرآن پاک کی تلاوت بھی کرتا ہوں، اب میں اپنے اس پرانے دور کو یاد کرتا ہوں تو بہت ہی افسوس ہوتا ہے، اب ۴، ۵/ مہینہ بعد عورت بھی آنے والی ہے، اب آپ برائے مہربانی یہ بتائیں کہ کیا میرا پہلا والا نکاح درست ہے یا ٹوٹ گیا؟ کیا میں عورت سے بغیر دوسرا نکاح کیے صحبت کرسکتا ہوں؟ اگر نہیں تو قرآن وحدیث ومسائل کی روشنی میں کوئی ایسا راستہ بتائیں کہ کل قیامت کے دن خدا کے سوال سے بھی بچ جاؤں اور دنیا والوں کے آگے بھی ذلت، رسوائی اور شرمندگی نہیں اٹھانا پڑے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

لڑکے کے ساتھ بدفعلی یعنی لواطت، اسی طرح زنا وغیرہ گناہ کے کام ہیں؛ لیکن اِن گناہوں کے ارتکاب سے بیوی نکاح سے نکل نہیں جاتی ہے؛ البتہ اگر بیوی کو طلاق دے دی ہو تو وہ نکاح سے نکل جاتی ہے، آپ جب اپنے سابقہ گناہوں پر نادم ہیں، اور آئندہ ان کے نہ کرنے کا عزم کیے ہوئے ہیں تو یہی توبہ ہے، اللہ تعالیٰ گنہگار کی توبہ قبول فرما کر اس کے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے، اور توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسے کہ اس نے گناہ ہی نہ کیے ہوں، اس لیے آپ سابقہ گناہوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہ ہوں؛ البتہ آئندہ گناہوں سے بچنے کا خصوصی اہتمام فرمائیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲/ ربیع الاول ۱۴۱۷ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

"تجھے طلاق کی قسم" کہنے سے طلاق

سوال: زید نے اپنی بیوی ہندہ سے کہا کہ اگر تو میری بہن کے گھر گئی یا بہن سے بات چیت کی، اسی طرح میری بھاوج سے ملاقات یا بات چیت کی، تو تجھے طلاقوں کی قسم، تاہم ہندہ باز نہ آئی اور زید نے جن جن سے ملاقات اور بات چیت سے منع کیا تھا دونوں باتیں کر گزری، تو ہندہ زید کے نکاح میں رہے گی یا نہیں؟ طلاق واقع ہوگی تو کونسی اور کتنی؟ دلائل سے آراستہ فرما کر ممنون فرمائیں۔ فتاوی رحیمیہ ۵/ ۲۷۵ پر طلاق کی قسم (لفظ مفرد کے استعمال) پر وقوع طلاق رجعی کا فیصلہ فرمایا ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

صورت مسئولہ میں زید نے جو جملہ استعمال کیا ہے، اس میں اپنے لیے قسم کا کوئی لفظ ہی استعمال نہیں کیا؛ بلکہ یوں کہا کہ "تجھے طلاقوں کی قسم" اس لیے یمین منعقد ہی نہیں ہوئی، اور ہندہ پر کوئی طلاق نہیں پڑی۔

كما يستفاد من العبارة الآتية: ولو قال عليك عهد الله إن فعلت كذا، فقال: نعم، فالحالف المجيب (درمختار) قوله (فالحالف المجيب) ولا يمين على المبتدئ؛ وإن نوى اليمين خانية وفتح أي لإسناده الحلف إلى المخاطب، فلايمكن أن يكون الحالف غيره.

(شامی ۳/ ۱۵۲، كتاب الإيمان قبيل كتاب الحدود)

فتاوی رحیمیہ میں جو مسئلہ ہے اس میں بیوی کے کہنے پر زید نے کہا مجھے طلاق کی قسم منظور ہے، اس لیے یمین منعقد ہو گئی تھی؛ کیوں کہ اپنی طرف یمین کی نسبت کی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۰/ ذوالقعدہ ۱۴۱۱ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

حصول وثیقہ کے لیے طلاق کی قسم

سوال: مسجد قوت الاسلام اپٹن لین لنڈن کے ورکنگ کمیٹی کے ممبروں نے مقامی امام وخطیب کے ایماء پر کمیٹی میں زیر بحث بات چیت صیغۂ راز میں رہے اس مقصد سے طلاق کی قسم کھائی ہے، اس قسم کی طلاق کا منشاء یہ تھا کہ کبھی میٹنگ کے دوران ممبروں میں آپس میں تو تو میں میں اور سخت کلامی ہو جاتی تھی، اس لیے کون کیا بولا یہ بات باہر

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

جائے تو کسی ممبر کے رشتہ دار لڑائی پر آمادہ ہو جائے، چناں چہ اس کے تدارک کے لیے مفتی صاحب نے مشورہ دیا کہ ہر ایک ممبر سے طلاق کی قسم لی جائے؛ تاکہ اندرونی کاروائی کا افشاء نہ ہو اور ہر ایک ممبر محتاط رہے، اب ظاہر ہے کہ کوئی نہ کوئی بات کا افشا ہو ہی جاتا ہے، کبھی سہواً بھی میٹنگ کی گفت وشنید کی بات باہر آجاتی ہے، ممبروں نے محض جھگڑوں کے خوف سے قسم کھائی ہے، تو ایسی صورت میں دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا ایسی طلاق کی قسم کھلانا جائز ہے اور ایسی قسم کھانا جائز ہے؟ ایسی قسم کھانے اور کھلانیوالے کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے؟ کیا کوئی بات افشاء ہو جانے سے قسم کھانے والے کو نکاح ثانی پڑھانا ہوگا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

حصولِ وثیقہ کی غرض سے طلاق کی قسم کھانا اور کھلانا درست اور جائز ہے، بلا وجہ مکروہ ہے۔

وحاصله: أن اليمين بغيره تعالیٰ تارة يحصل بها الوثيقة أي اتثاق الخصم بصدق الحالف، كالتعليق بالطلاق وأما التعليق فليس فيه تعظيم؛ بل فيه الحمل أو المنع مع حصول الوثيقة، فلا يكره اتفاقاً كما هو ظاهر ماذكرناه، وإنما كانت الوثيقة فيه أكثر من الحلف بالله تعالىٰ في زماننا لقلة المبالاة بالحنث ولزوم الكفارة أما التعليق فيمتنع الحالف فيه من الحنث خوفا من وقوع الطلاق والعتاق وفی المعراج: فلو حلف به لا على وجه الوثيقة أو على الماضي يكره (شامی ۳/ ۵۱،۵۰)

قسم کی خلاف ورزی کرنے کی صورت میں طلاق واقع ہو جائے گی، جس قسم کی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

طلاق معلق کی تھی اس کے مطابق حکم جاری ہوگا؛ اس لیے ان حضرات نے قسم میں کیا الفاظ کہے تھے؟ وہ لکھ کر حکم معلوم فرمالیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

عنین کے نکاح، طلاق اور مہر کا حکم

سوال: زید کی ہندہ سے شادی ہوئی، زید کے اندر حقوقِ زوجیت ادا کرنے کی صلاحیت نہ ہونے کی وجہ سے دونوں میں لڑائی جھگڑے ہونے لگے، زید کا کافی علاج کیا گیا؛ مگر کامیابی حاصل نہیں ہوئی، آخر ہندہ گھر چلی گئی، طلاق اور مہر کا تقاضا کرنے لگی اور عدت کی رقم کی فرمائش کرنے لگی، نکاح کے وقت مہر مقرر نہیں تھی، زید کے گھر والے ۱۱۰۰/ روپئے دینے کے لیے تیار ہیں، لڑکی والے انیس مثقال سونے کا تقاضہ کر رہے ہیں، ایسی صورت میں کیا کرنا چاہیے؟

① زید میں مردانگی نہیں تھی، پھر بھی ہندہ سے نکاح پڑھایا گیا، کیا ایسی صورت میں نکاح صحیح ہوگا؟

② مہر کے اختلاف میں کیا کرنا چاہیے؟

③ لڑکی طلاق کی مانگ کر رہی ہے تو کیا یہ طلاق ہے یا خلع؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

① زید میں مردانگی نہ ہونے کے باوجود یہ نکاح شرعاً درست ہوگیا۔

② اگر بوقتِ نکاح مہر مقرر نہ ہوا ہو اور میاں بیوی میں خلوتِ صحیحہ ہو چکی ہو تو مہرِ مثل واجب ہوگا، مہرِ مثل سے مراد وہ مہر ہے جو بیاہی جانے والی لڑکی کے آبائی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

خاندان میں اس جیسی لڑکی کا ہو؛ نیز آبائی خاندان کی لڑکیوں کے شوہر اور اس شوہر میں قابلِ ذکر مناسبت ہو۔

③ لڑکی اگر اپنے مطالبہ کے معاوضہ میں کوئی متعینہ رقم دے رہی ہے اور خلع کے لفظ سے معاملہ ہو رہا ہے تو یہ خلع ہے، اور اگر طلاق کے لفظ سے جدائی ہو رہی ہے تو یہ طلاق علی المال ہے، اور اگر لڑکی کی طرف سے کوئی معاوضہ پیش نہیں کیا جا رہا ہے تو یہ خالص طلاق ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

نکاح سے پہلے طلاق کا حلف نامہ لکھوانا

سوال: ایک شخص رضوان نامی کی نہ منگنی ہوئی تھی اور نہ شادی، اس وقت ایک صاحب نے اس رضوان کا اپنی صاحبزادی سے نکاح کا ارادہ کیا اور نکاح سے پہلے رضوان سے حلف نامہ لکھوایا جو نیچے مندرج ہے، خلاصہ اس کا یہ ہے کہ اگر میں یعنی رضوان لڑکی کے والد کو یا لڑکی کے بھائیوں کو تکلیف پہنچانے کی کوشش کروں تو میری گھروالی کو تین طلاق۔ تو دریافت طلب بات یہ ہے کہ:

① ایسے حلف نامہ لکھنے کے بعد اگر شادی ہو اور شادی کے بعد تعلیق پائی جائے تو مذکورہ رضوان کی گھروالی پر طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟ ہماری سمجھ کے مطابق طلاق واقع نہ ہونی چاہیے؛ کیوں کہ حلف نامۂ مذکورہ میں نکاح کی طرف نسبت نہیں ہے اور نکاح سے پہلے طلاق نہیں ہے، کیا یہ صحیح ہے یا نہیں؟

② اگر طلاق واقع ہوگی تو رضوان جب دوسری جگہ شادی کرے گا اور اس کے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

بعد تعلیق مذکورہ دوبارہ پائی جائے تو اس نکاح پر کوئی اثر پڑے گا یا نہیں؟

نوٹ: واضح رہے کہ رضوان کے تین بھائی اور ہیں، ان میں سے دو عالم ہیں اور دو ناواقف، اوپر ذکر کردہ صاحب کے یہ چار بھائی بھانجے ہیں، کسی وجہ سے ماموں اور ان دو عالم بھائیوں کے درمیان نااتفاقی چل رہی ہے، اس لیے ماموں نے اپنے بھانجے رضوان کو اپنی صاحبزادی دینے سے پہلے حلف نامہ لکھوادیا؛ تاکہ مستقبل میں دو عالم بھائیوں سے مل کر ماموں اور ان کے صاحبزادوں کے خلاف کوئی سازش نہ کرے۔ اس زمانے میں ایک صاحب نے طلحہ کو حلف نامہ لکھوایا ''میں آج قسم کھا کر کہتا ہوں اور لکھتا بھی ہوں ماموں سلیمان اور ان کے لڑکوں کے خلاف بغاوت کر کے ان کے مخالفین سے مل کر اگر ان کو تکلیف پہنچانے کی کوشش کروں تو میری گھر والی کو تین طلاق''۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

① آپ کا یہ سمجھنا کہ طلاق واقع نہ ہوگی صحیح ہے۔

② اس صورت میں طلاق واقع نہ ہوگی۔

شرطه الملك كقوله لمنكوحته ان ذهبت فأنتِ طالق أو الاضافة إليه. (تنویر الابصار) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۹/محرم الحرام ۱۴۱۹ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

غیر مسلم قاضی کے فیصلۂ طلاق کا حکم

سوال: میری بیوی سے گھریلو تنازعہ کی وجہ سے میں تین سال ہوئے علیحدہ رہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

رہا ہوں، اس درمیان بیوی نے کورٹ سے طلاق حاصل کی، میں نے نہ طلاق نامہ پر دستخط کیے نہ کورٹ کو اتھاریٹی دی، یہ یک طرفہ کاروائی ہوئی، اس کے بعد ایک مسلم ادارہ کے ذریعہ مجھے نوٹس ملا کہ چوں کہ کورٹ نے طلاق دے دی ہے؛ لہٰذا آپ شرعی طور پر طلاق نامہ لکھ بھیجو۔ میں نے جواب دیا کہ اولاً مجھے طلاق دینا نہیں ہے، اور بیوی طلاق چاہتی ہے تو اسے خلع کہا جائے گا، اور خلع کی صورت میں شوہر کچھ ڈیمانڈ کر سکتا ہے؛ لہٰذا بیوی اگر ایک لاکھ پونڈ دے تو میں خلع دینے کو تیار ہوں، میری اس ادارہ سے کافی خط وکتابت رہی، آخر ادارہ کو میں نے لکھا کہ اگر ایک لاکھ پونڈ آپ کی نظر میں نامناسب لگ رہا ہے تو وہ بتلائے کہ کتنی رقم دے سکتی ہے؟

اب اس ادارہ نے مجھے حسبِ ذیل خط لکھا:

① کورٹ کے ذریعہ طلاق ہو چکی۔

② آپ خلع دینے پر راضی تھے۔

③ آپ اپنی بیوی سے تین سال سے جدا ہیں۔

④ آپ نے بدل خلع کا نامناسب مطالبہ کیا ہے۔

براہِ کرام مجھے بتلائیے کہ کیا مذکورہ وجوہات کی وجہ سے میری بیوی کو طلاق ہو گئی؛ جب کہ میں نے نہ طلاق دی، نہ طلاق نامہ پر دستخط کی، نہ کسی کو وکیل طلاق بنایا۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اگر آپ نے کورٹ کو طلاق کا کوئی اختیار نہیں دیا تھا، اور اس کے فیصلۂ طلاق پر منظوری کے دستخط بھی نہیں کیے تو غیر مسلم قاضی کے اس فیصلہ سے آپ کی بیوی پر طلاق نہیں ہوئی، مسلم ادارہ نے وقوعِ طلاق کی جو وجوہات لکھی ہیں ان میں سے کسی وجہ سے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

بھی شرعاً طلاق واقع نہیں ہوئی؛ البتہ بدل خلع کے طور پر جو مطالبہ کیا ہے وہ یقیناً نامناسب ہے، آپ نے جو رقم بطور مہر دی تھی اتنی رقم کا مطالبہ مناسب ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۳/محرم الحرام ۱۴۱۹ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

غیر مسلم جج کا فیصلۂ طلاق

سوال: جج کا غیر اسلامی ممالک میں طلاق کا فیصلہ دینے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ کیا وہ شرعی طلاق ہوگی یا نہیں؟ اگر ہوگی تو رجعی یا بائن؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

مسلم جج کا فیصلہ جب کہ شریعتِ حقہ کے مطابق ہو شرعاً فسخِ نکاح کے متعلق معتبر ہے، غیر مسلم جج کا فیصلہ ایسے مسائل میں شرعاً معتبر نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ۴/۴۴)

اس صورت میں یا تو شوہر سے طلاق حاصل کی جائے یا کسی مسلم حاکم سے باقاعدہ نکاح فسخ کروایا جائے یا خلع کیا جائے۔ (ایضاً ۹/۳۵۵)

البتہ اگر شوہر نے خود عدالت میں طلاق کے لیے مقدمہ دائر کیا ہے یا عورت کے مقدمہ داخل کرنے کی صورت میں غیر مسلم جج کو فیصلہ کا اختیار دیا ہے تو اس صورت میں یہ سمجھا جائے گا کہ اس نے غیر مسلم جج کو طلاق کا وکیل بنا دیا اور بطور وکیل اس کی واقع کی ہوئی طلاق پڑ جائے گی، اب اگر الفاظِ صریح طلاق کے استعمال کئے ہیں تو رجعی پڑے گی اور کنایہ یا بائن کے ہیں تو بائن پڑے گی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ　　کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۰/ربیع الآخر ۱۴۱۹ھ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

طلاق طلاق، تو آزاد کہنے کا حکم

سوال : نام: محمد ایوب، زوجہ: فرزانہ، محمد ایوب نے اپنی عورت کو حسب ذیل تفصیل سے طلاق دی ہے: زبان سے بولا طلاق، طلاق اور تیسری مرتبہ یوں کہا کہ: تو آزاد ہے، جاسکتی ہے، اس طریقے سے معاملہ ہوا، اب ان میں کونسی طلاق ہوئی؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

صورت مسئولہ میں محمد ایوب کی بیوی فرزانہ پر تین طلاق واقع ہوچکی ہے، اب فرزانہ، محمد ایوب پر حرام ہوچکی ہے، شرعی حلالے کے بغیر محمد ایوب کا نکاح فرزانہ کے ساتھ درست نہیں ہے۔

ونحو: اعتدي، استبرئي رحمك، أنت واحدة، أنت حرة، لا يحتمل السبب والرد (درمختار) بل معناه الجواب فقط (شامي)

وفي مذاكرة الطلاق يتوقف الأول فقط، ويقع في الأخيرين وإن لم ينو؛ لأن مع الدلالة لا يصدق قضاء. (درمختار) وا لبائن يلحق الصريح (درمختار) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری ۲۴ رمضان المبارک ۱۴۱۹ھ

طلاق کی جگہ خالی چھوڑ کر تحریر لکھنے کا حکم

سوال : زید نے اپنی بیوی ہندہ کو شادی کے ایک سال بعد طلاق رجعی دیا اور اسی وقت رجوع ہوگیا، زید کو اپنی بیوی ہندہ کو اس کے ماں کے گھر جانے سے اعتراض تھا اور وہاں پر رُکنے سے؛ اس لیے زید ہندہ کو اس کے ماں باپ کے وہاں رکنے نہیں

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

دیتا تھا، شادی کے ڈیڑھ دو سال بعد ہندہ اس کے ماں باپ کے وہاں گھر چلی اور رُک گئی، اس کے ماں باپ ہندہ کو زید سے ملنے نہیں دے رہے تھے، ہندہ کو اس کے ماں باپ بولے کہ: اگر تو نیچے اتری تو تیرا پاؤں کاٹ ڈالیں گے، فون بھی نہیں کرنے دے رہے تھے، اسی وقت میرے پہلے لڑکے کو ماتا رچیچک نکل آئی تھی، اس کی خبر دینے نہیں دیے، تو بہ طور دھمکی زید نے نیچے لکھی ہوئی تحریر اس کے گھر ہندہ کی ایک سہیلی سے بھیجی، تحریر صرف اور صرف دھمکی کی ہے، دھمکی چند دوستوں کو گواہ رکھ کر دی گئی ہے:

میرے بار بار منع کرنے کے بعد بھی تم تمھارے ماں باپ کے وہاں گئی، اور رک گئی؛ اس لیے میں تمھیں دوسرا.......... دیتا ہوں، اور دوبارہ رکھوں گا اس شرط پر کہ تم تمھارے ماں باپ کے گھر گئیں یا چوکھٹ پار کی تو سمجھ لینا کہ تیسرا بھی.......... ہو جائے گا۔

نوٹ: زید کی سمجھ یا علم سے.......... کی جگہ جب طلاق لکھے گا تو ہوگا، نہیں تو نہیں۔ دھمکی آمیز تحریر ملنے پر ہندہ ایک گھنٹے میں زید کے پاس آ گئی، اور آٹھ سال تک اس کے ماں باپ کے گھر نہیں گئی، اس بیچ زید کو پچھتاوا ہوا اور آج سے چار سال قبل حج پر ہندہ کے ماں باپ سے دل میل صاف ہوئی، تب زید نے آنے جانے کا راستہ کھولنے کے لیے بہت سے فتویٰ منگوائے، سب لوگوں کو یہی بولا کہ میں اپنے قول سے رجوع ہو جاتا ہوں، اگر اس کا کفارہ ہے وہ دیتا ہوں، اجازت آنے جانے کی دیتا ہوں، اجازت بھی دے دیا۔ جب ہندہ کی دو بہنوں کی شادی تھی؛ مگر زید کے والد نے ہندہ کو منع کر دیا اور کہا کہ: شادی سامنے گھر سے کر دو، پھر شادی سامنے گھر سے ہوئی۔ زید کی طرف سے ہندہ چار سال قبل اجازت مل گئی تھی؛ مگر ہندہ کے ماں باپ کی طرف

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

سے جو علمائے دین تھے وہ کہتے تھے: نہیں، طلاق واقع ہو جائے گی، اجازت دینے کے بعد قول سے رجوع کرنے کے بعد یا کوئی بھی کفارہ کے بعد بھی، تو ہندہ نہیں گئی، تین ہفتہ پہلے ہندہ اس کے ماں باپ کے ساتھ اس کے ماں باپ کے گھر چلی گئی، تو ایسی صورت میں دوسری یا تیسری طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟

سوالی فتویٰ کے ساتھ دو جوابی فتویٰ بھی بھیج رہا ہوں، ایک جوابی فتویٰ میں زید دو طلاق کا مالک ہے؛ کیوں کہ خالی پر لکھے گا تو ہوگا، نہیں تو نہیں، تو دونوں جگہ خالی ہے۔ دوسرے جوابی فتویٰ میں زید ایک طلاق کا مالک ہے، اس میں دوسرا لکھا ہوا ہے کہ ہو گیا ہے، اور تیسرا بیوی کے کچھ لینے سے طلاق واقع نہیں ہوئی، یہ حق شوہر کو ہوتا ہے، شوہر جب تک رہے گا، نہیں تو نہیں ہوگا، اب حقیقت میں زید ایک یا دو کا مالک ہے؟ دلیل سے لکھ کر دیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

درمختار میں ہے: ونحو: اعتدي، واستبرئي رحمك، أنت واحدة، أنت حرة، اختاري، أمرك بيدك، سرحتك، فارقتك، لا يحتمل السبب والرد، ففي حالة الرضاء أي غير الغضب والمذاكرة تتوقف الأقسام الثلاثة تاثيرا على النية، وفي الغضب توقف الأولان إن نوى وقع وإلا لا، وفي مذاكرة الطلاق يتوقف الأول فقط ويقع بالأخيرين وإن لم ينو إلخ. (در علی ھامش الشامي ۲/۵۰۵،۵۰۴)

قال الشامي: (قوله أنت واحدة) أي طالق تطليقة واحدة، ويحتمل أنت واحدة عندي أو في ثوبك مدحا أو ذما، فإذا قال الأول فكأنه قاله، ولا اعتبار باعراب الواحدة عند عامة المشايخ وهو الأصح؛ لأن

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

العوام لا یمیزون بین وجوھه، والخواص لایلتزمونه في مخاطباتھم؛ بل تلك صناعتھم إلخ(شامي ۲/۵۰٤)

صورتِ مسئولہ میں زید نے جو تحریر لکھ کر ہندہ کے پاس بھیجی، اس میں اس نے صفت (دوسرا) کا صاف صاف تذکرہ کیا ہے؛ البتہ موصوف (یعنی طلاق) کی جگہ یہ سمجھ کر خالی رکھی ہے کہ اس جگہ طلاق کا لفظ لکھوں گا تو طلاق واقع ہوگی؛ ورنہ طلاق واقع نہ ہوگی، حالاں کہ اصولی اعتبار سے بہ طور اقتضاء النص صفت کا ذکر موصوف کے ذکر کو مستلزم ہوتا ہے؛ اس لیے یہ ایسا ہی ہے جیسے وہ اس خالی جگہ میں طلاق کا لفظ لکھ بھی دیتا، اور تحریر دھمکی کے طور پر بھیج دیتا، اُس صورت میں وقوعِ طلاق میں تو کسی کو تردد نہ ہوتا، اسی طرح موجودہ صورت میں بھی اس کی بیوی ہندہ پر دوسری طلاق اس وقت پڑ چکی تھی جب اس نے یہ تحریر لکھی، اور تیسری طلاق ماں باپ کے گھر جانے پر معلق کیا تھا، اور وہ جا چکی ہے؛ اس لیے وہ بھی پڑ گئی، اس طرح زید کی بیوی ہندہ پر تین طلاق واقع ہو کر وہ اس پر حرام ہو چکی ہے، شرعی حلالے کے بغیر اب زید کے لیے اس کے ساتھ دوبارہ نکاح حلال نہیں ہے۔ زید نے اپنی تحریر میں دوسرا اور تیسرا کا جو لفظ بہ طور صفت استعمال کیا ہے، اس کا موصوف طلاق ہی ہے، اس کا خود زید کو بھی اقرار ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری ۲۲ ؍ شوال ۱۴۱۹ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

غلط فہمی میں بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے

سوال: زید کی بیوی (جمیلہ) کو پہلے ایک لڑکا ہوا، گاؤں کے رسم و رواج کے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

مطابق جمیلہ سوا مہینہ کرنے اس کے ماں باپ کے گھر گئی، جب جمیلہ سوا مہینہ کرنے گئی تھی تب زید کے لڑکے کی عمر ۳۰ یا ۳۲ دن کی تھی، جمیلہ کے سوا مہینہ کرنے جانے کے چار دن بعد جمیلہ اور اس کی ماں زید کے پاس آئے اور کہا کہ: ہم لوگ بمبئ گھومنے کے لیے جارہے ہیں، تب زید نے بمبئ جانے سے جمیلہ کو منع کیا کہ دسمبر کی ٹھنڈی ہے اور لڑکا صرف ۳۵ یا ۳۶ دن کا ہے، اتنی سخت سردی میں بچہ کو بمبئ لے جانا مناسب نہیں ہے، تب جمیلہ کی ماں نے کہا: ہم بمبئ ضرور جائیں گے، تمھیں جو کرنا ہے کرلو، کچھ بھی ہو، وہ اتنا بول کر جمیلہ کے گھر سے چلے گئے۔ زید نے دوسرے دن جمیلہ کے گھر جا کر دیکھا کہ جمیلہ اور اس کے ماں باپ نہیں، بمبئ چلے گئے، گھر پر تالا لگا ہوا تھا، تب زید نے سمجھا کہ وہ لوگ بمبئ چلے گئے ہیں، زید غصے میں آکر ایک چٹھی لکھا اور گلی کے ایک لڑکے کے ذریعے جمیلہ کے ماں باپ کے گھر روانہ کردیا، چٹھی کی تحریر ذیل میں ہے:

میری پیاری بیوی!

السلام علیکم

میرے منع کرنے کے بعد بھی تم نے میری نافرمانی کی اور بمبئ چلی گئی، اس وجہ سے میں تمھیں پہلا طلاق رجعی دیتا ہوں۔ تمھیں چاہنے والا

چٹھی ملنے کے فوراً بعد جمیلہ اور اس کی ماں اور اس کے دو تین رشتے دار زید کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ: جمیلہ بمبئ نہیں گئی ہے اور نہ ہی گاؤں سے باہر گئی تھی، تم جب گھر پر آئے تھے اور تالا لگا ہوا تھا تو ہم لوگ رشتے داری میں گئے ہوئے تھے، تب زید نے معلومات لی تو جمیلہ گاؤں میں ہی تھی، بمبئ نہیں گئی تھی، اب ایسی صورت میں پہلی طلاق رجعی واقع ہوئی ہے یا نہیں؟

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

صورت مسئولہ میں زید کی بیوی جمیلہ پر ایک طلاق رجعی واقع ہو چکی ہے؛ اس لیے کہ زید نے طلاق کو بمبئی جانے پر معلق نہیں کیا ہے، یعنی یہ نہیں کیا کہ اگر تم بمبئی گئی ہو تو طلاق؛ بلکہ زید نے طلاق تو حتمی طور پر دے دی ہے؛ البتہ اس کی وجہ بمبئی جانا بتلایا ہے، یہ الگ بات ہے کہ یہ وجہ درست نہیں ہے۔ یہ ایسا ہے جیسا کہ کسی آدمی کو بتلایا گیا کہ آپ کی بیوی نے آپ کی والدہ کے ساتھ جھگڑا کیا اور انھیں گالیاں دیں، یہ سن کر اس کو غصہ آ گیا اور اسی بنیاد پر طلاق دے دی، بعد میں پتہ چلا کہ اطلاع غلط تھی تب بھی طلاق تو پڑ ہی گئی۔ کما هو الظاهر فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری ۲۳/ذو الحجۃ الحرام ۱۴۱۹ھ

لفظ "دوسری طلاق" پہلی طلاق کے اقرار کو متضمن ہے

سوال: شوہر کا بیان ہے کہ: انھوں نے اپنے لڑکے محمد ریاض الدین جو اپنے کسی دوست کی تقریب میں بہ ذریعۂ ٹیکسی جا رہے تھے، اور ساتھ ہی اپنی والدہ کو بھی لے جا رہے تھے، شوہر نے منع کیا کہ آپ کو جانا ہو تو جاؤ؛ مگر اپنی والدہ کو مت لے جاؤ، وہ بہ ضد رہے کہ میں اپنی والدہ کو بھی لے جاؤں گا، شوہر نے اپنی بیوی سے کہا کہ: آپ نہ جائیں، اگر آپ گئیں تو میں آپ کو ایک طلاق دے دوں گا؛ لیکن بیوی نہیں گئی۔

پھر چند سال کے بعد تیسرے لڑکے کی شادی کے موقع پر لڑکے کے والد نے اپنے بھائی کو شادی میں بلانے سے منع کیا، اس کے باوجود ان کو رقعہ دیا گیا اور وہ شادی میں شریک ہوئے، اور لڑکے کے والد شادی میں شریک نہیں ہوئے۔ شادی کے ۳ ۵/

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

یوم بعد خود لڑکے نے اپنے والد سے اپنی ماضی کی غلطی یعنی والد پر حملہ کیا تھا، اس کی معافی مانگی اور والد نے معاف کردیا، پھر معافی مانگنے کے بعد دوبارہ اپنے والد کے بھائی یعنی چاچا کے پاس جانے لگے، والد نے منع کیا کہ: آپ نے ابھی ایک گھنٹہ قبل معافی مانگی، پھر ان کے پاس جانے کو تیار ہوگئے۔ یہ گفتگو باپ کی لڑکے اور سالی کے درمیان میں ہو رہی تھی، اس پر بیوی نے کہا (دیور کی تائید کرتے ہوئے): آپ نے ابھی اپنے لڑکے کو معاف کردیا اور حج کو جاتے وقت بھی معاف کردیا، شوہر نے بیوی سے کہا: آپ کو نہیں معلوم، آپ اس میں دخل مت دو، آپ کو اس معاملے میں دخل دینے کی ضرورت نہیں، اگر دخل دوگی تو آپ کو نقصان ہوگا، اور پھر شوہر نے اپنی بیوی سے کہا: آپ کو دوسری طلاق دے رہا ہوں، آپ کو دوسری طلاق دے رہا ہوں، اور تیسری باقی ہے۔

بیوی کا بیان: بھاوج کہتی ہے کہ: اس موقع پر کہا: طلاق طلاق دو بار، اور کہا: تیسری باقی ہے، اس سے پہلے ایک دے چکا ہوں۔

بیٹی کا بیان: بیٹی کہتی ہے کہ: والد نے والدہ کو کہا: طلاق طلاق دو بار، تیسری باقی ہے، اس کے بعد کیا کہا؟ یاد نہیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

شوہر نے جب بیوی سے کہا: آپ کو دوسری طلاق دے رہا ہوں تو اس کی بیوی پر دو طلاق واقع ہوئی؛ اس لیے کہ اس کا لفظ دوسری طلاق پہلی کے اقرار کو متضمن ہے۔

ولو قال: أنت طالق غير واحدة فهي ثنتان، ولو قال: أنت طالق غير ثنتين فهي ثلاث كذا في المحيط. (عالمگیری ۱/۳۷۲)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ولو قال: أنت طالق تمام الثالث أوثالث ثلاث فهي ثلاث.

(عالمگیری ۳۷۲/۱)

اس کے بعد جب اس جملے کو دوسری مرتبہ کہا تو اس سے بھی دو واقع ہونی چاہیے تھی؛ لیکن اس کو ایک ہی کا اختیار باقی تھا؛ اس لیے وہی آخری واقع ہوگئی، جیسے کوئی آدمی اپنی بیوی کو چار طلاق دے تو تین طلاق واقع ہو جاتی ہے۔

کرر لفظ الطلاق وقع الکل (درمختار)

لہٰذا صورت مسئولہ میں عورت پر تین طلاق واقع ہو کر وہ مغلظہ ہو چکی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۶؍ربیع الآخر ۱۴۲۱ھ

الجواب صحیح: عباس داود بسم اللہ

محض تصور کرنے سے طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟

سوال: خالد نے فضائلِ صدقات میں صفحہ ۴۷۹ پر عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ پڑھا، یعنی عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے غزوۂ موتہ میں یہ فرمایا تھا کہ اگر بیوی کا خیال آجائے تو اس کو تین طلاق، تو خالد نے لفظ پڑھنے کے بعد دل میں یہ کہا کہ بیوی کو تین طلاق۔ تو کیا خالد کی بیوی پر تین طلاق پڑ گئی یا نہیں؟ اور طلاق پڑی تو کتنی پڑی؟ اگر تین طلاق پڑی تو اس کے حلال ہونے کی کیا صورت ہے؟ اور خالد ابھی سفر میں ہے، اور یہ بات خالد کی بیوی کو معلوم نہیں ہے، آیا بیوی کے معلوم ہونے کے بعد عدت کے ایام شمار ہوں گے یا جب سے طلاق پڑی ہے اس وقت سے؟ اور اگر حلالہ کی صورت پڑتی ہے تو کیا جس مرد سے نکاح کیا جائے گا وطی کرنا اس کا ضروری ہوگا؟ اور یہ معاملہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اتفاقیہ ہو گیا، بیوی سے نہ کوئی رنجش نہ لڑائی جھگڑا، کچھ بھی نہیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اگر خالد نے یہ الفاظ زبان سے اس طرح ادا کئے کہ اس کے کانوں نے یہ آواز سنی، اور جس وقت لفظ بیوی بول رہا تھا اس کی مراد اپنی بیوی ہے تو اس کی بیوی پر تین طلاق واقع ہو کر وہ اس پر حرام ہوگئی، ختم عدت کے بعد وہ عورت دوسرے مرد سے نکاح کرے، اور وہ دوسرا شوہر وطی کرے، اس کے بعد اس شوہر کی وفات ہو یا کسی وجہ سے طلاق دے دے، اور اس کی عدت پوری ہو جائے، تب خالد دوبارہ اس عورت سے نکاح کرسکتا ہے۔ اور اگر خالد نے یہ الفاظ زبان سے ادا نہیں کئے بلکہ دل میں صرف اس کا تصور اور خیال آیا، یا زبان سے جس وقت ادا کئے اس وقت لفظ بیوی بول کر اپنی بیوی مراد نہیں تھی؛ بلکہ صرف ان الفاظ کا تکرار ہی مقصود تھا تو اس صورت میں خالد کی بیوی پر کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۵ر ذوالقعدہ ۱۴۱۰ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

زبان سے بے اختیار طلاق کے الفاظ نکل جائے تو؟

سوال: زید رات کو سوتے وقت آنکھیں بند کر کے درود شریف پڑھ رہا تھا، اس وقت زید کی زبان سے اچانک چھ طلاق نکل گیا، زید نے نہ اپنی زوجہ کا نام لیا، نہ خطاب کیا، نہ اشارہ کیا، زید کو اپنی زوجہ کو طلاق دینے کی نیت نہ تھی، اچانک زبان سے یہ الفاظ نکل گئے ہیں بغیر ارادہ کے تو کیا زید کی عورت کو طلاق واقع ہو گی یا نہیں؟

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

زید کی زوجہ اس وقت کہاں تھی؟ اس کی کوئی وضاحت سوال میں نہیں ہے، اگر اضافت معنوی کا کوئی قرینہ ہے تو طلاق واقع ہوگی، ورنہ نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۳؍ صفر المظفر ۱۴۱۴ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

صرف دل میں طلاق دینا

سوال: زید آہستہ آواز سے سورۂ فاتحہ پڑھ رہا تھا، اس وقت زید کو تین طلاق کا وسوسہ دل ہی دل میں آیا یا زبان سے یہ الفاظ ادا ہو گئے، اس کے بارے میں زید کو شک ہو گیا ہے، زید کو ظن غالب ہے کہ دل ہی دل کے اندر وسوسہ آیا ہے تو اس صورت میں کیا ہوگا؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

اگر وسوسہ ہی کا درجہ ہے تو طلاق واقع نہیں ہوئی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۳؍ صفر المظفر ۱۴۱۴ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

اتنی آہستہ سے طلاق دینا کہ خود بھی نہ سن سکے

سوال: زید نے زبان سے کہہ دیا کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی، ان الفاظ کو اتنے آہستہ آواز سے کہا کہ خود نہیں سنا، تو زید کی عورت کو طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟ طلاق واقع ہونے کے لیے کیا اتنا آواز ضروری ہے جو خود سن سکے؟

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

اگر اتنی آواز نکلی جو اس کے کانوں تک پہنچ گئی تو طلاق واقع ہوگی۔ (شامی ۱/ ۳۹۴)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۳۰/ صفر المظفر ۱۴۱۴ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

باب الطلاق البائن

’’فارختی‘‘ سے طلاق بائن واقع ہوگی

سوال: ہماری چالی میں ایک بھائی کے گھر میں گھریلو معاملات پر میاں بیوی میں جھگڑا ہو گیا، شوہر نے جھگڑے کے دوران بیوی کی زبان درازی سے غصے کے عالم میں تین سے زیادہ مرتبہ اپنی بیوی کو کہا میں نے تجھے ’’فارختی‘‘ دیا، میں نے تجھے فارختی دیا، میں نے تجھے فارختی دیا، ایسا مردوں اور عورتوں کی حاضری میں کہا۔ تو کیا اسلامی رو سے اس عورت کو فارختی ہوگئی؟ اگر اس عورت کو فارختی ہوگئی ہو اور دونوں میاں بیوی پھر سے ازدواجی زندگی گزارنا چاہیں تو کیا کرنا چاہیے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

صورتِ مسئولہ میں اس عورت پر ایک طلاق بائن واقع ہوگئی۔

(شامی ۲/ ۵۰۴، فتاویٰ دار العلوم مطبوعہ کراچی ۲/ ۶۱۹، فتاویٰ رحیمیہ ۲/ ۱۲۱)

اب اگر وہ دونوں پھر سے ازدواجی زندگی گزارنا چاہتے ہیں تو پھر سے نکاح

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کرلیں، حلالہ کی ضرورت نہیں، چوں کہ سابق شوہر ہی نکاح کرنا چاہتا ہے؛ اس لیے عدت کے اندر بھی کرسکتا ہے۔ (شامی ۲/ ۵۸۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، یکم ذوی الحجۃ ۱۴۰۷ھ

''تو چلی جا مجھے نہیں چاہیے'' کہنا

سوال: میاں بیوی کے درمیان جھگڑا ہوا، میاں نے بیوی سے کہا ''تو چلی جا، مجھے نہیں چاہیے'' کیا طلاق واقع ہوگئی یا نہیں؟ جواب اثبات میں ہے تو کونسی طلاق؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

''تو چلی جا مجھے نہیں چاہیے'' الفاظِ کنایات میں سے ہے، اگر شوہر نے طلاق کی نیت سے کہے ہیں، تو ایک طلاق بائن واقع ہوگی ورنہ نہیں۔ (شامی ۲/ ۵۰۵، فتاوی دار العلوم مکمل مدلل ۹/ ۷۹، ۳، ۳۸۳)

نیت تھی یا نہیں، اس سلسلہ میں شوہر کا قول اس کی قسم کے ساتھ معتبر ہوگا۔ (ایضاً) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۵/ شوال المکرم ۱۴۰۹ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

''تو دوسرا شوہر تلاش کرلینا'' لکھنا

سوال: ایک میاں بیوی کے درمیان نکاح کے کچھ ایام کے بعد ہی سے کشیدگی ہو رہی تھی، اور یہاں تک نوبت آئی کہ یہ کشیدگی کبھی کبھی وطی سے مانع ہوتی تھی، اب اس شوہر نے اپنے ایک ساتھی کے اوپر خط لکھا تھا کہ میں نے میری بیوی کو خط لکھا

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہے، کہ تو دوسرا شوہر تلاش کرلینا، میں تجھے رکھنے والا نہیں ہوں اور میں دوسری شادی کر کے رہوں گا، اور اس نے کہا کہ میری نیت دھمکی کی تھی، تو کیا طلاق واقع ہو جائے گی یا نہیں؟ مفصل ومدلل جواب تحریر فرمائیں، عین کرم ہوگا۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

صورتِ مسئولہ میں اگر شوہر کی نیت طلاق کی ہے، تو ایک طلاق بائن واقع ہوگی، ورنہ نہیں۔

ويؤيد ما في الذخيرة: اذهبي وتزوجي لا يقع إلا بالنية، وإن نوى فهي واحدة بائنة، وإن نوى الثلث فثلث. (شامی ۲/ ۵۱۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۷/ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۱ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

بیوی کو "اپنے ماں باپ کے گھر چلی جا" کہنا

سوال: عبدالرحمن نے اپنی بیوی کو یہ کہا کہ تو زیورات (کڑے اور ہنسلی) مجھے دے دے اور تو ماں باپ کے گھر چلی جا، عبدالرحمن کے دل میں طلاق کی نیت نہیں تو کیا عورت پر طلاق پڑے گی؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اگر عبدالرحمن نے اپنی بیوی کو "تو اپنے ماں باپ کے گھر چلی جا" کہتے وقت طلاق کی نیت نہیں کی تھی تو اس کی بیوی پر طلاق واقع نہیں ہوئی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۰/ صفر ۱۴۲۷ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

طلاق بائن اور ''تو چلی جا'' کہنا

سوال: ① طلاق بائنہ کی تعریف کیا ہے؟ اور طلاق بائنہ کب واقع ہوتی ہے؟

② شوہر کا اپنی عورت سے یہ کہنا کہ ''تو چلی جا'' تو یہ لفظ طلاق سے کنایہ ہے یا نہیں؟

③ مذکورہ جملہ اگر کنایہ ہے تو اگر کسی آدمی نے اپنی بیوی سے جھگڑا ہونے کے سبب غصہ کی حالت میں کہا کہ ''تو چلی جا'' نیتِ طلاق کے بغیر، تو کیا صرف حالتِ غضب کی وجہ سے طلاق واقع ہو جائے گی یا حالتِ غضب میں نیت کا ہونا بھی ضروری ہے؟

کنایہ کا حکم نور الانوار کی عبارت کے مطابق یہ ہے: ''حكمها ان لا يجب العمل بها إلا بالنية، أي بنية المتكلم لكونها مستفسرة المراد، فلايطلق فى ''أنت بائن'' ما لم ينو نيته أو لم يكن شيء قائما مقامها كدلالة الغضب أو مذاكرة الطلاق''.

مذکورہ عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ کنایہ کے الفاظ استعمال کرنے کی صورت میں طلاق بائن کے وقوع کے لیے دو چیزوں میں سے ایک کا ہونا کافی ہے: ① طلاق کی نیت ② یا اس کے قائم مقام کوئی دوسری چیز ہو۔ جیسے: حالتِ غضب کا ہونا یا مذاکرہ طلاق کا ہونا، اور دریافت کردہ مسئلہ میں ان دونوں میں سے ایک چیز پائی گئی یعنی حالتِ غضب اگرچہ نیتِ طلاق نہ پائی گئی تو طلاق واقع ہو جانی چاہیے یا پھر لفظ ''تو چلی جا'' غصہ کی حالت میں کہنے کی صورت میں طلاق کے وقوع کے لیے نیتِ طلاق کا ہونا بھی ضروری ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

① تا ③ ایسی طلاق جس کے بعد شوہر کو رجوع کا حق نہ رہے طلاق بائن کہلاتی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہے، لفظ طلاق کے ساتھ کوئی ایسی صفت بڑھا دی جو اس میں تاکید و شدت پیدا کرنے والی ہو تو طلاق بائن پڑتی ہے یا بائن کی تصریح کی ہو، بعض الفاظ کنایہ کو چھوڑ کر بقیہ سے بھی طلاق بائن واقع ہوتی ہے، ''تو چلی جا'' الفاظ کنایہ ہی میں سے ہے، اگر یہ لفظ طلاق کی نیت سے کہا ہے تب طلاق واقع ہوگی، حالتِ غضب کافی نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۵/ شوال ۱۴۱۷ھ

طلاق بائن کے الفاظ

سوال: طلاق بائن کن الفاظ سے ہوگی؟ اور کس موقع سے ہوگی؟ الفاظ کا اعتبار ہے یا نیت کا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

الفاظ کنایات سے طلاق بائن واقع ہوتی ہے؛ بشرطیکہ طلاق کی نیت ہو؛ البتہ اگر عرف میں وہ لفظ اسی لیے استعمال ہونے لگا ہے تو نیت کے بغیر بھی واقع ہوگی، تفصیلات مطولات میں دیکھئے، یہاں اس کی گنجائش نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

طلاق کے متعدد الفاظ کنائی کا حکم

سوال: سہیل کی بیوی سلمہ خانہ داری کے معاملات کو لے کر کبھی ساس سے جھگڑتی ہے، شوہر سہیل ہمیشہ صبر کی تلقین کرتا ہے؛ مگر وہ رات کو روتی رہتی ہے، بار بار سمجھانے پر بھی وہ چپ نہیں ہوتی، ایک صبح جب شوہر سہیل رات کو اس رونے پر پریشان ہوا تھا،

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

فجر کے بعد آ کر اپنی بیوی کے سامنے نہایت پریشانی کے عالم میں کہنے لگا کہ: تم میری خالہ کے گھر جو قریب ہی رہتی ہے چلی جاؤ! وہ تمھیں تمھارے گھر پہنچا دے گی، میری تمھاری جمے گی نہیں، تم چلی جاؤ یا میں چلا جاؤں گا؛ لیکن طلاق کی نیت بالکل نہیں تھی۔ یہ کہہ کر شوہر سلیم بھی رو پڑا اور کہا کہ: اس بچے کا بھی تم کو خیال نہیں آتا جو چھوٹا سا ہے، یہ کہنے پر بیوی بھی معافی مانگنے لگی کہ تم کہیں نہ جاؤ میں ایسا نہیں کروں گی۔

دوسری مرتبہ اسی طرح ساس کے ساتھ جھگڑا ہوا، تو بیوی سلمہ کی بہن گھر آئی تھی، جب اس کے سامنے یہ جھگڑے کی بات ساس بہو اور شوہر کی خالہ کرنے لگی، تو شوہر، سلمہ کی بہن سے حالت غضب میں کہنے لگا کہ: اس کو گھر لے جاؤ ورنہ طلاق دے دوں گا، پھر اُس مجلس میں دو تین مرتبہ یہ کہا کہ: اس کو لے جاؤ! کبھی مطلق اور کبھی اسی طرح کہ: میں خوشی سے کہتا ہوں، لے جاؤ! ایک مہینہ رکھو؛ تاکہ اس کا دماغ فریش ہو جاوے، یہ یہاں پریشان سی رہتی ہے، اس میں بھی طلاق کی نیت کسی وقت بھی نہیں تھی۔ ایک مرتبہ اسی جھگڑے سے پریشان ہو کر بیوی سے کہا حالت غضب میں: تو تیری ماں کے یہاں چلی جا، میرا پیچھا چھوڑ، اس میں بھی طلاق کی نیت بالکل نہیں تھی، ماں کے ساتھ رہ کر لڑتی رہتی ہے؛ اس لیے شوہر نے یہ کہا۔ ایک مرتبہ علاحدہ گھر کا مطالبہ کیا تو شوہر نے کہا کہ: الگ رہنا ہے تو تیری ماں کے گھر چلی جا! بیوی کے سامنے غصہ کا موڈ بناتے ہوئے یہ الفاظ کہے؛ مگر اس میں بھی طلاق کی نیت نہیں ہے۔ ان تمام صورتوں میں سے جو سب حالت غضب میں ہے، کہیں طلاق واقع ہوئی ہے؟ برائے کرم مدلل جواب تحریر فرمائیں، اور فقہ کی کتابوں میں جو تقع بدلالۃ الحال ہے اس کی وضاحت فرماویں۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

(الجواب): حامداً و مصلیاً و مسلماً

سہیل نے اپنی بیوی سلمہ کو مختلف اوقات میں جو الفاظ کہے ہیں وہ اُن الفاظ کنایات میں سے ہیں جن کو فقہا نے مایصلح ردا وجوابا میں شمار کیا ہے، اور کنایات طلاق کی اس قسم کا حکم یہ ہے کہ تینوں حالتوں (حالتِ رضا، حالتِ غضب اور حالتِ مذاکرۂ طلاق) میں ان الفاظ سے طلاق واقع ہونے کے لیے نیت ضروری ہے؛ اس لیے صورت مسئولہ میں ان الفاظ کو بولتے وقت سہیل کی نیت طلاق کی نہیں تھی، تو اس کی بیوی سلمہ پر طلاق واقع نہیں ہوئی۔

درمختار میں ہے: والكنايات الثلاث مايحتمل الرد أو مايصلح للسب أو لا، فنحو: أخرجي، واذهبي، وقومي، تقنعي، تخمري، استتري، انتقلي، انطلقي، اعزلي، اغربي -من الغربة أو من الغروبة- يحتمل ردا (إلىٰ أن قال) ففي حالة الرضا -أي غير الغضب- والمذاكرة تتوقف الأقسام الثلا ثة تاثيرا علىٰ نية ... وفي الغضب تتوقف الأولان، إن نوىٰ وقع وإلا لا؛ وفي مذاكرة الطلاق يتوقف الأول فقط.

(درمختار علىٰ هامش الشامي ۲/ ۵۰۲ تا ۵۰۵)

درمختار کی اس عبارت کی شرح میں علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے جو تشریح کی ہے اس کا مطالعہ کرلیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

اُملاہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۰/ رمضان ۱۴۲۱ھ
الجواب صحیح: عباس داود بسم اللہ

''یہاں نہیں رہے گی تو میرے نکاح میں نہیں'' کہنا

(سوال): ایک آدمی گھر کے ایک حصہ میں اپنی فیملی کے ساتھ رہتا ہے (جوان بھائی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

بہنوں میں میراث کا ہے ابھی تقسیم نہیں ہوا ہے) بعض ورثا ان کو تنگ کرتے ہیں اس لیے مذکورہ مرد کی عورت چاہتی ہے کہ دوسری جگہ جا کر رہیں مرد نے کہا تو یہاں نہیں رہے گی تو میرے نکاح میں نہیں اس کے بعد عورت کا شادی وغیرہ کے موقع پر گھر سے باہر جانا ہوا نیز دو چار روز سفر میں گھر سے باہر رہنا ہوا تو مذکورہ صورت میں طلاق ہوگی؟

اب مذکورہ مکان میں خاوند کی بہنوں نے دیوار لے لی جس کی وجہ سے بیت الخلاء بند ہو گیا جس کی وجہ سے گھر میں رہنا مشکل ہے اس لیے عورت کچھ مدت اپنے والد کے مکان پر رہی (رات دن وہیں گزارتی) ابھی تھوڑے دنوں سے عورت صبح سے رات تک خاوند کے گھر پر رہتی ہے اور رات اپنے والد کے گھر پر گزارتی ہے تو ایسی صورت میں کونسی طلاق واقع ہوگی اور کب سے ہوگی بعض حضرات نے کہا کہ طلاق ہوگئی اس لیے پھر سے نکاح کر لینا چاہیے۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ مستقبل میں یہ عورت اسی گھر کے دوسرے حصہ میں یا دوسرے مکان میں رہے عارضی یا مستقل تو اس وقت بھی طلاق ہوگی نکاح کے بعد اسی مکان میں دن گزارے اور رات دوسری جگہ تو کوئی حرج تو نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

کسی بھی کلام کے مفہوم ومطلب کی تعیین جس پس منظر میں وہ کلام کیا گیا ہے اس کو مدنظر رکھتے ہوئے کی جاتی ہے صورت مسئولہ میں ورثاء کے تنگ کرنے کی وجہ سے بیوی کی طبیعت میں دوسری جگہ جا کر رہنے کی چاہت پیدا ہوئی اس سے مستقل رہائش مراد ہے اس لیے شوہر نے جب بیوی سے یہ کہا کہ تو یہاں نہیں رہے گی تو میرے نکاح

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

میں نہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ جب تو یہاں کی مستقل رہائش چھوڑنے کے ارادہ سے یہاں سے جائے گی تو نکاح میں نہیں رہے گی اس لیے اگر وہ عورت شادی وغیرہ کسی تقریب میں شرکت یا کسی اور ضرورت کے پیش نظر کچھ دنوں کے لیے اس گھر سے باہر رہی تو چوں کہ اس کا یہ گھر سے باہر رہنا مستقل ترک رہائش کے ارادہ سے نہیں تھا اس لیے اس پر طلاق واقع نہیں ہوگی اسی طرح خاوند کی بہنوں کے دیوار لے لینے کی وجہ سے بیت الخلاء بند ہو جانے کے نتیجہ میں جب وہ اپنے والد کے مکان پر رہی اس کا ارادہ اپنے مکان کی رہائش مستقل طور پر چھوڑنے کا نہیں تھا بلکہ دل میں یہ ہے کہ جب بیت الخلاء کا انتظام ہو جائے گا دوبارہ اس میں سیٹ (منتقل) ہو جاؤں گی وہاں تک عارضی طور پر اپنے والد کے مکان پر رہی تو اس صورت میں بھی اس کی اپنے مکان کی ترک رہائش مستقل نہ ہونے کی وجہ سے اس پر طلاق واقع نہ ہوگی البتہ اگر خاوند کی بہنوں کے دیوار لے لینے والی صورت میں وہ اپنے مکان سے مستقل رہائش ترک کرنے کے ارادہ سے نکلی ہے تو اسی وقت ایک طلاق بائن واقع ہوگی تجدید نکاح کے بعد اس سابقہ جملہ کی وجہ سے دوبارہ طلاق واقع نہیں ہوگی۔

وفي فتاوى العلامة القاسم التحقيق أن لفظ الواقف والموصي والحالف والناذر وكل عاقد يحمل على عادته في خطابه، واللغة التي يتكلم بها وافقت لغة العرب ولغة الشارع أو لا (رسائل ابن عابدين ۲/۱۳۳)

إذا علمت ذلك ظهر لك أن قاعدة بناء الأيمان على العرف معناه أن المعتبر هو المعنى المقصود في العرف من اللفظ المسمى، وإن كان في اللغة أو في الشرع أعم من المعنى المتعارف، ولما كانت هذه القاعدة موهمة اعتبار الغرض العرفي وإن كان زائدا على اللفظ المسمى وخارجا

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

عن مدلوله كما في المسألة الأخيرة وكما في المسائل الأربعة التي ذكرها المصنف دفعوا ذلك الوهم بذكر القاعدة الثانية وهي بناء الأيمان على الألفاظ لاعلى الأغراض، فقولهم لاعلى الأغراض دفعوا به توهم اعتبار الغرض الزائد على اللفظ المسمى، وأرادوا بالألفاظ الألفاظ العرفية بقرينة القاعدة الأولى(رد المحتار۳/۷۹)

(وفيها) كلها (تنحل) أي تبطل (اليمين) ببطلان التعليق (إذا وجد الشرط مرة)(درمختار)(قوله أي تبطل اليمين) أي تنتهي وتتم، وإذا تمت حنث فلا يتصور الحنث ثانيا إلا بيمين أخرى لأنها غير مقتضية للعموم والتكرار لغة. (ردالمحتار۲/۵۴۳) **فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔**

املاہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۸/ذوالقعدہ ۱۴۲۲ھ

”تم کو جہاں جانا ہو چلی جا“ سے طلاق

سوال: میں آپ سے ایک مسئلہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ میرے شوہر کے ساتھ میرا کچھ جھگڑا ہو گیا تو انہوں نے مجھے یہ کہہ دیا جاؤ تم کو جہاں جانا ہو چلی جا اب میں تم سے کوئی واسطہ نہیں رکھوں گا اور پھر وہ گھر میں سے فوراً نکل گئے۔ ایسا انہوں نے دو دفعہ کہا۔ پھر چلے گئے اور میں گھر میں ہی رہی۔ پھر رات کو دیر سے آئے اور کچھ بولے بغیر اور میں نے بھی کچھ پوچھا نہیں وہ سو گئے۔ پھر میں نے بہشتی زیور میں دیکھا اور صبح کو میں نے ان سے پوچھا کہ کل شام جو تم نے بولا تھا تو تمھارے دل کا مقصد کیا تھا اور تم کیا کرنا چاہتے تھے؟ وہ بولے نہیں۔ میں نے پھر پوچھا کہ تمھارا ارادہ کیا تھا لیکن وہ بولے نہیں۔ پھر میں اب چار روز سے گھر میں نہیں رہتی جاتی ہوں لیکن رات کو ایک

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

بہن کے گھر چلی جاتی ہوں۔ میرا ان کا سامنا ہوا نہیں ہے۔ تو اب اس بارے میں مجھے کیا کرنا چاہیے؟ اور وہ تو اپنا ارادہ کسی کو بتاتے نہیں۔ اور یہ بات میں نے بھائی سے پوچھی اور تو میں کسی سے اس کا ذکر نہیں کر سکتی کیوں کہ ہر طرف یہ بات سے بدنامی ہوگی۔ اس لیے خاموش ہوں۔ تو آپ اس بارے میں مجھے جواب دیں کہ کیا کرنا چاہیے؟ میرا یہاں پر کوئی نہیں ہے؟ میرے ماں باپ، بھائی بہن سب پاکستان میں ہیں اور بیٹا بھی میرے سے الگ رہتا ہے اور کبھی نہیں آتا۔ باپ سے ملتا ہے۔ اور دوسرا بیٹا ترکیسر میں پڑھتا ہے تو میں اس گھر میں رہ سکتی ہوں یا نہیں؟ اس کا جواب جلد دیں میری طبیعت بھی ٹھیک نہیں رہتی۔ فقط

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

صورت مسؤلہ میں اگر شوہر نے یہ جملہ طلاق کی نیت سے کہا ہے تو اس سے طلاق واقع ہوگئی واقع ہونے والی یہ طلاق بائن ہے اور ایک ہی ہے اس لیے عدت کے اندر یا عدت کے بعد دوبارہ نکاح کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں۔ اور اگر شوہر طلاق کی نیت کا انکار کرتا ہے تو قسم کے ساتھ اس کی بات مان لی جائے گی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۷/ ربیع الاول ۱۴۱۴ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

”تمھاری بیٹی تمھارے منھ پر ماردوں گا“ سے طلاق نہیں ہوتی

سوال: کسی شخص نے اپنے سسرال جا کر ان سسرال والوں کو کسی وجہ سے خط لکھ کر وہاں پر ڈالا کہ اگر تم لوگوں نے فلاں تاریخ تک میری بیوی کو گھر نہیں بھیجا تو

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

تمھاری بیٹی تمھارے منھ پر ماردوں گا۔ حالاں کہ اس لڑکے کو طلاق دینا مراد نہیں تھا بلکہ دباؤ ڈالنا مقصود تھا کیا اس لڑکی پر طلاق واقع ہوجائے گی یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

صورت مسئولہ میں طلاق نہیں واقع ہوئی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۰/ ربیع الاول ۱۴۱۴ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

کنائی تین طلاق میں نیت کی تبدیلی

سوال: میاں بیوی دونوں میں ایک نزاع پیش آیا، بیوی ایک مرتبہ اپنے میکہ گئی، اب اتفاق سے وہاں ان کے رشتہ داروں میں شادی کا موقع تھا، ان کے شوہر کو شادی کی اطلاع ہوئی، تو اپنی بیوی کو لینے آئے؛ کیوں کہ انھیں یہ سب ناپسند تھا؛ لیکن میکے والوں نے بچی کو بھیجنے سے انکار کردیا اور داماد سے کہا کہ: آپ بھی رہ جایئے اور کل شادی کھانے کے بعد چلے جانا؛ لیکن شوہر نے انکار کیا کہ ابھی بھیج دو، اور اگر نہیں بھیجنا ہے تو اب بالکل بھیجنا ہی نہیں (یہ لفظ کنایۃً کہا)، اور دل میں تین طلاق کی نیت کی، اور فوراً ہی دل میں یہ بھی خیال آیا کہ نہیں، یہ اکٹھا تین طلاق تو شریعت کے خلاف ہے، جس طرح شریعت نے طریقہ بتایا ہے اسی طرح تین طلاق دینی ہے، اور یہ بھی دل میں خیال آیا، اور یہ سب کسی کو ظاہر نہیں کیا اور زبان سے بھی نہیں کہا، صرف دل میں ہی کہا، تو اس کا کیا حکم ہوگا؟ کیا طلاق واقع ہوجائے گی؟ اور کتنی واقع ہوگی اور کتنے وقت میں واقع ہوگی؟

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

شوہر نے بیوی کے گھر والوں سے جب یہ کہا کہ: ''ابھی بھیج دو، اور اگر نہیں بھیجنا ہے تو اب بالکل بھیجنا ہی نہیں'' اور دل میں نیت تین طلاق کی تھی، تو اب وہ عورت شوہر پر حرام ہو چکی ہے۔

كنايته مالم يوضع له واحتمله، ولا تطلق بها إلا بنية أو دلالة حال .... وثلاث إن نواه إلخ(تنویر الابصار متن الدر)

بعد میں فوراً نیت بدلنے سے حکم میں تبدیلی نہیں ہوتی۔ علاوہ ازیں عدد کی نیت میں تو کوئی تبدیلی ہوئی بھی نہیں ہے، تین کی نیت تو دونوں صورتوں میں موجود ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۵ر جمادی الاخریٰ ۱۴۲۱ھ
الجواب صحیح: عباس داود بسم اللہ

باب الاکراہ فی الطلاق

جبراً طلاق کی قسم کا حکم

سوال: اگر ہم نے کسی انسان کو زبردستی سے یہ کہلوایا کہ اگر میں اس سال میں یہاں سے بھاگ کر چلا گیا، تو میری ہونے والی بیوی کو تین طلاق، اس طرح قسم کھلائی تو قسم حانث ہو جائے گی یا نہیں؟ سامنے والے انسان کو ہم نے یہ نہیں بتلایا کہ کس جگہ جانے سے یا کس کے پاس جانے سے؟ تو یہ قسم ہے، اس بات کو ہم نے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اپنے دل میں رکھا، تو کیا قسم واقع ہوگی یا نہیں؟ اگر قسم واقع ہوگی، تو اس کا کفارہ کیا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

جبر اور اکراہ کے ساتھ جو قسم کھلائی گئی ہے، وہ بھی منعقد ہوگئی۔

درمختار میں ہے: ولو الحالف مکرھا الخ (درمختار علی ھامش الشامی ۳/ ۵۳)

اس لیے صورتِ مسئولہ میں اگر وہ آدمی جس کو قسم کھلائی گئی تھی، وہاں سے بھاگ کر چلا گیا، تو وہ اپنی قسم میں حانث ہوگا اور اس کی ہونے والی بیوی پر طلاقِ مغلظہ واقع ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، یکم ذوالحجۃ ۱۴۱۰ھ

جبراً تحریری طلاق

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان شرعِ متین مسئلہ طلاق میں؟ جو زیراکس کاپی میں گجراتی زبان میں لکھا ہوا ہے۔

معاملہ کورٹ تک پہنچ چکا ہے اور ہم لوگ شریعت کی روشنی میں اس کاغذ میں جو طلاق نامہ لکھا ہے، اس کا جواب چاہتے ہیں کہ زید نے جو مسمات ہاجرہ بانو کو طلاق نامہ بھجوادیا اور اس میں تین بار لفظ طلاق، طلاق، طلاق لکھا اور پہلی بیوی کا اور اس کے باپ کا نام ودیگر تفصیل لکھی، تو عرض یہ ہے کہ اس سے طلاق ہوئی یا نہیں؟ اور ہوئی تو کتنی ہوئی؟ شریعت کی روشنی میں کتابوں کے حوالہ کے ساتھ جواب عنایت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں، صحیح سکہ ساتھ ہو تو اچھا؛ تاکہ کورٹ میں وکیل اور جج حضرات برابر سمجھ سکیں، جواب چاہے اردو میں ہو یا گجراتی میں، مفتی صاحب کی مرضی پر ہم سب راضی ہیں۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

نوٹ: سامان کی پہنچ لڑکے والے نے اپنی مرضی سے لکھا ہے، دولہن والے اس سے بے خبر ہیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

طلاق نامہ میں جو الفاظ لکھے گئے ہیں، اگر شوہر نے اپنی زبان سے بھی یہ الفاظ کہے ہیں، تو اس صورت میں تو اس کی بیوی پر تین طلاق واقع ہو کر وہ اس پر حرام مغلظہ ہو گئی، بغیر حلالۂ شرعی اس شوہر کے لیے اس عورت کے ساتھ نکاح درست اور جائز نہیں ہے۔

درمختار میں ہے: ویقع طلاق کل زوج بالغ الخ (درمختار علی هامش الشامی ۲/ ٤٥٦) لا ینکح مطلقة من نکاح صحیح نافذ کما سنحققه بها أي بالثلاث الخ (درمختار علی ہامش الشامی ۲/ ۵۸۳)

اور اگر اس نے زبان سے یہ الفاظ نہیں کہے ہیں؛ البتہ بغیر کسی جبر و اکراہ شرعی اس نے خود لکھے ہیں، یا کسی سے لکھوائے ہیں، یا کسی کے لکھے ہوئے پر منظوری کے دستخط کیے ہیں، تب بھی اس کی عورت پر تین طلاق واقع ہو کر وہ اس پر حرام مغلظہ ہو گئی اور اگر کسی جبر و اکراہ شرعی کی وجہ سے اس نے لکھے یا دوسرے کے لکھے ہوئے پر دستخط کیے، تو اس صورت میں طلاق واقع نہیں ہوئی، جبر و اکراہ شرعی یہ ہے کہ اس کو جان سے مار ڈالنے کی دھمکی دی جائے، یا اس کے کسی عضو کو تلف کرنے کی یا ضرب شدید کی دھمکی دی جائے اور دھمکی دینے والا اپنی دھمکی پر عمل کرنے کی قدرت بھی رکھتا ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۳/ ذوالحجہ ۱۴۱۰ھ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کورے اسٹامپ پیپر پر دستخط سے طلاق

سوال: میرے اور میری بیوی کے درمیان بہت عرصہ سے جھگڑا ہوتا رہتا تھا، میرا بھائی مجھے کہتا تھا کہ تو اس کو استعفی نامہ (طلاق نامہ) لکھ دے؛ لیکن میں نے اس کی بات کبھی نہیں مانی، ایک مرتبہ میرے اور میری بیوی کے درمیان بہت سخت جھگڑا ہوا، اب تو میرا بھائی اور دوسرے لوگ میرے پیچھے پڑ گئے کہ تجھے استعفی نامہ لکھنا ہی ہوگا؛ چناں چہ وہ چار اسٹامٹ پیپر لے کر آئے جو بالکل کورے تھے، اور مجھے مجبور کیا کہ اس پر انگوٹھے سے نشان کردے، میں نے نشان کر دیا؛ لیکن زبان سے طلاق کا لفظ بالکل نہیں بولا، میں قسم کھا کے کہتا ہوں کہ میں نے زبان سے طلاق کا لفظ بالکل نہیں کہا، اور وہ اسٹامپ پیپر بھی بالکل کورے تھے، کیا اس صورت میں طلاق پڑ جائے گی؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اگر بھائی کے جبر سے کورے اسٹامپ پیپر پر دستخط کر دئے ہیں، اور زبان سے طلاق کے الفاظ نہیں بولے ہیں، تو اس سے طلاق نہیں ہوئی۔

كل كتاب لم يكتبه بخطه ولم يمله بنفسه لا يقع الطلاق مالم يقر أنه كتابه (شامی ۲/ ٤٦٥) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۲/ صفر المظفر ۱۴۰۹ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

ڈرانے کے لیے طلاق نامہ لکھوانے سے طلاق

سوال: ایک شخص نے کاتب سے کہا کہ تم میری بیوی کے نام طلاق نامہ لکھو،

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اس نے طلاق نامہ لکھا، یہ معلوم نہیں کہ کتنی طلاقیں طلاق نامے میں لکھی گئیں، (یعنی ایک، دو، تین) اس کے بعد شخصِ مذکور نے اس پرچہ پر نہ دستخط کئے، نہ پڑھا اور نہ پڑھوا کر سنا اور نہ زبان سے کچھ کہا، اور اب یہ شخص قسم کھا کر کہتا ہے کہ میں نے کاتب سے طلاق لکھوا کر صرف اپنی بیوی کو ڈرانے اور دھمکانے کا ارادہ کیا ہے، بیوی کو طلاق دینے کی غرض سے بخدا ایسا نہیں کیا ہے، پھر اس طلاق نامہ کو اس شخص نے ڈاک میں ڈال دیا ہے، اب ایک ماہ کے بعد اس عمل مذکور کے یہ شخص اپنی بیوی کو لانا چاہتا ہے، اب آپ یہ مسئلہ بتائیں کہ مذکورہ صورت میں شخص مذکور کی بیوی پر طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ اور اب بغیر تجدید نکاح اس کو لاسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

جب شوہر کو اس بات کا اقرار ہے کہ میں نے ہی کاتب سے طلاق نامہ لکھوایا ہے، اور روانہ کیا ہے، اس کے آخر میں دستخط بھی چاہے نہ کئے ہوں، تب بھی اس کی بیوی مطلقہ ہوگئی، محض ڈرانے دھمکانے کی نیت سے یہ کام کیا، پھر بھی وقوع طلاق میں کوئی تردد نہیں ہے، طلاق نامہ میں جتنی طلاقیں لکھی گئی ہیں اس کے مطابق طلاق واقع ہوگی۔

ولو قال للكاتب: اكتب طلاق إمرأتي، كان اقرارا بالطلاق وإن لم يكتب، ولو استكتب من آخر كتابا بطلاقها، وقرأه على الزوج، فاخذه على الزوج وختمه وعنونه وبعث به إليها، فاتاها وقع، إن أقر الزوج أنه كتابه، أو قال للرجل: إبعث به إليها، أو قال له أكتب نسخة وابعث بها إليها وكذا كل كتاب لم يكتبه بخطه ولم يمله بنفسه لا يقع الطلاق مالم يقر أنه كتابه اھ (شامی ۲/ ۴۶۵)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

أو هازلا لا يقصد حقيقة كلا مه (درمختار) (قوله لا يقصد حقيقة كلامه) بيان لمعنى الهازل وفيه قصور، ففي التحرير وشرحه: "الهزل" لغة اللعب، واصطلاحا: أن لا يراد باللفظ، ودلالته المعنى الحقيقي ولا المجازي؛ بل أريد به غيرهما، وهو مالا تصح ارادته منه، وضده الجد الخ (شامی۲/ ۴۵۹)

وكذا كونه عامدا ليس بشرط؛ حتى يقع طلاق الخاطئ، وهو الذي يريد أن يتكلم بغير الطلاق، فسبق لسانه بالطلاق، لأن الفائت بالخطأ ليس إلا القصد، وأنه ليس بشرط لوقوع الطلاق (بدائع الصنائع ۳/ ۱۰۰)
فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

زبردستی کی طلاق کا حکم

سوال: ایک شخص سے مار پیٹ کر کے اس کی بیوی کو تین طلاق جبراً دلوادی، یہ طلاق شریعت کی رو سے واقع ہوئی یا نہیں؟ اور شخص مذکور یعنی جس کو جبراً مار پیٹ کر طلاق دلوائی اس کے دو بچے بھی ہیں، اور تقریباً بیس ہزار کے زیورات بھی چھین کر لے گئے، اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلياً ومسلماً

اگر شوہر نے اپنی زبان سے طلاق کا تلفظ کیا ہے، تو یہ طلاق واقع ہوگئی۔

أو مكرها فإن طلاقه صحيح (درمختار) (قوله فإن طلاقه صحيح) أي طلاق المكره (شامی۲/ ۴۵۶) **فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔**

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

مُکرَہ کی طلاق کا حکم

سوال: زید نے اپنی بیوی کو طلاق رجعی دی اور عدت کے اندر رجوع کرلیا؛ لیکن بیوی نے رجعت سے انکار کرتے ہوئے نان ونفقہ کا دعویٰ کیا، اور ادائیگی نہ ہونے کی صورت میں زید کو ذہنی وجسمانی اذیت پہنچانے کی دھمکی دی، زید نے ایذا رسانی سے بچنے کے لیے رائج الوقت اسٹامپ کرکے نان ونفقہ کی ادائیگی کا فیصلہ کیا؛ لیکن نئے سرے سے طلاق دینے سے انکار کردیا۔

نان ونفقہ کی ادائیگی کے وقت قرار نامہ تیار کیا گیا جس میں کاتب نے طلاق رجعی کو طلاق مغلظہ لکھنا چاہا، زید نے شدید مخالفت کی کہ میں طلاق رجعی سے رجوع کرچکا ہوں اور نئے سرے سے طلاق نہیں دوں گا، زید کو وہاں سے ہٹا کر قرار نامہ تیار کیا گیا، جس میں یہ عبارت لکھی ہوئی تھی: ''زید نے اپنی بیوی کو طلاق دی، طلاق دی، طلاق دی'' قرار نامہ لکھے جانے سے قبل زید کاتب وشہود (گواہ) سے کہہ چکا تھا ''میں نئے سرے سے طلاق نہیں دوں گا'' لہٰذا یہ کہتے ہوئے دستخط کردیا، مجھ پر اس (حرام کاری) کا کوئی گناہ عائد نہیں ہوگا۔ صورتِ مسئولہ میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

امید کہ ازروئے شرع وضاحت فرماتے ہوئے طلاقِ مُکرہ کی بھی وضاحت فرمائیں گے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اگر زید کو قرار نامہ دستخط کرنے کے لیے جسمانی اذیت کی دھمکی دے کر مجبور کیا گیا اور وہ لوگ اپنی دھمکی کو عملی جامہ پہنانے پر قادر بھی ہیں اور زید اپنے کو اس سے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

بچانے پر قادر نہیں ہے، اس لیے اس دھمکی میں آکر مجبوراً اس نے دستخط کر دیے، زبان سے یہ الفاظ نہیں کہے تب تو طلاق واقع نہیں ہوئی، ورنہ واقع ہو جائے گی۔

رجل أكره بالضرب والحبس على أن يكتب طلاق امرأته فلانة بنت فلان بن فلان فكتب امرأته فلانة بنت فلان بن فلان طالق لا تطلق امرأته؛ لأن الكتابة أقيمت مقام العبارة باعتبار الحاجة ولا حاجة ههنا (فتاوى قاضيخان على هامش الهندية ۱/ ۴۷۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۵/شوال ۱۴۱۸ھ

طلاقِ مکرہ

سوال: مجھ سے میرے سسرال والوں نے زبردستی طلاق لکھوائی مار پیٹ کر زبردستی، اور اُس وقت مَیں نشے میں تھا، اور مَیں نے صرف ایک بار ہی طلاق لکھی وہ بھی زبردستی لکھوائی گئی، اور اب مَیں اور میری بیوی دونوں اپنی اپنی مرضی سے اور راضی خوشی سے ساتھ میں رہنا چاہتے ہیں، اب اللہ کے فضل وکرم سے میرے اندر سے ہر بری عادت بالکل ختم ہو گئی، اب مَیں پانچ وقت کا نمازی ہو گیا ہوں اور جماعت میں جانے کا ارادہ بھی کر لیا ہوں۔ برائے مہربانی فتویٰ دیں تو میرا گھر بس جائے گا، مَیں نے طلاق نہیں دی اور نہ مَیں نے زبان سے اقرار کیا۔

الجواب: حامداً ومصلياً ومسلماً

اگر مار پیٹ کر زبردستی آپ سے طلاق لکھوائی گئی ہے، آپ نے زبان سے طلاق کے الفاظ نہیں کہے، تو وہ طلاق واقع نہیں ہوئی، بیوی حسبِ سابق نکاح میں باقی ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

وفي البحر: أن المراد الإكراه على التلفظ بالطلاق، فلو أكره على أن يكتب طلاق امرأته فكتب لاتطلق؛لأن الكتابة أقيمت مقام العبارة باعتبار الحاجة، ولاحاجة هنا، كذا في الخانيه.(شامي٢/٤٥٧)

اور اگر آپ نے اپنی خوشی سے بغیر زبردستی و مار پیٹ طلاق کہی ہے تو نشہ کے باوجود واقع ہوگئی؛ البتہ چوں کہ ایک ہی طلاق لکھی ہے؛ اِس لیے عدت کے اندر اندر آپ کو رجوع کرنے کا حق ہے، آپ دو گواہوں کے سامنے یہ کہہ دیں کہ: میں نے اپنی عورت کو اپنے نکاح میں باقی رکھا اور رجوع کر لیا تو عورت نکاح میں باقی رہے گی؛ البتہ آئندہ آپ کو صرف دو طلاق کا اختیار رہے گا، اور اس صورت میں اگر عدت گزر چکی ہے تو دونوں آپس کی رضامندی سے نیا نکاح کر سکتے ہیں، حلالہ کی ضرورت نہیں ہے؛ البتہ اس صورت میں بھی آئندہ آپ کو صرف دو طلاق کا ہی اختیار رہے گا۔ کما هو مصرح في كتب الفقه. فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ العبد احمد عفی عنہ خانپوری ۲۹/ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۹ھ
الجواب صحیح عباس داود بسم اللہ

حلالہ کے مسائل

تین طلاق کے بعد نکاح کی صورت

سوال: خالدہ ایک فاحشہ عورت ہے، اس کی شادی زاہد سے ہوئی جس سے دو بچے بھی تولد ہوئے لیکن کچھ ہی روز کے بعد خالدہ نے اپنے شوہر زاہد کو چھوڑ کر ایک غیر مسلم سے شادی کر لی، اور کچھ ہی دن بعد زاہد کا انتقال ہوگیا، اور اپنا اور اپنے بچوں

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کا نام بھی غیر مسلموں والا نام رکھ دیا، اور غیر مسلم سے شادی کے باوجود دوسرے سے زنا کرواتی رہی، اور اسی طرح سات سال گذر گئے، پھر چند مسلمانوں نے خالدہ کو سمجھایا کہ وہ فحش کام چھوڑ کر اپنے ارتداد سے توبہ کر کے کسی مسلم سے شادی کر لے، خالدہ اس بات کو مان گئی، اور اس نے ایک دوسرے شخص حامد سے شادی کر لی، لیکن اس درمیان بھی وہ اپنے زنا پر قائم رہی، حامد کو یہ بات ناگوار لگی، اس نے غصے میں آکر تین طلاقیں دے دیں، بعد میں حامد کو احساس ہوا کہ اگر وہ مرتد ہوگئی تو اس کے ساتھ اس کے دو بچے بھی مرتد ہو جائیں گے، ادھر خالدہ طلاق کے بعد پھر غیر مسلموں کے ساتھ رہنے لگی ان کے شعار کو اپنانے لگی اور نام بھی تبدیل کر لیا، اب حامد خالدہ اور دونوں بچوں کو ارتداد سے بچانے کے لیے خالدہ سے دوبارہ شادی کرنا چاہتا ہے؛ جب کہ خالدہ کا یہ حال ہے کہ وہ برابر غیروں سے زنا کرواتی ہے، تو اس کے عدت اور حلالے کی کیا صورت ہوگی جب کہ حیض برابر آتا ہے لیکن بچے نہیں ہوئے، صرف دو بچے پہلے شوہر سے ہے۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

حامد اگر خالدہ سے نکاح کرنا چاہتا ہے تو چوں کہ اس کے خالدہ کو تین طلاق دینے کی وجہ سے وہ اس پر حرام ہو چکی ہے، وہ خالدہ کے ساتھ بغیر حلالہ نکاح نہیں کر سکتا حلالہ کی صورت یہ ہے کہ حامد کے طلاق دینے کے بعد اس کی عدت یعنی تین حیض گذرنے کے بعد خالدہ کے ساتھ کوئی دوسرا آدمی نکاح کرے اور وہ آدمی خالدہ کو بیوی بنا کر اپنے پاس رکھے یعنی اس کے ساتھ وطی کرے، پھر اس دوسرے شوہر کا اگر

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

انتقال ہو جائے یا وہ اس کو طلاق دے دے اور اس طلاق کی عدت یعنی تین حیض گذرنے کے بعد حامد کا نکاح خالدہ سے ہو سکتا ہے، یہ یاد رہے کہ جب خالدہ کا نکاح دوسرے شخص کے ساتھ کیا جائے تو اس وقت اس آدمی سے پیشگی شرط طلاق دینے کی کر لینا جائز نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۲ رجب ۱۴۱۳ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

طلاق کی شرط پر حلالہ

(سوال): زید نے اپنی بیوی زینب کو تین طلاق دی، اب زید اسی عورت زینب کو دوسری مرتبہ اپنے نکاح میں واپس لانا چاہتا ہے، تو زید نے حلالہ کی صورت اختیار کی، اور حلالہ کی صورت اس طرح اختیار کی کہ زید نے خالد کو کہا کہ تو زینب سے شادی کر لے، اور شادی کے فوراً بعد زینب کو طلاق دیدیں، خالد نے اسی طرح کیا جس طرح زید نے کہا، تو اس صورت میں حلالہ صحیح ہوگا یا نہیں؟ اگر حلالہ صحیح نہیں ہوا تو اس کی کیا صورت ہے؟ اوپر والی صورت کے مطابق زید یا خالد میں سے کون گنہ گار ہوگا؟

(الجواب): حامداً و مصلیاً و مسلماً

زید نے جب اپنی زوجہ زینب کو تین طلاقیں دیدیں ہیں تو وہ اس پر حرام ہوگئی، اب بدون حلالہ کے زید کا نکاح زینب سے درست نہیں، حلالہ یہ ہے کہ شوہرِ اول کی عدت گزرنے کے بعد زینب کے ساتھ دوسرا مرد بلا شرطِ طلاق نکاح کرلے، اور وہ اس کے ساتھ وطی بھی کرے اس کے بعد وہ خود کسی وجہ سے طلاق دے دیوے یا اس

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کا انتقال ہو جائے، تو اب عدت گزرنے کے بعد اس عورت کے ساتھ شوہرِ اول کا نکاح درست ہے، اگر شوہر ثانی نے وطی نہیں کی ہے تو وہ عورت شوہر اول کے لے حلال نہیں ہوئی، شوہر ثانی کے ساتھ طلاق کی شرط لگانا مکروہِ تحریمی ہے۔ (درمختار مع الشامی ۲/۵۸۶، ۵۸۷) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

طلاق کی شرط پر حلالہ

(سوال): ایک مرد نے اپنی عورت کو طلاقِ مغلظہ دی، یعنی تین طلاق صاف الفاظ میں دے دی ہے، اور تقریباً طلاق کے بعد ایک سال کا عرصہ گزر چکا ہے، اب وہ مرد دوبارہ اس سے نکاح کرنا چاہتا ہے، اور طلاق مغلظہ کی بناء پر صرف نکاح کافی نہیں ہے؛ بلکہ حلالہ شرط ہے، تو حلالہ شرعی طور پر کس طرح ہونا چاہیے؟ کیا آج کل جو ہمارے یہاں چل پڑا ہے کہ جس سے حلالہ کروایا جاتا ہے اس کو پہلے اس سے نکاح کے لیے تیار کیا جاتا ہے، اور کہیں چھپ کر نکاح کر دیتے ہیں، اور نکاح سے پہلے اس کو تاکید بھی کی جاتی ہے کہ اس سے وطی کے بعد یا دو تین دن کے بعد طلاق دے دیں، تو اسی طرح جو ہمارے عرف میں حلالہ چل رہا ہے کر دیا جائے، اور اس کی عدت کے بعد شوہر اول سے نکاح کر دیا جائے تو وہ عورت اب شوہر اول کے لیے حلال ہو گی یا نہیں؟

(الجواب): حامداً و مصلیاً و مسلماً

اگر شوہر نے اپنی بیوی کو تین طلاق دے دی تو وہ عورت شوہر پر حرام ہو گئی؛ البتہ اگر اس عورت کے ساتھ کسی دوسرے مرد نے عدت گزرنے کے بعد نکاح کیا،

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اور اس کے ساتھ وطی بھی کی، اور پھر اس دوسرے شوہر کا انتقال ہو گیا یا کسی وجہ سے اس نے طلاق دیدی، تو اب عدتِ وفات یا عدت طلاق گزرنے کے بعد یہ عورت پہلے شوہر سے دوبارہ نکاح کر سکتی ہے، اسی کو شریعت کی اصطلاح میں حلالہ کہتے ہیں، باقی دوسرے مرد کے ساتھ نکاح کرتے وقت پہلے سے یہ شرط ٹھہرالینا کہ تو ایک دو دن اپنے پاس رکھ کر وطی کے بعد طلاق دے دینا یہ مکروہ تحریمی (حرام کے قریب) ہے، اور حدیث پاک میں اس پر لعنت بھی آئی ہے؛ لیکن اس کے باوجود وہ عورت اس صورت میں پہلے شوہر کے لیے حلال ہو جائے گی، ہاں یہ سب گنہ گار ہوں گے۔ (شامی ۲/۵۸۶، فتح القدیر ۴/ ۱۸۲، ۱۸۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، یکم جمادی الاولیٰ ۱۴۰۸ھ

کوڑھ والی مطلقہ کا حلالہ

سوال: زید نے ہندہ کو بحالت غصہ تین طلاق دیدی، اس کے بعد اس کو اس فعل پر ندامت ہوئی اور اس کو دوبارہ نکاح میں لانے کے لیے علماء سے مسئلہ معلوم کیا کہ اب اس کی کیا صورت ہوگی؟ علماء نے بتلایا کہ اب حلالہ کے بغیر حلال نہ ہوگی، اور حلالہ کی صورت بتادی کہ بعد عدت دوسرے مرد سے نکاح کرلے جس میں ہمبستری شرط ہے، پھر وہ اس کو طلاق دے اور عدت گزر جانے کے بعد شوہر اول اس سے نکاح کرلے۔

مسئلہ یہ درپیش ہے کہ اس عورت کو کوڑھ اور ٹی بی کا مرض ہے، اگر اس سے حلالہ ہو تو ہمبستری دشوار ہے؛ نیز حدیث پاک کا بھی حکم ہے کہ ”فرمن المجزوم کفرارك من الأسد“ (الحدیث)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اس کے شوہر کا بیان ہے کہ تقریباً آٹھ سال سے انہی امراض کی بناء پر میں نے اس سے ہمبستری نہیں کی ہے، اب اس کا کوئی کفیل نہیں، اس لیے محض اس کی خیر خواہی کے واسطے چاہتا ہوں کہ شرعاً کوئی گنجائش نکل آتی اور حلالہ بغیر وطی کے ہو جاتا تو اس کو دوبارہ نکاح میں لے آتا، امید کہ اس صورت کا حل تلاش کر کے جواب سے نوازیں گے۔

(الجواب) : حامداً ومصلياً ومسلماً

حلالہ بغیر وطی کے درست نہیں ہے۔

لاينكح مطلقة بها أي بالثلاث حتى يطأها غيره (درمختار ملخصاً)

ثم اعلم ان اشتراط الدخول ثابت بالإجماع فلا يكفى مجرد العقد.
(شامي ۲/ ۵۸۳)

اگر اس عورت کا کوئی کفیل نہیں ہے تو یہ اس کی امداد و کفالت بغیر نکاح کے بھی کر سکتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۵/ربیع الثانی ۱۴۱۷ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

نادرست حلالہ میں وطی کے بعد شرعی حلالہ کرنا

(سوال) : (۱) ایک شخص کا نام زید ہے، اس نے اپنی بیوی سے کہا کہ اگر تو ایسا کرے گی تو تجھ کو تین طلاق، اس کے بعد عورت نے وہی فعل کیا تو طلاق ہو گئی، اس کی نیت تین طلاق ہی کی تھی، طلاق مغلظہ پڑ گئی، زید اس عورت کو دوبارہ اپنے نکاح میں لانا چاہتا ہے، اور وہ اس بات کو بھی جانتا ہے کہ حلالہ کئے بغیر نکاح نہیں ہو سکتا، اس لیے اس نے حلالہ پر عمل کرنے کی صورت اس طور پر تجویز کی کہ ایک تیسرے شخص بکر

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کو اس لیے تیار کیا کہ میں تیری (بکر) شادی اپنی بیوی زینب سے کر دیتا ہوں، پھر اس کے ساتھ تو وطی کر کے اس کو طلاق دے دینا، اس بات پر بکر راضی ہو گیا؛ لیکن ابھی اس نے عدت عورت کی گزرنے سے دو مہینہ قبل ہی بکر سے شادی کر دی، جس میں نکاح پڑھانے والا وہی شوہر اول تھا اور گواہ کوئی بھی نہیں تھے سوائے اس کی ذات کے، نکاح ہونے کے چند دن بعد شوہر ثانی (بکر) نے اس کو طلاق مغلظہ دے دی، اور شوہر ثانی کی عدت پوری ہونے سے پہلے ہی شوہر اول نے بغیر گواہوں کے نکاح پڑھوا کر زینب کو اپنے نکاح میں داخل کر لیا، تو ایسا کرنے سے کہ عدت گزرنے سے پہلے پہلے نکاح کر دینا، اور حلالہ کے بعد اس کی بھی عدت کے گزرنے سے پہلے پہلے نکاح کر لینے سے نکاح اول اور حلالہ صحیح ہوا یا نہیں؟ مع وجوہات کے تشریح فرمائیں، اور حلالہ کے بعد شوہر اول کے لیے حلال ہوئی یا نہیں؟ اور اس شوہر اول کا اپنی بیوی کے ساتھ وطی کرنا کیسا اور اس کی اولاد کا کیا حکم ہے؟ نیز بغیر گواہوں کے نکاح کرنا کیسا ہے اور اس کا کیا حکم ہے؟ اور درستگی کی کیا صورت ہے؟

② اگر نہیں ہوا تو اس کے لیے کیا حکم ہے؟ ان کا ایک ساتھ رہنا اور وطی کرنا کیسا ہے؟

③ اب شوہر اول کے لیے کس طرح حلال ہو گی؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

① پہلے شوہر کی عدت کے دوران عورت کا جو نکاح بکر کے ساتھ ہوا وہ شرعاً درست نہیں ہوا، جب کہ گواہ بھی نہیں تھے، جب بکر کے ساتھ کیا گیا نکاح درست نہیں ہوا تو عورت شوہر اول یعنی زید کے لیے حلال ہی نہیں ہوئی، اس لیے زید کا اس کے ساتھ پھر سے کیا ہوا نکاح باطل ہے، نہ اس کے ساتھ وطی حلال ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

حتی لو تزوجت رجلا نكاحا فاسداً دخل بها لا تحل للأول.

(بدائع الصنائع۳/ ۱۸۷)

(۲) دونوں کا میاں بیوی کی طرح ساتھ رہنا قطعاً حلال نہیں، دونوں سخت گنہ گار ہیں، زید کے لیے اس کے ساتھ وطی کرنا بھی حلال نہیں ہے، دونوں کو چاہیے کہ فوراً ایک دوسرے سے مکمل علیحدگی اختیار کرلیں، اور اپنی اس حرکت پر دل سے تائب ہوں، اور دونوں علیحدگی اختیار نہ کرتے ہوں تو برادری والوں کو چاہیے کہ دونوں میں جدائی کرائیں، اس پر بھی باز نہ آئیں تو ان کے ساتھ معاشرتی مقاطعہ کریں۔

(۳) دونوں میں مکمل علیحدگی ہونے کے بعد عورت عدت گزارے (اگر حیض آتا ہے تو تین حیض، اور اگر حیض نہیں آتا تو تین مہینے، اور اگر حاملہ ہے تو بچہ پیدا ہونے تک) اس کے بعد اس عورت کا کسی دوسرے مرد سے بلا کسی پیشگی شرط کے گواہوں کی موجودگی میں مہر شرعی کے ساتھ نکاح صحیح ہو، اور وہ دونوں میاں بیوی کے طور پر رہیں، وہ اس عورت سے صحبت (وطی) بھی کرے، اس کے بعد اس کا انتقال ہو یا وہ اپنی مرضی سے اس کو طلاق دے، اس کے طلاق دینے کے بعد اس کی عدت بھی پوری گزارے، (اسی طرح جیسا کہ آگے بتلایا گیا ہے) اس کے بعد زید کا نکاح اس عورت سے ہوسکتا ہے، اس کو شرعی حلالہ کہتے ہیں، یہ یادرہے کہ اس میں دوسرے مرد کے ساتھ پہلے سے کوئی شرط کرنا کہ تو نکاح کے بعد وطی کرکے طلاق دے کر علیحدہ کرنا، ایسی شرط لگانا گناہ ہے، ایسی شرط کرنے والے اور شرط منظور کرنے والے پر حدیث میں لعنت آئی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۳/ رجب المرجب ۱۴۱۲ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

حلالہ کی مشروع صورت

سوال: میرے بھائی نے جس کی ابھی تین سال ہوئے شادی ہوئی تھی؛ لیکن گھریلو مسائل میں کچھ ناشائستہ گفتگو ہوئی، جس میں میرے بھائی نے اپنی بیوی کو تین طلاق دے دی ہے (جب کہ میں اور میرا بھائی اور والد صاحب اور میرے بھائی کے خسر الحمدللہ عالم ہیں، اور خانقاہ اور جماعت کے کام سے وابستہ ہیں، اور معاشرہ میں کافی عزت ہے) اور دونوں میاں بیوی دوبارہ نکاح کرنے پر مُصر ہیں، ان دونوں کو والدین نے خوب سمجھایا لیکن دونوں اپنی ضد پر ہیں، اور دونوں کے والدین نے دونوں کو دوسری جگہ نکاح کرنے کا مشورہ بھی دیا؛ لیکن پھر بھی وہ اپنی بات پر اڑے ہوئے ہیں اور پورا خاندان اور معاشرہ ان کی وجہ سے حیران و پریشان ہے، جس کی وجہ سے اب دونوں کے والدین نے یہ طے کیا ہے کہ حلالہ کروا کر دونوں کا نکاح پھر سے کروادیں۔ لہٰذا حسبِ ذیل امور دریافت طلب ہیں:

(۱) مذکورہ صورت میں حلالہ کروانا درست ہے؟

(۲) اگر حلالہ درست ہے تو حلالہ کا طریقہ کیا ہونا چاہیے؟

(۳) اگر حلالہ درست ہے اور کرلیں تو لعنت والی روایت کے مصداق تو نہ بنیں گے؟

اور میرے والد صاحب اور میرے بھائی کی ساس آپس میں بھائی بہن ہیں، اور دوسری طرف لڑکا اور لڑکی کا نکاح نہ کروائیں تو دونوں کے فرار ہوجانے کا خوف ہے یا کورٹ کا سہارا لے کر الٹی سیدھی بات کر کے دوبارہ مل جانے کا خوف ہے۔ لہٰذا ان چیزوں کو سامنے رکھ کر شرعاً جو بھی صورت ہو براہِ کرم جواب عنایت فرمائیں۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب تحریر فرماتے ہیں: ''مطلقہ عورت کسی دوسرے خاوند سے نکاح کرلے اور پھر اس سے طلاق یا موتِ زوج کی وجہ سے علیحدہ ہوکر پہلے زوجِ مطلّق کے لیے حلال ہوجاتی ہے، اس کا نام حلالہ ہے؛ لیکن زوجِ اول یا زوجہ یا اس کے کسی ولی کی طرف سے زوجِ ثانی سے یہ شرط کرنی کہ وہ طلاق دے دے اور زوجِ ثانی کا اس شرط کو قبول کرکے نکاح کرنا یہ حرام ہے، اس میں فریقین پر لعنت کی گئی ہے، حدیث میں جو مذکور ہے اس کا مطلب یہی ہے کہ تحلیل کی شرط کرکے نکاح کرنا موجبِ لعنت ہے۔ (کفایت المفتی ۶/۳۶۱)

حضرت مفتی محمود حسن گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: تین طلاق کے بعد حرمتِ مغلظہ ہوکر جب جدائی ہوگئی اور عدت گذر گئی، پھر کسی نے اپنے دل میں یہ سمجھ کر کہ اس غریب کا گھر ویران ہوگیا، کیا اچھا ہو کہ اس کا گھر آباد ہوجاوے اور پریشانی دور ہوجاوے، اس عورت سے نکاح کرلیا، پھر ہمبستری کرنے کے بعد اس کو طلاق دے دی اور عدت ختم ہونے پر شوہرِ اول نے دوبارہ نکاح کرلیا تو یہ صورت شرعاً درست ہوگئی، اس میں کسی پر اعتراض نہیں ہے، اس کے بعد جو اولاد ہوگی وہ ثابت النسب ہوگی، اس پر بھی کوئی اعتراض نہیں ہے، اعتراض کی بات تو یہ ہے کہ نکاحِ ثانی میں حلالہ کی شرط لگائی جائے یہ گناہ ہے، اس کے باوجود بھی حلالہ درست ہوکر اولاد صحیح ہوگی۔

وكره تحريماً بشرط التحليل وإن حلت للأول، اما إذا اضمرا ذلك لايكره، وكان الرجل مأجورا لقصد الاصلاح قوله (اما إذا اضمرا ذلك) محترز قوله بشرط التحليل (قوله لايكره) بل يحل له في قولهم جميعا

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

قهستانی عن المضمرات (قوله لقصد الاصلاح) ای إذا کان قصده ذلك لا مجرد قضاء الشهوة ونحوها(درمختار مع الشامی۲/ ۵۸۷،۵۸۶) (بحوالہ فتاویٰ محمودیہ ۱۳/ ۲۷۰)فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۹/ جمادی الاول ۱۴۲۷ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

مطلقہ،مغلظہ کے نفقہ، حلالہ اور اولاد کے ساتھ رہنے کا حکم

سوال :(۱) ایک شخص نے اپنی بیوی کو اپنے رشتہ دار کی شادی میں جانے کے لیے بہت مجبور کیا؛ مگر عورت تیار نہیں ہوئی، آخر کار اس شخص نے بیس منٹ کا وقت تیاری کے لیے دیا، پھر بھی عورت تیار نہیں ہوئی، عورت سامنے بیٹھی تھی، اس نے تین مرتبہ طلاق دی، دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟ اب وہ شخص دوبارہ نکاح میں لینا چاہتا ہے کیا صورت ہے؟ واقعہ تقریباً ڈیڑھ ماہ پہلے ہو چکا ہے۔

(۲) مطلقہ عورت اپنے بچوں کے ساتھ رہتی ہے، اس کی اجازت ہے یا نہیں؟

(۳) مطلقہ عورت کے ساتھ شوہر اب کہاں تک سلوک کر سکتا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

(۱) صورت مسئولہ میں اس کی بیوی پر تین طلاق واقع ہو کر وہ اپنے شوہر پر حرام ہوگئی، شرعی حلالہ کے بغیر اب اس کے ساتھ دوبارہ نکاح کرنا درست نہیں، جس کی صورت یہ ہے کہ عدت گذر جانے کے بعد یہ عورت کسی دوسرے مرد سے بلا کسی پیشگی شرط کے نکاح کرے، اور پھر وہ مرد اس کے ساتھ صحبت بھی کرے، اس کے بعد

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اس کا انتقال ہو جائے یا کسی وجہ سے وہ اس کو طلاق دے دے، اس کے بعد عدتِ وفات یا عدتِ طلاق گزارنے کے بعد اس عورت کا نکاح پہلے شوہر سے درست ہے۔

② اگر وہ اپنے بچوں کے ساتھ اس طرح رہتی ہے کہ طلاق دینے والے شوہر سے کسی قسم کا میل جول یا آمنا سامنا نہیں ہوتا اور نہ اس کا اندیشہ ہے تو اس طرح وہ اپنے بچوں کے ساتھ رہ سکتی ہے۔

③ شوہر پر اس عورت کے عدت کا نفقہ وغیرہ واجب ہے، اور عدت کے بعد بھی اگر یہ عورت شوہر کی اولاد کی پرورش کر رہی ہے تو اس کی وجہ سے بھی معاوضہ کے طور پر نفقہ پا سکتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۵/ رجب المرجب ۱۴۲۹ھ

الجواب صحیح: عبد القیوم راجکوٹی		الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

حلالہ کر کے نکاح میں آنے والی عورت کو طلاق دینا

سوال: ایک شخص عبد الغفور نامی ساکن میرج عبد الغفور کا پہلا نکاح ۱۹۸۰ء میں نعیم النساء کے ساتھ ہوا، ماشاء اللہ زندگی ۱۹۸۹ء تک بہتر طریقے پر گذاری، اور ماشاء اللہ تین فرزند تین دختر بھی موجود ہیں، پہلی بیوی نسب و جمال و مال و دین کے لحاظ سے شریف ہی شریف ہے، اس کے باوجود عبد الغفور نے ۱۹۸۹ء میں ایک عورت حسینہ نامی جو کہ اپنی شرارتوں کے سبب پہلے شوہر سے جدا ہو چکی تھی، اس کے بچے بھی ہیں، اس عورت سے ایک قاضی محمد علی جناب کی تشکیل اور نصرت سے نکاح کیا، اور قاضی محمد علی نے ہی نکاح پڑھوا کر عبد الغفور کے نکاح میں دے دیا، اس کے بعد اس

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کے ساتھ چار سال گذارے، کسی رشتہ دار وغیرہ کو کچھ خبر نہیں تھی، اچانک جولائی ۱۹۹۳ء میں اس راز کا پردہ کھل گیا، اور تحقیق کے بعد چند حضرات نے عبد الغفور کو سمجھایا، تو انہوں نے طلاق نامہ لکھ دیا، اور طلاق کی وجہ بھی لکھ دی، اور تین طلاق دے دی، اس طلاق نامہ کا ترجمہ لفظ بلفظ ذیل میں موجود ہے، طلاق نامہ لکھا گیا، ۲۸/ اگست ۱۹۹۳ء شبِ شنبہ دس بجے:

اے حسینہ بیگم! میں نے آپ کے ساتھ چار سال گذارے ہیں، میں نے آپ کو اس سے پہلے بھی بتایا تھا کہ میرے گھر میں لڑائی جھگڑے ہوتے ہیں، میں آپ سے جدا ہونا چاہتا ہوں، آپ نے مجھے بتایا تھا کہ اگر آپ کو تکلیف ہوتی ہے تو آپ مجھے کبھی بھی الگ کر سکتے ہیں، اس طرح بتایا تھا، اسی سبب میں آج سینیچر رات ۱۰/ بجے آپ سے علیحدگی اختیار کرنا چاہتا ہوں، اس لیے یہ طلاق نامہ میں آپ کو بھیج رہا ہوں۔

اے حسینہ بیگم! میں نے تجھے طلاق دیا، اے حسینہ بیگم! میں نے تجھے طلاق دیا، اے حسینہ بیگم! میں نے تجھے طلاق دیا۔

عبد الغفور تحصیلدار، ۲۸/ ۸/ ۹۳

اس کے بعد اس کو الگ کیا گیا؛ لیکن چند دنوں بعد واپس اس شخص عبد الغفور نے اسی قاضیٔ اول کے نکاح میں خود عبد الغفور نے بشرطِ حلالہ دیا یعنی نکاح پڑھایا، اور خود عبد الغفور نے اپنی مطلقہ مغلظہ کو اپنی گاڑی سے شب باشی کے لیے قاضی صاحب محمد علی کے مکان پہنچا دیا، اور قاضی صاحب نے اس طرح حلالہ کر کے طلاق دے دی، پھر جب عبد الغفور کے تمام رشتہ دار اور نعیم النساء کے رشتہ داروں کو ان کی یہ خبر پہنچی تو ایک شور وجدال زور پکڑ گیا، اس کے بعد ماہِ مارچ میں رمضان کے بعد ۱۷/ مارچ کو

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

شوہر کے بھائی، ماں، بہن اور نعیم النساء کے بھائی، بہن مع وکیل عبدالعزیز صاحب کے ایک محفل میں جمع ہو گئے، اور انہوں نے بیٹھ کر سمجھایا، تو اس وقت عبدالغفور نے ایک عجیب انداز پر یہ کہنا شروع کیا کہ اس سے یعنی حسینہ دوسری عورت سے دو بچے ہیں، جب کہ پہلی مرتبہ کی طلاق والی مجلس میں لوگوں نے کہا تھا: کیا اس سے آپ کو بچے ہیں؟ تو اس وقت انہوں نے سب گواہوں کے سامنے شدت سے انکار کیا، اور کہا جو بچے ہیں میرے نہیں، حسینہ کے پہلے شوہر کے ہیں، اس وقت تو بالکل انکار، اور اس وقت اولاد ہونے کا اقرار ہو رہا ہے، اور اس وقت یہ بھی اقرار کیا تھا کہ میں نے نکاح کے بعد اس کا آپریشن کرایا ہے، جب دوسری مرتبہ ۱۷/ ۳/ ۹۴ کو محفل جمع ہوئی، جس میں جانبین اور ان کے بھائی بہنیں والدہ اور وکیل صاحب اور قاضی محمد علی جناب بھی موجود تھے، اس وقت صلح نامہ عبدالغفور نے اس طرح لکھوایا کہ: میرا پہلا نکاح نعیم النساء سے ہوا، اور اس کے بطن سے چھ اولاد موجود ہیں، اور ساڑھے چار سال قبل میرا دوسرا نکاح حسینہ کے ساتھ ہوا تھا، اور اس سے مجھے دو اولاد ہیں؛ لیکن چوں کہ ہم دونوں میں جنگ وجدال کا وقوع زیادہ ہونے کے سبب آج چند اشخاص معتبرہ جس میں علماء بھی مع وکیل وقاضی کے سامنے ہیں، میں نے یہ اقرار کیا کہ میرا تعلق زوجیت حسینہ کے ساتھ ایک ماہ بعد یعنی ۱۷/ اپریل کے روز ختم کیا ہوں، دوبارہ لکھتے ہیں اس تعلق زوجیت کو جو حسینہ کے ساتھ ہے رد باطل قرار دیا ہوں، پھر اس عبارت کی وضاحت اس طرح کرتے ہیں یعنی ایک ماہ بعد حسینہ میری بیوی نہیں ہے، پھر سہ بارہ اس کی تفصیل اس طرح لکھواتے ہیں یعنی ۱۸/ اپریل ۱۹۹۴ء کے دن حسینہ کے ساتھ جو تعلق زوجیت ہے مذہب اسلام وشرعی احکام کے مطابق میرے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

فیصلہ کے سبب خود بخود قطع ہے، پھر چوتھی بار لکھتے ہیں میرا حسینہ کا حق زوجیت تین طلاق مغلظہ کے ساتھ ثابت ہوا ہے، نیز صلح نامہ کے آخری حصہ میں لکھا ہے کہ لکھ کر دینے والا عبدالغفور ایک ماہ یعنی ۱۷؍اپریل کے بعد عبدالغفور کا حسینہ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں، وہ اجنبی عورت ہے، تین طلاق کے ساتھ جدا ہے، اور آئندہ ہم دونوں کی یعنی نعیم النساء زوجۂ اول اور عبدالغفور کی زندگی اچھی رہے سکون کے ساتھ، اس لیے میں نے یہ طلاق نامہ صلح نامہ لکھ کر دیا ہے۔

لہٰذا اس صورت میں شرعی کیا حکم ہے؟ اور اس طرح کی حرکت کا شریعت میں کیا حکم ہے؟ کہ خود حلالہ کے لیے قاضی اول کے نکاح میں دے، اور بشرطِ حلالہ اس کو طلاق لے کر پھر نکاح میں لے، پھر دوبارہ اس کو طلاق نامہ دے، تو دوسری طلاق نامہ کی طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ ہوئی تو کب سے ہوئی؟ عدت کب شمار ہوگی؟ دلائل کی روشنی میں واضح کریں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

شوہر اول کا اپنی مطلقہ کو بشرط حلالہ شوہر ثانی کے نکاح میں دینا (بشرطیکہ ایجاب وقبول موافق شرع شاہدین کے سامنے ہوا ہو، اور عدت ختم ہونے کے بعد ہوا ہو) مکروہِ تحریمی ہونے کی وجہ سے موجب اثم ہے؛ لیکن بایں ہمہ اگر شوہر ثانی نے بعد وطی اس عورت کو طلاق دے دی اور دوسرے شوہر کی عدت پوری کرنے کے بعد اس کے ساتھ شوہر اول نے نکاح کیا تو یہ عورت شوہر اول کے لیے حلال ہو کر اس کی منکوحہ سمجھی جائے گی، اور اس دوسرے نکاح کے بعد وہ یعنی شوہر اول عبدالغفور اس عورت کو طلاق منجز یا معلق دے گا تو واقع ہو جائے گی۔ چوں کہ یہ طلاق تحریری ہے؛ اس

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

لیے اگر اس نے بلا جبر و اکراہ دی ہے تو حسب تعلیق ۱۷/۱ اپریل کو تین طلاق واقع ہو گئی۔

وكره التزوج للثاني تحريما، لحديث لعن المحلل والمحلل له بشرط التحليل كتزوجتك على ان احللك، وإن حلت للأول لصحة النكاح وبطلان الشرط الخ. (درمختار على هامش الشامي ۲/۵۸۶)

ومثله: أنت طالق شعبان أو في شعبان (درمختار) (قوله أو في شعبان) فإذا لم تكن له نية طلقت حين تغيب الشمس من آخر يوم من رجب وإن نوى آخر شعبان فهو على الخلاف، فتح. (شامی: ۲ ۴۷۸) كتب الطلاق إن مستبينا على نحو لوح وقع إن نوى وقيل مطلقا. (درمختار)

جس وقت طلاق واقع ہو گی اسی وقت سے عدت شمار ہو گی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۰/ ذو القعدہ ۱۴۱۴ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

باب الخلع

حق خلع اور بدل خلع

سوال: کیا عورت کو حق خلع ہے؟ کیا خاوند ہزاروں روپیہ سقوط مہر کے علاوہ لڑکی (بیوی سے) طلب کر سکتا ہے؟ جب کہ لڑکی باپ کے عیال میں زیر پرورش ہے، اور بدل خلع کہاں سے لائیگی؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

میاں بیوی میں ایسا اختلاف پیدا ہو چکا ہے کہ اب توافق ممکن ہو کر حقوق

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

زوجیت کی ادائیگی دشوار ہو چکی ہے، تو خلع کرنے کی اجازت ہے۔

ولا بأس به عند الحاجة لشقاق بعدم الوفاق (درمختار)

اگر نشوز عورت کی طرف سے ہے، تو شوہر کے لیے بدل کا مطالبہ درست ہے ورنہ مکروہ تحریمی ہے۔

وکره تحريماً أخذ شيء إن نشز، وإن نشزت لا، ولو منه النشوز ایضا. (درمختار)

پہلی صورت میں مقدارِ مہر سے زیادہ کا مطالبہ بھی درست ہے؛ البتہ نامناسب ہے۔

ولو بأكثر مما أعطاها على الزوجة فتح وصحح الشمني كراهة الزيادة، وتعبير الملتقى "لا بأس به" يفيد أنها تنزيهية وبه يحصل التوفيق. (درمختار) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۷ شوال المکرم ۱۴۱۳ھ

بیوی کو تنگ کرنے والے سے خلاصی کی صورت

سوال: ایک شادی شدہ عورت ہے، جس کا ایک لڑکا بھی ہے، اور اس عورت کا شوہر اس کو بہت تنگ کرتا ہے، مارتا ہے اور پریشان کرتا ہے، اس لیے لڑکی اپنے باپ کے گھر میں آکر بیٹھی ہے، اور اس کو باپ کے گھر میں ایک سال ہو گیا، اس مدت میں اس کے شوہر نے ایک دوسرا نکاح کر لیا، اب لڑکی والے پریشان ہو کر طلاق مانگ رہے ہیں؛ مگر وہ طلاق دینے سے انکار کر رہا ہے، اس صورت میں لڑکی کیا کرے؟ کیا اسی طرح اپنی زندگی غم کے گھونٹ پی پی کر گزارے یا اپنے شوہر کے گھر جا کر اپنی زندگی کو اور پریشانی میں ڈالے یا کچھ اور کرے؟ معاملہ ذرا سنگین ہے، اس لیے جلد

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

جواب روانہ کرنا، دعائے خیر میں اس سیاہ کار کو یاد فرمانا۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اگر لڑکی کے لیے اپنے موجودہ شوہر کے ساتھ رہ کر زندگی گزارنا دشوار ہے، تو مناسب یہ ہے کہ بااثر ورسوخ ذمہ دار حضرات کو درمیان میں ڈال کر اپنا مہر (اگر اس کی ادائیگی باقی ہے تو اس) کے عوض میں، یا وصول کر چکی ہے تو اتنی مقدار دے کر خلع کر لے، اور عدت کے بعد دوسری جگہ نکاح کرے۔ لقولہ تعالیٰ ﴿فلا جناح علیھما فیما افتدت بہ﴾ الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۲/ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۸ھ

شرابی شوہر سے خلاصی کی صورت

سوال: فریدہ اپنے شرابی شوہر سے تنگ آ کر علاحدگی اختیار کرتی ہے، اور خلع لینا بھی اس کے لیے مشکل ہے؛ کیوں کہ سماج کا سوال ہے، اور فریدہ کا شوہر بھی طلاق دینا نہیں چاہتا، ایسے نازک حالات میں فریدہ کا علاحدہ زندگی اختیار کرنا صحیح ہے یا نہیں؟ صحیح ہے تو کرم اللہ کا! ورنہ اس کا نعم البدل طریقہ ارشاد فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

فریدہ کا شوہر شرابی ہونے کی وجہ سے اس کے حقوق زوجیت ادا نہیں کرتا، جس کی بنا پر نباہ دشوار ہے، تو بہتر صورت یہ ہے کہ کسی طرح لالچ دے کر یا ڈرا کر شوہر سے طلاق لے لی جائے یا خلع کر لیا جائے۔ قرآن شریف میں آیا ہے: ﴿فان خفتم ان لا یقیما حدود اللہ فلا جناح علیھما فیما افتدت بہ﴾ اسی کو خلع کہتے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہیں؛ لیکن اگر باوجود کوشش کے خلاصی کی کوئی صورت نہ بن سکے، تو پھر عورت اپنا مقدمہ قاضیٔ اسلام یا مسلمان حاکم اور مسلمان حاکم نہ ہونے کی صورت میں جماعتِ مسلمین کے سامنے پیش کرے، پھر تحقیق کے بعد شرعی شہادت سے جب عورت کا دعویٰ صحیح ثابت ہو جائے تو اس کے خاوند سے کہا جائے کہ اپنی عورت کے حقوق اداء کرو یا طلاق دو، ورنہ تفریق کر دیں گے، اس کے بعد بھی اگر وہ خاوند کسی صورت پر عمل نہ کرے، تو قاضی یا مسلمان حاکم یا جماعت مسلمین ان کے درمیان تفریق کر دے، یہ تفریق طلاق کے حکم میں ہوگی، اس کے بعد عدت طلاق گزار کر دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے، اور جب تک اس طرح خلاصی حاصل کرنا ممکن نہ ہو وہاں تک عورت اپنے آپ کو شوہر کے ظلم وزیادتی سے بچانے کے لیے علاحدہ سکونت اختیار کر سکتی ہے؛ لیکن یہ طریقہ فتنہ سے خالی نہیں خاص کر اس زمانہ میں، اس لیے اوپر بتلائی گئی صورت پر ہی عمل کیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ: العبد احمد خانپوری، ۱۴/ جمادی الاخری ۱۴۳۰ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ　　الجواب صحیح: عبد القیوم راجکوٹی

خلع

سوال: کیا عورت اپنے شوہر یعنی خاوند سے طلاق لے سکتی ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

عقد نکاح ہونے کے بعد جب عورت شوہر کے نکاح میں آ گئی، تو اب اس پر طلاق واقع کرنے کا اختیار مرد کو ہے، عورت کو نہیں۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

"إنما الطلاق بيد لمن أخذ بالساق".

(لامع الدراری۳/۲٦٤المقاصد الحسنة۱۰۷)

البتہ اگر عورت کو یہ اندیشہ ہو کہ وہ شوہر کے حقوق ادا نہیں کر سکتی، تو اس صورت میں وہ شوہر کو کچھ رقم دے کر طلاق دینے پر راضی کر لے اور شوہر اس کو منظور کر کے علیحدہ کر دے، یہ درست ہے، اس کو شریعت کی اصطلاح میں ''خلع'' کہتے ہیں؛ لیکن یہ بھی شوہر کی رضامندی و منظوری کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

زوج متعنت سے چھٹکارہ کی صورت

سوال: ایک صاحب ہیں واپی کے، انہوں نے اپنی بہن کی شادی کی وہ گورکھپور یوپی کے رہنے والے ہیں، یہ جناب آج سے چودہ سال قبل اپنی بیوی کو یہ کہہ کر گئے کہ میں گھر جا کر آتا ہوں، پھر وہاں جا کر انہوں نے دوسرا نکاح کر لیا، اور اب وہ ان کی پہلی بیوی نہ لینے آتے ہیں اور نہ طلاق دیتے ہیں، اب تک چودہ سال ہو گئے تو اب اسے طلاق کی یا علیحدگی کی کوئی صورت ہو تو بتلائیے، ان سے اب کیسے چھٹکارا پایا جا سکتا ہے؟ اس کی شکل بتلائیے، گھر والے بڑے پیچ و تاب میں ہیں، کہ اگر ان کی بچی کو طلاق مل جائے تو دوسری شادی کر دیں؛ اس لیے کہ کئی مرتبہ ان کے خاوند کو بلایا گیا، پھر وہ کسی بھی قیمت پر آنے کو تیار نہیں، جواب دے کر ممنون و مشکور فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلياً ومسلماً

ان سے رابطہ قائم کر کے ان کو آمادہ کر کے خلع کر لیا جائے، اگر وہ خلع کر لیں تو

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

عدت گزار کر نکاح ثانی کیا جا سکتا ہے، اور اگر وہ نہ طلاق دیتے ہیں نہ خلع پر آمادہ ہیں، نہ ہی نفقہ اور دیگر حقوقِ زوجیت ادا کرتے ہیں، اور لڑکی کے لیے باعزت زندگی گذارنا دشوار ہے تو لڑکی شرعی پنچایت میں اپنا معاملہ پیش کرے، وہ تحقیق کے بعد ضرورت سمجھنے پر تفریق کا فیصلہ کر سکتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۴/شوال ۱۴۱۷ھ

شوہر کا طلاق کے عوض پیسہ لینا

سوال: زید اور بکر دو سگے بھائی ہیں، دونوں کی بیویاں زلیخا اور کلثوم سگی بہنیں ہیں، چار سال پہلے زید کے لڑکے کا نکاح بکر کی لڑکی کے ساتھ ہوا، نکاح سے تین سال پہلے نسبت طے کر دی تھی، اس وقت نہ بکر نے اور نہ اس کی بیوی کلثوم نے اور نہ اس کی بیٹی نے کوئی تذکرہ کیا کہ اس کا رجحان دوسرے لڑکے کی طرف ہے، حالاں کہ ماں باپ کو اس کی بھنبھناہٹ تھی؛ لیکن بیچارے یہ سمجھتے رہے کہ نکاح کر دینے کے بعد شاید رجحان بدل جائے اور یکسوئی حاصل ہو جائے؛ اس لیے ان سب باتوں کو زید اور اس کی بیوی زلیخا سے پوشیدہ رکھا۔ نکاح کے بعد تین سال ازدواجی زندگی چلی، تین سال کے عرصہ میں بکر کی بیٹی نے زید کے لڑکے یعنی اپنے شوہر کے حقوق کی ادائیگی میں کافی کوتاہی برتی، مقدر سے ایک بچی بھی پیدا ہوگئی؛ مگر بکر کی بیٹی کا رجحان دوسری طرف ہی رہا، دو تین بار رنگے ہاتھوں پکڑی بھی گئی، بکر کی سخت مزاجی اور برے رویہ سے ڈر کر اس کے شوہر یعنی زید کے لڑکے نے چشم پوشی سے کام لیا، ایک مفتی اور عالم کے مشورے سے ایک طلاق بطورِ تنبیہ اس کو دی۔ تین ماہ سے کچھ زائد کا عرصہ اس کے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

باپ بکر کے گھر گزارا، بکر کی بیوی نے بڑی منت سماجت کی، خالہ کی حالتِ زار پر زید کے لڑکے کو ترس آیا، نیز زید نے بھی سوچا کہ بھائی کا رشتہ ہے۔ اُسی عالم صاحب کے مشورہ کے بعد دوبارہ مہر مقرر کر کے نکاح کروایا گیا، چند لوگوں کی دعوت بھی اس موقعہ پر زید نے کر ڈالی، آئندہ کے لیے لڑکی کو اور اس کے والدین کو اس معاملہ میں تنبیہ بھی کی گئی، دوبارہ ازدواجی زندگی شروع ہوگئی، زید تو انفرادی خاندان کا قائل ہے خصوصاً اس دور میں، اس لیے دونوں اپنے طور پر الگ مکان میں رہتے تھے۔

درمیان میں ایک بات یہ بھی عرض ہے کہ بکر کی لڑکی کے اس طرح کے رجحان کو ان لوگوں نے ''جادوٹونہ'' اور کسی ''آسیب'' کا اثر بتایا، زید ان سب چیزوں کو زیادہ ہوا نہیں دیتا تھا، پھر بھی گاؤں میں بلا کر ایک عامل کے پاس علاج کروایا، اس نے بھی یہی وجہ بتائی اور چالیس دن تک علاج جاری رکھنے کی تاکید کی۔

بکر کی بیٹی نے اپنے (شوہر کے) گھر آکر علاج کو ترک کر دیا، بہرحال دوسرے نکاح کے چند ماہ بعد اس نے شوہر کے عاریتاً استعمال کے لیے دیے گئے کانوں کے ٹاپس (ائیرنگ) ایک نوجوان کو اس کی کسی ضرورت پر شوہر کی غیر موجودگی میں دے دیے، وہ نوجوان دوسری بلڈنگ میں گھر کے سامنے والے مکان میں رہتا تھا، کافی دنوں کے بعد شوہر کو پتہ چلا، شوہر نے بکر سے اس کی بیٹی کی شکایت کی، بکر نے دو تین جھوٹی تاویل کر کے الٹا اپنے داماد (یعنی زید کے لڑکے) کو ڈانٹ دیا اور خود زبردستی اپنی لڑکی اور چھوٹی نواسی کو لے جا کر زید کے بڑے لڑکے کے مکان میں چھوڑ آیا، زید تو گاؤں میں اپنے مکان میں الگ رہتا ہے، جب اسے اس کی خبر ملی تو چند عزیزوں کو اس نے اس معاملہ میں ثالث بننے کے لیے آمادہ کیا، اور وہ اس طرح کہ دونوں میاں بیوی میں

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

طلاق کے ذریعہ تفریق کروادی جائے اور دونوں کا نکاح اپنے اپنے طور پر کردیا جائے، اب یہ گھر نہیں چل سکتا، کیوں دونوں کی زندگیوں کو خراب کیا جائے، آپس میں بیٹھ کر صلح صفائی سے اور شرعی اعتبار سے اس کی نوعیت معلوم کر کے طلاق کے ذریعہ جدائی کروادی جائے، ہاں بھائی بھائی کا بہن بہن کا رشتہ برقرار رہے، صرف اس رشتہ کو مصلحتاً توڑ دیا جائے، فی الحال یہ ''توڑ'' مناسب ہے؛ لیکن احسن طریقہ سے ہو جس کا ذکر اوپر کی سطروں میں کیا گیا۔

مگر کیا کیا جائے سماج کے ان بڑوں کا؛ جو صلح وصفائی کو ہی مانتے ہیں اور صرف جوڑ کے ہی علم بردار ہیں چاہے ان کا اصراراً کیا گیا ''جوڑ'' دو دن کے بعد زبردست ''توڑ'' کا سبب بن جائے؛ لیکن ان کا نام تو روشن ہو جائے گا کہ فلاں صدر صاحب نے اور فلاں سیکریٹری صاحب نے اور فلاں سماج سیوک نے دو میاں بیوی میں پُر امن طریقے سے صلح کروادی، واہ صاحب واہ! کتنے بڑے آدمی اور کیسے صلح پسند آدمی ہیں! مگر زید اپنے موقف پر اٹل ہی رہا، وہ اپنے لڑکے کو جان بوجھ کر کیسے کنویں میں ڈھکیل دے، چناں چہ ثالث بننے کے لیے کوئی تیار نہ ہوا، خاندان کا صرف ایک شخص تیار ہوا، انہوں نے زید کے منشا کو سمجھتے ہوئے ''توڑ'' کی کوشش کی؛ مگر محبت وصلہ رحمی والی فضا میں ویسے بھی زید کی طبیعت جھگڑالو نہیں ہے، چناں چہ بکر نے اس کا پورا فائدہ لیتے ہوئے اپنا فیصلہ سنا دیا کہ میری بیٹی کو اگر طلاق دینی ہے تو ستر ہزار روپیے نقد دے دو، ورنہ میں کورٹ، کچہری، پولیس، مہیلا منڈل وغیرہ میں کمپلینٹ (شکایت) کردوں گا اور اپنی بیٹی سے بھی کہہ دیا کہ: تو اس گھر سے مت نکلنا جب تک تجھے مطلوبہ رقم نہ مل جائے اور اپنے سسرال والوں کی پوزیشن سے مجھے باخبر بھی کرتے رہنا، اس ناگہانی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

آفت سے زید اور اس کے گھر والے خوب پریشان رہے، انہوں نے کبھی یہ سب چیزیں دیکھی نہ تھیں۔ اس دوران ایک عالم صاحب نے زید کو یہ مشورہ دیا کہ بطورِ مدد واعانت سمجھ کر اپنے بھائی کو اس کی مطلوبہ رقم دے دو اور اس ذہنی الجھن سے نکل جاؤ، اب اتنی کثیر رقم کا انتظام بھی زید کے لڑکے کے لیے مشکل تھا، اس نے اپنی بہن کے پاس سے پچاس ہزار کا قرض لے کر اور بیس ہزار کا اپنے پاس انتظام کر کے مطلوبہ رقم ثالث کے روبرو بکر کے کہنے کے مطابق اس کے لڑکے کے حوالہ کر دی، اور قانونی پیپرس پر دستخط کروالیے۔ چناں چہ بیوی اپنی تمام چیزیں اور شوہر کی بھی چند چیزیں سامان میں باندھ کر اور چھوٹی بچی جو ڈیڑھ سال کی تھی زید کے گھر والوں کے سپرد کر کے حسبِ ہدایتِ بکر اپنے میکہ چل دی، بکر نے اس ائیرنگ کے پیسے جو تقریباً آٹھ، دس ہزار روپیے بنتے ہیں اس رقم میں سے وضع نہیں کرنے دیے اور نہ ہی اس انگوٹھی کی قیمت وضع کرنے دی جو اس کی غلطی سے کہیں کھوگئی تھی، بلکہ بکر نے جذبات کی رَو میں بہہ کر یہاں تک کہہ دیا کہ میں تو تین لاکھ وصول کر سکتا تھا؛ مگر بھائی چارگی سے ستر ہزار پر ہی اکتفا کیا ہے۔

جناب مفتی صاحب کے روبرو ایک بات پیش کرنے سے رہ گئی، وہ یہ کہ پہلی طلاق کی عدت کے تین ماہ بکر نے اپنی بیٹی اور اس کی نواسی کو اپنے گھر رکھا، بعد میں جب صلح صفائی ہوئی اور نکاح ہوا تو زید نے اس کے بارے میں ذکر کیا کہ تین ماہ تک ماں بیٹی کے نان نفقہ کی رقم وہ ادا کر دے گا؛ لیکن بکر نے وہ رقم معاف کر دی اور نہیں لی، اب جو بکر نے ستر ہزار کی رقم لی ہے اس میں اس نے گذشتہ نان نفقہ کی اور نہ جانے کون کون سی رقمیں شمار کر کے جوڑ لی ہے؛ بلکہ اس رقم کو اپنی بیٹی کا حق بتایا ہے۔ زید کو اس وقت دوسرے ایک عالم صاحب نے شاید نصیحتاً فرمایا کہ: اگر تم اتنی بڑی رقم دے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

دو گے تو آئندہ کے لیے دوسرے بالکل غریب لوگوں کے لیے مصیبت کھڑی ہو جائے گی، وہ لوگ اس طرح کی بیویوں کے شکنجے سے کیسے نکل سکیں گے، نیز ان بیچاروں کے گھر مطالبات کی فراہمی تک جہنم بنے رہیں گے۔

بہر حال آج اس واقعہ کو آٹھ مہینے کا عرصہ گذر چکا ہے، اللہ نے زید کے لڑکے کا نکاح متوسط اور شریف گھرانے میں کروا دیا، دونوں الحمد للہ چین وسکون سے اپنی ازدواجی زندگی بسر کر رہے ہیں، نیز بچی کو اس کی نئی ماں بڑی محبت اور ممتا سے رکھ رہی ہے، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کی اپنی سگی بچی ہو، ہاں! اس واقعہ کا ردِ عمل یہ ہوا کہ دونوں کے گھر والوں میں تعلق باقی نہ رہا، کبھی کبھی زید اور اس کی بیوی کسی کی معرفت سلام بھجواتے رہتے ہیں۔ بعض اعزّہ یہ چاہتے ہیں کہ: صلح صفائی ہو جائے اور اس واقعہ کو بھلا دیا جائے؛ مگر زید کا لڑکا اور گھر کے کچھ افراد اس بات سے ناراض ہیں، ان لوگوں کا کہنا ہے کہ بکر نے جو رقم اس کے شرعی حق کے علاوہ زائد لی ہے واپس کر دے؛ مگر اس کو اپنی بیٹی کا حق بتلانے والا بکر شاید ہی واپسی پر تیار ہو۔

اب اتنا طویل مضمون لکھ کر جناب مفتی صاحب محترم کی خدمت میں تصفیہ کے لیے پیش ہے، محض اس امید پر کہ جنابِ والا شرعی اعتبار سے حل فرما کر دونوں گھرانوں کی خلش ورنجش کو رفع فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ آنجناب کو اس کا بدلہ دے، اگر جادو ٹونہ کی شرعی حیثیت پر کچھ روشنی ڈال دیں تو جنابِ والا کا تبرع ہوگا، آج کل لوگوں نے اس کو ہتھیار اور بہانہ بنالیا ہے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

شریعتِ مطہرہ کی طرف سے جب لڑکی کی طرف سے طلاق اور جدائی کا مطالبہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہواور حقوقِ زوجیت کی ادائیگی میں کوتاہی بھی لڑکی کی طرف سے ہورہی ہو اس صورت میں لڑکی کی طرف سے معاوضہ دے کر جدائی حاصل کرنا جس کو شریعت کی اصطلاح میں ''خلع'' کہا جاتا ہے، ایک مشروع اور قرآن وحدیث سے ثابت شدہ طریقِ کار ہے اور زیادتی عورت کی طرف سے ہونے کی صورت میں جدائی کے معاوضہ میں یہ رقم جس کا نام ''بدلِ خلع'' ہے لینا شرعاً درست اور بلاتردد جائز ہے؛ لیکن شوہر اگر اپنی بیوی کو طلاق دے کر علاحدہ کرنا چاہتا ہے اور وہ بھی اس صورت میں جب کہ علیٰحدگی کی بنیاد عورت کی طرف سے حقوقِ زوجیت میں ادا کی جانے والی کوتاہی ہو، تو اس صورت میں طلاق دینے والے شوہر پر اس کے اس طلاق دینے والے عمل کے معاوضہ یا دوسرے لفظوں میں جرمانہ کے طور پر کوئی رقم واجب کرنا جیسا کہ آج کل سرکاری قانون کا ڈر بتلا کر وصول کی جاتی ہے، اور صورتِ مسئولہ میں بھی یہی ہوا ہے، شریعتِ مطہرہ میں اس کا کوئی جواز موجود نہیں، ایسی رقم کا مطالبہ شرعاً ناجائز ہے، اور ایسی رقم کا وصول کرنا چاہے فریقِ مخالف دینے کے لیے تیار ہو رشوت اور غصب کا حکم رکھتا ہے؛ اس لیے صورتِ مسئولہ میں بکر کا زید کے بیٹے سے ستر ہزار کی رقم وصول کرنا شرعاً درست نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

العبد احمد خانپوری، ۲۷/ جمادی الثانی ۱۴۲۴ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

متفرقات طلاق

میاں بیوی میں تعلقات نہ ہونے کا اثر رشتۂ نکاح پر

سوال: کچھ عرصہ تک اگر شوہر اور بی بی میں کچھ بھی تعلقات نہ ہو، نہ کچھ بات چیت ہو، نہ نان نفقہ اور خرچ کی رقم دیتا ہو؛ غرض کہ کچھ بھی تعلقات نہ ہوں تو اس حالت میں شوہر اور بی بی کا رشتہ ختم ہوتا ہے یا نہیں؟ اگر رشتہ ختم ہو تو کتنے عرصہ کے اندر تعلقات ختم ہوگا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

صورتِ مسئولہ میں بھی دونوں کا رشتۂ نکاح ختم نہیں ہوا؛ بلکہ باقی ہے، جب تک شوہر طلاق نہ دے وہاں تک رشتہ ختم نہیں ہوسکتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۱/ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۰ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

شوہر کی اجازت کے بغیر لڑکی میکہ آگئی فریقین کیا کریں؟

سوال: ہمارے محلہ میں ایک لڑکی کی شادی ہوئے چار سال گزر گئے، ابھی تقریباً نو دس مہینے سے وہ اپنی سسرال سے اپنے میکے والدین کے پاس چلی آئی ہے، اسی عرصہ میں لڑکی کے سسرال والے لڑکی کو لینے آئے تھے؛ مگر لڑکی کے والدین اور خاندان والے لڑکی کو روانہ کرنے کے لیے منع کر رہے ہیں، اور لڑکی بھی صاف انکار کر رہی ہے، لڑکی کے والدین اور لڑکی طلاق لینے پر آمادہ ہے؛ لہٰذا صورت مسئولہ میں کیا

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کیا جائے؟ تفصیل سے لکھیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

شوہر کی اجازت کے بغیر بیوی کا اپنے میکے چلا آنا شرعاً ممنوع ہے، شوہر کی ناراضگی کو دور کرے، اگر کسی وجہ سے دونوں کے تعلقات کشیدہ ہو گئے ہیں تو دونوں طرف کے خاندان کے بڑے لوگوں کو درمیان میں ڈال کر تعلقات درست کرنے کی سعی کی جائے، عورت کی طرف سے بلا وجہ طلاق کا مطالبہ درست نہیں ہے، تمام کوششوں کے بعد بھی اگر تعلقات سدھرنے کا امکان نہیں رہا تو لڑکی کچھ رقم دے کر شوہر سے طلاق حاصل کر سکتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

انسداد طلاق کے لیے کمیٹی بنانا

سوال: ہمارے گاؤں (کاکوسی) میں الحمد للہ مسجد اور مدرسہ کا نظام پورے گاؤں کے اتفاق اور اتحاد کے ساتھ چل رہا ہے، اور الحمد للہ پورا گاؤں متولی کے ساتھ جڑا ہوا ہے، اب مسجد اور مدرسہ کے امور کے علاوہ روزمرہ نئے نئے مسائل پیش آتے ہیں، من جملہ ان کے میاں بیوی کے درمیان تنازع اور طلاق کا مسئلہ ہے، اور وجہ اس کی یہ ہے کہ اس دور میں عورتوں کی کثرت ہے، جس کی بناء پر طلاق کے بعد فوراً دوسری شادی ہو جاتی ہے؛ نیز بعض دفعہ کسی کی طرف سے شوہر کو اکسایا جاتا ہے کہ اپنی بیوی کو طلاق دے دے، میں اپنی لڑکی سے تیرا نکاح کر دوں گا؛ نیز ماں باپ کی دخل اندازی کی وجہ سے بھی شوہر طلاق دینے پر مجبور ہو جاتا ہے؛ باوجودیکہ میاں بیوی کے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

درمیان اتفاق ہے، اور بعض مرتبہ اولاد نہ ہونے کی وجہ سے بھی طلاق دی جاتی ہے؛ نیز اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ہماری برادری کا کاروباری تعلق زیادہ تر بمبئی سے ہے، اب ہمارے نوجوان بمبئی کے ماحول اور مغربی تہذیب سے متأثر ہو کر وطن آتے ہیں تو اپنی عورتوں کو ناپسند کرتے ہیں، جس کی وجہ سے گھر میں نااتفاقیاں شروع ہو جاتی ہیں اور بگاڑ ہوتے ہوتے بسا اوقات طلاق تک کی نوبت پہونچ جاتی ہے، یا پھر عورت اپنے حقوق سے محروم اور مظلوم ہو کر زندگی بسر کرتی ہے، اس مسئلہ کے حل کے لیے سارے گھر پریشان تھے؛ چناں چہ گاؤں کے ذمہ داروں نے پورے گاؤں کے لوگوں کو جمع کر کے ایک مٹینگ کی، اور اس میں طلاق کی کثرت نہ ہو، اس کے لیے کیا کیا جائے؟ سوچا گیا، متفقہ طور پر یہ بات طے ہوئی کہ ایک کمیٹی بنائی جائے، اور جس کے گھر میں بھی میاں بیوی کے درمیان نااتفاقی کی بات پیش آئے تو وہ کمیٹی سے رجوع کرے، اب کمیٹی طرفین کی بات سن کر غور کرے اور طرفین میں سے جس کا قصور ہو اس کو سمجھائے، اور اگر شوہر کے والدین کا اس میں قصور ہے تو ان کو سمجھائے، اور جوڑ کرنے کی کوشش کرے، اور اگر ان صورتوں میں سے کسی صورت سے کام نہیں چلتا تو کمیٹی شوہر سے کہہ دیتی ہے کہ تم اپنا حق طلاق استعمال کر سکتے ہو۔

اب اگر کوئی آدمی کمیٹی سے رجوع کئے بغیر طلاق دے دے تو اس کے بارے میں کیا کیا جائے؟ پورے گاؤں کے لوگوں سے مشورہ طلب کیا گیا تو بہت سے لوگوں نے رائے دی کہ کمیٹی کو اختیار ہے چاہے پچاس ہزار کا جرمانہ لازم کرے، چاہے پچیس ہزار کا، چاہے پانچ ہزار کا، اور یہ جرمانہ چاہے مطلقہ کو دلوا دے یا کسی اَور مصرف میں استعمال کرے، اس کا فیصلہ کمیٹی پر موقوف ہے، وہ جو مناسب سمجھے اقدام کرے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اس کے بعد پورے گاؤں کے لوگوں سے پوچھا گیا کہ کیا سب کو یہ منظور ہے؟ اگر کسی کو اختلاف ہو یا منظور نہ ہو تو وہ اپنے اختلاف کو ظاہر کردے، پورے گاؤں نے متفق علیہ اس کو منظور کرلیا، اور بارہ آدمیوں کی کمیٹی بنادی؛ چناں چہ اس کا فوری فائدہ یہ ہوا کہ دس بارہ جگہوں پر طلاق کی نوبت پہنچ چکی تھی، اور طے تھا کہ طلاق ہوجائے گی؛ لیکن الحمدللہ کمیٹی بننے سے گاؤں پر اتنا رعب پڑا کہ وہ طلاقیں رک گئیں، اور اب وہ خاندان خیر و عافیت کے ساتھ زندگی گذار رہے ہیں، اب ہم کمیٹی والوں کے لیے مسائل درپیش ہیں کہ اگر کسی نے کمیٹی کے علم میں لائے بغیر ناحق طلاق دی تو اس کے ساتھ کیا معاملہ کریں کیا؟ تعزیز بالمال جائز ہے؟ یا عدت کا نان نفقہ مثلاً پندرہ سو روپیہ ہوتا ہے، اس کو بڑھا کر پانچ ہزار مطلقہ کو دلوا سکتے ہیں؟ یا دو تین سال کے لیے اس لڑکے اور اس کے والیوں پر پابندی لگائی جائے کہ اس کی شادی نہ ہو، یا اور کوئی شکل شرعاً جواز کی ہو (کہ جس کے ذریعہ سے مطلقہ اور اس کے والیوں کے آنسوؤں کو پونچھا جاسکے، اور آئندہ اس جرم کی ہمت کسی اور کو نہ ہو، اور ناحق طور پر آئندہ نئی طلاقیں نہ ہوں) تو اس کو واضح فرمائیں، اگر مجرموں کو سزا نہیں دی جاتی تو پھر طلاقوں کا دروازہ کھل جاتا ہے، اور مجبوراً مسلم عورتیں کورٹوں میں جانا شروع کردیں گی، اور شاہ بانو والے کیس کی نوعیت ہم سب کے سامنے ہے؛ لہٰذا ہماری رہبری فرمائیں۔

نوٹ: آیا ہماری اس کمیٹی کو شرعی پنچ کی حیثیت دی جاسکتی ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

اسلامی اصول کا رخ یہ ہے کہ جن مرد و عورت میں اسلامی اصول کے مطابق ازدواجی تعلق قائم ہو وہ پائیدار اور عمر بھر کا رشتہ ہو، جس سے ان دونوں کی دنیا و دین بھی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

درست ہو، اور ان سے پیدا ہونے والی اولاد کے اعمال واخلاق بھی درست ہوں، اسی لیے نکاح کے معاملہ میں شروع سے آخر تک ہر قدم پر اسلام کی ہدایات یہ ہیں کہ اس تعلق کو تلخیوں اور رنجشوں سے پاک صاف رکھنے کی، اور اگر کبھی پیدا ہو جائے تو ان کے ازالہ کی پوری کوشش کی گئی ہے؛ لیکن ان تمام کوششوں کے باوجود بعض اوقات طرفین کی زندگی کی فلاح اسی میں منحصر ہو جاتی ہے کہ یہ تعلق ختم کر دیا جائے، اس لیے اسلام نے قوانینِ نکاح کی طرح طلاق کے بھی اصول وقواعد مقرر فرمائے؛ مگر ساتھ ہی یہ ہدایات بھی دے دیں کہ طلاق اللہ تعالیٰ کے نزدیک نہایت مبغوض ومکروہ کام ہے، جہاں تک ممکن ہو اس سے پرہیز کرنا چاہیے۔ حدیث میں بروایت حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حلال چیزوں میں سب سے زیادہ مبغوض اللہ کے نزدیک طلاق ہے۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: تزوجوا ولا تطلقوا، فان الطلاق يهتز منه عرش الرحمن یعنی نکاح کرو اور طلاق نہ دو کیوں کہ طلاق سے عرشِ رحمن ہل جاتا ہے۔ اور حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ عورتوں کو طلاق نہ دو بغیر کسی بدکاری کے؛ کیوں کہ اللہ تعالیٰ ان مردوں کو پسند نہیں کرتا جو صرف ذائقہ چکھنے والے ہیں، اور ان عورتوں کو پسند نہیں کرتا جو صرف ذائقہ چکھنے والی ہیں۔

(قرطبی بروایت ثعلبی)

اور دار قطنی نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے زمین پر جو کچھ پیدا فرمایا ہے، ان سب میں اللہ کے نزدیک محبوب غلاموں کو آزاد کرنا ہے، اور جتنی چیزیں زمین پر پیدا کی ہیں، ان سب میں مبغوض

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ومکروہ طلاق ہے۔ (از قرطبی)

بہر حال اسلام نے اگر چہ طلاق کی حوصلہ افزائی نہیں کی؛ بلکہ تا بمقدور اس سے روکا ہے لیکن بعض ضرورت کے مواقع میں اجازت دی، تو اس کے لیے کچھ اصول وقواعد بنا کر اجازت دی، جن کا حاصل یہ ہے کہ اس رشتۂ ازدواج کو ختم کرنا ہی ضروری ہو جائے تو وہ بھی خوب صورتی اور حسن معاملہ کے ساتھ انجام پائے، محض غصہ نکالنے اور انتقامی جذبات کا کھیل بنانے کی صورت نہ بننے پائے۔

(معارف القرآن ۸/ ۴۷۷،۴۷۸ بحذف یسیر)

بنابریں معاملۂ طلاق میں ہونے والی بے اعتدالیوں اور حکمِ شرعی کی خلاف ورزیوں کے سدِ باب کے لیے آپ حضرات نے تمام باشندگانِ بستی کے اتفاقِ رائے سے جو کمیٹی تشکیل دی ہے یہ مستحسن اور قابلِ تعریف ہے۔ ارشاد ربانی ہے: ﴿تعاونوا علی البر والتقوی﴾ (نیکی اور خدا ترسی کے کاموں میں تعاون کرو) مسلمان بھائی بھی اگر حق کے خلاف یا ظلم وجور کی طرف چل رہا ہو تو ناحق اور ظلم پر اس کی بھی مدد نہ کرو؛ بلکہ اس کی کوشش کرو کہ ناحق اور ظلم سے اس کا ہاتھ روکو کیوں کہ درحقیقت یہی اس کی صحیح امداد ہے؛ تاکہ ظلم وجور سے اس کی دنیا اور آخرت تباہ نہ ہو۔

"صحیح بخاری ومسلم" میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: انصر أخاك ظالما أو مظلوما یعنی اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ ظالم ہو یا مظلوم، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم جو قرآنی تعلیم میں رنگے جاچکے تھے، انھوں نے حیرت سے پوچھا کہ یا رسول اللہ! مظلوم بھائی کی امداد تو ہم سمجھ گئے؛ مگر ظالم کی امداد کا کیا مطلب ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو ظلم سے روکو، یہی اس کی امداد ہے۔ (معارف القرآن ۳/ ۲۴)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

بر وتقویٰ پر تعاون اور امداد کرنے کے لیے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: الدال علی الخیر کفاعلہ یعنی جو شخص کسی کو نیکی کا راستہ بتاوے تو اس کا ثواب ایسا ہی ہے جیسے اس نیکی کو اس نے خود کیا ہو۔ الخ (معارف القرآن ۳/۲۵)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے "الجامع الصحیح" کی "کتاب الادب" میں ایک باب قائم فرمایا ہے: "باب الاخاء والحلف" اس کی تشریح کرتے ہوئے حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب نور اللہ مرقدہ نے علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام نقل فرمایا ہے:

قال النووي: لا حلف في الاسلام، معناه حلف التوارث وما يمنع الشرع منه، وأما المواخاة والمحالفة على طاعة الله تعالىٰ والتعاون على البر فلم ينسخ، إنما المنسوخ مايتعلق بالجاهلية اھ

اس کے بعد فرماتے ہیں: ولا يبعد عندی أن يقال أن الاخاء والحلف يشمل ما اشتهر فی هذا الزمان باسم كميٹی بنانا (الابواب والتراجم ٦/١١٩) یعنی میرے نزدیک "الاخاء والحلف" دورِ حاضر میں جو کمیٹی بنائی جاتی ہے اس کو بھی شامل ہے، اور جیسا کہ علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام سے معلوم ہوا کہ احکامِ خداوندی کی بجا آوری اور امورِ خیر میں تعاون اور مواخات درست ہے، اس لیے آپ حضرات کا یہ اقدام قابلِ ستائش اور شرعاً درست ہے۔

اب کمیٹی کے کام کی نوعیت باقی رہ جاتی ہے تو سوال میں اس کی جو تفصیل مذکور ہے، وہ درست ہے؛ البتہ ارکان کمیٹی کے لیے ضروری ہے کہ یہ متعین کرنے میں بڑی احتیاط برتیں کہ شوہر نے جو طلاق دی ہے، وہ شرعاً درجۂ مباح میں آتی ہے یا نہیں؟

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اس سلسلہ میں شرعی ہدایات پیش نظر ہونی چاہیے؛ نیز نفس نکاح کے لیے شریعتِ مطہرہ نے جو ہدایات دی ہیں ان سے بھی تمام باشندگان بستی کو واقف کرنا ضروری ہے، اس سے بھی بہت سے واقعاتِ طلاق کی پیش بندی ہوسکتی ہے، بعض مرتبہ والدین لڑکے یا لڑکی کی رضامندی کے بغیر دونوں کو دباؤ ڈال کر رشتۂ نکاح سے جوڑ دیتے ہیں، بالآخر یہ رشتہ بھی ٹوٹ جاتا ہے اور طلاق کی نوبت آتی ہے، آپ کے سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ اولاد نہ ہونے کی وجہ سے طلاق دینے والی صورت کو آپ شرعاً ممنوع سمجھ رہے ہیں؛ حالاں کہ اگر لڑکی بانجھ ہے تو اس صورت میں طلاق کا مباح ہونا معلوم ہوتا ہے، ہاں یہ ضروری ہے کہ طبی معائنہ کرایا جائے کہ نقص کس میں ہے؟ وغیرہ۔

اب آخری اور بنیادی سوال یہ ہے کہ جو آدمی کمیٹی سے رجوع کئے بغیر طلاق دے دے تو اس کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے؟ اس کے لیے مالی جرمانہ کی صورت مقرر کی گئی ہے وہ شرعاً درست نہیں۔

حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: ''تعزیر بالمال امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ناجائز ہے۔ وعند ابی یوسف یجوز التعزیر بأخذ المال للسلطان، وعندهما و باقی الائمة الثلاثة لا یجوز، كذا في فتح القدير. (عالمگیری) اور اگرچہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے تعزیر بالمال کو جائز فرمایا ہے؛ مگر اس سے مراد یہ ہے کہ بادشاہ اس کے مال کو ایک مدت مناسبہ تک روک لے، اور جب سمجھے کہ اب زجر حاصل ہوگیا پھر واپس کردے، نہ یہ کہ بالکل خود اپنے لیے یا بیت المال کے لیے ضبط کرلے۔

ومعنى التعزير بأخذ المال على القول به امساك شيء من ماله عنده

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

مدة لينزجر، ثم يعيده الحاكم اليه، لا أن يأخذه الحاكم لنفسه او لبيت المال، كما يتوهمه الظلمة اذ لا يجوز لاحد من المسلمين اخذ مال أحد بغير سبب شرعي، كذا في البحر الرائق. (عالمگیری)

پس یہ احمقانہ (مالی جرمانہ) لینا، اور اس کا مصارف مذکورہ میں یا کسی اور مصرف میں صرف کرنا جائز نہیں؛ بلکہ جن سے لیا ہے ان کو واپس دینا لازم ہے، ہاں ایسے لوگوں کے زجر اور ایسی باتوں کو بند کرنے کے لیے یہ جائز ہے کہ ایسے لوگوں کو پنچایت اور برادری سے خارج کر دیا جائے، اور جب تک وہ اس فعل سے توبہ نہ کریں ان کے ساتھ برادری کے تعلقات نہ رکھے جائیں''۔ (کفایت المفتی ۲/ ۱۶۵)

حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحب مدظلہم تحریر فرماتے ہیں:

مالی جرمانہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جائز نہیں، منسوخ ہے، اگر لیا ہو تو اس کی واپسی لازم ہے، انسدادِ جرائم کے لیے ارشاد، تلقین، تذکیر، تزکیۂ باطن کی ضرورت ہے؛ تا کہ دل میں خوف وخشیت پیدا ہو، جنت ودوزخ کا استحضار، قبر، قیامت، حشر، حساب کتاب، خدائے قہار کی عظمت اور اس کے انعامات کا مراقبہ لازم ہے؛ تا کہ اعمال صالحہ اور اخلاق فاضلہ کی رغبت ہو، ورنہ محض سختی سے اصلاح نہیں ہوتی، اگر ہوتی ہے تو عارضی ہوتی ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۵/ ۱۸۴، ۱۸۵)

''مال کا جرمانہ شرعاً ناجائز ہے، اگر مجرم کے ذمہ حقوق العباد ہے، تو ان کو ادا کرے یا معاف کرائے، اور خدا کے سامنے صدقِ دل سے توبہ کرے، امید ہے کہ قصور معاف ہو جائے گا، اگر آئندہ بھی اپنی حرکتوں سے باز نہ آئے تو اس کو ترک تعلق کی سزا دی جائے''۔ (فتاویٰ محمودیہ ۵/ ۲۱۱)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

مال کا جرمانہ ناجائز ہے، احکامِ شرعیہ کی پابندی کے لیے کوئی دوسری سزا ترک تعلقات وغیرہ کی دی جائے۔ (ایضاً ۵/ ۲۲۲)

دوسری صورت جو آپ نے تجویز فرمائی ہے کہ عدت کا نان نفقہ مثلاً پندرہ سو ہوتا ہے اس کو بڑھا کر پانچ ہزار مطلقہ کو دلوانا، تو یہ بھی درست نہیں؛ اس لیے کہ جو علت تعزیر بالمال کے ممنوع ہونے کی تھی، وہی یہاں بھی موجود ہے۔ لقوله عليه الصلوٰة والسلام "لا يحل مال إمرأ مسلم امرء إلا بطيبة من نفسه" البتہ اگر شوہر یہ جانتے ہوئے کہ نفقۂ عدت کی مقدار تو پندرہ سو روپئے ہی ہے اور میرے اوپر زیادہ واجب نہیں ہے، اپنی دلی رضامندی سے بلا کسی دباؤ کے پانچ ہزار دیتا ہے، تو عورت کے لیے اس کے قبول کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے؛ لیکن ظاہر ہے کہ ایسے لوگ کتنے ہیں؟ نیز یہ چیز کمیٹی کے دائرۂ اختیار سے باہر کی ہے، جس سے یہاں بحث نہیں۔

تیسری صورت پابندئ نکاح والی جو دریافت فرمائی ہے، یہ بھی مزاج ومقتضائے شریعت کے خلاف ہے، احادیث میں حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کا واقعہ، اور آیتِ قرآنی: ﴿ولا تعضلوهن ان ينكحن ازواجهن﴾ الخ (البقرة) کا نزول پیش نظر رہے، مشائخِ حنفیہ تو آیتِ کریمہ میں ﴿لا تعضلوهن﴾ کو "لا تضيقوا عليهن فى التزويج" ہی کے معنی میں لیتے ہیں۔ (احکام القرآن للتھانوی ۱/ ۵۳۶، احکام القرآن للجصاص ۱/ ۴۰۰) جب شریعت نے اولیاء کو اس سے روکا ہے تو غیر اولیاء (جن میں کمیٹی بھی داخل ہے) کے لیے ایسا کرنا کب جائز ہوسکتا ہے؟ اس لیے آپ کے لیے ایک ہی صورت رہ جاتی ہے، اور وہ ہے سماجی بائیکاٹ کی۔

لیکن اس سلسلہ میں دو باتیں ملحوظ رہیں: پہلی یہ کہ حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بقول ”جماعت سے خارج کرنا ان گناہوں کے ارتکاب سے ہوتا ہے جو قطعی حرام ہیں، اور جن سے مسلمانوں کی سوسائٹی پر برا اثر پڑتا ہے“۔

(کفایت المفتی ۹/ ۹۴،۹۵)

اس لیے طلاق دینے کی وہ صورتیں جو شرعاً حرام ہیں، ان میں تو آپ یہ سزا تجویز کرسکتے ہیں، اس کے علاوہ صورتوں میں نہیں۔

دوسری بات وہی ہے جو اوپر حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحب مدظلہم کے جواب میں نقل ہو چکی (جس پر خط کھینچ دیا گیا ہے) کہ یہ سزا کے سب طریقے عارضی طور پر مفید ہوتے ہیں، اصلی علاج یہ نہیں ہے، اصلی علاج تو سماج اور معاشرہ کی ایسی تربیت و اصلاح ہے کہ سماج کے ہر فرد کے اندر ایمانی روح سرایت کر جائے، اور ہر حکم خداوندی کی بجا آوری کے لیے وہ دل و جان سے تیار ہو، اس موقعہ پر حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد جو اسی آیتِ طلاق کی تفسیر کے ذیل میں ہے نقل کرتا ہوں:

فرماتے ہیں: قرآن کریم نے اس جگہ ایک قانون پیش فرمایا ہے کہ مطلقہ عورتوں کو اپنی مرضی کے مطابق نکاح سے روکنا جرم ہے، اس قانون کو بیان فرمانے کے بعد اس پر عمل کرنے کو سہل اور اس کے لیے عوام کے ذہنوں کو ہموار کرنے کے واسطے تین جملے ارشاد فرمائے: جن میں سے پہلے جملے میں روزِ قیامت کے حساب اور جرائم کی سزا سے ڈرا کر انسان کو اس قانون پر عمل کرنے کے لیے آمادہ فرمایا۔ دوسرے جملے میں اس قانون کی خلاف ورزی میں جو مفاسد اور انسانیت کے لیے مضرتیں ہیں، ان کو بتلا کر قانون کی پابندی کے لیے تیار کیا۔ تیسرے جملے میں یہ ارشاد فرمایا کہ تمھاری اپنی مصلحت بھی اسی میں ہے کہ خدا تعالیٰ کے بتائے ہوئے قانون کی پابندی کرو، اس

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کے خلاف کرنے میں اگر تم کوئی مصلحت سوچتے ہو تو وہ تمھاری کوتاہ نظری اور عواقب سے بے خبری کا نتیجہ ہے۔ قرآن کریم کا یہ اسلوب اور طرز بیان صرف یہیں نہیں؛ تمام احکام میں جاری ہے کہ ایک قانون بتایا جاتا ہے تو اس کے ساتھ ہی خدا تعالیٰ اور آخرت کے حساب وعذاب سے ڈرایا جاتا ہے، ہر قانون کے آگے پیچھے ﴿اتقوا اللہ﴾ یا ﴿ان اللہ خبیر بما تعملون﴾ ﴿ان اللہ بما تعملون بصیر﴾ وغیرہ جملے لگائے ہوئے ہیں، قرآن ساری دنیا اور قیامت تک آنے والی نسلوں کے لیے ایک مکمل نظامِ حیات اور ہر شعبۂ زندگی پر حاوی قانون ہے، اس میں حدود وتعزیرات کا بھی بیان ہے؛ لیکن اس کی ادا ساری دنیا کے قانون کی کتابوں سے نرالی ہے، اس کا طرزِ بیان حاکمانہ سے زیادہ مربیانہ ہے، اس میں ہر قانون کے بیان کے ساتھ اس کی کوشش کی گئی ہے کہ کوئی انسان اس قانون کی خلاف ورزی کر کے مستحقِ سزا نہ بنے، دنیا کی حکومتوں کی طرح نہیں کہ انھوں نے ایک قانون بنا دیا اور شائع کر دیا، جو کوئی اس قانون کی خلاف ورزی کرتا ہے وہ اپنی سزا بھگتتا ہے، اس کے علاوہ اس اسلوب قرآن اور اس کے مخصوص انداز بیان سے ایک دوررس بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس کو دیکھنے سننے کے بعد انسان اس قانون کی پابندی صرف اس بناء پر نہیں کرتا کہ اگر خلاف کرے گا تو دنیا میں اس کو کوئی سزا مل جائے گی؛ بلکہ دنیا کی سزا سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی ناراضی اور آخرت کی سزا کی فکر ہوتی ہے، اسی فکر کی بناء پر اس کا ظاہر وباطن، خفیہ وعلانیہ برابر ہو جاتا ہے، وہ کسی ایسی جگہ میں بھی قانون کی خلاف ورزی نہیں کرتا جہاں کسی ظاہری یا خفیہ پولیس کی بھی رسائی نہ ہو؛ کیوں کہ اس کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ ہر جگہ حاضر وناظر اور ذرہ ذرہ سے باخبر ہیں، یہی سبب ہے کہ قرآنی تعلیم نے جو اصولِ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

معاشرہ تیار کیے ہر مسلمان اس کی پابندی کو اپنا مقصدِ حیات تصور کرتا ہے۔ قرآنی نظام حکومت کا یہی امتیاز ہے کہ اس میں ایک طرف قانون کی حدود و قیود کا ذکر ہے، تو دوسری طرف ترغیب و ترہیب کے ذریعہ انسان کے اخلاق و کردار کو ایسا بلند کیا گیا کہ قانونی حدود و قیود اس کے لیے ایک طبعی چیز بن جاتی ہیں، جس کے سامنے وہ اپنے جذبات اور تمام نفسانی خواہشات کو پسِ پشت ڈال دیتا ہے، دنیا کی حکومتوں اور قوموں کی تاریخ اور ان میں جرم وسزا کے واقعات پر گہری نظر ڈالیے، تو معلوم ہوگا کہ نرے قانون سے کبھی کسی قوم یا فرد کی اصلاح نہیں ہوئی، محض پولیس اور فوج سے کبھی جرائم کا انسداد نہیں ہوا، جب تک قانون کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے خوف وعظمت کا سکہ آپ کے قلب پر نہ بیٹھے، جرائم سے روکنے والی چیز دراصل خوفِ خدا اور خوفِ حساب آخرت ہے، یہ نہ ہو تو کوئی شخص کسی سے جرائم کو نہیں چھڑا سکتا۔ (معارف القرآن ۱/ ۵۷۷، ۵۷۸)

اس لیے ارکان کمیٹی اور تمام ذمہ دار حضرات کو چاہیے کہ اسی روش پر گامزن ہوں، یہی اصل علاج ہے، علماء حضرات اس مقصد کو اپنا مشن بنائیں، اور اس کے لیے اپنے کو فارغ کریں، کبھی ضرورت پیش آئے تو تعزیری کارروائی حدود شرع کے اندر رہ کر انجام دیں، باقی محض تعزیرات والا طریقہ دیر پا نہیں ہے؛ بلکہ ایک مدت کے بعد شریعت اور ذمہ داران کے خلاف بغاوت کا علم اٹھانے کا ذریعہ ہے، اور عورتوں کی اشک شوئی بھی حقیقی طور پر نہیں ہوگی، بہت بہت تو اتنا ہوگا کہ طلاق کا سدِ باب ہوگا؛ لیکن ازدواجی زندگی کی تلخی میں اضافہ ہوگا۔

بستی والوں سے اگر یہ بات بھی منظور کرالی جائے کہ امور متنازعہ میں فیصلہ صادر کرنے کا کام بھی کمیٹی انجام دے گی، تو اس کو شرعی پنچ کا بھی درجہ حاصل ہو جائے گا،

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اس صورت میں کمیٹی میں ایسے عالم کا ہونا بھی ضروری ہے جو مسائلِ فقہ کا ماہر ہونے کے ساتھ تجربہ کار بھی ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۷/ ربیع الثانی ۱۴۰۹ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

کثرت طلاق کی روک تھام کے لیے بائیکاٹ، مالی جرمانہ لینا

سوال: (۱) ہمارے گاؤں کے اکثر لوگ بمبئی میں مقیم ہیں اور ہم نے تقریباً بائیس منتخب افراد کی ایک کمیٹی بنائی ہے، جس میں دو عالم حضرات بھی ہیں، اس کمیٹی کا کام یہ ہے کہ اپنے گاؤں کے چاہے وہ گاؤں میں ہوں یا ممبئی میں مقیم ہوں، طلاق اور میاں بیوی کے آپسی رنجشوں کے متعلق جو بھی مسائل پیش آئیں، انہیں سنجیدگی سے حل کرے اور میاں بیوی میں آپسی توڑ کو حتی الامکان دونوں کی ذہن سازی کر کے بحال کرے؛ لیکن کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کمیٹی کے سمجھانے کے باوجود شوہر اپنی بیوی کو بے جا طلاق دے بیٹھتا ہے اور کبھی کبھی تو ایک ساتھ تین طلاقیں دے دیتا ہے تو اس کی روک تھام کے لیے کمیٹی شوہر پر بطور تعزیر مالی جرمانہ عائد کرتی ہے، تو کیا بطور تعزیر مالی جرمانہ عائد کرنا از روئے شرع جائز ہے یا نہیں؟

چوں کہ آج ہمارا مسلم معاشرہ مغربیت کی زد میں آکر نت نئے فتنوں میں مبتلا ہوتا جارہا ہے، اور اکثر طلاق کی ایک بڑی وجہ مغربیت کے دور رس اثرات بھی ہیں، اسلامی ممالک میں تو حدود و تعزیرات جیسے اسلامی قوانین نافذ کر کے بہت سے فتنوں کا سدِّ باب کیا جاسکتا ہے اور خاص طور پر بے جا طلاقوں پر کافی حد تک بندش کر کے معاشرے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کو نیک اور پاکیزہ بنایا جاسکتا ہے؛ لیکن ہندوستان میں جہاں حدود وتعزیرات جیسے اسلامی قوانین کو رو بہ عمل نہیں لایا جاسکتا، ایسے ممالک میں بیجا طلاقوں پر گرفت ممکن نہیں، اور پھر ہوتا یہ ہے کہ ہندوستانی سماج میں مطلقہ عورتوں کے لیے نکاح ثانی کے بڑے مسائل پیش آتے ہیں، ایسی عورتوں سے جلدی کوئی نکاح کے لیے تیار نہیں ہوتا اور نہ ایسی عورتوں سے کوئی نکاح کرنا پسند کرتا ہے، جس کی وجہ سے ایسی عورتیں برابر پریشان رہتی ہیں اور ان کے بچے بھی باپ کا سایہ نہ ہونے کی وجہ سے تعلیم وتربیت سے یا ماں کا سایہ نہ ہونے کی وجہ سے شفقت ومحبت سے یکسر محروم رہ جاتے ہیں، اس لیے ہماری کمیٹی اپنے گاؤں والوں میں سے کسی بھی فرد کے بے جا طلاق دینے پر اس کے اوپر لاکھ، دو لاکھ روپیوں کا جرمانہ عائد کرتی ہے، اس سے ہمیں فائدہ بھی محسوس ہوا، بہت سے لوگ بلا وجہ طلاق دینے سے رک گئے ہیں، تو اس طرح تعزیر بالمال کرنا کیسا ہے؟ نیز اس مال کا مصرف کیا ہوگا؟ کیا اسے طلاق دینے والے کی مطلقہ بیوی کو دے سکتے ہیں یا غرباء ومساکین کے درمیان صرف کر سکتے ہیں؟ تعزیر بالمال اور تعزیر کی دیگر صورتوں کی تفصیل کیا ہے؟ اور تعزیر کی کن صورتوں پر ہندوستان جیسے ممالک میں عمل کیا جاسکتا ہے؟ وضاحت اور تفصیل سے دلائل کی روشنی میں نوازیں۔

(۲) اگر کوئی بے جا طلاق دے اور سمجھانے کے باوجود نہ سمجھے اور طلاق سے رجوع نہ کرے جب کہ عورت بے قصور ثابت ہو جائے، تو ایسے لوگوں کا پورے گھر سمیت سماجی بائیکاٹ کرنا اور کمیٹی کا ان کے بارے میں یہ فیصلہ کرنا کہ گاؤں کا کوئی فرد ان کی شادی بیاہ اور موت میت میں نہیں جائے گا، اور ان سے کسی طرح کا باہمی ربط نہیں رکھے گا کیسا ہے؟ سماجی بائیکاٹ کی شرعی حیثیت کیا ہے اور سماجی بائیکاٹ کب کیا جائے گا

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اور کب تک کیا جائے گا اور بائیکاٹ کے شرعی حدود کیا ہوں گے؟ شریعت کی روشنی میں مدلل وضاحت فرما کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

① ② یہاں دارالافتاء میں چند سال قبل آپ ہی کی برادری کی طرف سے اسی موضوع پر استفتاء آیا تھا، اس میں کثرتِ طلاق وتنازع کی وجوہات ایسی ہی لکھی تھیں، جو آپ نے اپنے استفتاء میں تحریر فرمائی ہیں، اس کا تفصیلی ومدلل جواب حضرت اقدس مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم نے تحریر فرمایا تھا، اس کا کچھ حصہ یہاں نقل کیا جاتا ہے، ملاحظہ کیجئے:

اسلامی اصول کا رخ یہ ہے کہ جن مرد وعورت میں اسلامی اصول کے مطابق ازدواجی تعلق قائم ہو وہ پائیدار اور عمر بھر کا رشتہ ہو، جس سے ان دونوں کی دنیا ودین بھی درست ہو، اور ان سے پیدا ہونے والی اولاد کے اعمال واخلاق بھی درست ہوں، اسی لیے نکاح کے معاملہ میں شروع سے آخیر تک ہر قدم پر اسلام کی ہدایات یہ ہیں کہ اس تعلق کو تلخیوں اور رنجشوں سے پاک صاف رکھنے کی، اور اگر کبھی پیدا ہو جائیں تو ان کے ازالہ کی پوری کوشش کی گئی ہے؛ لیکن ان تمام کوششوں کے باوجود بعض اوقات طرفین کی زندگی کی فلاح اسی میں منحصر ہو جاتی ہے کہ یہ تعلق ختم کر دیا جائے، اس لیے اسلام نے قوانینِ نکاح کی طرح طلاق کے بھی اصول وقواعد مقرر فرمائے؛ مگر ساتھ ہی یہ ہدایات بھی دے دیں کہ طلاق اللہ تعالیٰ کے نزدیک نہایت مبغوض ومکروہ کام ہے، جہاں تک ممکن ہو اس سے پرہیز کرنا چاہیے۔

حدیث میں بروایت حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

فرمایا کہ حلال چیزوں میں سب سے زیادہ مبغوض اللہ کے نزدیک طلاق ہے۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ: تزوجوا ولا تطلقوا، فان الطلاق یھتز منه عرش الرحمن یعنی نکاح کرو اور طلاق نہ دو؛ کیوں کہ طلاق سے عرشِ رحمن ہل جاتا ہے۔ اور حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ عورتوں کو طلاق نہ دو بغیر کسی بدکاری کے؛ کیوں کہ اللہ تعالیٰ ان مردوں کو پسند نہیں کرتا جو صرف ذائقہ چکھنے والے ہیں، اور ان عورتوں کو پسند نہیں کرتا جو صرف ذائقہ چکھنے والی ہیں۔ (قرطبی بروایت ثعلبی)

اور دار قطنی نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے زمین پر جو کچھ پیدا فرمایا ہے، ان سب میں اللہ کے نزدیک محبوب غلاموں کو آزاد کرنا ہے، اور جتنی چیزیں زمین پر پیدا کی ہیں، ان سب میں مبغوض و مکروہ طلاق ہے۔ (از قرطبی)

بہر حال! اسلام نے اگرچہ طلاق کی حوصلہ افزائی نہیں کی؛ بلکہ تابمقدور اس سے روکا ہے؛ لیکن بعض ضرورت کے مواقع میں اجازت دی، تو اس کے لیے کچھ اصول وقواعد بنا کر اجازت دی، جن کا حاصل یہ ہے کہ اس رشتۂ ازدواج کو ختم کرنا ہی ضروری ہو جائے تو وہ بھی خوب صورتی اور حسن معاملہ کے ساتھ انجام پائے، محض غصہ نکالنے اور انتقامی جذبات کا کھیل بنانے کی صورت نہ بننے پائے۔

(معارف القرآن ۸/ ۴۷۷، ۴۷۸ بحذف یسیر)

بنابریں معاملۂ طلاق میں ہونے والی بے اعتدالیوں اور حکمِ شرعی کی خلاف ورزیوں کے سدِ باب کے لیے آپ حضرات نے تمام باشندگانِ بستی کے اتفاقِ رائے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

سے جو کمیٹی تشکیل دی ہے یہ مستحسن اور قابلِ تعریف ہے۔ ارشادِ ربانی ہے: تعاونوا علی البر والتقویٰ (نیکی اور خداترسی کے کاموں میں تعاون کرو) مسلمان بھائی بھی اگر حق کے خلاف یا ظلم وجور کی طرف چل رہا ہو تو ناحق اور ظلم پر اس کی بھی مدد نہ کرو؛ بلکہ اس کی کوشش کرو کہ ناحق اور ظلم سے اس کا ہاتھ روکو؛ کیوں کہ درحقیقت یہی اس کی صحیح امداد ہے؛ تاکہ ظلم وجور سے اس کی دنیا اور آخرت تباہ نہ ہو۔

(محمود الفتاویٰ قدیم ۴/ ۴۴۴، ۴۴۵)

اب کمیٹی کے کام کی نوعیت باقی رہ جاتی ہے تو سوال میں اس کی جو تفصیل مذکور ہے، وہ درست ہے؛ البتہ ارکان کمیٹی کے لیے ضروری ہے کہ یہ متعین کرنے میں بڑی احتیاط برتیں کہ شوہر نے جو طلاق دی ہے، وہ شرعاً درجۂ مباح میں آتی ہے یا نہیں؟ اس سلسلہ میں شرعی ہدایات پیش نظر ہونی چاہیے؛ نیز نفس نکاح کے لیے شریعتِ مطہرہ نے جو ہدایات دی ہیں ان سے بھی تمام باشندگان بستی کو واقف کرنا ضروری ہے، اس سے بھی بہت سے واقعاتِ طلاق کی پیش بندی ہوسکتی ہے، بعض مرتبہ والدین لڑکے یا لڑکی کی رضامندی کے بغیر دونوں کو دباؤ ڈال کر رشتۂ نکاح سے جوڑ دیتے ہیں، بالآخر یہ رشتہ بھی ٹوٹ جاتا ہے اور طلاق کی نوبت آتی ہے۔ (محمود الفتاویٰ ۴/ ۴۴۷)

کمیٹی نے بلا وجہ شرعی طلاق دینے پر لاکھ، دولاکھ روپیوں کا جرمانہ مقرر کیا ہے، وہ شرعاً درست نہیں۔

حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: ”تعزیر بالمال امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ناجائز ہے۔ وعند ابی یوسف یجوز التعزیر بأخذ المال للسلطان، وعندهما وباقی الائمة الثلاثة

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

لا يجوز، كذا في فتح القدير.(عالمگیری) اور اگر چہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے تعزیر بالمال کو جائز فرمایا ہے؛ مگر اس سے مراد یہ ہے کہ بادشاہ اس کے مال کو ایک مدت مناسبہ تک روک لے، اور جب سمجھے کہ اب زجر حاصل ہو گیا پھر واپس کر دے، نہ یہ کہ بالکل خود اپنے لیے یا بیت المال کے لیے ضبط کر لے۔

ومعنى التعزير بأخذ المال على القول به امساك شىء من ماله عنده مدة لينزجر، ثم يعيده الحاكم اليه، لا أن يأخذه الحاكم لنفسه او لبيت المال، كما يتوهمه الظلمة اذ لا يجوز لاحد من المسلمين اخذ مال أحد بغير سبب شرعي، كذا في البحر الرائق. (عالمگیری)

پس یہ احمقانہ (مالی جرمانہ) لینا، اور اس کا مصارف مذکورہ میں یا کسی اور مصرف میں صرف کرنا جائز نہیں؛ بلکہ جن سے لیا ہے ان کو واپس دینا لازم ہے، ہاں ایسے لوگوں کے زجر اور ایسی باتوں کو بند کرنے کے لیے یہ جائز ہے کہ ایسے لوگوں کو پنچایت اور برادری سے خارج کر دیا جائے، اور جب تک وہ اس فعل سے توبہ نہ کریں ان کے ساتھ برادری کے تعلقات نہ رکھے جائیں''۔ (کفایت المفتی ۲/۱۶۵)

حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحب مدظلہم تحریر فرماتے ہیں:

مالی جرمانہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جائز نہیں، منسوخ ہے، اگر لیا ہو تو اس کی واپسی لازم ہے، انسدادِ جرائم کے لیے ارشاد، تلقین، تذکیر، تزکیۂ باطن کی ضرورت ہے؛ تاکہ دل میں خوف وخشیت پیدا ہو، جنت و دوزخ کا استحضار، قبر، قیامت، حشر، حساب کتاب، خدائے قہار کی عظمت اور اس کے انعامات کا مراقبہ لازم ہے؛ تاکہ اعمال صالحہ اور اخلاق فاضلہ کی رغبت ہو، ورنہ محض سختی سے اصلاح نہیں

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہوتی، اگر ہوتی ہے تو عارضی ہوتی ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۵/ ۱۸۴، ۱۸۵ بحوالہ محمود الفتاوی ۴/ ۴۴۸)

تین مشہور صحابہ: حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ، حضرت مرارہ بن ربیع رضی اللہ عنہ، حضرت ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ نے غزوۂ تبوک میں شرکت نہیں کی تھی، جس کی وجہ سے ان پر اللہ تعالیٰ کا عتاب وارد ہوا۔ ﴿وَعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا حَتّٰٓى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِم اَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوْٓا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّآ اِلَيْهِ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا اِنَّ اللّٰهَ هو التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ﴾ (التوبة:۱۱۸) ترجمہ: اور ان تینوں پر بھی (اللہ نے رحمت کی نظر فرمائی ہے) جن کا فیصلہ ملتوی کر دیا گیا تھا، یہاں تک کہ جب ان پر یہ زمین اپنی ساری وسعتوں کے باوجود تنگ ہوگئی، ان کی زندگیاں ان پر دوبھر ہوگئیں، اور انہوں نے سمجھ لیا کہ اللہ (کی پکڑ) سے خود اسی کی پناہ میں آئے بغیر کہیں اور پناہ نہیں مل سکتی، تو پھر اللہ نے ان پر رحم فرمایا، تاکہ وہ آئندہ اللہ ہی سے رجوع کیا کریں۔ یقین جانو اللہ بہت معاف کرنے والا، بڑا مہربان ہے۔ (آسان ترجمۂ قرآن ۱/ ۶۱۳)

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے معارف القرآن میں حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے واقعہ کو شرح وبسط اور تفصیل سے بیان فرمایا ہے، اس کے فوائد میں فائدہ نمبر ۴ میں تحریر فرماتے ہیں:

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ کسی گناہ کی سزا میں مسلمانوں کے امیر کو یہ بھی حق ہے کہ کسی شخص سے سلام وکلام قطع کر دینے کا حکم دیدے جیسے اس واقعہ میں ان تین بزرگوں کے متعلق پیش آیا۔ (معارف القرآن ۴/ ۴۸۴)

بخاری شریف کی روایت کے مطابق حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ اور ان کے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

دونوں ساتھیوں کے ساتھ پچاس دن تک بائیکاٹ کیا گیا۔

فلبثت بعد ذلك عشر ليال حتى كملت لنا خمسون ليلة من حين نهى رسول الله ﷺ عن كلامنا (بخاری ۲/ ٦٣٦)

ہندوستان میں چوں کہ حدود شرعیہ جاری نہیں ہوسکتیں اس لیے جو مسلمان کسی سخت جرم کا ارتکاب کریں، جیسے زنا، سود خوری، شراب خوری، ترک نماز وغیرہ تو ایسے لوگوں کے ساتھ اگر عام مسلمان کچھ دنوں کے لیے بطور تنبیہ اس سے تعلقات منقطع کرلیں اور اس کو اپنے حقہ پانی میں شریک نہ کریں، بیاہ شادی میں اس کے شریک نہ ہوں تو یہ جائز ہے؛ بلکہ مستحسن ہے۔

لما في اتحاد البصائر في ترتيب الاشباه والنظائر ص٩٦: يكره معاشرة من لا يصلي ولو كانت زوجة الا اذا كان الزوج لا يصلي لم يكره للمراءة معاشرته كذا في نفقات الظهيرية انتهى والله تعالى اعلم (امداد المفتيين ۲/ ۲۲۸)

حضرت مفتی رشید صاحب لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

تعزیر کے لیے مقاطعہ جائز ہے، اس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیت نہیں، جرم کی نوعیت کی بھی کوئی تخصیص نہیں، اسی طرح ایام کی تحدید اور مقاطعہ میں کسی قسم کی تخصیص بھی نہیں؛ بلکہ حاکم حسب صوابدید جس قسم کے مقاطعہ کا حکم جب تک چاہے دے سکتا ہے، حاکم سے ایسی توقع نہ ہو تو پنچایت بھی مقاطعہ کا فیصلہ کرسکتی ہے، البتہ مقاطعہ کا فیصلہ خواہ حاکم کرے یا پنچایت دونوں صورتوں میں حقوق واجبہ سے متعلق حسب ذیل تفصیل ہے:

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

① مجرم کے ذمہ جو حقوق واجب ہیں ان کو اداء کرنے سے اس کو روکنا جائز نہیں، مثلاً جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا اور نماز جنازہ وغیرہ، اسی طرح اس کی بیوی کو اس سے چار ماہ سے زیادہ مدت تک جدا رکھنا یا بیوی کو چار ماہ سے زیادہ مدت تک ہمبستری سے روکنے کا حکم کرنا جائز نہیں، اس لیے کہ چار ماہ میں ایک بار صحبت کرنا بیوی کا حق واجب ہے۔

② مجرم کے دوسروں کے ذمہ جو حقوقِ واجبہ ہیں ان کی دو قسمیں ہیں:

(۱) ایسے حقوق جن کے وجوب میں مجرم کو کوئی اختیار نہیں جیسے اس کی نماز جنازہ اور کفنانے، دفنانے وغیرہ ان سے روکنا جائز نہیں۔

(۲) وہ حقوق جن میں خود مجرم کی طرف سے دوسروں پر ایجاب بالاختیار ہے جیسے مجرم کے سلام کا جواب اور بیوی سے طلب صحبت پر بیوی کی طرف سے اجازت، ان پر پابندی لگانا جائز ہے۔ (احسن الفتاوی ۵/۵۲۹)

قرآن وحدیث اور حضرات فقہاء کی عبارتوں سے چند امور مستفاد ہوئے:

① کسی سخت گناہ (جیسے گناہ کبیرہ) کے ارتکاب پر بائیکاٹ کیا جاسکتا ہے۔

② مجرم جب تک توبہ نہ کرے، اس وقت تک بائیکاٹ کو برقرار رکھا جاسکتا ہے۔

③ بائیکاٹ ان ہی افراد سے کیا جائے گا، جنہوں نے جرم کا ارتکاب کیا ہے، لہٰذا بے جا طلاق دینے والے کے ساتھ تو مقاطعہ کیا جائے گا؛ لیکن ایک شخص کے جرم کی پاداش میں پورے گھر سمیت سب کا بائیکاٹ کرنا درست نہیں ہے۔ ہاں! اس بے جا طلاق دینے والے گھر کے دیگر افراد اس جرم میں شریک ہوں مثلاً والدین ہی نے اپنے لڑکے کو بے جا طلاق دینے پر ابھارا جس کے نتیجہ میں لڑکے نے طلاق دے دی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

تو ایسی صورت میں لڑکے کے ساتھ ساتھ اس کے والدین کے ساتھ بھی مقاطعہ کرنا جائز ہے، اور اگر گھر کے دیگر افراد اس ناجائز فعل میں شریک نہیں ہیں؛ بلکہ اس پر راضی بھی نہیں تو ایسی صورت میں تمام سے بائیکاٹ کرنا درست نہیں، لہٰذا کمیٹی کو چاہیے کہ پوری تحقیق کریں پھر بائیکاٹ کریں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: عبد القیوم راجکوٹی

الجواب صحیح: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

بلا وجہ شرعی طلاق دینے والے کو کوڑے مارنا

سوال: بیجا تین طلاقیں دینے پر اگر کوئی مالی جرمانہ ادا نہ کر سکتا ہو تو اس پر بھری محفل میں کوڑے کی سزا لاگو کرنا کیسا ہے اور کتنے کوڑے لگائے جا سکتے ہیں؟ یا اس کے علاوہ اور کونسی سزا تجویز کی جا سکتی ہے، جس سے بے جا طلاق پر روک تھام ہو سکے۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

جو مالی جرمانہ ادا نہ کر سکتا ہو، اس کو کوڑے کی سزا دینا درست نہیں، تعزیر کا حق حاکم کو ہے اور ہندوستان میں اسلامی حکومت نہ ہونے کی بنا پر کوئی شرعی حاکم موجود نہیں، لہٰذا عوام کو تعزیرات جاری کرنے کا حق نہیں۔ (ماخوذ از فتاوی مفتی محمود ۹ / ۱۳۲)

احسن الفتاوی میں ہے: پنچایت کسی جرم کی شرعی سزا دینے پر قادر نہیں مع ہذا اس پر حسب قدرت تغیر المنکر فرض ہے؛ نیز تأدیبی کاروائی کے لیے جرم پر شرعی نصاب شہادت ضروری نہیں؛ بلکہ قرائن قویہ کی بناء پر تأدیب شرعی جائز ہے، لہٰذا پنچایت تأدیب وتنبہ کے لیے ناتمام شہادت اور قرائن و آثار قویہ کی بناء پر بھی معاشرتی مقاطعہ کا فیصلہ کر سکتی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہے، اگر چہ شرعی نصاب شہادت موجود نہ ہو۔ (احسن الفتاوی ۵ / ۵۱۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

ظلماً طلاق پر بہ طور تعزیر بائیکاٹ کرنا

سوال: گجراتی میں چھپا ہوا اشتہار اس استفتاء کے ساتھ پیش خدمت ہے اس کے تعلق سے چند سوالات کے جوابات مطلوب ہے:

(۱) اول یہ مقاطعہ (بائیکاٹ) صحیح ہے یا نہیں

(۲) اگر یہ مقاطعہ صحیح ہے تو اس کی تحدید کیا ہے یعنی کب تک اس کو جاری رکھا جائے۔

(۳) اگر صحیح نہیں ہے تو بلا وجہ (بے قصور) طلاق دینے والے کے لیے شریعت میں کیا سزا ہے اور سزا دینے کا حق کس کو ہے؟

(۴) جس کا بائیکاٹ کیا گیا ہے اس سے تعلق و معاملہ رکھنے والے کا کیا حکم ہے اور وہ معاون علی الاثم سمجھا جائے گا یا نہیں؟

(۵) یہ مقاطعہ اس کے گاؤں تک محدود رکھا جائے یا دوسرے دیہات میں بھی اس کی تشہیر کی جائے؟

نوٹ: لوگوں میں مشہور ہے کہ حضرت مفتی احمد صاحب خانپوری بھی اس مشورہ میں موجود تھے جس میں یہ ساری قرار دادیں ہوئیں بندہ کی تحقیق کے مطابق آپ اس میں شریک نہیں تھے البتہ بستی میں ہوں گے اس کے متعلق ضرور وضاحت فرمائیں۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

اگر کسی معاشرہ میں طلاق کی بہتات ہونے لگے اس کے باعث اعتدائے حدود اللہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہو رہا ہو تو اس صورت میں طلاق پر تعزیری اقدام درست ہے یا نہیں؟ اس نوع کے ایک سوال کے جواب میں حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ: آج کل کے دستور طلاق میں کئی معاصی کا ارتکاب ہوتا ہے طلاق کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ پہلے اصلاح ذات البین کی کوشش کی جائے مایوسی کی صورت میں اہل صلاح سے استشارہ واستخارہ کیا جائے اس کے برعکس آج کل طلاق میں مندرجۂ ذیل معاصی کا ارتکاب لازم ہو گیا ہے:

① بدون غور وفکر جلد بازی ② اصلاح کی کوئی کوشش نہیں کی جاتی ③ خاندان کے با اثر وباصلاح اشخاص سے مشورہ نہیں لیا جاتا ④ استخارہ نہیں کیا جاتا (۵) حیض سے فراغت کا انتظار نہیں کیا جاتا ⑥ بہ یک وقت دو تین بلکہ تین ہی طلاقیں لازم سمجھی جاتی ہے ⑦ تین طلاقیں دینے کے بعد جب کوئی صورت واپسی کی نہیں ہوتی تو حلالۂ ملعونہ سے کام لیا جاتا ہے یا تو لعنت حلالہ کے بہ جائے عمر بھر لعنت زنا میں مبتلا رہتے ہیں۔

ان وجوہ کی بنا پر طلاق کا مروج دستور بلا شبہ واجب التعزیر جرم ہے حکومت پر فرض ہے کہ ایسے جرم پر عبرت ناک سزا دے حکومت کی طرف سے غفلت کی صورت میں برادری کی طرف سے مقاطعہ کی تعزیر مناسب ہے۔ (احسن الفتاویٰ)

① اگر معاشرہ میں خلاف شرع طلاق دینے کا دستور عام ہو چکا ہو اور مندرجۂ بالا معاصی کا ارتکاب ہو رہا ہو تو علما اور ذمہ داران کو چاہیے کہ وعظ ونصیحت اور پمفلٹ اور رسائل اور اصلاحی مجالس کے ذریعہ لوگوں کو اس خلاف شرع دستور کی قباحتوں سے واقف کرائیں اور اس اصلاحی جدوجہد کو اتنا عام کیا جائے کہ معاشرہ کے اکثر افراد اس سلسلے میں شریعت کے احکام سے باخبر ہو جائیں اس کے بعد ان کو بتلایا جائے کہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اب بھی اگر کوئی آدمی اس خلاف شرع دستور کے مطابق اس طرح طلاق دے گا جس کے نتیجے میں اعتدائے حدود اللہ لازم آئے تو اس کے ساتھ مقاطعہ کا معاملہ کیا جائے گا سوال میں جس اشتہار کا حوالہ دیا گیا ہے اس واقعہ میں بھی سماج کے علما اور ذمہ داروں نے طلاق کے خلاف شرع دستور کی اصلاح کے لیے مندرجۂ بالا کوششیں کی ہیں تو طلاق دینے والے کے ساتھ مقاطعہ کی شرعاً گنجائش ہے؛ لیکن صورت مسئولہ میں مقاطعہ صرف طلاق دینے والے شوہر کے ساتھ محدود نہیں بلکہ اس کے والد کے پورے خاندان کے ساتھ مقاطعہ کیا گیا ہے حالاں کہ قرآن پاک میں واضح اصول موجود ہے: ﴿ولا تزر وازرة وزر أخرىٰ﴾ بیٹے کے جرم میں باپ بلکہ باپ کے پورے خاندان کو سزا میں شریک کرنا کسی حال میں درست اور جائز نہیں۔

(۲) کسی جرم پر بہ طور تعزیر کیے جانے والے مقاطعہ کے لیے دنوں کی کوئی تعیین اور تحدید کسی نص میں وارد نہیں ہوئی بس مجرم اپنے جرم سے تائب ہو کر اپنی روش درست کر لے اتنی مدت تک مقاطعہ کیا جا سکتا ہے۔

(۳) اس کا جواب اوپر آچکا ہے۔

(۴) اگر تعلق و معاملہ رکھنے والے کا یہ اقدام مقاطعہ کو بے اثر بنا کر اصلاح کے راستوں کو مسدود کراتا ہو تو یقیناً یہ قابل مذمت اور تعاون علی الاثم شمار ہوگا۔

(۵) اگر برادری دوسرے دیہاتوں میں بھی آباد ہے اور مقاطعہ کو وہاں تک پھیلائے بغیر وہ مؤثر نہیں ہوتا تو اس کی بھی گنجائش ہے البتہ ایک بات یاد رہے کہ آج کل عوام الناس کی طبائع میں احکام شرع سے عام بیگانگی اور عدم واقفیت نیز غفلت کا جو حال ہے اور ساتھ ہی اسلامی احکام کے شیوع اور اجرا کے معاملے میں حکومت اور

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اہل حکومت کی جو معاندانہ روش ہے اس کے پیش نظر ذمہ داران کا فرض منصبی ہے کہ وہ آخرت کی باز پرس اور عند اللہ جواب دہی کا احساس رکھتے ہوئے یہ فیصلہ کریں کہ یہ مقاطعہ واقعتاً احکام شرع کے معاشرہ میں نفاذ کا ذریعہ ہے یا صاحب واقعہ کے ساتھ اپنی عداوت اور غیظ نکالنے کا محض ایک ذریعہ، معاملہ ایسی ذات سے ہے جو عالم الغیب والسرائر ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اُعلم بالصواب

نوٹ: مجھے قرار دادوں کی تو کیا! اس واقعہ کی بھی خبر آپ کے استفتا کو پڑھ کر ہوئی اس لیے جس مجلس میں یہ قرار داد پاس ہوئی اس میں میری موجودگی والی بات محض جھوٹ اور فریب ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

اُملاہ: العبد احمد خانپوری، ۲۰ / شوال ۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

مطلقہ کی مالی مدد کرنا

سوال: ہمارے یہاں ایک شخص ہے جس کی تقریباً ۳۵-۴۰ سال پہلے شادی اپنی چچازاد بہن سے ہوئی تھی، اب وہ دونوں بوڑھے ہوئے ہیں، اس عورت سے ایک بچی پیدا ہونے کے بعد اس نے طلاق دے دی، اب وہ دونوں بالکل الگ ہیں، پھر اس مرد نے ایک دوسری لڑکی سے شادی کی اور اس دوسری عورت کے بھی بچے ہیں اور یہ بچے بڑے بھی ہو چکے ہیں، تو یہ بچے باپ کی پہلی عورت جس کو طلاق دے دی تھی جو حقیقت میں ان بچوں کی پھوپھی بھی لگتی ہے، مالی حالات ٹھیک نہ ہونے کی وجہ سے کچھ امداد کرنا چاہتے ہیں کپڑے کھانے پینے وغیرہ میں، تو کیا یہ عورت ان بچوں کی امداد کو

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

لے سکتی ہے جب کہ امداد باپ کی ملکیت میں سے ہے اور باپ ابھی باحیات ہے۔

الجواب : حامداً و مصلیاً و مسلماً

اس آدمی کے اپنی سابقہ بیوی کو طلاق دے دینے کی وجہ سے دونوں میں رشتۂ نکاح نہیں رہا، اور وہ عورت اس کے حق میں اجنبیہ کے حکم میں ہوگئی، اب اگر وہ عورت مالی اعتبار سے کمزور اور مدد کی محتاج ہے تو یہ آدمی اس کی مدد کرسکتا ہے جیسے دیگر غریب عورتوں کی مدد کرسکتا ہے، اور اس کی دوسری بیوی کی اولاد بھی اس کی مدد کرسکتی ہے؛ بلکہ کرنی چاہیے کہ رشتہ داری بھی ہے، لڑکے اگر باپ کی جائیداد میں سے امداد کرنا چاہتے ہیں تو باپ کی اجازت لینا ضروری ہے کہ وہ مالک ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۷/ ربیع الاول ۱۴۱۸ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

انتقاماً طلاق نہ دینا

سوال : زید نے ہندہ سے نکاح کیا، کچھ سال ازدواجی زندگی گذارنے کے بعد نااتفاقی ہوگئی، زید نے ہندہ کو لانے کی ہر ممکن کوشش کی، ہندہ نہیں آئی، اور ہندہ نے زید پر عدالت میں مقدمہ دائر کردیا، عدالت نے ہندہ کے حق میں فیصلہ دیا، زید اپنی بیوی کو طلاق نہیں دینا چاہتا ہے، وہ رکھنا ہی چاہتا ہے، زید پر عدالت دباؤ ڈال رہی ہے کہ زید ہندہ کو طلاق دے اور مہر کی رقم بھی دے اور مہر کی رقم پر سود بھی دے، ازروئے شرع کیا زید مہر کی رقم پر سود ادا کرے یا نہ کرے؟ اگر عدالت اس پر کاروائی کرے کہ سود دینا ہی ہے تو ہمارے علماء ہمارا کہاں تک ساتھ دے سکتے ہیں؟ جواب

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

مرحمت فرما کر عند اللہ اجر عظیم کے مستحق بنیں۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

اسلامی تعلیمات کا اصل رخ یہ ہے کہ نکاح کا معاملہ اور معاہدہ عمر بھر کے لیے ہو، اس کے توڑنے اور ختم کرنے کی کبھی نوبت ہی نہ آئے؛ کیوں کہ اس معاملہ کے انقطاع کا اثر صرف فریقین پر نہیں پڑتا، نسل اور اولاد کی تباہی و بربادی، اور بعض اوقات خاندانوں اور قبیلوں میں فساد تک نوبت پہنچتی ہے اور پورا معاشرہ بری طرح اس سے متأثر ہوتا ہے، اس لیے جو اسباب اور وجوہ اس معاملہ کو توڑنے کا سبب بن سکتے ہیں، قرآن وسنت کی تعلیمات نے ان اسباب کو راہ سے ہٹانے کا پورا انتظام کیا ہے، زوجین کے ہر معاملہ اور ہر حال کے لیے جو ہدایتیں قرآن وسنت میں مذکور ہیں ان سب کا حاصل یہی ہے کہ یہ رشتہ ہمیشہ زیادہ سے زیادہ مستحکم ہوتا چلا جائے، ٹوٹنے نہ پائے، ناموافقت کی صورت میں اول افہام وتفہیم کی پھر زجر وتنبیہ کی ہدایتیں کی گئیں، اور اگر بات بڑھ جائے اور اس سے بھی کام نہ چلے تو خاندان ہی کے چند افراد کو حکم اور ثالث بنا کر معاملہ طے کرنے کی تعلیم دی، آیت ﴿حَكَماً مِنْ أَهْلِهِ وَحَكَماً مِنْ أَهْلِهَا﴾ میں خاندان ہی کے افراد کو ثالث بنانے کا ارشاد کس قدر حکیمانہ ہے، اگر معاملہ خاندان سے باہر گیا تو بات بڑھ جانے اور دلوں میں زیادہ بعد پیدا ہو جانے کا خطرہ ہے۔

لیکن بعض اوقات ایسی صورتیں بھی پیش آتی ہیں کہ اصلاح حال کی تمام کوششیں ناکام ہو جاتی ہیں اور تعلق نکاح کے مطلوبہ ثمرات حاصل ہونے کے بجائے طرفین کا آپس میں مل کر رہنا ایک عذاب بن جاتا ہے، ایسی حالت میں اس ازدواجی تعلق کا ختم

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کر دینا ہی طرفین کے لیے راحت اور سلامتی کی راہ ہو جاتی ہے، اس لیے شریعت اسلامی نے بعض دوسرے مذاہب کی طرح یہ بھی نہیں کیا کہ رشتۂ ازدواج ہر حال میں نا قابل فسخ ہی رہے؛ بلکہ طلاق اور فسخ نکاح کا قانون بنایا۔ (معارف القرآن ۱/۵۵۶)

صورت مسؤلہ میں جب زید اور اس کی بیوی ہندہ کے آپسی تعلقات اس حد تک کشیدہ ہو چکے ہیں کہ ہندہ کی طرف سے عدالت میں مقدمہ دائر کرنے کی نوبت آئی، اس کے بعد بھی زید کا یہ سوچنا کہ میں طلاق نہیں دوں گا یہ ایک طرح کی انتقامی کاروائی ہے اور شریعت کی طرف سے مرد کو دیے گئے حق طلاق سے غلط فائدہ اٹھانا ہے، یہ بھی شرعاً ناپسندیدہ ہونے کے ساتھ خود زید کے حق میں بھی برا ہے، اگر عدالت کی طرف سے مہر کی اصل رقم کے ساتھ سود کی ادائیگی کا حکم بھی دیا گیا ہے، اور سود ادا نہ کرنے کی صورت میں عدالت کی طرف سے مزید سخت اقدامات کا اندیشہ ہے تو اپنی حفاظت کے لیے زید کے واسطے مزید رقم کی ادائیگی کی گنجائش ہے، اس صورت میں فریق مخالف پر اس گناہ کی ذمہ داری عائد ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

والدین کا اپنے بیٹے کو طلاق دینے پر دباؤ کیوں؟

سوال: کبھی ایسا ہوتا ہے کہ شوہر تو اپنی بیوی کو رکھنے کے لیے تیار ہوتا ہے؛ لیکن اس کے والدین بہو پر ظلم و زیادتی کرتے ہیں اور اپنے بیٹے کو اس کی بیوی چھوڑنے پر ابھارتے ہیں، تو وہ اپنے والدین کے دباؤ میں آ کر اپنی بیوی کو چھوڑنے پر مجبور ہو جاتا ہے، تو کیا اس طریقہ سے والدین کے دباؤ میں آ کر ناحق طلاق دینا جائز ہے؟

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

شوہر کے والدین کے بہو پر ظلم وزیادتی اور بیٹے کو بیوی چھوڑنے پر ابھارنے کی وجہ آپ نے نہیں لکھی، عام طور پر جہالت کی بناء پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ شوہر کے والدین کی خدمت کرنا بہو پر ضروری ہے اس میں کوتاہی ہونے پر سارے جھگڑے پیدا ہوتے ہیں، اس لیے مسئلہ اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے کہ شرعاً بہو کے ذمہ شوہر کے والدین کی خدمت واجب نہیں؛ لیکن اخلاقی طور پر بہو خدمت کرے تو اس کی سعادت اور احسان ہے، اس طرح آپس کے تعلقات خوشگوار رہتے ہیں اور مکان آباد رہتا ہے۔

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں ''ایک بات اور سمجھ لیجئے جس میں بڑی کوتاہی ہوتی ہے، وہ یہ کہ جب عورت کے ذمہ شوہر کا اور اس کی اولاد کا کھانا پکانا واجب نہیں تو شوہر کے ماں باپ اور بہن بھائی ہیں، ان کے لیے کھانا پکانا اور ان کی خدمت کرنا بطریق اولی واجب نہیں، ہمارے یہاں دستور چل پڑا ہے کہ جب بیٹے کی شادی ہوئی تو اس بیٹے کے ماں باپ یہ سمجھتے ہیں کہ بہو پر بیٹے کا حق بعد میں ہے اور ہمارا حق پہلے ہے، لہذا یہ بہو ہماری خدمت ضرور کرے، چاہے بیٹے کی خدمت کرے یا نہ کرے، اور پھر اس کے نتیجے میں ساس بہو، بھاوج اور نندوں کے جھگڑے کھڑے ہو جاتے ہیں اور ان جھگڑوں کے نتیجے میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ آپ کے سامنے ہے۔

خوب سمجھ لیجئے اگر والدین کو خدمت کی ضرورت ہے تو لڑکے کے ذمہ واجب ہے کہ وہ خود ان کی خدمت کرے؛ البتہ اس لڑکے کی بیوی کی سعادت مندی ہے کہ وہ اپنے شوہر کے والدین کی خدمت بھی خوش دلی سے اپنی سعادت اور باعث اجر سمجھ کر

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

انجام دے؛ لیکن لڑکے کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اپنی بیوی کو اپنے والدین کی خدمت کرنے پر مجبور کرے، جب کہ وہ خوش دلی سے ان کی خدمت پر راضی نہ ہو، اور نہ والدین کے لیے جائز ہے کہ وہ اپنی بہو کو اس بات پر مجبور کریں کہ وہ ہماری خدمت کرے، لیکن اگر وہ بہو خوش دلی سے اپنی سعادت مندی سمجھ کر اپنے شوہر کے والدین کی جتنی خدمت کرے گی انشاء اللہ اس کے اجر میں بہت اضافہ ہوگا، اس بہو کو ایسا کرنا بھی چاہیے؛ تاکہ گھر کی فضا خوش گوار رہے۔

لیکن ساتھ ہی دوسری جانب ساس، سسر اور شوہر کو بھی یہ سمجھنا چاہیے کہ اگر یہ خدمت انجام دے رہی ہے تو یہ اس کا حسن سلوک ہے، اس کا حسن اخلاق ہے، اس کے ذمہ یہ خدمت فرض و واجب نہیں ہے، لہٰذا ان کو چاہیے کہ وہ بہو کی اس خدمت کی قدر کریں اور اس کا بدلہ دینے کی کوشش کریں، ان حقوق اور مسائل کو نہ سمجھنے کے نتیجے میں آج گھر کے گھر برباد ہو رہے ہیں، ساس بہو کی اور بھاوج اور نندوں کی لڑائیوں نے گھر کے گھر اجاڑ دیے، یہ سب کچھ اس لیے ہو رہا ہے کہ ان حقوق کی وہ حدود جو نبی کریم ﷺ نے بیان فرمائی ہیں، وہ ذہنوں میں موجود نہیں ہیں۔ (اصلاحی خطبات ۲/ ۴۱، ۴۲)

حضرات فقہاء نے یہاں تک فرمایا ہے کہ مرد کی بیوی اس کی ساس کے ساتھ رہنا پسند نہ کرے تو شرعاً اس کو علیحدہ رکھنے کا انتظام کرنا شوہر پر ضروری ہے۔

فان كان للرجل والدة أو اخت أو ولد من غيرها في منزلها، فقالت: صيرني في منزل على حدة، كان لها ذلك (فتاوى قاضيخان على هامش الهندية ۱/ ۴۲۸)

صورت مسئولہ میں والدین کے ناحق دباؤ کی وجہ سے طلاق دینا ضروری نہیں۔

فتاوی محمودیہ میں ہے: بیوی میں دینی، اخلاقی، معاشرتی کسی قسم کی خرابی نہیں اور وہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اپنے شوہر کے والدین کو نہیں ستاتی؛ بلکہ ان کی خدمت کرتی اور ان کو خوش رکھتی ہے، ادھر شوہر کو یہ بھی اندیشہ ہے کہ اگر بیوی کو طلاق دیدی بیوی کی حق تلفی ہوگی، تو ان مجموعی حالات کے پیش نظر طلاق نہیں دینی چاہیے، طلاق نہ دینے سے زید (شوہر) گنہگار نہیں ہوگا۔ (فتاویٰ محمودیہ جدید میرٹھ ۱۸/ ۳۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

بیوی کو بہن کہنے کا حکم

سوال: ایک شخص نے اپنی بیوی کو غصہ اور جھگڑے اور شراب خوری میں اپنی بیوی کو بہن بہن دومرتبہ کہہ دیا؛ لہٰذا شریعت کی رو سے کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

صورتِ مسئولہ میں شوہر کے اپنی بیوی کو بہن کہنے سے طلاق واقع نہیں ہوتی؛ البتہ بیوی کو ایسا کہنا مکروہ ہے۔

أو حذف الكاف لغا(درمختار) ومثله أن يقول لها يا بنتي أو يا أختي ونحوه اھ (شامی۲/ ٦٢٦) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۳/ رجب المرجب ۱۴۱۱ھ

شوہر کے ظلم کی وجہ سے طلاق کا مطالبہ کرنا

سوال: (۱) زید نے اپنی لڑکی فاطمہ کا چند سال قبل محمد اعظم کے ساتھ نکاح کرایا، نکاح کے بعد لڑکے کی والدہ نے فاطمہ کو مارا جس کی وجہ سے حمل ساقط ہوگیا، اسی طرح ایک اَور مرتبہ ہوا، پھر لڑکے کی والدہ دوسرے گھر میں منتقل ہوگئی، اب پانچ چھ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

مرتبہ ایسا ہوا کہ بغیر کسی وجہ کے لڑکے کے بھائی نے فاطمہ کو مارا، یہاں تک ہوا کہ فاطمہ کو ہسپتال میں داخل کرکے خود گھر چلے، فاطمہ حاملہ تھی، فاطمہ کے گھر والوں کو پتہ چلا تو وہ فاطمہ کو اپنے گھر لے گئے، چند ایام ہی گزرے تھے کہ محمد اعظم کے گھر والوں نے دھمکی دی کہ: ہم فاطمہ کا سامان فروخت کردیں گے، یہ خبر سن کر فاطمہ اپنے والد اور بھائیوں کو ساتھ لے کر اپنے شوہر کے گھر گئی، وہاں پر اعظم کے گھر والوں نے فاطمہ کے گھر والوں کو بہت سخت مارا یہاں تک کہ خون نکل آیا، اس دوران فاطمہ کا شوہر گھر پر نہیں تھا۔ موجودہ صورت کو سامنے رکھ کر یہ معلوم ہوا کہ فاطمہ اور اس کے گھر والے مظلوم ہیں؟ اب حالات یہاں تک پہنچے ہیں کہ دونوں کنبے میں ایک دوسرے سے بات تک نہیں کرتے، حدیث میں قطع تعلق کرنا سخت گناہ ہے، ان ہی حالات کو پیش نظر رکھ کر بتائیں اس وعید میں کون آتا ہے؟ فاطمہ تو مظلوم ہے، ظالم کے ساتھ بات نہ کرنا ہی اچھا ہے، موجودہ حالات میں کیا کرنا چاہیے؟ تفصیلی جواب مطلوب ہے۔

(۲) موجودہ حالات کو سامنے رکھتے ہوئے بتائیں: اب چند ایام گزرے ہی تھے کہ فاطمہ کا شوہر گھر پر آ گیا، اس کو مطالبہ کیا طلاق کا، تو اس نے انکار کیا، اور خلع کرنے کو کہتے ہیں تو ایسی رقم دینے کا بولتا ہے جو لڑکی والے ادا نہیں کرسکتے، اب بتائیں کہ ہم کیا کریں؟

(۳) محمد اعظم نہ ہی طلاق دیتا ہے اور نہ خلع پر راضی ہوتا ہے، کہتا ہے کہ میں لڑکی کو اپنے گھر لے جاؤں گا، لڑکی کے گھر والے اس ظالمانہ حرکتوں کو دیکھتے ہوئے اب لڑکی کو اس کے ساتھ نہیں بھیجتے ہیں؛ بلکہ طلاق کا مطالبہ کرتے ہیں، لڑکے کے گھر والوں کی شرارتوں کی وجہ سے طلاق کا مطالبہ کرتے ہیں، ہر روز کا فتنہ فساد روکتے ہیں، پہلے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

بھی دو تین مرتبہ فیصلہ ہوا کہ اب لڑکی کے ساتھ کوئی نہ بولے گا؛ مگر کچھ نتیجہ سامنے نہیں آیا، اب بتائیں کیا کریں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

① فاطمہ کے شوہر اعظم کے لیے ضروری ہے کہ وہ فاطمہ کے لیے الگ رہائشی مکان کا نظم کرے، اس کا اپنی بیوی فاطمہ کو بار بار کے تجربے کے باوجود اپنے گھر والوں کے رحم وکرم پر چھوڑنا ظلم اور گناہ ہے۔

② ③ فاطمہ کے گھر والوں کو چاہیے کہ وہ فاطمہ کی طلاق کا مطالبہ کرنے کے بہ جائے یہ مطالبہ کریں کہ: فاطمہ کا شوہر فاطمہ کو الگ مکان میں (جہاں اعظم کے رشتے داروں کا کوئی عمل دخل نہ ہو) رکھے، اگر اعظم اس حق کو ادا نہ کرے تو حق زوجیت کی ادائیگی سے قاصر ہونے کی وجہ سے خود اُس کو چاہیے کہ وہ فاطمہ کو طلاق دے کر الگ کردے۔ فإمساك بمعروف أو تسريح بإحسان.

اس صورت میں اُس کا خلع کے لیے رقم کا مطالبہ کرنا؛ بلکہ بڑی رقم کا مطالبہ کرنا جس کی ادائیگی سے عورت قاصر ہو، جائز وحلال نہیں ہے۔

وكره تحريما أخذ شيء، ويلحق به الإبراء عما لها عليه (إن نشز) (درمختار) (قوله وكره تحريما أخذ شيء) أي قليلا كان أو كثيرا، والحق أن الأخذ إذا كان النشوز منه حرام قطعا؛ لقوله تعالىٰ: فلا تأخذوا منه شيئا إلخ (شامي ۲/۶۰۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری ۲۵ رجمادی الاخریٰ ۱۴۱۹ھ

الجواب صحیح: عباس داود بسم اللہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

بیوی کو خط نہ پہنچے تو بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے

(سوال): طلاقِ مغلظہ میں بیوی کو اطلاع ضروری ہے یا نہیں؟ مثلاً بیوی میکہ چلی گئی اس نے لکھ کر دیا کہ ۱۵؍دن کے اندر اگر گھر نہ آئی تو طلاق؛ مگر خط نہیں پہنچا تو خط نہیں پہنچنے کی وجہ سے بیوی کو معلوم نہیں ہوا، تو طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟

(الجواب): حامداً و مصلیاً و مسلماً

اگر اتنے ہی الفاظ لکھے ہیں جو سوال میں مذکور ہیں تو طلاق پڑگئی، اگر اور کچھ بھی لکھا تھا تو اس تحریر کی نقل بھیج کر معلوم فرمالیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۸؍شعبان ۱۴۲۱ھ

الجواب صحیح: عباس داود بسم اللہ

جھگڑے کی وجہ سے عورت کو معلّق چھوڑ دینا کیسا ہے؟

(سوال): ایک عالم اور حافظ مولانا ہے، جن کی بیوی کا جھگڑا شادی کے کچھ گزر جانے کے بعد ہوا، جس میں اپنے شوہر کی طرف سے جو کپڑے پہلی رات میں پہنائے جاتے ہیں اس عورت نے ان کو کمتر سمجھ کر نہیں پہنا، اس کے بعد کئی طرح کے آپس میں جھگڑے ہوتے رہے، یہاں تک کہ اس جھگڑے کے درمیان ان کا ایک لڑکا پیدا ہوگیا؛ لیکن آج اس عالم نے اس عورت سے بالکل تعلق توڑ دیا ہے، اور یہاں تک کہ اپنے گھر سے وہ ایک برس سے چلے گئے ہیں، اگر اس عورت کو طلاق دیتے ہیں تو ان کا سماج بندھن بہت ہی کڑا ہے، اور ان کی وجہ سے ان کی بہن اسی عورت کے خاندان

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

میں دی ہوئی ہے، ان کی چار اولاد ہیں، تو ان عالم صاحب کو خطرہ ہے کہ میری بہن کو یہ لوگ طلاق دیں گے، اور وہ عالم صاحب اس عورت سے بالکل تعلق رکھنے کا انکار کرتے ہیں؛ کیوں کہ ان کے گھر سے بڑی بدتمیز قسم کی عورت ہے، اس کی اگلی ایک بہن کو طلاق ہوئی ہے، اور دو بہنوں کا جھگڑا ایسا ہوا کہ سامنے والے مرد اپنے حقیقی ماں باپ کو چھوڑ کر ان عورتوں کے ساتھ زندگی گزارتے ہیں، اور وہ عالم صاحب اس چیز کو ناپسند کرتے ہیں، جس کی وجہ سے عورت کی طرف سے کئی مرتبہ فتنہ ہو چکا ہے، تو اس درمیاں میں عالم صاحب کونسی چیز کو اختیار کر سکتے ہیں؟ وہ عورت کے ساتھ ان کی ازدواجی زندگی گزارنا بہت ہی مشکل ہے، اگر طلاق دیتے ہیں تو تکلیف ہوتی ہے؛ اس لیے برائے کرم آپ اس بات پر غور کر کے اس کا جواب مرحمت فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

عالم صاحب کو جو معاملہ درپیش ہے، اس کے دونوں پہلو اُن کے سامنے ہیں، ہر پہلو میں نقصان بھی اور فائدہ بھی ہے، اب یہ دیکھنا ہے کہ کونسے پہلو میں نقصان کم اور فائدہ زیادہ ہے؟ احقر کے نزدیک مناسب یہی ہے کہ اس عورت کے ساتھ نباہ کی سعی کی جائے، اس صورت میں لڑکے کی تربیت بھی ہو سکے گی، بہن کی ازدواجی زندگی پر جو خطرہ منڈلا رہا ہے وہ بھی دور ہو جاوے گا؛ البتہ خود کچھ باتیں اپنی طبیعت اور مزاج کے خلاف برداشت کرنا ہوں گی، اتنا مجاہدہ کرلیں۔ نباہ کے لیے اگر عورت کو علیحدہ رکھنا پڑے تو حالات والدین کے سامنے پیش فرما کر اس کی بھی ان سے اجازت لے لیں۔ اس وقت ایک سال سے گھر چھوڑ رکھا ہے، اس میں عورت کے ساتھ والدین واولاد

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کے حقوق ضائع نہیں ہور ہے ہیں؟ اور یہ فرار والا مزاج کہاں تک ساتھ دے گا؟ معاشرہ میں پیش آنے والی مشکلات اور دشواریوں پر سنجیدگی سے غور وفکر کر کے مناسب حل نکالنا یہی اصل طریقہ ہے، شترمرغ کی طرح ریت میں سر چھپا لینے سے آیا ہوا طوفان ٹل نہیں جاتا؛ اس لیے وہ عالم صاحب اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کریں اور صبر وتحمل سے کام لے کر ان ذمہ داریوں کی ادائیگی کا اہتمام کریں۔ اللہ تعالی سے دعا کریں وہ مقلب القلوب ہے، بیوی کی تربیت اور ذہن سازی پر بھی توجہ دیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۰؍ ذوالقعدہ ۱۴۱۵ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

باب التفویض والتعلیق

تفویض طلاق کے بعد بھی ایقاع طلاق کا حق ہے

سوال: الحیلۃ الناجزۃ ص: ۳۸ پر لکھا ہوا ہے کہ: شوہر کو تفویض طلاق کے بعد اس تفویض سے رجوع کرنے کا حق نہیں رہتا، پوچھنا یہ ہے کہ مدتِ تفویضِ طلاق کے دوران شوہر کو ایقاع طلاق کا حق رہے گا یا نہیں؟ یعنی تفویض کے بعد شوہر کسی جائز وجہ پر حسب سابق خود ہی طلاق دے سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

تفویضِ طلاق کے بعد مدت تفویض میں شوہر کو ایقاع طلاق کا حق رہتا ہے وہ ختم نہیں ہوتا۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

في التنوير: ويقع طلاق كل زوج عاقل بالغ ولوعبدا أو مكرها أو هازلا أو سفيها أو سكران، إلخ. وفي الدر: بقي لو طلقها بائنا هل يبطل أمرها؟ إن كان التفويض منجزا نعم، وإن معلقا كإن دخلت الدار فأمرك بيدك أو موقتا لا، عمادية. إلخ قال الشامي (قوله بقي لو طلقها بائنا إلخ)قيد بالبائن؛ لأ نه لو طلقها رجعيا بقي أمرها قولا واحدا إلخ (الدر المختار مع الشامي ۲/۵۲۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری ۱۵/ ذو الحجۃ الحرام ۱۴۱۹ھ

ایقاع طلاق کو مشروط کرنا

(سوال): ایقاعِ طلاقِ زوج کو چند شرائط کے ساتھ مشروط کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اس لیے کہ اکثر شوہر بلا وجہ طلاق بول یا لکھ دیتے ہیں اور پچھتاتے ہیں، اور برا حال تو بیچاری بیوی کا ہوتا ہے، یعنی اس کا گناہ اسے برداشت کرنا پڑتا ہے؛ لہٰذا حفظ ما تقدم کے طور پر اگر بہ وقت نکاح ایسی تحریر لکھائی جائے جس میں چند شرائط اور گواہوں کا تذکرہ ہو، کہ شوہر شرط مذکور کے پائے جانے پر ہی بعد تصدیق گواہان طلاق دے سکتا ہے؛ ورنہ اس کی لفظی یا تحریری طلاق کالعدم قرار دی جائے گی، نیز کیا عورت یہ شرط لگا سکتی ہے کہ شوہر دوسرا نکاح نہیں کرے گا؟

(الجواب): حامداً ومصلیاً ومسلماً

یہ درست نہیں ہے، اگر ایسا کیا گیا تب بھی شوہر کا حقِ ایقاعِ طلاق مقید ومشروط نہیں ہوگا۔

لأنه نوع من الحجر، ولا يحجر حر مكلف بسفه وفسق ودين إلخ.

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

كما هو مبسوط في كتب الفقه من كتاب الحجر. فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری ۱۵/ذوالحجۃ الحرام ۱۴۱۹ھ

سرکاری کارروائی نہ کرنے یا نکاح ثانی کرنے کی شرط پر طلاق دینا

سوال: (۱) زید نے اپنی زوجہ سے کہا کہ میں تم کو تین طلاق دیتا ہوں بشرطیکہ آئندہ نہ تم کوئی کارروائی کرو، نہ میں کروں گا (کارروائی سے مراد سرکاری عدالت ہے)۔

(۲) بکر نے اپنی زوجہ سے کہا کہ میں تم کو اس شرط پر طلاق دیتا ہوں کہ تم آئندہ کسی سے نکاح ثانی کرلو، (تاکہ دربدر بھٹکنے کا اتفاق نہ ہو)۔

دونوں صورتوں میں طلاق واقع ہوگی یا نہیں اور اگر ہوگی تو کونسی؟ دونوں صورتوں میں شرط و مشروط دونوں ایک دوسرے کے اوپر موقوف ہے، پہلی صورت میں شرط غیر محدود ہے لہٰذا اس کو تادم حیات مانا جاسکتا ہے تو تادم حیات وہ کس صورت میں ہوگی اور کہاں رہے گی؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

مسئولہ دونوں صورتوں میں مسئلہ کی نوعیت یکساں ہے، یہ مسئلہ مشائخ احناف کے درمیان مختلف فیہ ہے، بعض حضرات فوری طور پر وقوع طلاق کے قائل ہیں اور شرط کو لغو قرار دیتے ہیں، بعض حضرات صحت تعلیق کے قائل ہیں اور شوہر یا بیوی میں سے کسی ایک (جو پہلے وفات پاجائے) کے آخری لمحہ زندگی میں وقوع طلاق کے قائل ہیں،

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اور بعض حضرات اس کے بھی قائل ہیں کہ اگر بیوی قسمیہ طور پر اپنے اس ارادہ کا یقین دلا دے کہ میں معاملہ عدالت میں نہیں لے جاؤں گی یا دوسرا نکاح کرلوں گی تو طلاق واقع ہوگی، ورنہ نہیں۔ علامہ گازرونی نے پہلے قول کو راجح قرار دیا ہے۔

(شامی ۲/ ۵۳۶، فتاویٰ کاملیہ/ ۲۷)

علامہ رافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: والاظھر ان التعلیق صحیح، وتطلق فی آخر جزء من حیاتھا، وھی علی عصمته.(تقریرات الرافعی علی الشامی ۱/ ۲۲۳)
قوی یہ ہے کہ تعلیق صحیح ہے اور عورت کے آخری لحۂ حیات میں طلاق واقع ہوگی، اس وقت نکاح باقی ہے۔

صورت مسئولہ میں پہلی صورت میں احتیاط یہ ہے کہ اس عورت کو چھوڑ دے، اور دوسری صورت میں اگر رکھنا چاہتا ہے تو درمیان عدت رجوع کرلے اور بعد انقضائے عدت تجدید نکاح کرلے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۳/ محرم الحرام ۱۴۰۸ھ

”رمضان سے پہلے شادی نہ ہوئی تو وہ عورت میرے لیے حرام ہے“ کے الفاظ سے قسم کھانا

سوال: ایک شخص نے قسم کھائی اس بات پر کہ اس کی منگنی ایک عورت کے ساتھ ہوچکی تھی اور نکاح نہ ہوا تھا، پھر اس شخص نے چند لوگوں کی حاضری میں جذبات میں آکر قسم کھائی کہ رمضان سے پہلے اس عورت کے ساتھ اگر میری شادی نہ ہوئی تو وہ عورت میرے لیے حرام۔ جب اس لڑکی کے والدین کو خبر ہوئی تو رمضان کے ایک

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

دن پہلے شام کو پانچ چھ بجے صرف نکاح پڑھا دیا، اور رخصتی نہیں ہوئی اور رخصتی ایک سال کے بعد ہوئی تو وہ عورت اس لڑکے لے لیے حلال ہے یا حرام؟ مفصل حوالہ کے ساتھ برائے کرم جواب تحریر فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

صورتِ مسئولہ میں وہ عورت اس کے لیے حلال ہے اور یہ تعلیق صحیح نہیں۔

قال فی التنویر: (شرطه الملك) (كقوله لمنكوحته) (ان ذهبت فانت طالق، او الاضافة اليه) أو إن (نكحتك فانت طالق).

قال الشامی: (قوله او الاضافة اليه) بان يكون معلقا بالملك كما مثل وكقوله ان صرت زوجة لی او بسبب الملك كالنكاح ای التزوج. الخ

(شامی ۲/ ۵۳٦، ۵۳۷)

وفی الصورة المذكورة علق الطلاق بعدم التزوج فافهم وتدبر. فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۴/ ذوالحجہ ۱۴۰٦ھ

ماں کے گھر جانے پر شرطی طلاق

سوال: یوسف نے اپنی بیوی سلمہ سے کہا: ''اگر تو میری اجازت کے بغیر تیری ماں کے گھر جائے گی تو تجھے تین طلاق ہے'' جب کہ یہ بات پورے گاؤں والوں نے جان لی کہ یوسف نے اپنی بیوی کو شرطیہ طلاق پر روک رکھا ہے، لیکن شرط لگانے کے وقت کوئی شرعی گواہ نہیں ہے، بعد میں اسماعیل اور الیاس دو آدمیوں نے اس سے کہا کہ تو نے اپنی بیوی سلمہ کو کیوں روک رکھا ہے؟ اس کی ماں کے گھر ملنے جانے دے، پھر

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

یوسف نے کہا: کہ ہاں میں اپنی بیوی کو اپنے گھر جا کر اس کی ماں کے گھر جانے کے لیے اجازت دیتا ہوں؛ لیکن یوسف نے اپنے گھر جا کر سلمہ کو اس کی ماں کے گھر جانے کی اجازت نہیں دی، اپنے گھر جا کر خاموش رہا، اس کے بعد دوسرے دن اسماعیل والیاس دونوں پھر سے ملے، اور یوسف سے کہا کہ تو نے تیری عورت سلمہ کو اس کے ماں کے یہاں جانے کی اجازت دی؟ یوسف نے کہا کہ ہاں اجازت دے دی، اس کے بعد یوسف نے گھر جا کر اجازت نہیں دی، اور سلمہ کو مار پیٹ کرنے لگا، اور کہنے لگا میں نے طلاق کے بارے میں تجھ کو کہا، وہ دوسروں کو کیوں کہہ دیا؟ سلمہ اس وقت فوراً اپنے ماں کے گھر چلی گئی بغیر اجازت شوہر کے، تو مذکورہ صورت میں طلاق واقع ہو گی یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

صورتِ مسئولہ میں یوسف کی بیوی سلمہ پر تین طلاق واقع ہو کر وہ اس کے حق میں حرام بحرمتِ مغلظہ ہوگئی۔

إنما يصح في الملك، كقوله لمنكوحة: إن زرتِ فأنت طالق، أو مضافا إليه، أي إلى الملك كان نكحتك فأنت طالق، فيقع بعده أي يقع الطلاق بعد وجود الشرط، وهو الزيارة في الأول الخ (تبيين الحقائق ٢/ ٢٣١) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۵/ ذوالحجہ ۱۴۰۹ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

"جب بھی شادی کروں تو طلاق" کہنا

سوال: اگر کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ جب بھی میں شادی کروں تو میری بیوی کو

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

طلاق ہے، پھر جب شادی کی تو طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟ نیز اگر کوئی شخص یہ کہے جب میں شادی کروں تو میری بیوی کو طلاق، ان دونوں مسئلوں میں کیا فرق ہے؟ جواب تحریر فرمائیں؛ نیز شادی کی کیا صورت ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اردو زبان میں ''جب'' ظرف کا معنی دیتا ہے، اور ساتھ ہی یہ شرط کا فائدہ بھی دیتا ہے، بابائے اردو ڈاکٹر مولوی عبدالحق صاحب اپنی کتاب ''اردو قواعد'' میں تحریر فرماتے ہیں: ''جب اول بمعنی جس وقت، جیسے: 'جب میں آؤں تو انہیں اطلاع کر دینا'' (۲۸۹) اور جب کے ساتھ ''بھی'' کا اضافہ کر دینے سے اس میں تاکید پیدا ہوتی ہے، یعنی معنی وہی رہتا ہے؛ البتہ اس میں زور اور قوت بڑھتی ہے، چناں چہ کتابِ مذکور میں ہے ''ہی'' کی طرح ''بھی'' انہیں الفاظ کے متصل آتا ہے، جن پر زور دینا مقصود ہوتا ہے۔ (۳۳۶) اس لیے ''جب'' اور ''جب بھی'' کا استعمال اردو زبان میں ایسا ہی جیسا ''متی'' اور ''متی ما'' کا استعمال عربی زبان میں ہوتا ہے، اور ان دونوں الفاظ کے متعلق ''کنز الدقائق'' میں تصریح ہے کہ: ''ففیها إن وجد الشرط انتهت اليمين. (كنز الدقائق)

اس کی شرح فرماتے ہوئے علامہ ابن نجیم رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں: أي في الفاظ الشرط إن وجد العلق عليه انحلت اليمين وحنث وانتهت؛ لأنها غير مقتضية للعموم والتكرار لغة، فبوجود الفعل مرة يتم الشرط. الخ''

(بحر الرائق ۴/ ۱۰)

اس لیے مسئولہ دونوں صورتوں میں وہ آدمی جب شادی کرے گا اس کی بیوی پر

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

طلاق واقع ہوکر اس کی یمین ختم ہوجاوے گی، اب اگر ایک طلاق کی تصریح کی تھی یا مطلق طلاق بولا تھا جیسا کہ سوال میں مذکور ہے تو حلالہ کی ضرورت نہیں، نکاح ثانی کرسکتا ہے، اور اگر تین طلاق کی تصریح کی تھی تو بغیر حلالہ نکاح ثانی نہیں کرسکتا ہے۔

شادی کی صورت یہ ہے کہ کوئی فضولی اس کا نکاح کردے، اور یہ اس کی قولاً اجازت نہ دے؛ بلکہ فعلاً اجازت دے دے، مثلاً عورت کے پاس مہر (معجّل) بھیج دے۔

(فتاویٰ محمودیہ ۳/۲۷۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۴/صفر ۱۴۱۰ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

جب بھی شادی کروں تو طلاق

سوال: کچھ سال پہلے ایک طالب علم نے ایک جگہ پر تراویح کی جگہ تلاش کی، جب وہ طالب علم وہاں پر پہنچا تو اس کا امتحان لیا گیا اور اس کو وہیں پر رکھنے کو کہا گیا؛ لیکن کوئی جواب نہ دیا، اب وہ طالب علم اس پس وپیش میں تھا کہ اس کو منتخب کرلیا گیا، اب وہ ایسا عہد کرتا ہے کہ اگر میں اس بقرعید تک تین روزے نہ رکھوں تو جب بھی میں شادی کروں میری بیوی کو طلاق ہے، اب یہ جب مدرسہ میں پہنچا تو روزے تو رکھے؛ لیکن اس کو تمام نہ کرسکا؛ بلکہ ایک ہی روزہ رکھ سکا، دراں حالیکہ اس کو کوئی شرعی عذر بھی نہ تھا، تو اب اس کے لیے کوئی شادی کرنے کی گنجائش ہے؟ کیا وہ شادی کرسکتا ہے؟ اگر کرسکتا ہے تو کیا اس کی بیوی کو طلاق واقع ہوجائے گی؟ اگر طلاق واقع ہوگی تو کونسی طلاق واقع ہوگی؟ جس وقت تلمیذ مذکور نے نیت کی اس وقت نہ تو اس کی شادی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہوئی تھی اور نہ ہی اس کی منگنی ہوئی تھی۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اس طالب علم نے یہ عہد جو کیا تھا اگر دل دل میں ہی کیا تھا، زبان سے یہ الفاظ ادا نہیں کیے تھے، تب تو شادی کرنے سے اس کی بیوی پر طلاق واقع نہ ہوگی۔ اور اگر زبان سے بھی یہ الفاظ ادا کیے تھے تو جب شادی کرے گا، اس کی بیوی پر ایک طلاق فوراً واقع ہو جائے گی، چوں کہ یہ طلاق دخول سے قبل واقع ہو رہی ہے؛ اس لیے طلاق پڑتے ہی وہ عورت اس کے نکاح سے نکل جاوے گی، عدت نہیں ہے، اب وہ دوبارہ نکاح کر سکتا ہے، اور اس نکاح کے بعد اس کو صرف دو طلاق کا اختیار رہے گا، یعنی دو طلاق سے اس کی بیوی (پہلی طلاق کے ساتھ ملا کر) اس پر حرام بہ حرمتِ مغلظہ ہو جائے گی۔ یہ یاد رہے کہ یہ حکم اس وقت ہے جب کہ اس نے طلاق کے ساتھ تین کا عدد نہ کہا ہو، اگر تین کا عدد بھی ساتھ میں کہا ہے تو تین طلاق پڑ جائے گی، اور اس کے ساتھ دوبارہ نکاح بغیر شرعی حلالہ کے درست نہ ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۳۰/ربیع الاول ۱۴۲۱ھ

الجواب صحیح: عباس داود بسم اللہ

وقوعِ شرط کے بعد منسوبہ پر طلاق واقع نہیں ہوتی

سوال: زید اور خالد دونوں آپس میں دوست ہیں، اور دونوں کے دونوں شرابی ہیں، ایک دن دونوں آپس میں وعدہ کرتے ہیں کہ ہم نے آج ہی سے شراب کو ترک کر دیا؛ لیکن کچھ دنوں کے بعد پھر سے شراب پیتے ہیں، ایسا بہت سی مرتبہ ہوتا ہے کہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

شراب پیتے ہیں اور اس کے بعد شراب کے ترک کا وعدہ کرتے ہیں، آخر ایک دن زید نے سوچا کہ طلاق کی قسم کھالوں تب جا کر میرے سے شراب ترک ہوگی، اخیر میں زید نے قسم کھالی کہ اگر میں شراب پیوں تو میری بیوی ہندہ کو طلاق، پھر کچھ دنوں کے بعد زید نے شراب پی لی، اس صورت میں کیا طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟ اگر طلاق واقع ہوگی تو کتنی؟ اگر نہیں واقع ہوگی تو کیوں نہیں واقع ہوگی؟ مدلل جواب دیجیے۔

نوٹ: زید کی ابھی تک شادی نہیں ہوئی تھی، ہاں منگنی ہو چکی تھی، اور جس کے ساتھ منگنی ہوئی تھی اس کو کبھی نہ دیکھا تھا، اور نہ جانتا تھا، اور نہ پہچانتا تھا، ہاں اس کا نام لوگوں سے سنا تھا کہ اس کا نام ہندہ ہے، اس کی ماں کو بھی نہیں دیکھا تھا، ہاں باپ کو دیکھا تھا صرف دو تین مرتبہ، پھر دو مہینہ کے بعد زید کی شادی اسی لڑکی ہندہ سے ہوگی۔

ہوشیار: منگنی کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اسی لڑکی سے شادی کرنا؛ بلکہ جانبین کو سکون ملتا ہے اس بات کا کہ لڑکی یا لڑکا ڈھونڈنا نہیں پڑے گا، ہاں جانبین کو اختیار رہے اس بات کا کہ جب چاہے منگنی توڑ سکتے ہیں، اس میں کوئی شرم کی بات نہیں۔

الجواب: حامداً ومصلياً ومسلماً

صورتِ مسئولہ میں طلاق واقع نہیں ہوگی۔

درمختار میں ہے: شرطه الملك حقيقة او حكما، ولو حكما كقوله لمنكوحته أو معتدته ان ذهبت فانت طالق، أو الاضافة إليه اى الملك الحقيقي الخ (درمختار علی هامش الشامی ۲/ ۵۳۷) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ٦/ رجب ١٤٠٨ھ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

”تیرے علاوہ سے نکاح کروں تو طلاق“ کہنے کا حکم

سوال: زید نے زینب سے خدا کی قسم کھاتے ہوئے کہا کہ اگر میں نے تیرے علاوہ کسی اور سے نکاح کیا تو اسے طلاق، تو زید نے زینب کے علاوہ کسی اور سے نکاح کیا تو وہ اس کے نکاح میں باقی رہے گی یا نہیں؟ اگر باقی نہیں رہے گی تو دوسری سے نکاح کرنے کی کیا شکل ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اگر زید نے یہی کہا ہے جو سوال میں مذکور ہے، یعنی اگر میں نے تیرے علاوہ کسی سے نکاح کیا تو اسے طلاق، تو زید جب زینب کے علاوہ کسی اور سے نکاح کرے گا، اس عورت کو ایک طلاق واقع ہو جائے گی، اور چوں کہ یہ طلاق دخول سے پہلے واقع ہو رہی ہے، اس لیے اسی وقت وہ عورت بائن ہو جائے گی، اس کے بعد اس عورت سے یا دوسری عورت سے نکاح کر سکتا ہے۔

فيها كلها تنحل أي تبطل اليمين ببطلان التعليق إذا وجد الشرط مرة (درمختار) (قوله: تبطل اليمين) أي تنتهي وتتم وإذا تمت حنث فلا يتصور الحنث ثانياً (شامی ۲/۵۶۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۸/ ذو الحجۃ الحرام ۱۴۱۲ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

تعلیق طلاق کے بعد اس کام کی اجازت دینے سے وقوع طلاق

سوال: زید نے اپنی زوجہ کو کہا کہ: ”اگر تو فلاں فلاں گاؤں گئی یا تیرے بچوں

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

میں سے کوئی گیا تو تجھے طلاق، طلاق، طلاق" اس کے اس کلام کے بعد اس کی بیوی اور بچے اس شہر جاتے ہیں، اور طالق ان کو جانے کی اجازت دیتا ہے، تو کیا اس کی یہ اجازت طلاق کے وقوع پر اثر انداز ہوگی؟ اگر نہیں تو کیا علمائے اسلام کے پاس اس شکل سے نکلنے کا کوئی حل ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

زید کا اپنی زوجہ کو یہ کہنا کہ "اگر تو فلاں فلاں گاؤں گئی یا تیرے بچوں میں سے کوئی گیا تو تجھے طلاق طلاق طلاق" اپنی بیوی کی طلاق کو فلاں فلاں گاؤں میں اس بیوی یا اس کی اولاد میں سے کسی کے جانے پر معلق کرنا ہے، یہ تعلیق طلاق کہلاتا ہے جو بحکم یمین ہے۔

درمختار میں ہے: اليمين لغة: القوة، وشرعاً: عبارة عن عقد قوی به عزم الحالف على الفعل أو الترک فدخل التعليق فإنه يمين شرعا (درمختار ۳/ ۴۹،۴۸)

اور اس یمین کا حکم یہ ہے کہ شرط کا تحقق ہونے پر طلاق واقع ہو جائے گی۔

وأما الحكم هذا اليمين: فحكمها واحد وهو وقوع الطلاق أو العتاق المعلق بالشرط. (بدائع الصنائع ۳/ ۳۰)

اس لیے بیوی اور بچے چاہے شوہر کی اجازت سے اس شہر جائیں یا اس کی اجازت کے بغیر جائیں؛ بہر صورت اس کی بیوی پر تین طلاق واقع ہو جائے گی، اس کے شوہر کے لیے طلاق مغلظہ سے بچنے کی صورت یہ ہے کہ وہ اپنی بیوی کو ایک طلاق دے دے، اس کے بعد جب عدت گذر جائے تب وہ عورت اور اس کے بچے اس

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

شہر کو جائیں، اس کے بعد وہ مرد اس عورت سے نکاح کرلے؛ البتہ یہ یاد رہے کہ آئندہ اب اس عورت کو صرف دو طلاق دے سکتا ہے۔

وتنحل اليمين بعد وجود الشرط مطلقا؛ لكن إن وجد في الملك طلقت وعتق وإلا لا فحيلة مَن علق الثلاث بدخول الدار أن يطلقها واحدة، ثم بعد العدة تدخلها، فتنحل اليمين فينكحها. (درمختار على هامش الشامية، باب التعليق ۲/ ۵۴۵، ۵۴۴) **فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔**

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۴/ جمادی الاولی ۱۴۱۲ھ

''اگر تم اپنے میکہ جاؤ گی تو سمجھ لینا'' کہنے سے طلاق

سوال: فرید نے اپنی بیوی ہندہ سے کہا: ''اگر تم اپنے میکہ جاؤ گی تو سمجھ لینا'' اور اس سے مراد طلاق تھی؛ لیکن کلمۂ شرط زبان سے ادا نہیں کیا، پھر ہندہ اپنے میکہ چلی گئی تو کیا ایسی صورت میں ہندہ کو طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلياً ومسلماً

سمجھ لینا لفظ کا استعمال اردو زبان میں طلاق کے لیے نہیں ہوتا ہے، اس لیے اس کا شمار کنایات طلاق میں نہ ہونے کی وجہ سے نیت کے باوجود زید کی بیوی ہندہ پر طلاق واقع نہیں ہوگی۔

وماكان بالفارسية من الألفاظ مايستعمل في الطلاق وفي غيره فهو من كنايات الفارسية، فيكون حكمه حكم كنايات العربية في جميع الأحكام كذا في البدائع (فتاوی عالمگیری ۱/ ۳۷۹)

سئل في رجل قال لزوجته: ''أنت على مانويت'' هل يقع عليها

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الطلاق أم لا؟ (أجاب) لا يقع عليه الطلاق، إذ هذا اللفظ ليس من الصريح ولا من الكناية.(فتاوی خیریہ ۱/ ۳۷) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۸/ رجب المرجب ۱۴۱۲ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

طالب علم کا امتحان میں ناکامی پر طلاقِ مخطوبہ کو معلق کرنا

سوال: اسکول کے چار طلبہ دسویں کلاس کا امتحان دے چکے، نتیجہ آنے سے پہلے ان میں آپس میں گفتگو ہوئی: ایک نے کہا: ہم اگر ناکام ہوئے تو کیا کریں گے؟ دوسرے نے کہا: میں ناکام ہوا تو جس لڑکی سے میری منگنی ہوئی ہے اس سے میں شادی کروں تو طلاق، باقی ساتھیوں نے کہا: لبیک ہم تیار ہیں۔ تو ان سب کی جو جو مخطوبہ ہے ان سے نکاح کرنے پر ہر ایک پر طلاق کا وقوع ہوگا؟ یا صرف صریح طلاق کا لفظ (والا جملہ) استعمال کرنے والے کی بیوی کو طلاق ہوگی؟ انہیں لڑکیوں سے نکاح کی کیا صورت ہوگی؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

صورت مسئولہ میں جس طالب علم نے صراحۃً تعلیق کا استعمال کیا اس کے حق میں تو اس تعلیق کے درست ہونے کی وجہ سے اگر وہ اپنی مخطوبہ سے نکاح کرے گا تو ایک طلاق واقع ہو جائے گی، چوں کہ عقد نکاح کے فوراً بعد اس طلاق کا وقوع ہوگا، اس لیے قبل الدخول ہونے کے وجہ سے فوراً وہ عورت اس کے نکاح سے نکل جاوے گی اور عدت نہ ہونے کی وجہ سے رجوع نہیں کر سکے گا؛ البتہ تجدید نکاح ہو سکتی ہے، اس

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

طالب علم کے دوسرے رفقاء کے لیے بھی یہی حکم ہے۔

ویستدل علیه بما فی العالمگیریة رجل قیل له ''ایں فلانہ زن تو هست؟'' فقال: ''هست'' ثم قیل له: ایں زن تو سه طلاق هست؟ فقال: هست، وهو یزعم أنه لم یسمع قوله سه طلاق وإنما سمع ایں زن تو هست قالوا لا یصدق قضاء الخ. (۱/ ۳۵٦) هذا ما عندی. فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

تین طلاق معلق سے بچنے کی صورت

سوال: ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا کہ تو نے تیرے مال کی زکوٰۃ نکالنے کو کہا تو تجھ کو تین طلاق (عورت صاحبہٴ نصاب ہے) کیا بھول سے ادا ہو سکتے ہیں؟ تو آپ مہربانی فرما کر کوئی مسئلہ بتائیں کہ مال عورت کے پاس رہے اور مذکورہ الفاظ سے طلاق واقع نہ ہو، مذکورہ الفاظ بغیر نیت کے غصہ سے نکل گئے تھے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

شرعاً شوہر کو طلاق دینے کا اختیار ہونے کے باوجود بلا وجہ شرعی طلاق دینا سخت ناپسندیدہ اور مذموم ہے، غصہ میں بھی حدود شریعت کی پاسداری ضروری ہے، صورت مسئولہ میں آئندہ تین طلاق معلق کے وقوع سے بچنے کے لیے یہ تدبیر اختیار کی جاسکتی ہے کہ شوہر بیوی کو ایسی پاکی کی حالت میں جس میں اس کے ساتھ صحبت نہ کی گئی ہو ایک طلاق دے کر چھوڑ دے یہاں تک کہ عدت گذر جائے (یعنی دوران عدت رجوع نہ کرے) اس کے بعد (جب کہ عدت گذر جانے اور حق رجوع ختم ہو جانے کی وجہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

سے عورت اس کے نکاح سے بالکلیہ نکل چکی) عورت اپنے سابق شوہر کو اپنے مال کی زکوٰۃ نکالنے کو کہے چوں کہ اس وقت وہ عورت شوہر کے نکاح میں نہ ہونے کی وجہ سے (وجود شرط کے باوصف) اس پر وہ تین طلاق واقع نہ ہوں گی۔

درمختار میں ہے: وتنحل اليمين بعد وجود الشرط مطلقاً؛ لكن إن وجد في الملك طلقت وعتق وإلا لا،فحيلة من علق الثلاث بدخول الدار أن يطلقها واحدة ثم بعد العدة تدخلها فتنحل اليمين فينكحها (در علی هامش الشامی۲/ ۵۴۴، ۵۴۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

شادی پر تعلیقِ طلاق کا حل

(سوال): ایک شخص نے قسم کھاتے ہوئے یہ کہا کہ: ”جس عورت سے میں شادی کروں گا اسے تین طلاق“ (یہ بات اس نے تنہائی میں کہی تھی اور بعد میں اقرار کیا) اب وہ نادم ہے اور شادی کرنا چاہتا ہے، آپ کی خدمت میں گزارش یہ ہے کہ ایسے شخص کے لیے اب شادی کرنے کا کیا راستہ ہے؟ امداد الفتاویٰ ۲ / ۴۴۳ پر جو صورت لکھی ہے کہ فضولی اس شخص کا نکاح کردے اور یہ شخص اجازت بالقول سے نافذ نہ کرے؛ بلکہ اس عورت سے جا کر صحبت کرلے۔ (یعنی بالفعل نافذ کرلے) اس صورت کے علاوہ نکاح نافذ کرنے کی اور کوئی صورت ہو تو تحریر فرمائیں؟

(الجواب): حامداً و مصلياً و مسلماً

آپ نے امداد الفتاویٰ کے حوالہ سے جو الفاظ نقل فرمائے ہیں بعینہ عبارت تو مجھے امداد الفتاویٰ میں نہیں ملی؛ البتہ یہ حقیقت ہے کہ اس صورت میں یہ آدمی قول سے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اجازت نہ دیتے ہوئے فعل سے اجازت دے تو نکاح درست ہوجائے گا؛ لیکن بالفعل اجازت دینے کی جو صورت آپ نے اپنے سوال میں تحریر فرمائی ہے اس کو فقہا نے مکروہ کہا ہے، اس لیے بالفعل اجازت دینے کی دوسری صورت اختیار کرے، مثلاً فضولی نے اپنے طور پر اس کا نکاح کرایا ہے، اس میں جو مہر مقرر کیا ہے وہ پورا یا اس کا کچھ حصہ بھیج دے، ایسا کرنے سے بھی نکاح نافذ ہوجائے گا۔

درمختار میں ہے: ”حلف لا یتزوج فزوّجه فضولی“ فأجاز بالقول حنث، وبالفعل ومنه الکتابة خلافاً لأبي سماعة لا یحنث، به یفتی خانیة (در علی هامش الرد ٣ /١٥٠)

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ اس پر حاشیہ تحریر فرماتے ہیں:

(قوله فأجاز بالقول) کرضیت وقبلت نهر وفی الحاوی الزاهدی: لو هنّاه الناس بنکاح الفضولی فسکت فهو اجازة (قوله حنث) هذا هو المختار کما فی التبیین وعلیه أکثر المشائخ والفتویٰ علیه کما فی الخانیة، وبه اندفع ما فی جامع الفصولین من أن الأصح عدمه بحر (وقوله وبالفعل) کبعث المهر أو بعضه بشرط أن یصل إلیها، وقیل: الوصول لیس بشرط نهر وکتقبیلها بشهوة وجماعها؛ لکن یکره تحریما لقرب نفوذ العقد من المحرم بحر قلت: فلو بعث المهر أولا لم یکره التقبیل والجماع لحصول الإجازة قبله (قوله ومنه الکتابة) ای من الفعل ما لو أجاز بالکتابة لما فی الجامع حلف لا یکلم فلانا أولا یقول له شیئا فکتب إلیه کتابا لا یحنث وذکر ابن السماعة أنه یحنث نهر (قوله وبه یفتی) مقابله ما فی جامع الفصولین من أنه لا یحنث بالقول

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

كما مر فكان المناسب ذكره قبل قوله وبالفعل أفاده ط (شامی ۳/ ۱۵۰)

فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: ''اگر کوئی شخص نکاح نہ کرنے کی قسم کھائے، مثلاً اس طرح کہے کہ اگر میں نکاح کروں تو میری بیوی کو طلاق یا جب جب نکاح کروں تو میری بیوی کو طلاق، تو اس سے خلاصی کی صورت ہے کہ اس کا کوئی دوسرا دوست اس کا نکاح کسی عورت سے کردے اور اس کی طرف سے خود قبول کرلے، پھر آکر اس سے کہے کہ میں نے تمہارا نکاح فلاں عورت سے کردیا، ایک انگوٹھی بطور مہر معجّل لاؤ اور وہ انگوٹھی خاموشی سے دے دے، زبان سے کچھ نہ کہے، اور یہ انگوٹھی اس کی طرف سے اس عورت کو دے دے کہ یہ تمہارے شوہر نے بطور مہر معجّل دی ہے، پس اس طرح قسم کھانے والے کی طرف سے یہ نکاح کی فعلاً اجازت ہوگی، اور قسم کی وجہ سے اس پر طلاق واقع نہیں ہوگی۔

(فتاویٰ محمودیہ ۱۱/ ۲۴۷)

اسی صورت کو ایک دوسری مثال کے ساتھ بھی حضرت فقیہ الامت نے تحریر فرمایا ہے۔ دیکھئے: فتاویٰ محمودیہ (۱۱/ ۱۷۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۹/ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۸ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

نکاح سے پہلے تعلیقِ طلاق

سوال: (۱) زید اپنے ماموں عبد اللہ کے سامنے کہتا ہے کہ (میں قسم کھا کر کہتا ہوں اور لکھتا بھی ہوں کہ ماموں عبد اللہ اور ان کے لڑکوں کے خلاف بغاوت کرکے ان کے مخالفین سے مل کر تکلیف پہنچانے کی کوشش کروں تو میری گھر والی کو تین طلاق)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

پھر کچھ مدت کے بعد زید کا نکاح اس کے ماموں عبداللہ کی لڑکی مریم سے ہو گیا، جس وقت زید نے قسم کھا کر شرطیہ تین طلاق کے الفاظ کہے تھے اس وقت زید کے نکاح میں کوئی عورت نہیں تھی، زید کے نکاح ہو جانے کے بعد اس نے اپنے ماموں عبداللہ اور ان کے لڑکوں کے خلاف بغاوت کر کے ان کے مخالفین سے مل کر تکلیف پہنچانے کی پوری کوشش کی تو اب سوال یہ ہے کہ زید کی بیوی پر شرعاً تین طلاق ہو گی یا نہیں؟

② زید کے دوسرے بھائی عمر نے اپنے ماموں عبداللہ کے سامنے مذکورہ الفاظ کہے تھے کہ میں قسم کھا کر کہتا ہوں اور لکھتا بھی ہوں کہ ماموں عبداللہ اور ان کے لڑکوں کے خلاف بغاوت کر کے ان کے مخالفین سے مل کر تکلیف پہنچانے کی کوشش کروں تو میری گھر والی کو تین طلاق، عمر نے جس وقت یہ الفاظ کہے تھے اس وقت اس کے نکاح میں ایک عورت ہندہ نامی تھی، عمر نے کچھ مدت کے بعد ہندہ کو تنجیزاً تین طلاق دے کر اس کو علیحدہ کر دیا، ہندہ کو طلاق دی اس وقت تک مذکورہ تین طلاق کی شرط پائی نہیں گئی تھی، پھر اس کے بعد عمر نے اپنے ماموں عبداللہ کی لڑکی حبیبہ سے نکاح کیا اور حبیبہ سے نکاح کے بعد مذکورہ تین طلاق کی شرط پائی گئی، اب سوال یہ ہے کہ مذکورہ صورت میں حبیبہ پر شرعاً تین طلاق واقع ہو گی یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

① قسم کھاتے وقت زید کی بیوی (مریم) اس کے نکاح میں نہیں تھی تو اس قسم کے خلاف کرنے سے کوئی طلاق نہیں ہوئی۔

ولا تصح اضافة الطلاق إلا أن يكون الحالف مالكاً أو يضيفه إلى ملك، والاضافة إلى سبب الملك كالتزوج كالاضافة إلى الملك

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الخ. (فتاویٰ عالمگیری ۱/ ٤٢٠)

② صورتِ مسئولہ میں عمر کی بیوی حبیبہ پر کوئی طلاق نہیں ہوئی؛ اس لیے کہ بوقتِ قسم وہ عمر کے نکاح میں موجود نہیں تھی۔ (حوالۂ بالا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۵ / ذوالقعدہ ۱۴۱۸ھ

نکاح سے پہلے تعلیقِ طلاق کا حکم

سوال: ایک غیر محصن آدمی نے یوں قسم کھائی تھی کہ فلاں کام نہیں کروں گا، اگر کروں تو میری عورت کو طلاق مغلظہ۔ پھر وہ کام ہو گیا، اب اس نے ایک عورت سے نکاح کیا جس کو مسئلہ کے مطابق طلاق مغلظہ واقع ہوگئی، پھر اس کو چھوڑ دیا، جماع وغیرہ کچھ نہیں کیا، اس نے دوسری عورت سے نکاح کیا، تو کیا اس سے نکاح صحیح ہو جائے گا؟ یا اس کو بھی طلاق مغلظہ واقع ہوگئی؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

آپ نے سوال میں ''غیر محصن آدمی'' لکھا ہے، اس سے آپ کی مراد ''غیر شادی شدہ آدمی'' ہے، اور اس نے بعینہ انہی الفاظ سے قسم کھائی جو سوال میں مذکور ہیں، یعنی: ''فلاں کام نہیں کروں گا، اگر کروں تو میری عورت کو طلاق مغلظہ''۔ اس کے بعد اس نے نکاح کیا اور وہ کام بھی اس سے ہو گیا، تب بھی جس عورت سے اس نے نکاح کیا تھا اس پر طلاق واقع نہیں ہوئی، اس لیے اس کو چھوڑ دینے سے وہ نکاح سے نکلی نہیں ہے؛ البتہ اگر کوئی جدید طلاق دی ہوگی تو وہ واقع ہوگئی، اسی طرح جس دوسری عورت سے نکاح کیا اس پر بھی طلاق واقع نہیں ہوئی۔ (شامی جلد دوم)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

یہ یاد رہے کہ یہ حکم ان الفاظ کا ہے جو سوال میں مذکور ہیں، اگر الفاظ میں کچھ فرق ہو تو دوبارہ مسئلہ دریافت کرلیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، مؤرخہ ۱۳/ ذوالحجۃ الحرام ۱۴۱۴ھ

جماع پر تین طلاق کو معلق کرنا

سوال: ایک آدمی نے اپنی بیوی کو یہ کہا کہ اگر میں تجھ سے جماع کروں تو تجھ پر تین طلاق ہو، اب وہ آدمی کوئی حیلہ اور مخلص کا طالب ہے کہ جماع بھی کروں اور طلاق بھی نہ ہو، تو ہم نے درمختار میں دیکھا تو معلق بدخول دار کا حیلہ ملتا ہے، جیسا کہ "ردالمحتار" (دارالکتاب ۴/ ۴۶۰) میں ہے: (مطلب زوال الملك لا يبطل اليمين)

اور ایک عالم صاحب نے اس حیلہ پر قیاس کر کے یوں کہہ دیا کہ ایک طلاق بائن دے کر عدت گزارنے کے بعد پھر نکاح کرلو اس کے بعد جماع بھی کر سکتے ہو اور معلق طلاق بھی نہ پڑے گی؛ لیکن بندہ کو خلجان ہے کہ وہاں تو طلاق بائن کے بعد دخول دار یمین کھل جاتی ہے؛ لیکن صورتِ مسئولہ میں کیا ہم یمین کھلنے سے زنا کا حکم دیں گے؟ نعوذ باللہ! کیوں کہ طلاق بائن کے بعد تو ملک ختم ہو جاتی ہے، لہٰذا جناب عالی سے جو حکم ہوگا مبتلی بہ کو بتلایا جائے گا۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

درمختار میں جو حیلہ بتلایا گیا ہے وہ آپ کی صورتِ مسئولہ میں اس لیے جاری نہیں ہوسکتا کہ صورت مسئولہ میں شوہر نے تین طلاق کو جماع پر معلق کیا ہے، اور ظاہر ہے کہ حیلہ پر عمل کرتے ہوئے جب وہ اپنی بیوی کو ایک طلاق دے دے، پھر عدت گذرنے کے بعد

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

جب وہ اس کے نکاح سے بالکل نکل جائے تو طلاقِ معلق کی شرط یعنی جماع یہاں وجود میں نہیں لائی جاسکتی، اس لیے کہ اب وہ عورت اس کے حق میں اجنبیہ بن چکنے کی وجہ سے اس کے ساتھ جماع کرنا اس کے لیے جائز نہیں رہا، عالم صاحب نے اس حیلہ کو قیاس کر کے جو تدبیر بتلائی ہے وہ یہاں پر جاری نہیں ہوسکتی، آپ کا خلجان درست ہے، یمین کھولنے کے لیے زنا والی تدبیر بتلانا یا اس کا حکم دینا جائز نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۴/صفر ۱۴۲۹ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ　　الجواب صحیح: عبد القیوم راجکوٹی

"اگر اس سال رخصتی نہ کرے تو طلاق" کہنا

سوال: مجھے یہ واقعہ پیش آیا ہے کہ والدین نے میرا نکاح اٹھارہ سال پر میرے منع کرنے کے باوجود کر دیا ہے، فی الحال میرا اکیسواں سال ہے، اور بیوی کی رخصتی (خلوتِ صحیحہ) صرف ایک ہی رات ہوئی تھی، اس کے بعد بات چیت تو جاری رہی ہے؛ لیکن خلوتِ صحیحہ کا موقع نہیں دیا گیا، نہ تو ملا ہے، تو پھر ایک مرتبہ یعنی گذشتہ گرمی کے موسم میں میں نے اپنی بھابھی سے یہ کہا کہ اگر اس سال رخصتی نہ کرے تو پھر طلاق، اور یہ بات میں نے اپنی والدہ کو کہنے کا بولا تھا؛ لیکن بھابھی نے والدہ کو یہ بات نقل نہیں کی۔ تو کیا اس سے طلاق واقع ہوگی تو کتنی ہوگی؟ اور میری اس وقت کوئی طلاق کی نیت بھی نہ تھی، اور کب ہوگی فی الفور یا سال کے اختتام پر یا آئندہ گرمی کے موسم میں؟ اور رجعی ہوگی کہ مغلظہ؟ اور میری اپنی بیوی سے بات چیت اور ہنسی مذاق تو اب تک چلتی ہے، تو کیا اس سے رجعت ثابت ہو جائے گی؟ لیکن خلوتِ صحیحہ کا موقع

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

نہیں ملا، حضرت آپ اس کا کوئی راستہ ہو تو میرے لیے ہموار فرمائیں، اور ہمارے درمیان محبت کی دعا فرمائیں، اور ہماری اصلاح کی بھی دعا فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

آپ نے جب اپنی بیوی سے متعلق اپنی بھابھی سے یہ جملہ کہا کہ: ''اگر اس سال رخصتی نہ کرے تو پھر طلاق''، تو یہ تعلیقِ طلاق ہے، اگر رخصتی کرادی گئی تو طلاق واقع نہ ہوئی، اور اگر مدت گذر جانے کے باوجود رخصتی نہ کرائی گئی تو ایک طلاقِ رجعی واقع ہوگی چاہے آپ کی طلاق کی نیت ہو یا نہ ہو، لفظ سال بول کر آپ کی مراد پورا سال تھی تو سال کے ختم ہونے پر طلاق واقع ہوگی، اور اگر آپ کی مراد وہ زمانہ یعنی موسمِ گرما جس میں عموماً نکاح رخصتی وغیرہ ہوا کرتا ہے مراد تھا تو اس زمانہ کے ختم ہونے تک رخصتی نہ ہونے سے طلاق واقع ہوگی۔ آپ سوال کے شروع میں تو لکھ رہے کہ ''بیوی کی رخصتی (خلوتِ صحیحہ) صرف ایک ہی رات ہوئی تھی'' اور آخر میں لکھ رہے ہیں کہ ''لیکن خلوتِ صحیحہ کا موقع نہیں ملا'' آپ کے ان دو کلمات میں تضاد ہے، یہ یاد رہے کہ اگر خلوت صحیحہ ہوئی ہے تب ہی طلاق رجعی واقع ہوگی؛ ورنہ طلاقِ بائن واقع ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۱/صفر ۱۴۲۷ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

تعلیق وطلاق میں خیالات کا اعتبار نہیں

سوال: (۱) میں خیالات کا مریض ہوں شادی سے پہلے بھی خیالات آتے تھے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اور بعد میں بھی۔ میری شادی ۶/۱ اکتوبر ۲۰۰۲ء بروز اتوار ایک دار العلوم میں ہوئی میں اپنی بیوی کے ساتھ تمسخر کررہا تھا اور اس کو جماع کے لیے ابھار رہا تھا کہ اس نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور وہ چھوڑ نہیں رہی تھی تو میں نے غصہ میں کہا کہ مجھے چھوڑ دے میں نے یہ الفاظ اس لیے کہے تا کہ وہ تیار ہو جائے یہ الفاظ کہنے سے پہلے میرے دل میں طلاق کے بارے میں کوئی وہم وگمان بھی نہیں تھا لیکن الفاظ کہنے کے بعد مجھے خیال آیا کہ طلاق کی نیت تھی یعنی الفاظ کہنے کے بعد طلاق کا خیال آیا پھر شک ہو گیا کہ طلاق کا خیال بالارادہ تھا یا بلاارادہ تو مجھے کیا کرنا چاہیے طلاق ہوگی یا نہیں اگر ہوگی تو کیسی ہوگی؟

(۲) ایک مرتبہ مغرب کی نماز کے بعد تعلیم کی مجلس تھی اس میں میں بیٹھا ۲۰-۲۵ منٹ بیٹھا اس کے بعد گھر کی طرف آرہا تھا کہ دل میں خیال شروع ہو گیا خیال یہ آیا کہ اہلیہ گھر پر نہ ہو تو اس کو طلاق میں نے اس خیال کو ہر چند دفع کرنے کی کوشش کی اخیر میں یہ بھی یاد نہیں رہا کہ میں اس خیال کے اوپر غالب آ گیا یا خیال میرے اوپر غالب آ گیا اب پوچھنا یہ ہے کہ اس میں بھی کچھ طلاق کا حکم ہوگا یا نہیں؟

(۳) مجھے اکثر مرتبہ غیر اختیاری طور پر چیزوں کے بارے میں خیالات آتے رہتے ہیں کہ اگر فلاں ایسا ہے تو میری بیوی کو طلاق، مثال کے طور پر میں ایک مرتبہ وتر واجب بعد العشاء پڑھ رہا تھا اور ہمارے یہاں مسجدوں میں (چار مسجدوں) سے ہر ایک میں عشاء کی سنتوں کے بعد تعلیم ہوتی ہے اور قبل التعلیم درود شریف پڑھتے ہیں تو نماز میں مجھے خیال آیا کہ اگر فلاں رکن کے ادا کرنے سے پہلے درود شریف پڑھے تو ایسا ویسا یا یہ کہ ایک مرتبہ سفر کے دوران ایک بچہ گاڑی میں رونے لگا پھر سو گیا میں

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اس گاڑی میں تھا میرے دل میں خیال آیا کہ اگر فلاں جگہ آنے سے پہلے یہ بچہ اٹھ گیا تو ایسا ویسا ان غیر اختیاری امور میں کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

(۱) صورت مسئولہ میں طلاق واقع نہیں ہوئی۔

(۲) محض اس طرح کے خیالات سے نہ تو تعلیق ہوئی اور نہ طلاق

(۳) یہ محض خیالات ہیں جن کا کوئی اعتبار نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

أملاہ: العبد احمد خانپوری، ۴ر شعبان المعظم ۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

تعلیقِ طلاق کی ایک صورت

سوال: زید کی بیوی ہندہ زید کو اپنے ماں باپ سے الگ ہو کر رہنے کو کہتی تھی، اور زید اس کے لیے بالکل تیار نہیں تھا اور سختی سے کہا: نہیں، میں ماں باپ کو نہیں چھوڑوں گا، اور ابھی اپنی مالی کیفیت ٹھیک نہیں ہے کہ ہم لوگ کہیں رہیں، تب ہندہ نے غصے میں آکر کہا کہ: میں میرے ماں باپ کے گھر چلی جاؤں گی، جب تمھاری مالی کیفیت ٹھیک ہو جائے گی تب مجھ کو بلا لینا، تو بہ طور دھمکی نیچے لکھی ہوئی تحریر زید نے اپنے لڑکے کے ہاتھ سے دیا:

عالیہ! اب اگر مجھ سے اجازت لینے یا تمھاری نانی یا رشتے دار سے ملنے ان کے گھر یا اور کہیں گئی، تو یہ سمجھ کر جانا کہ تیسرا...... ہو جائے گا، یا میں تمھیں لکھ کر بھیج دوں گا، اور الگ رہنے کی بات ہے جب تک میرے چھوٹے بھائی مزمل کی شادی نہیں ہو جائے گی،

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

میں الگ کسی بھی قیمت پر نہیں رہوں گا ورالگ رہنے والی بات کو میرا حلفیہ بیان سمجھنا۔

زید کے سمجھ یا علم سے خالی جگہ پر لفظ لکھے گا تو ہوگا، نہیں لکھے گا تو نہیں ہوگا، اور بیوی کے کچھ لینے سے طلاق نہیں ہوتا؛ اس لیے...... زید نے یہ بھی لکھ دیا کہ: لکھ کر بھیج دوں گا۔ ہندہ کو جب چٹھی ملی تو وہ غصہ میں آ کر بولی کہ: مجھ کو چھوڑ دو یا رکھو میں میرے ماں باپ کے وہاں جارہی ہوں، تب زید نے ہندہ کو اجازت دے دی کہ تم جاسکتی ہو، اجازت دینے کے الفاظ یہ ہیں: جا! جہاں تو کل جانے والی ہے آج جا، میری طرف سے کوئی منائی نہیں ہے، اب ایسی صورت میں...... واقع ہوئی ہے یا نہیں؟

اجازت ملنے کے بعد ہندہ اس کے ماں باپ کے گھر چلی گئی، تب زید کے خیر خواہ دوستوں نے زید سے پوچھا کہ: کیا تم تمھاری بیوی کو چھوڑ دیتے ہو؟ تو زید نے ان کو جواب دیا کہ: نہیں، میں چھوڑا نہیں ہوں وہ مجھے چھوڑ کر چلی گئی ہے۔ اب معاملہ ختم ہوگیا ہے، میں دوسری شادی کروں گا، میرے لیے لڑکی دیکھو۔ آٹھ یا دس دن تک یہی معاملہ چلتا رہا، زید سب کو یہی جواب دیتا رہا، بعد میں زید نے چٹھی کا فتویٰ منگوایا، تو طلاق واقع نہیں ہوتی، اب زید نے جو لوگوں کو جواب دیا اس سے...... واقع ہوئی ہے یا نہیں؟

نوٹ: زید نے لفظ کہیں نہیں بولا، صرف یہی بولا کہ وہ مجھے چھوڑ کر چلی گئی ہے، اب میں دوسری شادی کروں گا۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

زید نے جو تحریر اپنی بیوی ہندہ کے نام لکھی ہے اس میں تیسرا...... ہو جائے گا، اس میں زید کی مراد طلاق ہے، اور صفت کا ذکر موصوف کو مستلزم ہونے کی وجہ سے اس

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کی سمجھ شرعاً معتبر نہیں ہے؛ اس لیے یہ تعلیق ہوئی؛ البتہ اجازت لینے والی صورت کا استثناء کیا ہے، اس کے بعد جب ہندہ نے چٹھی ملنے پر غصہ میں کہا کہ: مجھ کو چھوڑ دو یا رکھو، میں میرے باپ کے وہاں جارہی ہوں، ظاہر ہے کہ وہ اجازت لینے تو آئی نہیں تھی؛ بلکہ اپنے ماں باپ کے وہاں جانے کی اطلاع دینے آئی تھی، اور اس کے جواب میں زید نے ان الفاظ میں اجازت دی جا! (جہاں کل جانے والی ہے آج جا میری طرف سے کوئی منائی نہیں ہے) صورت مسئولہ میں یہ بات قابل غور ہے کہ، زید نے بیوی کے غصہ والے سابقہ کلمات کے جواب میں جا، مع اس تشریح کے جو بین القوسین ہے، کیا یہ اجازت ہے؟ قرائن تو اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ یہ تہدید ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ جا، تو جہاں کل جانے والی ہے آج جا؛ تاکہ تجھ پر کل کی بہ جائے آج ہی طلاق پڑ جائے۔ اس مطلب پر مزید قرینہ یہ ہے کہ ہندہ کے اپنے ماں باپ کے گھر چلے جانے کے بعد جب دوستوں نے زید سے پوچھا کہ: کیا تم تمھاری بیوی کو چھوڑ دیتے ہو؟ تو اس کے جواب میں یہ کہا کہ: نہیں، میں چھوڑ انہیں ہوں وہ مجھے چھوڑ کر چلی گئی ہے، اب معاملہ ختم ہو گیا ہے، میں دوسری شادی کروں گا، میرے لیے لڑکی دیکھو، یعنی چوں کہ میں نے اس کی طلاق کو اس کے بلا اجازت جانے پر معلق کیا تھا، اور اس نے ایسا ہی کیا ہے؛ اس لیے گویا اس نے خود طلاق واقع کی ہے، اور معاملہ نکاح ختم ہو چکا ہے، اگر زید کا مقصود جا (مع التشریح) سے اجازت ہی دینے کا ہوتا تو وہ ہرگز یہ نہ کہتا۔ شامی میں اجازت والے مسئلے پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے:

قال في النهر: ويشترط في إذنه لها أن تسمعه؛ وإلا لم يكن إذنا، وأن تفهمه، فلو أذن لها بالعربية ولا عهد لها بها فخرجت حنث، وأن

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

لاتقوم قرينة علىٰ أنه لم يرد الإذن، فلو قالها: أخرجي! أما والله لوخرجت ليخزينك الله، لايكون إذنا، صرح به محمد، وكذا لو قال لها في غضب ينوى التهديد، لم يكن إذنا؛ إذاالمعنىٰ حينئذ: أخرجي حتىٰ تطلقي اه ملخصا. وفي البزازية: قامت للخروج، فقال: دعوها تخرج ولا نية له لم يكن إذنا إلخ.(شامي، كتاب الأيمان، باب اليمين في الدخول والخروج إلخ ٣/٩٠)

اس لیے زید کی بیوی ہندہ پر اس کے ماں باپ کے یہاں جانے سے ہی طلاق واقع ہو چکی ہے۔

صورت مسئولہ میں زید کے کلام میں عدم ارادۂ اذن کا وہ قرینہ نہ ہوتا جس کا اوپر کے جواب میں تذکرہ ہوا، اور زید یہ سمجھ کر کہ طلاق واقع ہوگئی وہ جواب دیتا رہتا جو اس نے اپنے دوستوں وغیرہ کو دیا ہے، اس صورت میں بھی قضاءً طلاق واقع ہو جاتی ہے گو دیانۃً واقع نہیں ہوتی۔

أقر بالطلاق بناءً علىٰ إفتاء المفتي ثم تبين عدم الوقوع لم يقع يعنى ديانة، قنية. (درمختار)(قوله بناء علىٰ إفتاء المفتى)وفي البزازية: ظن وقوع الثلاث بإفتاء من ليس بأهل، فأقر الكاتب بصك الطلاق فكتب ثم أفتاه عالم بعدم الوقوع، له أن يعود إليها في الديانة؛ لكن القاض لايصدقه لقيام الصك، سائحاني.(شامي ٤/ ٥٢٥)

یہ جواب اگر عورت کے علم میں بھی ہے خود سن کر یا کسی عادل کی اطلاع کے نتیجے میں، تو وہ وقوع ہی پر عمل کرے گی۔

والمرأة كالقاضي إذا سمعته أو أخبرها عدل.(شامي٢/٤٦٨)فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری ۲۷/ ذوالحجۃ الحرام ۱۴۱۹ھ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

طلاق ثلاثہ کی تعلیق

سوال: ایک عورت کا شادی سے قبل ایک آدمی سے غلط تعلق تھا، جب اس کی شادی ہوگئی تو اس کے شوہر نے کہہ دیا کہ اگر تو نے فلاں شخص (جس سے ناجائز تعلقات تھے) سے تنہائی میں بات چیت یا ہنسی مذاق کی تو تجھے تین طلاق، ایک دفعہ ایسا ہوا کہ وہ عورت اپنے والدین کے گھر جارہی تھی اور راستہ میں وہ مرد کھڑا تھا اس مرد نے اس عورت سے پوچھا کہ تو کہاں جارہی ہے اور اب کیوں نہیں بولتی ہے تو اس عورت نے کہا کہ میں اپنی ماں کے گھر جارہی ہوں اور اب تجھ سے نہیں بولوں گی یہ جملہ جو عورت نے منہ سے نکالا اور سختی وجھٹکے کے ساتھ نکالا تھا راستہ میں دونوں تھے اور کوئی نہیں تھا تو شرعاً طلاق کا کیا حکم ہوگا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

صورت مسئولہ میں جس وقت اس مرد کے ساتھ عورت کی گفتگو ہوئی، اس وقت وہاں کوئی آدمی اس طرح موجود نہیں جو ان کی بات سن سکتا ہو، تو پھر شوہر نے اس عورت کی طلاق کو جس شرط پر معلق کیا ہے اس کا تحقق ہوگیا، اس لیے اس عورت پر تین طلاق واقع ہوکر وہ اپنے شوہر کے لیے حرام ہوگئی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۱ جمادی الاخری ۱۴۱۳ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

اجمالی تعلیق میں طلاق کا حکم

سوال: ایک مرد نے اپنی بیوی سے کہا کہ اگر تو کسی سے بولے گی تو تجھ کو تین

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

طلاق، پھراس عورت نے کہا کیا ماموں کے لڑکوں سے نہ بولوں یا چچایا خالہ کے لڑکوں سے نہ بولوں تو اس کے جواب میں شوہر نے کہا نہیں دوسرے دن اس عورت نے کہا آپ بتادو کس سے نہ بولوں لیکن نہ بتایا اس معاملہ کے تقریبا چار ماہ ہو چکے وہ عورت بقدرضرورت بہت لوگوں سے بولی، اور بعد میں معلوم ہوا کہ اس کے شوہر کے دور کے بھائی کے دولڑکوں سے منع کیا ہوگا، قرائن سے یہ معلوم ہوا قرائن ایسنکہ اس کے شوہر نے ان دولڑکوں سے بولنا بھی کم کردیا ہے، اور یہ عورت بمبئی ان دولڑکوں کے ساتھ گھومنے بھی گئی تھی، لہٰذا خود عورت یہ سمجھتی ہے اس کی مراد یہ دو ہوں گے، اور مجھے تین طلاق ہوگئی ہوگی، اور ساتھ میں یہ کہہ رہی ہے کہ اگر میرے شوہر سے یہ کہو تم نے مجھ (عورت) سے یہ کہا تھا تو وہ جھوٹ بولیں گے انکار کردیں گے، کہ میں نے ایسا نہیں کہا ہے، لہٰذا مذکورہ عورت پر تین طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

تعلیق میں شوہر نے جن کے ساتھ بات کرنے پر اپنی کی طلاق کو مشروط کیا ہے وہ مجہول ہیں، اس کے مصداق کی تعیین میں شوہر کی بات کا اعتبار کیا جاوے گا۔

لان کل موضع کان القول فیه قوله انما یصدق مع الیمین لا نه امین فی الاخبار عما فی ضمیره والقول قوله مع یمینه کما فی الزیلعی.

(تنقیح الفتاوی الحامدیه ۱/۳۷)

عورت کا خیال اگر یہ ہے کہ وہ دولڑکے مراد ہوں گے تو اس کو چاہیے کہ وہ اپنے شوہر کو مطلع کردے کہ میں نے ان دولڑکوں سے بات کی ہے اب اگر آپ کی تعلیق میں وہی مراد تھے تو مجھ پر تین طلاق واقع ہو چکی، اس پر شوہر انکار کرے اور کہے کہ وہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

مراد نہیں تھے تو عورت شوہر سے قسم لے سکتی ہے، اور جب شوہر نے قسم کھالی تو اب عورت کو چاہیے کہ اپنے خیال سے باز آجائے۔

لانه ينكر وقوع الطلاق والمرأة تدعيه والقول للمنكر الا ان تقيم المرأة بينة (ایضا۱۱/۴۸) والقول له بيمينه فى عدم النية ويكفى تحليفها له فى منزله فان ابى رفعته للحاكم الخ (در مختار) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۱ جمادی الاخری ۱۴۱۲ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

یمین اور طلاق وسوسے سے واقع نہیں ہوتے

سوال: جب میں عربی سوم میں تعلیم حاصل کر رہا تھا اور طلاق کے بارے میں باب چل رہا تھا اور اس میں بھی محرمات ابدیہ کا باب چل رہا تھا اور سبق میں یہ بات استاذ محترم نے بتائی کہ اگر کوئی شخص یہ قسم کھائے کہ جب جب بھی یا جب بھی وہ نکاح کرے تو عورت کو طلاق یہ بات پوری ہوئی لیکن جب گھنٹہ ختم ہوا اور سب طلبہ باہر نکلے اور میں بھی نکلا کلاس سے باہر سب الگ الگ جگہ پر کھڑے ہو گئے میں بھی ایک جگہ تنہا کھڑا رہا ابھی تازہ تازہ سبق پڑھ کر ہی کھڑے تھے کہ میرے دل میں یہ خیال آیا یا وسوسہ آیا کہ تو یہ قسم کھالے کہ جب جب بھی یا جب بھی کرے تو عورت کو طلاق یا ایسا لگتا تھا کہ شیطان دل دل میں میرے ساتھ باتیں کرتا ہے اور دل میں الفاظ طلاق کہلوا رہا تھا اور کہہ رہا تھا دل دل میں بدخیال اور یہ وسوسہ برابر آتا بھی رہا اور شیطان والا معاملہ برابر دل میں آتا ہی رہا حتیٰ کہ میں نے یہ کہہ دیا ہاں جا اتنی بات ختم ہوئی پھر جب کلاس میں گئے رات کے وقت تو صاحبِ تکرار، تکرار کرا رہے تھے تکرار میں انھوں

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

نے یہ بات بیان کی کہ اگر کوئی شخص یہ قسم کھائے کہ جب جب بھی یا جب بھی نکاح کرے تو عورت کو طلاق تو میں نے پوچھا کہ یہ شادی شدہ کے لیے حکم ہے نا تو صاحب تکرار نے کہا ہاں شادی شدہ کے لیے حکم ہے تو مجھے فوراً اطمینان ہوا اس لیے کہ میں غیر شادی شدہ تھا اور اب بھی غیر شادی شدہ ہی ہوں مگر بفضل خدا شادی کا وقت قریب ہی ہے پھر اس کے بعد ایک مدت تک کچھ شک نہیں ہوا ابھی شادی کا وقت قریب ہے تو پھر دل میں یہ خلجان پیدا ہوا کہ تیرا تو یہ معاملہ ہے تو شادی کیسے کرے گا؟ لیکن میرے ساتھ جب یہ معاملہ جو اوپر بیان کیا پیش آیا تو مجھے یہ یاد نہیں رہا کہ الفاظ طلاق کو بلند آواز سے کہا تھا یا دل دل میں کہا تھا کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بلند آواز سے کہا تھا اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ دل دل میں ہوا ہے اور میں خیالات کا شکار ہوں اور میرے دل میں برے وسوسے آتے ہی رہتے ہیں مگر پوچھنا یہ ہے کہ مذکورہ مسئلہ میں حرمت مؤبدہ واقع ہو جائے گی یا نہیں اگر واقع نہیں ہوتی تو کوئی بات ہی نہیں اور اگر واقع ہو جاتی ہے تو کوئی حیلہ ہے یا نہیں تشفی بخش جواب تحریر فرما کر دل کو مسرور فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

ومنها شك هل طلق أم لا لم يقع شك أنه طلق واحدة أو أكثر بنیٰ على الأقل كما ذكره الاسبيجابي (الاشباه والنظائر) قوله شك هل طلق أم لا لم يقع قا ل المصنف في فتاواه ولا اعتبار بالشك.

(شرح الحموی علی الأشباہ ۱۹/۱)

ولو قال لامرأته أنت طالق واحدة أو لا أو لا شيء لا يقع شيء وقال محمد - رحمه الله تعالى - تقع واحدة رجعية ولو قال أنت طالق

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

أو لا أو لا شيء أو غير طالق لا يقع شيء اتفاقا كذا في الكافي. ولو قال ثلاثا أو لا قيل على الخلاف والأصح أنه لا يقع كذا في العتابية في فصل الكنايات. في نوادر ابن سماعة عن محمد - رحمه الله تعالى - إذا شك في أنه طلق واحدة أو ثلاثا فهي واحدة حتى يستيقن أو يكون أكبر ظنه على خلافه الخ(الفتاوى العالمگيريه ۱/۳۶۳)

شیطان کی طرف سے دل میں ڈالے جانے والے وسوسۂ یمین کے جواب میں ہاں جا زبان سے کہنے کے باوجود یمین منعقد نہیں ہوئی نیز ایک مدت گزرنے کے بعد اب یہ شک پیدا ہوتا ہے کہ الفاظ طلاق زبان سے ادا کیے تھے یا دل میں وسوسہ آیا تھا اس سے بھی یمین منعقد نہیں ہوگی اور طلاق بھی واقع نہیں ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

أملاہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۱/ربیع الاول ۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح: عباس داود بسم اللہ

باب العدۃ

عدت کی مصلحت اور اس کے احکام

سوال: ① طلاق کی عدت اور وفات کی عدت ہر دو کی مدت بیان فرماویں؟

② عورت کے لیے طلاق کی عدت کا اجراء کب ہوتا ہے؟ نیز وفات کی عدت کب سے شروع ہوتی ہے؟

③ عورت کے لیے عدت گزارنے کے ٹھکانے (مسکن) بالترتیب بیان فرماویں

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کہ اگر ایک میسر نہ ہو تو دوسرا اختیار کرے؟

④ دونوں عدتوں کے احکام یکساں ہیں یا الگ الگ؟ نیز احکام کی وضاحت فرمادیں۔

⑤ بعض علاقوں میں عورت عدت ہی نہیں گزارتی خصوصاً مطلقہ عورت کا گھر میں ٹکے رہنا امر مشکل ہو گیا ہے، جناب والا فرمائیں کہ کن کن وجوہات کی بنا پر عدت والی خاتون گھر سے باہر نکل سکتی ہے؟

⑥ آج کل جیسا ہی طلاق کا واقعہ بنا اکثر کورٹ کچہری کے چکر شروع ہو جاتے ہیں، ایسی صورت میں کیا عدت گزارتی عورت کورٹ کچہری جا سکتی ہے اور وہاں بے حجابانہ گفتگو کر سکتی ہے؟ تشریح فرمائیں۔

⑦ زید کا انتقال شنبہ کے روز ہوا؛ مگر اس کی بیوی کو جمعہ کے دن اطلاع ملی تو اب عدت کی مدت جمعہ سے شروع کی جائیگی یا شنبہ (چھ دن پہلے) سے شمار ہوگی؟

⑧ بکر اور اس کی بیوی گاؤں میں رہتے ہیں اس کے تین لڑکے مع اپنے اہل و عیال کے ممبئی میں رہتے ہیں، بکر کا انتقال ہو چکا ہے، تو اب اس کی بیوی تن تنہا گاؤں کے مکان میں عدت گزارے یا پھر اپنے لڑکوں کے پاس جا کر گذارے؟ جب کہ کچھ عزیزوں کی موجودگی میں اس نے گاؤں والے مکان میں پندرہ سولہ روز گزار لیے ہوں، اور فی الحال سب اعزہ اپنے اپنے گھر چلے گئے ہوں؟ جو عدت کے دن اس نے گاؤں میں گزارے وہ بھی عدت میں شمار ہوں گے یا ممبئی جا کر ازسرِ نو عدت میں بیٹھے؟

⑨ ہندہ اور اس کے شوہر حج کے لیے ساتھ گئے ہوں، شوہر کا انتقال منیٰ میں ہو گیا۔ اب ہندہ اپنے حج کے ایام پورے کرے یا فوراً وہاں سے واپس ہو کر اپنے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

وطن پہنچ کر عدت میں بیٹھ جائے؟

⑩ عائشہ ایک شہر میں رہتی ہے، دوسرے شہر سے اس کے شوہر نے طلاق نامہ بھیج دیا جس پر اسلامی تاریخ کے بجائے انگریزی تاریخ ۱۳ جون ۲۰۰۳ء تحریر تھی، وہ طلاق نامہ بہ ذریعہ ڈاک جس کی بدنظمی پوشیدہ نہیں ۹ ر جولائی ۲۰۰۳ء کے روز عائشہ کو موصول ہوا۔ اب وہ اپنی عدت کی مدت کب سے کب تک گزارے وضاحت فرمادیں؟

⑪ ہماری برادری میں وفات کی عدت ساڑھے چار مہینے (یعنی چار ماہ اور پندرہ دن پورے) شمار کی جاتی ہے۔ اگر کوئی عدت اس سے ایک دو روز پہلے گھر سے باہر نکلی تو اسے معیوب سمجھا جاتا ہے اور یہ مدت وفات کے کچھ روز بعد طے کر لی جاتی ہے، اور اس کے اختتام پر فاتحہ دلانا، برادری کی بعض عورتوں کا اس بیوہ کے پاس آنا اور اپنے اپنے گھر بلا کر اس کی دعوت کرنا خصوصاً میکہ والوں کا اُس دن آ کر اپنے یہاں لے کر جانا، نیا دوپٹہ بیوہ خاتون کو اوڑھانا؛ کیا ان رسومات کو کرنا شرعاً ضروری ہے؟ اگر بعض رسومات خلاف شرع نہ ہوں؛ مگر برادری میں رواج پذیر ہو گئے ہوں تو آیا ان کو انجام دینے میں شرعاً کوئی قباحت ہوگی؟

⑫ بیوی کو طلاق دینے کے بعد شوہر اس کے اپنے مکان میں عدت نہ گزارنے دے کہ آج کل ایک دوسرے پر اعتماد کا فقدان ہے، شاید عورت اپنی عدت کے درمیان شوہر کے مکان پر قبضہ جما لے اور ایسے واقعات بنتے بھی ہیں، اس لیے اگر شوہر انکار کر دے تو کیا وہ گنہگار ہوگا؟

⑬ عدت کے درمیان صراحۃً یا کنایۃً اگلے نکاح کا ذکر عورت سے اس کے والی وغیرہ اگر کر دیں تو آیا یہ شرعاً جائز ہے یا پوری مدت گزرنے تک مطلق تذکرہ نہ کیا جائے؟

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

⑭ آخر میں مفتی صاحب محترم! عدت کے چند منافع و مصلحتیں ارقام فرمادیں؛ تاکہ دورِ جدید کی بعض خواتین کے قلوب مطمئن ہوجائیں جو عدت کو اپنی آزادخیالی میں مخل اور وقت کو ضائع کرنے والا فعل بتلایا کرتی ہیں۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

① اگر میاں بیوی میں تنہائی اور خلوت ہو تو اس سے پہلے ہی طلاق کی نوبت آئی تو اس صورت میں عورت پر کوئی عدت واجب نہیں؛ البتہ اگر خلوت و تنہائی سے پہلے شوہر کا انتقال ہوگیا تو عدت واجب ہے، خلاصہ یہ کہ عدتِ طلاق میں، خلوت و تنہائی یا صحبت شرط ہے جب کہ عدتِ وفات میں یہ شرط نہیں۔

عورت اگر حمل سے ہے تو اس کی عدت، وضعِ حمل یعنی بچہ پیدا ہونے تک ہے چاہے عدتِ طلاق ہو یا عدتِ وفات، چاہے بچہ کی پیدائش طلاق و وفات کے فوراً بعد ہو یا ایک زمانہ گزرنے کے بعد۔ عورت اگر حمل سے نہیں ہے تو اس کی عدتِ وفات چار مہینہ دس دن ہے چاہے اس کو حیض آتا ہو یا نہ آتا ہو، اور اگر عورت حمل سے نہیں ہے اور اس پر طلاق واقع ہوئی تو اگر اس کو حیض آتا ہے تو اس کی عدت تین حیض ہے، اور کم عمر ہونے کی وجہ سے یا عمر کی زیادتی کی وجہ سے حیض نہیں آتا تو اس کی عدت ۳؍مہینہ ہے۔

② طلاق کی عدت، طلاق دینے کے بعد سے فوراً شروع ہوجاتی ہے چاہے عورت کو طلاق دینے کا علم ہوا ہو یا نہ ہوا ہو۔ وفات کی عدت شوہر کی موت واقع ہوتے ہی فوراً شروع ہوجاتی ہے چاہے عورت کو شوہر کی وفات کا علم ہوا ہو یا نہ ہوا ہو۔

③ طلاق واقع ہوتے وقت یا شوہر کی موت کے وقت جس گھر میں دونوں

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

رہائش پذیر تھے، اسی گھر میں عدت گذارنا ضروری ہے چاہے وہ مکان ذاتی ملک ہو یا کرایہ کا ہو، یا کسی نے عاریۃً رہنے کے لیے دیا ہو؛ البتہ اگر عدتِ وفات کرایہ کے مکان میں واجب ہوئی اور عورت اس کا کرایہ ادا کرنے کی استطاعت نہیں رکھتی، اس کے پاس اتنا مال موجود نہیں جس سے کرایہ ادا کر سکے، تو اس صورت میں قریب تر مکان میں جہاں کی استطاعت ہو جا سکتی ہے۔ اسی طرح اگر عدتِ وفات عاریت کے مکان میں واجب ہوئی اور مالکِ مکان عدت پوری ہونے تک اس عورت کو اس مکان میں رہنے دینے پر آمادہ نہیں، تو قریب تر مکان میں منتقل ہو سکتی ہے۔ یہ صورتیں عدتِ طلاق میں پیدا نہیں ہوگی؛ اس لیے کہ عدتِ طلاق میں مکان کی ذمہ داری شوہر پر ہے۔

④ بہشتی زیور میں ہے: مسئلہ: جس عورت کو طلاق رجعی ملی ہے اس کی عدت تو فقط یہی ہے کہ اتنی مدت تک گھر سے باہر نہ نکلے، نہ کسی اُور مرد سے نکاح کرے، اس کو بناؤ سنگار وغیرہ درست ہے، اور جس کو تین طلاقیں مل گئیں یا ایک طلاقِ بائن ملی، یا اُور کسی طرح سے نکاح ٹوٹ گیا، یا مرد مر گیا؛ ان سب صورتوں کا حکم یہ ہے کہ: جب تک عدت میں رہے تب تک نہ تو گھر سے باہر نکلے، نہ اپنا دوسرا نکاح کرے نہ کچھ بناؤ سنگار کرے؛ یہ سب باتیں اس پر حرام ہیں، اس کا بناؤ سنگار نہ کرنے اور میلے کچلے رہنے کو ''سوگ'' کہتے ہیں۔

مسئلہ: جب تک عدت ختم نہ ہو، تب تک خوشبو لگانا، کپڑے بسانا، زیور گہنے پہننا، پھول پہننا، سرمہ لگانا، پان کھا کر منہ لال کرنا، مسی ملنا، سر میں تیل ڈالنا، کنگھی کرنا، مہندی لگانا، اچھے کپڑے پہننا، ریشمی اور رنگے ہوئے بہار دار کپڑے پہننا؛ یہ سب باتیں حرام ہیں، البتہ اگر بہار دار نہ ہوں تو درست ہے چاہے جیسا رنگ ہو، مطلب یہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہے کہ زینت کا کپڑا نہ ہو۔ (اختری بہشتی زیور، چوتھا حصہ ۳۱)

مسئلہ: سوگ کرنا اسی عورت پر واجب ہے جو بالغ ہو، نابالغ لڑکی پر واجب نہیں، اس کو یہ سب باتیں درست ہیں؛ البتہ گھر سے نکلنا اور دوسرا نکاح کرنا اس کو بھی درست نہیں۔ (حوالہ بالا)

کسی بھی طرح کی عدت کے زمانہ میں معتدہ کو پیغام نکاح بھیجنا جائز نہیں؛ البتہ وفات کی عدت گذارنے والی خاتون سے نکاح کی تعریض (نہ کہ تصریح) جائز ہے، اسی طرح وطی بالشبہ یا نکاح فاسد میں وطی کی عدت گزارنے والی خاتون جو دوسرے کی منکوحہ نہ ہو، اس سے نکاح کی تعریض جائز ہے۔ (مجموعہ قوانین اسلامی ۲۱۶)

⑤ عدت دراصل اس مدت کو کہتے ہیں جو آثارِ نکاح کے ختم ہونے کے لیے شریعت نے عورت کے واسطے مقرر کی ہے۔

وعرفها في البدائع: بانها اجل ضرب لانقضاء مابقي من آثار النكاح. (شامي باب العدة)

اس مدت کے دوران اس عورت کے لیے شریعت مطہرہ کی طرف سے کچھ پابندیاں عائد کی گئی ہیں، انہی پابندیوں میں سے ایک یہ ہے کہ: دورانِ عدت وہ عورت عدت والے مکان سے باہر نہ نکلے، پس اگر کوئی عورت دورانِ عدت مکان سے باہر نکلتی ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ عدت نہیں گذارتی؛ اس لیے کہ عدت اس مدت کا نام ہے جو مقرر کی گئی ہے، اور وہ مدت بہر حال گزر رہی ہے چاہے عورت گھر میں رہے یا گھر سے باہر نکلے۔ ہاں! اگر وہ بلا عذر شرعی باہر نکلتی ہے تو گنہگار ٹھہرتی ہے؛ لیکن اس کے باوجود وہ عدت میں ہے اور عدت گزار رہی ہے، یوں نہیں کہا جاسکتا کہ عدت نہیں

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

گذار رہی ہے؛ اس لیے اس صورتِ حال کو عدت نہ گزارنے سے تعبیر کرنا درست نہیں، دراصل بہت سے لوگوں کو عدت کے احکام ہی معلوم نہیں تو پھر ان پر عمل کیسے ہوگا! جو عورت طلاق کی عدت گزار رہی ہے اس کو گھر سے باہر نکلنا نہیں چاہیے، یہ اس عورت کو معلوم ہی نہیں اور اس کے اولیاء و سرپرست بھی اس مسئلہ سے ناواقف ہیں تو پھر وہ کیسے عمل کرے گی!!۔

اب یہ سوال باقی رہ جاتا ہے کہ عدت کے دوران کن کن وجوہات کی بنا پر وہ گھر سے باہر نکل سکتی ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ عدتِ وفات میں اگر عورت کے لیے نفقہ یعنی گزر بسر کا انتظام نہیں ہے یا اس کی جائیداد کی دیکھ ریکھ رکھنے والا کوئی نہیں ہے، تو بقدر ضرورت گھر سے باہر نکل سکتی ہے؛ لیکن رات بہر صورت اسی گھر میں گذارنا ضروری ہے، یہ حکم عدتِ وفات گذارنے والی عورت کے لیے ہے، جو عورت عدتِ طلاق گذار رہی ہو چوں کہ اس کا نفقہ طلاق دینے والے شوہر پر ہے؛ اس لیے اس کے لیے یہ حکم نہیں۔ اسی طرح جائیداد کی دیکھ بھال کے لیے اس کو نکلنے کی ضرورت نہیں۔

جس مکان میں اس پر عدت واجب ہوئی وہ کرایہ کا مکان تھا اور معتدہ اس کا کرایہ ادا نہیں کر سکتی ہے، یا وہ مکان شوہر کا ترکہ بن کر وارثوں میں تقسیم ہوا اور معتدہ کا حصہ اس کی رہائش کے لیے کافی نہیں، یا جس مکان میں عدت گذارنا ضروری تھا وہ مکان منہدم ہوگیا، یا اس کے انہدام کا خطرہ پیدا ہوگیا، تو ایسی مجبوری کی صورت میں معتدہ مکان سے نکل سکتی ہے۔ اب اگر وہ معتدۂ وفات ہے تو اپنی پسند کی دوسری قریبی جگہ میں منتقل ہو جائے گی، اور معتدۂ طلاق ہے تو طلاق دینے والا شوہر ہی مکان پسند کرے اس میں منتقل ہوگی، اور یہ دوسرا مکان پہلے کے حکم میں ہوگا، یعنی اب اس دوسرے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

مکان سے نکلنا اس کے لیے اسی طرح ممنوع ہوگا جیسا پہلے مکان سے نکلنا ممنوع تھا۔

معتدۂ وفات کو اگر اپنی جان یا مال یا عزت پر خطرہ ہو تو دوسرے قریبی مکان میں عدت گذار سکتی ہے۔

معتدۂ طلاق یا وفات اگر بیمار ہے اور ڈاکٹر کو گھر پر بلایا نہ جاسکتا ہو اور بیماری بھی معمولی نہیں؛ بلکہ شدید ہو تو ایسی مجبوری میں ڈاکٹر کے پاس جانا جائز ہے۔

⑥ طلاق کا واقعہ پیش آنے کے بعد کورٹ کچہری کے جو چکر شروع ہو جاتے ہیں، غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ وہ عورت کی طرف سے ہوتے ہیں، عموماً طلاق دینے والے شوہر پر کوئی الزام لگا کر اس کو پریشانی میں ڈالنا مقصود ہوتا ہے، اور اسی کے لیے یہ صورت اختیار کی جاتی ہے، جب یہ عورت کی طرف سے ہوا تو معلوم ہوا کہ اگر یہ نہ چاہتی تو اس کی نوبت نہ آتی؛ اس لیے اس کا یہ نکلنا شرعاً گناہ اور ناجائز ہے۔ ہاں اگر کورٹ کچہری کے ان چکروں میں عورت کے کسی اختیار کو دخل نہ ہو، اور حاکم کی طرف سے کچہری کی حاضری ایسی لازم قرار دی جائے کہ حاضر نہ ہونے کی صورت میں جانی یا مالی نقصان اٹھانا پڑتا ہو، تو بقدر ضرورت نکلنے کی گنجائش ہوگی۔

رہی بے حجابانہ گفتگو، تو وہ عورت کے لیے بہر حال ممنوع اور ناجائز ہے، چاہے وہ عدت گذار رہی ہو یا نہ گذار رہی ہو، پردہ کی رعایت کرتے ہوئے بھی اپنی ضرورت پوری کی جاسکتی ہے۔

⑦ عدتِ وفات کی شروعات تو شوہر کی موت سے ہی ہو جاتی ہے، اس لیے صورتِ مسئولہ میں جب زید کا انتقال شنبہ کے روز ہوا تو عدت کی شروعات بھی اسی وقت سے ہو چکی؛ البتہ زید کی بیوہ کو اپنے شوہر کی موت کی اطلاع جمعہ کے دن یعنی چھ روز بعد

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہوئی، تو جب سے اس کو اطلاع ملی وہ عدت والی پابندیاں شروع کردے گی، اور اب تک اطلاع نہ ہونے کی وجہ سے ان پابندیوں کی جو رعایت نہ ہوسکی وہ معاف ہے۔

⑧ شوہر بکر کی موت کے وقت اس کی بیوی جس مکان میں رہتی تھی اسی میں پوری عدت گذارنا واجب ہے، صورتِ مسئولہ میں گاؤں والا مکان جس میں شوہر کی وفات کے وقت اس کی رہائش تھی، اسی مکان میں عدت کے دن پورا کرنا عورت کے لیے ضروری ہے، صرف تنہائی اس مکان کو چھوڑنے کے لیے عذر نہیں بن سکتی۔ ہاں! تنہائی کی وجہ سے جان یا عزت یا مال پر خطرہ ہو، یا اکیلی ہونے کی وجہ سے سخت وحشت ہوتی ہو، تو دوسرے کسی قریبی مکان میں عدت گذار سکتی ہے۔ عموماً دیہاتوں میں امن وامان کی فضا ہونے کی وجہ سے تنہا رہتے ہیں، جان یا عزت یا مال پر کوئی خطرہ لاحق نہیں ہوتا، پوری بستی میں اس طرح تنہا رہنے والی بیوہ یا متروکہ عورتیں ہوتی ہی ہیں؛ اس لیے بکر کی عورت کے لیے اس مکان کو چھوڑنے کی اجازت نہیں۔ بکر کے تینوں لڑکے جو اپنے اہل وعیال کے ساتھ ممبئی میں رہتے ہیں، ان کو چاہیے کہ باری باری کچھ دن والدہ کے ساتھ گذارنے کی ترتیب بنائیں، اور اگر خدانخواستہ وہ ایسا کوئی نظام نہیں بناتے اور تنہائی کی وجہ سے واقعۃً جان یا عزت یا مال پر خطرہ لاحق ہے، یا اکیلی ہونے کی وجہ سے سخت وحشت (وخوف) محسوس کرتی ہے، اور گاؤں کی عورتوں میں سے بھی کوئی اس مکان میں اس کے ساتھ رہنے کے لیے تیار نہیں؛ (اس لیے کہ عام طور پر گاؤں میں ایسی عورتیں بھی ہوتی ہیں جو اس قسم کی عدت والی یا بیمار عورت کے ساتھ رہ کر اس کے لیے انس کا سبب بنتی ہیں، اگر ایسی عورت بھی کوئی نہ ہو) تو اس صورت میں بھی بکر کی بیوہ کے لیے ضروری ہے کہ دوسرے کسی قریب مکان میں جہاں یہ صورتیں

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

لاحق نہ ہوں، عدت گذارے، گاؤں چھوڑ کر ممبئی جانے کی کسی حالت میں اجازت نہیں، اس کے باوجود اگر وہ گئی تو گنہگار ہوگی؛ لیکن ممبئی جا کر جس مکان میں رہائش اختیار کرے عورت کے بقیہ دن تمام پابندیوں کے ساتھ وہیں گذارے، از سر نو عدت شمار کرنے کی ضرورت نہیں۔

⑨ اگر شوہر کا گھر مکۂ مکرمہ سے مسافتِ سفر سے کم ہو تو شوہر کے گھر آ کر عدت گذارے، اور اگر مسافتِ سفر سے زیادہ ہو تو جائے اقامت ہی میں عدت پوری کرے؛ البتہ اگر قانونی رکاوٹوں کی وجہ سے جائے اقامت میں عدت پورا کرنا ممکن نہ ہو تو اپنے وطن شوہر کے گھر میں پہنچ کر عدت پوری کرے۔

⑩ چوں کہ عائشہ کو اس کے شوہر نے طلاق نامہ بھیجا ہے، اور اس پر طلاق کی عدت لازم ہوئی ہے؛ اس لیے شوہر نے جس وقت طلاق نامہ لکھا اسی وقت سے عائشہ کی عدت طلاق شروع ہو چکی ہے، اگر وہ حیض والی ہے تو اس کے بعد سے جو حیض شروع ہوا وہ پہلا حیض شمار ہوگا، اس کے بعد دوسرا اور تیسرا حیض گذار کر عدت پوری ہوگی، اور اگر بڑی عمر ہونے کی وجہ سے حیض کا سلسلہ منقطع ہو چکا ہے تو طلاق لکھنے کے وقت سے تین مہینے عدت شمار ہوگی، اگر اسلامی مہینے کی پہلی تاریخ کو طلاق لکھی گئی تھی تو تین مہینے چاند کے حساب سے پورے کرنا ہوں گے؛ ورنہ دنوں کے حساب سے نوے دن شمار ہوں گے۔

⑪ عدتِ وفات اگر عورت حاملہ نہیں ہے تو چار مہینے دس دن ہے، اس میں کمی بیشی کی ہرگز اجازت نہیں، برادری والوں کا عدت وفات ساڑھے چار مہینے شمار کرنا اور اس سے ایک دو روز پہلے اگر عورت گھر سے باہر نکلتی ہے۔ (بہ شرطے کہ شریعت کی مقرر کردہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

عدت پوری ہو چکی ہو تو) عدت بھی وفات کے کچھ روز بعد طے کی جاتی ہے، یہ بھی صحیح نہیں ہے؛ اس لیے کہ عدتِ وفات کی شروعات شوہر کی موت سے ہی خود بخود ہو جاتی ہے، تو وفات کے کچھ روز بعد طے کرنا کیا معنیٰ رکھتا ہے!۔

عدتِ وفات کے مقررہ دن پورے ہونے کے بعد فاتحہ دلانا یا برادری کی عورتوں کا بیوہ کے پاس آنا، اور اپنے اپنے گھر لے جانا یا نیا دوپٹہ بیوہ کو پہنانا؛ یہ تمام چیزیں رسوم کی قبیل سے ہیں جن کا چھوڑنا ضروری اور لازم ہے، ایسی رسوم کی پابندی اللہ تعالیٰ کی نگاہوں میں ناپسندیدگی اور مبغوضیت کا ذریعہ ہے، حدیث میں اس پر سخت وعید آئی ہے۔

⑫ جس عورت کو اس کے شوہر نے طلاق دی ہو اس کو عدت اسی مکان میں گذارنا ضروری ہے جہاں پر وہ بوقتِ طلاق اپنے خاوند کے ساتھ رہائش پذیر تھی۔ اب اگر شوہر نے طلاقِ رجعی دی ہے تب تو دونوں کے درمیان کوئی حائل اور پردہ کرنا ضروری نہیں؛ لیکن اگر شوہر نے ایک یا دو طلاق بائن دی ہے یا تین طلاقیں دی ہیں تو میاں بیوی کے درمیان کوئی حائل یعنی پردہ کرنا ضروری ہے؛ تاکہ خلوت میں دونوں کا اجتماع نہ ہو، اگر ایک مکان میں رہنے سے گناہ میں ابتلا کا اندیشہ ہو تو کوئی ایسی عورت ساتھ رہے جو دونوں کو الگ رکھنے پر قادر ہو، اگر ایسا نہ ہو سکے تو شوہر پر واجب ہے کہ عدت ختم ہونے تک اس مکان کو چھوڑ دے، کسی دوسرے مکان میں رہے، اگر اس کو اس پر مجبور نہ کیا جا سکتا ہو تو بیوی یہ مکان چھوڑ کر کسی دوسرے مکان میں عدت گذارے۔

(از: احسن الفتاویٰ)

عدتِ طلاق کے دوران عورت کے سکنیٰ کی ذمہ داری شوہر پر ہے، اس لیے شوہر کے لیے دورانِ عدت اپنے مکان سے نکالنے کی اجازت نہیں سخت گنہگار ہوگا۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

⑬ جو عورت وفات کی عدت گذار رہی ہے اس کو اگر کنایۃً واشارۃً پیغامِ نکاح دینا چاہیں تو دے سکتے ہیں، مثال کے طور پر پیغام دینے والا یوں کہے کہ: کوئی مناسب عورت میسر آ جائے تو میرا ارادہ نکاح کا ہے، اور اس کے جواب میں عورت یوں کہے کہ: آپ کی بات میں نے سن لی؛ لیکن صراحۃً پیغام نکاح دینا درست نہیں۔ اور جو عورت طلاق کی عدت گذار رہی ہے اس کو صراحۃً ہو یا کنایۃً پیغامِ نکاح دینا یا اگلے نکاح کا تذکرہ کرنا جائز نہیں؛ البتہ وہ شوہر جس نے طلاق دی ہے خواہ رجعی یا بائن (ایک یا دو)، اُس کے لیے عدت کے اندر ہی رجوع یا نکاح کرنے کا اختیار رہتا ہے۔

⑭ ''اسلام کا مکمل نظامِ طلاق'' نامی کتاب کے مصنف تحریر فرماتے ہیں: ''عدت کے مسائل پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ شریعت نے طلاق کے بعد عورت کو بے سرو پا نہیں چھوڑ دیا ہے؛ بلکہ اس کے لیے قوانین مرتب کئے ہیں کہ جس کا سہارا لے کر عورت اپنے ہر جائز حق کا حصول اس کی باعزت طریقہ پر کر سکتی ہے؛ کیوں کہ مرد کو یہ تاکید کی گئی ہے کہ طلاق کے بعد بیوی مطلقہ کو فوراً گھر سے نہ نکالے؛ بلکہ عدت تک اس کے کھانے پینے، رہنے سہنے کے سارے انتظامات کرنا شوہر کا فرض ہوتا ہے، اگر عورت نہ رہنا چاہے جب بھی اس کو عدت کا نفقہ مہر اور اگر چاہے تو کچھ زائد ہی دے کر رخصت کرے تا کہ اس کا سرمایہ سے عورت اپنے آپ کو سہارا دے سکے حقیقت یہ ہے کہ شریعت کا یہ حکم طلاق دینے کے لیے ہے، خواہ صحیح طریقہ پر طلاق دے یا غلط طریقہ پر، ضروری اخراجات کی ادائیگی اس کے لیے فرض ہے؛ البتہ عدت مختلف قسم کی ہوتی ہے، لہٰذا اسی کے اعتبار سے اس کا نفقہ عدت واجب ہوگا، اور جو عورت بغیر ہمبستری کے مطلقہ ہوگئی ہے یعنی شادی کے بعد ہی فوراً قبل الدخول طلاق دے ڈالا گیا، تو اس

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کے لیے نصف مہر ہے، اور اگر مہر متعین نہیں کیا تھا تو اس کے لیے متاع ہے۔ متاع کی تفسیر میں علما کا اگر چہ اختلاف ہے؛ مگر صحیح قول یہی ہے کہ شوہر اپنی وسعت کے مطابق اتنا دے جس سے مطلقہ خوش ہو جائے؛ البتہ شرعاً اس کی کوئی مقدار خاص متعین نہیں ہے۔ جوڑے کے سلسلہ میں مشہور ضرور ہے اور وہ بھی شوہر کے لحاظ سے دیا جائے گا۔

عدت کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ مرد اگر غصہ میں نادانی کی وجہ سے کسی ایسی بات پر جس پر طلاق کا ترتب نہیں ہوتا، طلاق دے بیٹھتا ہے، تو بعد میں ندامت ہوتی ہے، چناں چہ ایک یا دو رجعی کے وقت تو عدت کے اندر اسے رجعت کا ہر وقت موقع رہتا ہے، بائن بھی ہو تو زن وشوہر اسی عدت کے ایام میں اپنے ماضی کی غلطی پر اظہارِ ندامت کر کے دوبارہ نکاح کے ساتھ رجوع کر سکتے ہیں، اگر عدت کے ایام یا اس کا وقفہ نہ ہوتا تو مرد کے لیے بھی اور عورت کے لیے بھی پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا اور پھر رجوع کا کوئی موقع نہ ہوتا، اللہ کا بڑا احسان ہے کہ عدت کا وقفہ دے کر زن وشوہر کو سوچ کر باہم ملنے کا موقع دیا۔ عدت کے باب میں یہ بات بھی اہم ترین شمار کی جاتی ہے کہ عدت سے نسب کی حفاظت ہوتی ہے، شریعت نے نسب کی حفاظت کرنے اور اس کو اختلاط سے بچانے میں حد درجہ احتیاط سے کام لیا ہے؛ تاکہ اس سے صحیح اور بہترین معاشرہ تیار ہو سکے؛ کیوں کہ اس کا معاشرہ پر بھی بڑا اثر پڑتا ہے، استبراءِ رحم اسی نقطہ نظر کی صحیح ترجمانی ہے۔ چناں چہ تین حیض کی مقدار کا فلسفہ بھی اسی کی غمازی کرتا ہے۔

(اسلام کا مکمل نظام طلاق ۱۹۲، ۱۹۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ: العبد احمد خانپوری، ۱۸ر جمادی الاخریٰ ۱۴۲۴ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

حاملہ کی عدت

سوال: زید بیرون ملک بغرض معاش گیا ہے، اس کی غیر موجودگی کی وجہ سے اس کی اہلیہ کے اجنبی شخص عمرو سے ناجائز تعلقات پیدا ہوئے، اور اس کے نتیجہ میں زید کی اہلیہ حاملہ ہوئی، زید کو اس بات کا علم ہوا؛ لہٰذا زید نے طلاق دیدی، اور اب عمرو اپنی ناجائز طریقہ کی حاملہ عورت سے قبل از عدت نکاح کرنا چاہتا ہے، تو شرعِ اس کی اجازت دیتی ہے یا نہیں؟ جب کہ عمرو اپنی حرام کاری کے نتیجہ میں اپنے قرار شدہ نطفہ کو لفظ ہاں میں گردانتا ہے؛ نیز یہ عمل زید کے جانے کے بعد ایک طویل مدت سے ہوا ہے اور ہاں وجودِ ولدِ حرام کے بعد اسے کس کی طرف منسوب کریں گے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

زید نے جس وقت طلاق دی، اس وقت اس کی بیوی حاملہ تھی تو اس کی عدت وضعِ حمل ہے۔

لقوله تعالىٰ ﴿واولات الاحمال اجلهن ان يضعن حملهن﴾(الطلاق)
وفى حق الحامل مطلقا ولو امة او كتابية او من زنا، بان تزوج حبلى من زنا ودخل بها ثم مات او طلقها تعتد بالوضع، جواهر الفتاوىٰ وضع جميع حملها الخ (درمختار علی الرد ۲/ ۶۵۶،۶۵۵)

عدت مکمل ہونے سے پہلے عمرو کا اس عورت کے ساتھ نکاح کرنا درست نہیں ہے۔

والسادس: المحرمة لحق الغير كمنكوحة الغير ومعتدته (بحر الرائق ۳ / ۹۸)

وقوعِ طلاق کے دو سال کے اندر اندر اگر بچہ پیدا ہوا تو اس کی نسبت زید کی طرف کی جائے گی، اور اگر پورے دو سال یا اس کے بعد ہوا اور زید نے طلاق بائن دی تھی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

تو بچہ کی نسبت زید کی طرف نہ ہوگی، اور اگر طلاق رجعی دی تھی اور عورت نے ختمِ عدت کا اقرار نہیں کیا ہے، تو پورے دو سال یا اس کے بعد بھی بچہ کی نسبت زید کی طرف ہوگی۔ (کمافی الدر المختار علی هامش الشامی ۲/ ٦٧٧) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

شوہر کا انتقال سابق وطن میں ہو تو عدت کہاں گزارے؟

سوال: شوہر اور اس کی اہلیہ دونوں ہر وقت بمبئی میں رہتے ہیں، ان کا سب کاروبار بمبئی میں ہے، کبھی کبھار وہ پالنپور بھی چلے جاتے ہیں، ان کا صرف پالنپور کے اندر گھر ہے، اب یہ دونوں (شوہر اہلیہ) بمبئی سے پالنپور جاتے ہیں، اور پالنپور کے اندر شوہر کا انتقال ہو جاتا ہے، تو اہلیہ عدت کہاں گزارے گی؟ عورت کو پالنپور کے اندر بہت سی دشواریاں ہیں، تب عورت عدت پالنپور میں گزارے گی یا بمبئی میں آکر گزارے گی؟ جواب کا طلب گار ہوں۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

اس عورت کے لیے پالنپور ہی میں عدت گزارنا ضروری ہے۔ (درمختار شامی ۲/٦٧٦)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۹/ ربیع الاول ۱۴۰۸ھ

عدت میں نکاح و تداخلِ عدت

سوال: عبدالرحمن نے اپنی بیوی اربع خاتون کو ۳۰/ شعبان ۱۴۲٦ھ کو طلاق دی، اور مولوی عبدالمجید نے اربع خاتون کا نکاح ۱۵/ شوال ۱۴۲٦ھ کو عبداللطیف

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کے ساتھ کر دیا (عدت ختم ہونے سے پہلے) تو کیا عدت پوری ہونے سے پہلے نکاح کر دینا جائز ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

یہ نکاح صحیح نہیں ہوا، دوسرے خاوند نے اگر جماع کیا ہے تو اس پر مہرِ مثل اور مہر مقرر میں سے اقل واجب ہے، اور عورت پر عدت اولیٰ کے ساتھ دوسرے خاوند کی عدت بھی ہوگی؛ مگر دونوں عدتوں میں تداخل ہوگا، عدت اولیٰ گذرنے کے بعد اگر عورت اسی خاوند سے نکاح کرنا چاہے جس سے نکاح فاسد ہوا ہے تو عدتِ ثانیہ گزرنے سے پہلے بھی ہوسکتا ہے؛ البتہ اگر کسی دوسرے مرد سے نکاح کرے گی تو دونوں عدتوں کا گزارنا لازم ہے۔ (احسن الفتاویٰ ۵/۱۸) والدلیل فیه. فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاء ہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۴/ ربیع الاول ۱۴۲۷ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

عدت میں نکاح صحیح نہیں

سوال: عبد الرحمن نے اپنی بیوی اربعہ خاتون کو ۳۰/ شعبان ۱۴۲۶ھ شبِ بدھ بعد نماز مغرب طلاق دی، اور مولوی عبد المجید صاحب نے اربعہ خاتون کا نکاح ۲۲/ شوال ۱۴۲۶ھ شبِ جمعہ بعد نمازِ عشاء عبد اللطیف کے ساتھ کر دیا (عدت پوری ہونے سے پہلے) اور عدت میں نکاح صحیح نہیں ہوتا، جناب مفتی صاحب ساٹھ فیصد میرا دل اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ مولوی عبد المجید صاحب نے اربعہ خاتون کا نکاح ۲۲/ شوال کو پڑھایا، مولوی عبد المجید نکاح پڑھانے کی کوئی تاریخ نہیں بتاتے ہیں، کیا شریعت

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

میں اس کا کوئی فیصلہ ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

طلاق کی عدت تین حیض ہے، اگر حاملہ ہو تو وضعِ حمل عدت ہے، عدت گذرنے سے پہلے نکاحِ ثانی جائز نہیں، تین حیض کم سے کم ساٹھ دن میں آسکتے ہیں، اگر عورت یہ کہے کہ میری عدت گذر چکی یعنی تین حیض آگئے اور ساٹھ روز بھی پورے ہو چکے ہیں جن میں تین حیض آنے کا احتمال بھی ہے تو شرعاً اس کا قول معتبر مان لیا جائے گا، اور نکاحِ ثانی درست ہوگا، اگر طلاق کے بعد ساٹھ دن گذر گئے؛ مگر اس کو تین حیض نہیں آئے تو یہ محض ساٹھ دن کا گذر جانا اس کی عدت کے لیے کافی نہیں، اور اس کا نکاح معتبر نہیں ہوگا، فوراً دوسرے شخص سے اس کو علیحدہ کر دیا جائے، تین حیض پورے ہونے کے بعد دوبارہ نکاح کیا جائے۔

قال الله تعالیٰ: ﴿والمطلقات يتربصن بأنفسهن ثلاثة قروء﴾ وقال الله تعالیٰ: ﴿ولا تعزموا عقدة النكاح حتى تبلغ الكتاب اجله﴾ وقال الله تعالیٰ: ﴿واولات الاحمال اجلهن ان يضعن حملهن﴾ ومن قالت انقضت عدتي بالحيض فالقول لها مع اليمين ان مضى عليها ستون يوما، عند الإمام كل حيض عشرة وكل طهر خمسة عشر درمختار كذا في الخانية (مجمع الأنهر ۱/ ۴۷۷) (فتاویٰ محمودیہ ۱۳/ ۳۲۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۱/ جمادی الاخریٰ ۱۴۲۷ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

عدت کب شروع ہوگی؟ جہیز کے سامان کا حکم

سوال: میری لڑکی کی شادی ہوئے چار سال چھ مہینے ہوگئے ہیں، ایک لڑکا بھی ۳/ سال کا ہے، اب اس کا شوہر اس کو طلاق دینا چاہتا ہے جس کی وجہ صرف یہ ہے کہ بیوی اس کو پسند نہیں ہے، باپ نے زبردستی قصداً اس کا نکاح کروایا ہے، حالاں کہ اس نے خود نکاح کے وقت اپنی مرضی سے نکاح کیا تھا اور خوش تھا، اب بھی ۹/ مہینے سے لڑکی اپنے ماں باپ کے ساتھ ہے، اور شوہر سے اس کا کچھ بھی تعلق نہیں ہے، اور بات بھی نہیں کرتا ہے تو اس لڑکی کو طلاق کے بعد عدت گزارنی ہوگی؟

اور کیا اس بچہ کا خرچ ہم لے سکتے ہیں؟ اور ہم نے سامان وغیرہ جہیز کے روپ میں دیا تھا جو انہوں نے مانگا تھا اس سامان کو استعمال کر کے توڑ دیا ہے؛ لیکن آدھا سامان ان کے پاس موجود ہے، کیا لڑکی اس کی قیمت وصول کر سکتی ہے؟ اور مہر نقد دے دی تھی۔ کیا اگر وہ کچھ بھی دینے سے انکار کرے تو ہم عدالت میں کیس کر سکتے ہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

عدت کی شروعات طلاق دینے کے بعد سے ہوا کرتی ہے چاہے طلاق دینے سے پہلے میاں بیوی کتنی ہی طویل مدت تک ایک دوسرے سے الگ رہے ہوں پھر بھی اس مدت کا شمار عدت میں نہیں ہوگا، اس لیے آپ کی بیٹی چاہے نو مہینے سے آپ کے گھر پر موجود ہے پھر بھی جب تک اس کا شوہر اس کو طلاق نہ دے وہاں تک عدت شمار نہ ہوگی۔ آپ نے اپنی بیٹی کو جہیز کے طور پر جو کچھ دیا ہے وہ آپ کی بیٹی کی ملکیت ہے، طلاق ہونے کی صورت میں جو کچھ بھی جہیز کا مال موجود ہے وہ آپ کی بیٹی واپس

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

لے سکتی ہے؛ البتہ جو سامان استعمال کر کے ختم ہو گیا اس کی قیمت وصول نہیں کی جا سکتی، چھوٹا بچہ جو ہے اس پر ہونے والے ضروری مصارف اور خرچ کو شوہر سے وصول کیا جا سکتا ہے، اس سلسلے میں دو غیر جانبدار آدمیوں کو بیچ میں ڈال کر ایک مقدار بطورِ صلح مقرر کر لی جائے جس کو آئندہ شوہر سے وصول کیا جاتا رہے، مقدار مقرر ہونے کے بعد اگر شوہر اس کو ادا نہیں کرتا تو بذریعۂ عدالت بھی اس کو وصول کیا جا سکتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۵ / ربیع الاول ۱۴۲۸ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

بیوہ عدت کہاں گزارے؟

سوال: یہاں ایک لڑکی شادی شدہ تھی، اس کے شوہر کا انتقال ہو گیا ہے، مرحوم کا ایک لڑکا ہے، مرحوم شوہر کے گھر آ کر فی الحال عدت گزار رہی ہے، بیوہ اپنے ماں باپ کے گھر پر عدت گذارنا چاہے تو عدت ماں باپ کے گھر گزار سکتی ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

شوہر کے انتقال کے وقت وہ بیوہ اپنے مرحوم شوہر کے ساتھ جس مکان میں رہتی تھی اسی مکان میں عدت پوری کرنا ضروری ہے، اس سے پہلے کسی دوسری جگہ چاہے وہ اس کے ماں باپ کا مکان ہی کیوں نہ ہو منتقل نہیں ہو سکتی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ایام عدت میں عورت کہاں رہے؟

(سوال): زید نے ایک عورت سے نکاح کیا اور اس عورت کے نہ والدین موجود ہیں انتقال کر گئے اور نہ اس کے رشتہ دار ہیں، وہ اکیلی ہے اور زید نے اسے طلاق دے دیا تو کیا وہ عورت زید کے گھر میں پردہ کر کے رہ سکتی ہے بغیر بات کئے ہوئے عدت تک اور زید کی کمائی کھاتی رہے؟

(الجواب): حامداً ومصلیاً ومسلماً

عدت کے ایام کا نفقہ اور سکنی زید پر ہی واجب ہے اس لیے وہ عورت ایام عدت میں زید کے گھر ہی میں رہے گی؛ البتہ اگر زید نے اس کو طلاق بائن دی ہے تو وہ عورت اجنبیہ کے حکم میں ہے (اس لیے دونوں کے درمیان آڑ اور پردہ ہونا ضروری ہے) اور اگر مکان چھوٹا ہو یا شوہر فاسق ہو تو اس درمیان شوہر کو چاہیے کہ دوسری جگہ رہے۔ (شامی ۲/ ۶۷۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۰ ربیع الآخر ۱۴۱۳ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

علاج کے ذریعہ خون جاری کر کے عدت پوری کروانا

(سوال): مسئلہ یہ ہے کہ ایک عورت چار بچوں کی ماں ہے، چوتھے بچے کی ولادت پر اس کے شوہر نے ولادت ونفاس کی مدت گذرنے کے بعد طلاقِ مغلظہ دی، اور اس عورت کی عادت یہ ہے کہ ہر بچہ کی ولادت کے بعد ڈیڑھ سال تک دم حیض آتا نہیں ہے، اب اس مرتبہ بھی یہی امکان تھا، اور مدتِ عدت کی طوالت کا اندیشہ تھا، اس لیے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اس عورت کے اگلے شوہر ہی نے اس کو ڈاکٹری علاج کروایا، اور ایسی گولیاں دلوائیں کہ پہلے مہینے میں بیس دن کے بعد حیض کا خون مکمل تین رات تک آیا، پھر دوسری مرتبہ پھر گولیاں دیں، تو دوسرے بیس دن کے بعد خون آیا اور تین رات تک مستمر رہا، پھر تیسری مرتبہ بھی ایسا ہی کیا کہ گولیاں دیں اور بیس دن تک خون نہیں آیا اور پھر تین دن رات خون مستمر رہا، تو اب صورتِ مذکورہ میں عورت کی مدتِ حیض پوری ہوگی یا نہیں؟ اس کے لیے نکاحِ ثانیہ کا جواز ہوگا یا عدم جواز؟ اور اس طریقے سے خون جاری کروانا حیض کے حکم میں شمار ہوگا یا نہیں؟ اور شرعاً یہ ممنوع ہے یا مباح؟ برائے کرم تشفی بخش جواب عنایت فرمائیں۔

نوٹ: نکاحِ ثانی زوجِ اول سے نہیں؛ بلکہ دوسرے سے کرنا ہے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

صورتِ مسئولہ میں اگر تینوں مرتبہ کا خون زوجِ اول کے طلاق دینے کے بعد آیا ہے، تو اس کی عدت پوری ہوگئی، اور اب اس عورت کے لیے نکاحِ ثانی کی اجازت ہے، یہ خون حیض ہی کہلائے گا، یہ ایک طریقہ کا علاج ہے جس کی شرعاً اجازت ہے۔

(ماخوذ از فتاویٰ رحیمیہ ۵/۴۰۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۵/ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۱ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

بعد طلاق عدت کی رقم واپس کردے تو شوہر کیا کرے؟

سوال: میں نے اپنی عورت کو آج سے تین ماہ پہلے تین طلاق دے دی، اور مہر

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

بھی اس کی ادا کر دی، اور عدت کا خرچ وغیرہ بھی بھیج دیا تھا، اب ان لوگوں نے قریباً ایک ماہ کے اندر مہر اور عدت کی رقم واپس کر دی، اب میرے سسرال والے یہ کہتے ہیں کہ طلاق نہیں ہوئی، اور میں یہ کہتا ہوں کہ میں نے اپنی عورت کو تین طلاق، طلاق، طلاق دے چکا ہوں، اب اس کے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں طلاق ہوئی کہ نہیں؟ اور یہ مہر وعدت کی رقم جو واپس کر دی ہے اس کا کیا کیا جائے؟ اس کا خلاصہ شرع کے موافق جواب دیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

آپ نے جب اپنی بیوی کو تین طلاق دے دی، تو اب وہ اس پر واقع ہوگئی، اور آپ کی بیوی آپ پر حرام ہوئی، شرعی حلالہ کے بغیر اس کے ساتھ نکاح درست نہیں، آپ کے سسرال والوں کا یہ کہنا کہ طلاق نہیں ہوئی غلط ہے، آپ نے اس کو مہر اور عدت کی رقم دے دی تو آپ کا ذمہ بری ہوگیا، اب اگر وہ رقم دوبارہ آپ کو دے رہے ہیں تو آپ کو اختیار ہے چاہے قبول کریں یا نہ کریں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۸/ رجب المرجب ۱۴۱۰ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

بذریعہ عدالت تاحیات نفقہ کا مطالبہ

سوال: (۱) اگر اوصاف احمد اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہے تو کیا از روئے شریعت لڑکی کے والد جو حاجی اور سید ہیں، کورٹ کے ذریعہ اس کو ماہانہ وظیفہ (عمر بھر کے لیے) وصول کر سکتے ہیں؟ کیا یہ عدت اور مہر کے علاوہ رقم ان کے لیے جائز ہے؟

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

② حاجی صاحب سلمہ مسلم شریعت کا سہارا لے کر اپنے بیٹے کی دوسری شادی کر سکتے ہیں؟ (پہلی بیوی کی موجودگی میں) ایسی صورت میں وہی حاجی اپنی لڑکی کے لیے انڈین نیشنل کورٹ کا سہارا لیتے ہیں اور عمر بھر کے لیے وظیفہ مانگتے ہیں، یہ کتنا درست ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

① ② فتاویٰ رحیمیہ میں ہے: مطلقہ عورت عدت کے خرچ کی حقدار ہے، دوسرے نکاح یا وفات تک کا نفقہ طلب کرنے کا حق نہیں ہے، اسلامی قانون کے مقابلہ میں حکومت کو ترجیح دینا اور اس کو پسند کرنا اور اس کے مطابق نفقہ حاصل کرنا ظلم اور حرام ہے، اور ایمان کو خطرہ میں ڈالنا ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ۵/۴۰۹)

ایک اور جگہ تحریر فرماتے ہیں: مطلقہ عورت کے لیے شرعی حکم یہ ہے کہ اگر اس کو مہر ادا نہ کی گئی ہو تو مہر ادا کی جائے، حیض آتا ہو تو تین حیض تک، حیض نہ آتا ہو تو تین ماہ تک، حاملہ ہو تو وضع حمل تک نان ونفقہ دیا جائے، اور اگر خلوت سے پہلے طلاق دے دی گئی اور مہر مقرر ہوئی ہو تو نصف مہر اور اگر مقرر نہ ہوئی ہو تو کپڑے کا ایک جوڑا دیا جائے، اس کے علاوہ نکاح ثانی کرنے یا اس کے انتقال ہونے تک شوہر پر اس کا نفقہ لازم کرنا قرآنی تعلیمات کے بالکل خلاف ہے، اور حدود اللہ سے تجاوز کرنا ہے اور شوہر پر ظلم وزیادتی ہے۔ (۵/۴۱۷) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۴/ رمضان المبارک ۱۴۲۸ھ

الجواب صحیح: عبد القیوم راجکوٹی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

عدت کے خرچ سے زیادہ لینے کا قانون اور زنا پر جرمانہ طے کرنا تعزیر بالمال ہے؟

سوال: (۱) آج جہالت وضلالت کے زمانے میں یا علم ہونے کے باوجود بے عملی کے نتیجہ میں معاشرہ میں کئی طرح کی برائیاں اور فتنے ظاہر ہورہے ہیں اور ان کے سدِّ باب کے لیے ترغیبی اور ترہیبی اور ہر طرح کی اسکیمیں اور پروگرام ناکافی ہو رہے ہیں، ان سب کے ہوتے ہوئے بھی معاشرہ میں ایسے گناہوں کا ارتکاب ہورہا ہے جن سے پورا معاشرہ متاثر ہوتا ہے، اور بے ایمانوں کے درمیان اہلِ ایمان کی توہین وتذلیل ہورہی ہے اور اسلام بدنام ہوتا ہے، ایسے لوگوں کا بائیکاٹ کیا جائے تو ان کے رشتہ دار یا ان جیسے حضرات ان کے ساتھ شریک ہوکر بائیکاٹ کی مخالفت کرتے ہیں، اور کوئی جماعت ایسی نہیں جو ان پر کوڑے چلا سکے، کبھی مظلوم اپنا انتقام لینے کے لیے کیس کی حد تک پہنچتے ہیں؛ پھر اس کے بعد جو خرچے اور بدنام ہونا ہے وہ روزِ روشن کی طرح عیاں ہے۔

اس صورتِ حال میں معاشرہ کو بچانے کے لیے قدرے جو عمل مفید ہورہا ہے وہ یہ ہے کبھی بے وجہ طلاق دینے والے سے عدت کا خرچ زیادہ لیا جاتا ہے؛ تاکہ اسے سبق ملے اور دوسروں کو عبرت ہو، یہ خرچ کبھی تین چار ہزار کے بجائے پچاس ہزار اور لاکھ تک بھی لیا جاتا ہے، عدت کے اس خرچے کو سن کر بیجا طلاق دینے والوں میں کمی ہوتی ہے۔ جواب طلب امر یہ ہے کہ:

(۱) لڑکی والوں کا یہ خرچ لینا کیسا ہے؟ معاملہ کی اصلاح کرانے والوں کا یہ خرچ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

دلانا کیسا ہے؟ اگر جواب نفی میں ہو تو کیا اس خرچ لینے کے جواز کی کوئی صورت ہے، جس سے مظلوم کی مدد ہو سکے اور ظالم کو سبق ملے، کبھی یہ خرچ شادی کے نام سے لیا جاتا ہے کہ آئندہ کی شادی کا معاملہ ہوگا جس میں خرچ کرنا پڑے گا۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

① نفقہ کی مقدار تو اصولِ شرع کے مطابق ہی طے کی جاسکتی ہے اور اصول کے مطابق جو مقدار نفقہ کی بنتی ہو وہی شوہر پر واجب ہے، اس سے زیادہ کا اس پر بار ڈالنا تعزیر بالمال ہی کی ایک شکل ہے جو شرعاً درست نہیں۔

تعزیر بالمال کے عدمِ جواز کے سلسلے میں تفصیلی بحث احسن الفتاویٰ ۵ / ۵۴۲ تا ۵۶۲ مستقل رسالہ "تحرير المقال في التعزير بالمال" میں دیکھی جاسکتی ہے۔

ہاں ایسے لوگوں کو بذریعۂ مقاطعہ تعزیر کی جاسکتی ہے۔ دیکھئے: احسن الفتاویٰ ۵ / ۱۹۵۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال: ② ہمارے یہاں چند روز پہلے ایک معلق طلاق کا واقعہ پیش آیا اور تعلیق پائے جانے سے طلاقِ مغلظہ واقع ہوگئی، اس معاملہ میں قریب تھا کہ کیس تک نوبت پیش آتی جس سے سماج اور اسلام بدنام ہوتا؛ لیکن اہلِ فکر حضرات نے اس میں پڑ کر صلح کرائی اور الحمد للہ صلح ہوگئی اور عدت کے خرچ کے طور پر لڑکی والوں نے بڑی رقم کا مطالبہ کیا اور آخر میں کمی بیشی ہوتے ہوتے ۴۵۰۰۰ / روپئے تین ماہ کی مدت میں دینا طے پایا، مذکورہ رقم طے کرتے وقت یہ بھی کہا گیا کہ عدت کا خرچ تو کم ہوتا ہے؛ لیکن آپ لڑکی پر احسان کر کے دے دو، لڑکے والوں سے مذکورہ رقم احسان کے نام پر طے کرائی گئی تو لڑکی کا یہ خرچ لینا اور دلانا کیسا ہے؟ لوگ جہالت کی وجہ سے طلاق

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کے بعد ''تسریح باحسان'' کو نہ جانتے ہوں تو اس کی طرف توجہ دلائی جائے اور احسان کرایا جائے تو کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

② اگر لڑکے والوں نے برضا و رغبت اس رقم کو منظور کیا ہے تو اس کا لینا اور دلانا درست ہے ورنہ نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال: ③ کبھی کوئی زنا کا ارتکاب کرتا ہے اور مرتکب سے اسلامی حکومت نہ ہونے کی وجہ سے بجائے سو کوڑے یا رجم یا کسی اور تعزیر کے پچیس، پچاس ہزار روپے کا جرمانہ وصول کیا جاتا ہے، جواب طلب امر یہ ہے کہ اس جرمانہ کا لینا کیسا ہے؟ عموماً ہمارے یہاں ایسے معاملے کو سلجھانے والے حضرات جرمانہ لے کے پانچ چھ سال تک اپنے پاس رکھتے ہیں اور پھر جس سے لیا ہے اسے واپس کر دیتے ہیں، یہ جرمانہ سزا کا بدل سمجھ کر لیا جائے اور کسی کارِ خیر میں استعمال کیا جائے تو کیا حکم ہے؟ چوں کہ حد جاری کرنے میں مجبوری ہے، اگر جرمانہ لینا صحیح نہ ہو تو ان جیسی برائیوں کے سدِّ باب کے لیے کوئی صورت ہو تو بتا کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

③ جیسا کہ جواب نمبر (١) میں بتلایا گیا کہ تعزیر بالمال جائز نہیں، اس لیے یہ رقم لے کر کارِ خیر میں استعمال کرنا جائز اور درست نہیں، امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے روایتِ جواز منقول ہے اس کے جوابات حسبِ ذیل دیے گئے ہیں:

(١) علامہ شامی و دیگر بعض فقہاء نے اسے روایتِ ضعیفہ قرار دیا ہے، اکثر کتب

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

میں یہ روایتِ ضعیفہ کی تعریض ''قیل'' سے مروی ہے۔

(۲) اس روایتِ ضعیفہ کا مطلب یہ ہے کہ یمسکها مدة لینزجر ثم یعیده الحاکم الیه الخ...(کذا فی الشامیه٤ /٦١، بزازیه،بحر، مجمع وغیره)

بعض کتب میں فان لیس من توبته یصرفه الی مایری تحریر ہے، یہ کئی وجوہ سے باطل ہے:(۱) یہ حضرت امام ابو یوسف سے منقول نہیں؛ بلکہ صاحبِ مجتبیٰ کی ذاتی رائے ہے کما یتضح من قوله و أری ان یأخذه الخ...

مزید تفصیل احسن الفتاویٰ ۵ / ۵۵۸ پر دیکھ لیجئے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاۂ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲/محرم الحرام ۱۴۳۶ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

مطلقۂ ثلاثہ کا نفقۂ عدت اور سامان کا حکم

سوال: زید نے تین مرتبہ اپنی بیوی کو طلاق، طلاق، طلاق کہا، تو بیوی کو طلاق ہوئی یا نہیں؟ اب اگر طلاق ہوگی تو اس کی عدت کی مدت کب تک؟ اور نفقہ کا مسئلہ کتنی مدت تک اور کتنا ماہانہ ہوگا؟ اور لڑکی کو جو سامان زیور وغیرہ دیا گیا وہ اب کس کا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

زید نے جب اپنی بیوی کو تین طلاق دی تو وہ اس پر واقع ہوگئیں، اور وہ عورت زید پر حرام بہ حرمتِ مغلظہ ہو چکی ہے، شرعی حلالے کے بغیر زید کا نکاح اس عورت کے ساتھ درست نہیں ہے۔ اگر وہ عورت حالتِ حمل سے ہے تو اس کی عدت بچہ پیدا ہونے تک ہے، اور اگر حمل نہیں ہے تو تین حیض پورے ہونے تک ہے۔ عدت کا نفقہ شوہر

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

پر ہے، دونوں کی مالی حیثیت مدنظر رکھ کر دو دین دار، تجربہ کار آدمی نفقہ کی مقدار طے کریں۔ لڑکی کا جہیز کا سامان لڑکی کا ہے، اور جو سامان اور زیور وغیرہ لڑکی کو سسرال والوں کی طرف سے دیا گیا ہے اس میں عرف اور عادت کا اعتبار ہوگا، اگر عرف عاریت کا ہے تو وہ سسرال والوں کو لوٹا دیا جائے، اور اگر عرف مالک بنا کر دینے کا ہے تو لوٹانے کی ضرورت نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری ۲۲ / رمضان المبارک ۱۴۱۹ھ

معتدۂ وفات کے لیے بیرون ملک کا سفر

سوال: ہمارے والد کے انتقال پر ملال کے بعد ہماری والدہ محترمہ عدت شرعیہ کی پابند ہیں۔ بندہ آئندہ ہفتہ اپنے عیال سمیت جنوبی افریقہ جا رہا ہے اور یہاں ہماری ایک والدہ اور ہماری ایک بھابھی جان ہے۔ دو بچوں کے ساتھ وہ جائیں گے مگر کچھ ہی دنوں میں ہماری بھابھی جان بھی اپنے دونوں بچوں کے ساتھ جنوبی افریقہ جانے والے ہیں ان کے جانے کے بعد چوں کہ ہمارے سارے بھائی بہن بیرون ملک میں مقیم ہیں لہٰذا والدہ محترمہ تن تنہا اپنے مکان میں رہ جائیں گی جن کی نگرانی اور دیکھ بھال اور سودا لانے کے لیے رشتہ داروں کے علاوہ ان کا اپنا کوئی نہیں رہ جائے گا۔ اس کے علاوہ والدہ خود بھی اکثر بیمار رہا کرتی ہیں ان سب وجوہات کے بناء پر اپنی والدہ کو بھی جنوبی افریقہ لے جانا چاہتے ہیں مگر حدود شرعیہ میں رہ کر تو ان حالات کے بنا پر شریعت میں ایسی کوئی گنجائش ہے جس کے تحت ہم انہیں جنوبی افریقہ لے جاسکیں جہاں ان کے چار بیٹے اور دو بیٹیاں مقیم ہیں امید ہے کہ حضرت والا مندرجہ بالا استفتاء کے سلسلہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

میں شریعت کی روشنی میں مستفیض فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

معتدۂ وفات کے لیے ضروری ہے کہ جس گھر میں عدت واجب ہوئی ہے اسی میں اپنی عدت پوری کرے وہاں سے منتقل ہونے کی اجازت نہیں۔ آپ نے سوال میں جو کیفیت تحریر فرمائی ہے وہ شرعا ایسا عذر نہیں ہے جس کی وجہ سے ان کے لیے گھر چھوڑنا جائز ہو۔

وتعتدان ای معتدة طلاق و موت فی بیت وجبت فیه ولا تخرجان منه الّا ان تخرج او ینهدم المنزل اوتخاف انهدامه اوتلف مالها ولا تجد کراء البیت ونحو ذلك من الضرورات فتخرج لاقرب موضع الیه.

(در مختار)

اگر آپ پانچ بھائیوں کو والدہ محترمہ کی خدمت اور سودا سلف وغیرہ کا لحاظ اور پاس ہے تو خود یا کوئی ایک اس مدت میں والدہ کے ساتھ قیام فرمائے والدہ کو اپنے ساتھ لے جا کر حکم خداوندی ﴿ولا یخرجن﴾ کی خلاف ورزی کا صریح مرتکب نہ بنائیں۔ ان کو معصیت میں ڈالنا خدمت کا تقاضہ نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲/ جمادی الاول ۱۴۱۴ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

معتدہ کے لیے شوہر کے بھتیجے بھانجے سے پردہ کا حکم

سوال: معتدہ عدت سے پہلے اپنے شوہر کے بھتیجوں اور بھانجوں سے خوش اخلاقی سے پیش آکر بات چیت کرتی تھیں، اور خصوصاً معتدہ جب کہ مشتہاۃ میں سے بھی نہ ہوں،

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ان بھتیجوں بھانجوں کو بھی ان سے خوب تعلق ہو تو کیا عدت کی حالت میں باتیں کرنا ان سے، منھ دیکھنا وغیرہ حرام ہو جاتا ہے؟ جب کہ وہ آئیں تو دوسری عورتوں کا ان کو نکال دینا کیسا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اپنے مرحوم شوہر کے بھتیجوں اور بھانجوں کے ساتھ کوئی رشتہ حرمت نہیں ہے، تو ان کا حکم بھی دیگر اجنبی غیر محرم مردوں جیسا ہے، یعنی شرعی ضرورت کی صورت میں ان کے ساتھ گفتگو کر سکتی ہے، بلا ضرورت نہ کرے، اور منہ جس طرح دیگر غیر محرم کے سامنے نہیں کھول سکتی ان کے سامنے بھی نہ کھولے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۱ر شوال ۱۴۱۳ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

معتدہ کا سونے کے کنگن پہننا

سوال: معتدہ نے پہلے ہی سے سونے کے کنگن ہاتھ میں پہن رکھے تھے، اور خصوصاً جب کہ وہ مشتہاۃ میں سے بھی نہ ہوں تو کیا ان سے گاؤں کی عورت وغیرہ اتروالیں تو درست ہے؟ پہن رکھنا کیسا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

سونے کے کنگن کا شمار بھی زینت میں ہے، اس لیے عدت کی حالت میں نہ پہنے جائیں۔ (شامی ۲/۶۷۰) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۱ر شوال ۱۴۱۳ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

كتاب البيوع

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

نقد اور ادھار خریداری کے بھاؤ میں فرق رکھنا

سوال: تاجر اپنے نقد اور ادھار خریداروں کو خوب جانتا ہے؛ اس لیے جب کوئی نقد خریدنے والا تاجر سے اشیاء کی قیمت معلوم کرتا ہے تو اس کو کم دام بتاتا ہے، اور جب ادھار خریدنے والا اشیاء کی قیمت معلوم کرتا ہے تو اس کو زیادہ دام بتلاتا ہے اور اس کو خریدار قبول بھی کرتا ہے اس طرح کرنا شرعاً کیسا ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

نقد ثمن کی صورت میں کمیشن

سوال: تاجر زید نے بڑی منڈی سے کرانہ کی تجارت کا مال خریدا، فروخت کرنے والا غیر مسلم ہے، اس نے زید سے کہا کہ اشیاء کی قیمت یہ ہے؛ لیکن اگر نقد رقم دو تو فیصد دو روپیہ کمیشن دیا جائے گا، زید کے لیے اس طرح کی بیع درست ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

درست ہے۔ وفی البزازية باعه على أن يهبه من الثمن كذا لا يصح ولو على ان يحط من ثمنه كذا جاز للحوق الحط باصل العقد دون الهبة (درمختار) (قوله للحوق الحط باصل العقد) كأنه باعه ابتداء بالقدر الباقی بعد الحط ط أي بخلاف الهبة فكان شرطا لا يقتضه العقد

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

وفیه نفع لاحدھما۔ (شامی ۴/ ۱۸۸) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۱/ ربیع الاول ۱۴۰۹ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

نقد اور ادھار کی قیمت میں فرق

سوال: چمڑا اگر نقد بیچتے ہیں تو اس کی قیمت ایک سو روپیہ میں اور اگر ادھار بیچتے ہیں مثلاً چھ ماہ کی مدت پر تو اس کی قیمت ڈیڑھ سو روپیہ ہیں، تو شرعی اعتبار سے اس طرح زیادہ قیمت لے کر بیچنا جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز نہیں تو اس طرح کوئی جواز کی شکل نکل سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اس کی دو صورتیں ہیں: ایک تو یہ کہ بیع کے وقت ثمن کی تعیین نہیں کی؛ بلکہ مشتری سے تردید کے ساتھ کہا کہ اگر اس کی قیمت اسی وقت دو گے تو ایک سو روپیہ لوں گا اور اگر چھ ماہ بعد دو گے تو ڈیڑھ سو روپیہ لوں گا تو یہ بوجہ جہالت ثمن کے جائز نہیں۔

دوسری شکل یہ ہے کہ اول مشتری سے طے کر لیا ہو کہ نقد لیتے ہو یا ادھار، اگر اس نے نقد لینے کو کہا تب تو ایک سو روپیہ قیمت ٹھہرائی اور اگر ادھار لینے کو کہا تو ڈیڑھ سو روپیہ ٹھہرائی یہ جائز ہے۔ (امداد الفتاوی ۳/ ۲۰) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۳/ شوال المکرم ۱۴۱۶ھ

نقد اور ادھار میں قیمت کا تفاوت

سوال: ایک شخص کا کاغذ کا دھندا ہے، تو اس کے یہاں تجارت کی یہ صورت ہوتی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہے کہ، اگر نقد دے کر خریدنا ہے مثلاً (۵۰۰) روپیہ میں، اور اگر ادھار خریدنا ہے تو (۶۰۰) روپیہ میں، تو اس طرح تجارت کرنا کیسا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

درست ہے؛ البتہ پہلے سے یہ معلوم ہو جانا چاہیے کہ مشتری نقد خرید رہا ہے یا ادھار؛ تاکہ بوقتِ عقد ثمن مجہول نہ رہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۴ر ذوالقعدۃ الحرام ۱۴۱۵ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

وقت پر قیمت ادا نہ کرنے پر فسخ بیع یا زیادتی وصول کرنا

سوال: میں نے مثلاً ایک مکان فروخت کیا ۵۰۰۰ میں، اس شرط پر کہ مشتری مثلاً ۳ر قسط میں اس کی قیمت مجھ کو ادا کرے گا، (اب معاملہ یہ ہوا کہ میرا انتقال ہو گیا میرے ورثاء کی طرف یہ معاملہ منتقل ہوا)؛ مگر ہوا یہ کہ مشتری نے معین مدت میں وہ قیمت ادا نہیں کی، نیز ایک ساتھ بھی ادا نہیں کی (جو طے ہوا تھا)؛ بلکہ تھوڑا تھوڑا کر کے مجھے وقت کے بعد ادا کی، تو کیا اب میرے لیے (یا میرے مرنے کے بعد ورثا کو) اختیار رہے گا کہ، وہ یہ کہہ کر سودا فیل کر دے کہ مشتری شرط پر پورا نہیں اترا ہے؟ یا سودا تو فیل نہ کرے؛ مگر ۵۰۰۰ر کی جگہ ۸۰۰۰ر وصول کرے؟ یا اس کو شرعاً کیا کرنے کی اجازت رہے گی؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اگر بہ وقتِ عقد یہ شرط کی گئی تھی کہ ۳ر ماہ میں اس کی قیمت ادا نہ کی تو معاملۂ بیع

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کالعدم ہوگا، اور خریدار نے مدت مقررہ میں قیمت ادا نہیں کی، تو یہ بیع فاسد ہوگی۔ (مجلۃ الاحکام ص:۷۷) لیکن اگر معاملۂ بیع کالعدم ہونے کی شرط نہیں تھی، صرف قیمت کی ادائیگی کے لیے مدت مقرر کی گئی تھی، تو اس صورت میں بیع فاسد نہیں ہوگی اور زیادہ قیمت وصول کرنے کا اختیار بھی نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۰/ربیع الآخر ۱۴۲۱ھ
الجواب صحیح: عباس داود بسم اللہ

ادھار میں زیادہ قیمت لینا اور کسی مجبوری کا غلط فائدہ اٹھانا

سوال: ایک آدمی مجبوری میں کسی مالدار سے قرض لیتا ہے، وہ مالدار بجائے نقدی کے سرسوں دیتا ہے، جس کے بھاؤ اس وقت مثلاً ہزار روپئے فی کوئنٹل ہے؛ مگر وہ مالدار ایک سال کی ادھار پر پندرہ سو روپئے فی کوئنٹل دے رہا ہے، اور یہ طریقہ ہمارے یہاں بہت چل پڑا تو اس تجارت کا کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اگر کوئی مال ادھار فروخت کیا جائے یا ادھار کی وجہ سے نقد کے مقابلہ میں قیمت زیادہ تجویز کی جائے تو شرعاً درست ہے، باقی مالدار حضرات لوگوں کی مجبوری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے نقد رقم قرض دینے کے بجائے (کہ اس میں دی ہوئی مقدار سے زیادہ وصول کرنا سود ہے، اس لیے ایک تدبیر کے طور پر) ایسا کرنا پسندیدہ نہیں، مدار نیت پر ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۴/جمادی الاولیٰ ۱۴۲۸ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ　　الجواب صحیح: عبد القیوم راجکوٹی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کم قیمت میں ذخیرہ کر کے زیادہ قیمت پر ادھار بیچنا

سوال: زید نے ڈھائی سو روپے کوئنٹل کی قیمت سے سو من گیہوں کا اسٹاک کیا، پھر وہ (زید مذکور) فی کوئنٹل گیہوں کو پانچ سو روپے کی قیمت سے پانچ ماہ ادھار پر (یعنی پانچ ماہ بعد قیمت کی ادائیگی پر) لوگوں کو فروخت کرتا ہے، اور حال یہ ہے کہ لوگ یعنی مشتری بوقت معین ادا کرتا ہے اور کبھی مدت معین کے بعد قیمت ادا کرتا ہے، تو کیا زید کے لیے ایسا کام کرنا از روئے شرع درست ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

اگر زید کا یہ اسٹاک کرنا اہل بستی کے لیے موجب ضرر نہیں ہے تو درست ہے، ایسے ہی اس کا فروخت کرنا بھی، اگر ادھار میں ادائیگی کا وقت متعین کر دیا گیا ہے تو درست ہے۔(درمختار شامی ٥ /٢٨٢ كتاب الحظر والإباحة) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

مبیع پر ملکیت سے پہلے بیع باطل ہے

سوال: زید اور بکر نے ایک غیر مسلم تاجر سے ولایتی کھاد مقررہ بھاؤ میں ادھار خریدا؛ لیکن تاجر کے پاس اسٹاک میں مال موجود نہیں تھا؛ اس لیے زید کو رقم دے کر کہا تم میری طرف سے وکیل ہو، فلاں دوکان سے کھاد خرید کر بکر کو دیدو، اور بکر کو رقم دے کر کہا کہ تم میری طرف سے وکیل ہو فلاں دوکان سے خرید کر زید کو دیدو، اس دوکان کا بھاؤ اس سے کم تھا جو زید و بکر سے غیر مسلم تاجر نے کہا تھا۔ سوال یہ ہے کہ شرعاً

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

یہ صورت زید وبکر کے لیے درست ہے، بالفرض اس غیر مسلم تاجر کی جگہ کوئی مسلمان ہو تو اس کے لیے بھی ایسا کرنے کا شرعاً جواز ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

جس وقت سودا ہوا اس وقت مبیع بائع کی ملک میں نہیں تھی، اور یہ بیع سلم بھی نہیں ہے؛ اس لیے صورتِ مسئولہ میں بیع باطل ہے۔

(وبيع ماليس فى ملكه) لبطلان بيع المعدوم. (درمختار) (قوله وبيع ماليس في ملكه) فيه أنه يشمل بيع ملك الغير بوكالة أو بدونها مع أن الأول صحيح نافذ والثاني صحيح موقوف وقد يجاب بأن المراد بيع ما سيملكه قبل ملكه له ثم رأيته كذلك في الفتح في أول فصل بيع الفضولي، وذكر أن سبب النهي في الحديث ذلك (قوله لبطلان بيع المعدوم) إذ من شرط المعقود عليه أن يكون موجوداً مالاً متقوماً مملوكاً في نفسه وأن يكون ملك البائع فيما يبيعه لنفسه وأن يكون مقدور التسليم منح. (شامي ٤/١١٨) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۳/ربیع الاول ۱۴۰۹ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

وزن کیے بغیر مبیع کا استعمال

سوال: زید تاجر ہے، مسلم گاہک (مشتری) فون سے یا زبانی کہہ جاتا ہے کہ فلاں فلاں اشیاء اتنی اتنی مقدار میں مجھے چاہیے، تم تیار رکھو یا کسی کے ساتھ بھیج دو، زید نے اس کے حکم کے مطابق وہ چیزیں تیار کر کے گاہک کے گھر بھیج دی یا گاہک خود آ کر

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

لے گیا، گاہک نے نہ تو چیزیں دیکھیں، نہ اپنے سامنے وزن کرایا تو اس مشتری کے لیے وزن کیے بغیر ان اشیاء کا استعمال کرنا درست ہے یا نہیں؟ اس صورت میں تجربہ یہ ہے کہ مشتری اور بائع کے درمیان کوئی منازعت نہیں ہے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

درست نہیں ہے۔

اشتریٰ مکیلاً بشرط الکیل حرم ای کرہ تحریماً بیعه وأكله حتى يكيله، وقد صرحوا بفساده وبأنه لا يقال لأكله أنه أكل حراماً لعدم التلازم كما بسطه الكمال لكونه أكل ملكه، ومثله الموزون والمعدود بشرط الوزن و العدد لاحتمال الزيادة وهي للبائع. (درمختار علیٰ هامش الشامي ٤/ ١٨٢، ١٨٣) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

مال پر قبضہ کیے بغیر کسی دوسرے کو بیچنا درست نہیں

سوال: زید ایک بڑا تاجر ہے، عمر نے زید سے ایک ٹن اناج خریدا اور پھر بکر کے ہاتھ دس فیصد نفع لے کر اس طرح بیچ دیا کہ عمر نے زید سے کہا میں نے تجھ سے جو ایک ٹن اناج خریدا ہے وہ مال تو بکر کو پہنچا دے؛ چناں چہ زید نے وہ مال بکر کو پہنچا دیا، اب سوال یہ ہے کہ عمر نے اس مال پر نہ تو قبضہ کیا اور نہ ہی وزن کیا، تو کیا شرعاً یہ خرید وفروخت درست ہے؟

نوٹ: عمر اگر مال کا وزن کرے اور قبضہ کرے تو اخراجات اس قدر بڑھ جاتے ہیں کہ کم نفع پر بھی تجارت نہیں کی جاسکتی، اور اس زمانہ میں عمومی طور پر اسی طرح خرید

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

وفروخت ہوتی ہے۔

الجواب : حامداً ومصلیاً ومسلماً

یہ بیع (خرید وفروخت) درست نہیں۔

فلایصح اتفاقا الخ (درمختار) ومن اشتریٰ شیئا مما ینقل ویحول لم یجز له بیعه حتی یقبضه، لأ نه علیه الصلوة والسلام نهی عن بیع مالم یقبض الخ (الهدایة: ٧٤)

اناج کے سلسلہ میں یہ مسئلہ مجمع علیہ ہے۔(تکملة فتح الملهم ١/ ٣٥٠) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

ثمن پر قبضہ کیے بغیر وہی چیز کم قیمت میں مشتری سے خریدنا

سوال : زید نے اپنی زمین کی پیداشدہ یا خریدی ہوئی رائی اپنے پاس رکھی تھی تاکہ بھاؤ بڑھنے پر اس کو بیچے، اسی اثناء میں بکر کو نقد رقم کی ضرورت پڑی، بلاسود کے قرض نہ ملنے پر اس نے زید سے وہ رائی بازار کے عام بھاؤ اسّی روپے ایک من کے بجائے بڑھا کر سو روپے ایک من کے حساب سے ایک سال بعد قیمت ادا کرنے کے وعدہ پر خرید لی، پھر وہی رائی زید کو اسّی روپے ایک من کے حساب سے نقد قیمت میں بیچ دی اور نقد رقم لی تو کیا اس طرح معاملہ کرنا درست ہے؟

الجواب : حامداً ومصلیاً ومسلماً

یہ درست نہیں۔(تنقیح الفتاوی الحامدیة ١/ ٢٤٥)

لو باع شیئا وقبضه المشتري ولم یقبض البائع الثمن، فا شتراه

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

بأقل من الثمن الأول لا يجوز الخ (شامي ۴/ ۱۲۸) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

ایک ممبر کا مکان کی تعمیر مکمل ہونے سے پہلے مکان بیچ دینا

سوال: کچھ احباب مل کر ایک ہاؤسنگ سوسائٹی بناتے ہیں، اور مشترک زمین خرید کر اس پر رہنے کے مکانات بناتے ہیں، اتنے ممبر بناتے ہیں جتنے مکانات بنانے ہوتے ہیں، اور سب سے قسط وار رقم لے کر جیسے جیسے رقم آتی ہے مکانات تعمیر کرتے جاتے ہیں، جب مکانات تیار ہو جاتے ہیں تو سب ممبران مل کر قرعہ اندازی سے مکانات تقسیم کر لیتے ہیں، جس کے قرعہ میں جس نمبر کا مکان نکلتا ہے وہ اس کا ہو جاتا ہے اور باقاعدہ اس کے نام پر کر دیا جاتا ہے؛ لیکن بعض ممبران تعمیر کے درمیان ہی اب تک ادا کردہ قیمت سے بہت زیادہ رقم پر اپنے مکان کو بیچ دیتے ہیں، تو اس طرح تعمیر کی تکمیل اور قبضہ سے قبل ہی اس مکان کو بیچ دینا صحیح ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اگر فروخت کرنے والا یہ کہہ کر فروخت کرتا ہے کہ میں نے اپنا مکان بیچا، حالاں کہ مکان ابھی بنا نہیں ہے تو یہ بیع المعدوم ہوئی جو باطل ہے؛ البتہ اگر وہ یہ کہہ کر اس خرید شدہ زمین میں اور مکانات کا جتنا حصہ تعمیر ہو چکا اس میں میرا جتنا حصہ ہے وہ تمہیں بیچا، تو یہ بیع درست ہوگی؛ لیکن اس صورت میں دیگر شرکاء کو حقِ شفعہ حاصل ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

شرعی قبضہ اور تکمیل سے پہلے نفع لے کر مکان بیچنا

سوال: عمارت بنا کر بیچنے کا پیشہ کرنے والے جن کو بلڈر کہتے ہیں، زمین خرید کر اس پر مکانات تعمیر کر کے بیچتے ہیں، مکان تیار ہونے سے پہلے وہ اس کا پلان اور نقشہ تیار کر کے نقشہ بتا کر ان میں سے خریدار کو اس کی حسبِ پسند مکان بیچتے ہیں، مکان کا مجموعی رقبہ اور کمروں کی تعداد، سائز وغیرہ تفصیلات بتا دیتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ فی الحال تم کو اتنی رقم دینی ہوگی اور آئندہ قسط وار، ہر قسط ہزار روپئے کے حساب سے مجموعی اتنی رقم دینا ہوگی، اور بلڈنگ تیار ہونے پر حکومت میں پاس کرا کے ہم تم کو قبضہ دے دیں گے، زید نے اس طرح کے بلڈر سے ایک مکان خریدا، چند قسطیں ادا کرنے کے بعد نفع لے کر بکر کے ہاتھ بیچ دیا، بکر نے بھی چند قسطیں ادا کر کے نفع لے کر محمود کو بیچ دیا، اور محمود نے بھی مکمل ہونے سے قبل ہی چند قسطیں ادا کر کے شاکر کے ہاتھ بیچ دیا، سوال یہ ہے کہ تکمیل اور قبضہ سے قبل اس طرح نفع لے کر بیچنا درست ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

یہ بیع درست نہیں ہے۔

لأنه بيع ماليس عندالإنسان، وإنما أجيز فى الاستصناع استحسانا وهذا ليس من الاستصناع، كما هو ظاهر. فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

عقار کی بیع میں اندیشہ ہلاکت اور قبضہ کا حکم

سوال: آج کل زمین ومکان کی خرید وفروخت میں کچھ چیزیں عام طور پر رائج ہیں:

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

① خریدار بیچنے والے کو کچھ پیسے بیعانہ کے طور پر دے کر سودا پکا کر لیتا ہے۔ (کیا یہ بیع "بیع العربون" ہے) اور مدت متعینہ پر باقی قیمت ادا کرنے کا وعدہ کرتا ہے، اسی دوران وہ اسی مکان وزمین کو نفع لے کر کسی اور کو فروخت کر دیتا ہے، تو کیا اس طرح پوری قیمت ادا کرنے سے پہلے خریدار کا اس چیز کو نفع لے کر بیچنا جائز ہے؟ حالاں کہ اس دوران اگر کوئی اس زمین ومکان پر غاصبانہ قبضہ کر لے یا حکومت کی طرف سے کوئی پریشانی لاحق ہو جائے تو اس کا ضمان بیچنے والے کو پہونچتا ہے، تو کیا خریدار کے لیے غیر مضمون چیز کا نفع لینا جائز ہے؟

② بسا اوقات کسی بلڈنگ یا شاپنگ سینٹر میں فلیٹ یا دُکان بک کراتے ہیں، اور رقم قسط وار دینا طے ہوتی ہے، اسی دوران کہ ابھی تعمیر جاری ہے، قیمتوں کے بڑھ جانے پر وہ اسے نفع لے کر کسی اور کو یا خود بنانے والے کو بیچ دیتے ہیں، تو کیا اس طریقے سے بیچنا جائز ہے؟

③ ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی شرح فتح القدیر میں "باب بیع العقار" میں لکھا ہے کہ جہاں کہیں مبیع کے ہلاک ہونے کا اندیشہ ہو وہاں قبضہ شرط ہے، تو کیا ہمارے زمانے میں پیش آنے والے واقعات جیسا کہ غاصبانہ قبضہ، مقدمات اور حکومت کی طرف سے زمین پر دخل اندازی کر لینا وغیرہ ہلاکت معنوی کے حکم میں آ کر بیع قبل القبض کے معنی نہیں بنیں گے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

① آپ تحریر فرماتے ہیں کہ "خریدار بیچنے والے کو کچھ پیسے بیعانہ کے طور پر دے کر سودا پکا کر لیتا ہے اور مدت متعینہ پر باقی قیمت ادا کرنے کا وعدہ کرتا ہے"۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

آپ نے بیع کی جو صورت اپنے سوال میں ذکر کی ہے، ایسی بیع کو شریعت کی اصطلاح میں مؤجل کہا جاتا ہے، اور اس کا حکم یہ ہے کہ بیع ہوتے ہی بائع کے لیے ضروری ہے کہ مبیع مشتری کے حوالہ کرے، قیمت کی وصولیابی کے لیے مبیع کو روکے رکھنا بائع کے لیے صورت مسئولہ میں درست نہیں؛ اس لیے کہ بیع کو مؤجل طور پر قبول کر کے مبیع کو روکے رکھنے کے اپنے حق کو وہ ختم کر چکا۔

المادة (٢٨٣): في بيع نسيئة ليس للبائع حق حبس المبيع؛ بل عليه أن يسلم المبيع إلى المشتري على أن يقبض الثمن وقت حلول الأجل.(درر الحكام شرح مجلة الاحكام١/ ٢٦٧)

اسی طرح اگر بیع تو نقد کی پھر مشتری کی درخواست پر بائع نے ثمن کی ادائیگی کے لیے مہلت دی تو اس صورت میں بھی قیمت کی وصولیابی کے لیے مبیع کو روکنے کا بائع کا حق ختم ہو جائے گا، اور اس کے لیے ضروری ہوگا کہ مبیع مشتری کے حوالہ کر دے اور قیمت دی گئی مہلت کے مطابق وصول کرے۔

چناں چہ "مجلة الاحكام" میں ہے: إذا باع حالًّا أي معجلاً ثم أجّل البائع الثمن سقط حق حبسه المبيع وعليه حينئذ أن يسلم المبيع للمشتري على أن يقبض الثمن وقت حلول الأجل.(المادة:٢٨٤)

لأن تأجيل البائع في مابعد في حكم التأجيل ابتداء فيكون قد اسقط حقه في حبس المبيع حسب المادة الآنفة وليس له أن يحبس المبيع إلى حلول الأجل.(درر الحكام ١/٢٦٨)

اس لیے صورت مسئولہ میں جب مشتری مبیع پر قبضہ کرنے کے بعد اس کو فروخت کرے گا تو اس کے متعلق "ربح مالم یضمن" والا جو اشکال آپ نے کیا ہے وہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

درست نہیں، صورت مسئولہ میں خریدار نے بیچنے والے کو بیعانہ کے نام سے جو رقم دی ہے وہ جزو ثمن ہے۔

② یہ بیع درست نہیں۔ (محمود الفتاوی ۲/ ۴۶۶، ۴۶۷)

③ علامہ ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ نے عقار میں بھی جہاں حقیقۃً ہلاک کا اندیشہ ہو مثلاً سمندر یا دریا کے قریب زمین ہے، اس بات کا اندیشہ ہے کہ سمندر اس کے اوپر آجائے اور زمین ختم ہو جائے، اور جو پہاڑی علاقے ہیں ان کی یہ صورت حال ہوتی ہے کہ کسی وقت پوری کی پوری زمین گر جائے، وہاں زمین کی ہلاکت کے اس قسم کے اندیشے ہونے کی صورت میں وہ فرماتے ہیں کہ اصل اصول لوٹ آئے گی اور اس کی بیع بھی بیع قبل القبض کی وجہ سے ناجائز ہوگی؛ لیکن غاصبانہ قبضہ اور مقدمات وغیرہ کو "ہلاکت معنوی" سے تعبیر کر کے "ہلاکت واقعی" والے ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ کے پیدا کیے ہوئے اندیشہ کے مساوی قرار دینا محل تأمل ہے؛ اس لیے کہ ان صورتوں میں کاغذات نیز حکومتی اعتبار سے شواہد موجود ہوتے ہیں، اور بینہ ہوتے ہوئے مدعی علیہ منکر کے انکار کا اعتبار نہیں کیا گیا، چناں چہ در باب وجوب زکوۃ مال ضمار کے سلسلہ میں جو تفصیلات فقہاء نے لکھی ہیں وہ دیکھی جا سکتی ہیں؛ نیز حسی قبضہ دے دینے کے بعد بھی حکومت کی دخل اندازی اور مقدمات کا خطرہ تو لگا ہوا ہے؛ اس کا مطلب تو یہ ہوگا کہ کوئی بھی بیع درست نہ ہو، اور اس طرح کے خطرات کا اعتبار نہیں کیا گیا ہے، چناں چہ غرر استحقاق کو اسی لیے غیر معتبر قرار دیا گیا ہے اس لیے کہ اس میں مبیع ہلاک نہیں ہوتی۔ دیکھیے: احکام المعاملات المالیۃ فی مذہب الحنفیۃ: ۲۹۸۔ فتح القدیر ۶/ ۵۱۳۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ　　کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۸/ رجب ۱۴۳۲ھ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

بیع کے بعد مبیع پر قبضہ جمائے رکھنا

سوال: زینب اور کلثوم ۲ بہنیں راندیر کے ایک مکان میں مشترکہ مالکان ہیں، کلثوم کا انتقال ہو گیا، ان کی اولاد نے پیش کش کی کہ اولاد در اولاد سے وارث دار بڑھتے جا رہے ہیں، اس مکان کا حصہ بٹ جائے تو اچھا ہے۔ زینب کے ورثاء بمبئی، حیدرآباد، مدراس سے آئے، ایک بیٹھک ہوئی، سب نے مل کر طے کیا کہ کلثوم کے وارث دار ایک قیمت جو اسی وقت طے پائی وہ لے کر ہٹ جائیں گے۔ زینب کے بچوں نے قیمت کی ادائیگی میں تاخیر کی؛ تو کلثوم کے لڑکے زید نے ایک تاریخ طے کر کے کہا: اس تاریخ تک میرے پیسے ادا نہ ہوئے تو پھر میں ویسے ہی مکان میں آ جاؤں گا جیسے پہلے تھا، اس تاریخ تک ادائیگی بفضلہ تعالیٰ مکمل ہو گئی۔ بعد ازاں زینب کی لڑکی نے مکان کے تخلیہ میں تاخیر ہونے سے یا کوئی اَور وجہ سے زید و اہلیہ کو کچھ سخت الفاظ کہے، جس پر زید برہم ہوئے، اور اپنا قبضہ پھر برقرار رکھتے ہوئے زینب کے ورثاء کو ملی ہوئی رقم واپس کرنے لگے، ورثاء زینب نے کہا: ہمیں قبضہ چاہیے، رقم نہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ: زید کو یہ رقم لے کر کسی وجہ سے لوٹا کر پھر قبضہ جمانے کا حق باقی رہتا ہے یا اسے بات طے ہونے کے بعد خالی کر دینا چاہئے؟ اگر زید کو یہ محسوس ہو کہ بہت کم رقم میں اتنے سال کا قبضہ چھوڑ رہا ہوں، یا یہ کہ بات طے ہو کر ڈیڑھ سال کا عرصہ ہوا، اب آج کی مزید قیمت ملنا چاہیے، تو کیا اس کا مطالبہ ہو تو یہ بھی حق ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

زینب اور کلثوم کے ورثاء کے درمیان جو معاملہ صلح ہوا ہے وہ بحکمِ بیع ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

فالأول حكمه كبيع أن وقع عن مال بمال وحينئذ فتجري فيه أحكام البيع.(درمختار)

اس لیے اب زید کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ رقم لوٹا کر یک طرفہ طور پر اپنا حق اور قبضہ جمائے رکھے، اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ مکان خالی کر کے زینب کے ورثاء کے حوالہ کردے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد خانپوری عفی عنہ

ایجاب وقبول کے بعد قانونی رجسٹری سے پہلے زمین بیچنا

سوال: محمود شافعی المسلک ہے، اس نے حامد شافعی المسلک سے زمین خریدی، ایجاب وقبول ہوگیا، اور ثمن کا کچھ حصہ بھی ادا کردیا، اور زمین میں غلہ بونا بھی شروع کردیا، زمین ابھی حکومت کے قانون کے ذریعہ محمود کے نام رجسٹرڈ نہیں ہوئی تھی، زمین محمود کے نام رجسٹرڈ ہونے کے پہلے ہی محمود نے اس زمین کو خالد کو بیچ دیا، اور محمود نے حامد سے بات کر کے اس زمین کو حکومت کے قانون کے ذریعہ خالد کے نام رجسٹرڈ کرادیا، اور حامد نے دستخط بھی کردیا اب سوال یہ ہے کہ:

(۱) مسلک شافعی کے اعتبار سے یہ بیع جائز ہے یا نہیں؟

(۲) مسلک شافعی کے اعتبار سے اس بیع کے نفع میں جو رقم محمود کو ملی ہے، حلال ہوگی یا حرام؟

(۳) مسلک حنفی کے اعتبار سے یہ بیع جائز ہے یا نہیں؟

(۴) مسلک حنفی کے اعتبار سے اس بیع کے نفع میں حاصل شدہ رقم حلال ہوگی یا حرام؟

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

ایجاب وقبول کے بعد اس میں غلہ بونا بھی شروع کردیا، تو اب اس زمین کے محمود کی ملک میں آنے میں کوئی تردد ہی نہیں ہے، اب جو اس نے وہ زمین خالد کے ہاتھ فروخت کی بیع بالکل درست اور صحیح ہے، اور اس بیع سے حاصل شدہ نفع بھی محمود کے لیے حلال ہے، قانونی مجبوری کی وجہ سے وہ زمین محمود کے نام پر نہیں ہوئی، اس سے بیع پر کوئی زد نہیں پڑتی۔ (درمختار مع الشامی جلد رابع)

مذکورہ حکم فقہ حنفی کے اعتبار سے ہے، فقہ شافعی کے اعتبار سے اس کا کیا حکم ہوگا؟ یہ شافعی المسلک مفتی سے معلوم فرمائیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۸/ ربیع الاول ۱۴۱۱ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

نام رجسٹری کرالینے سے ملکیت نہیں آتی

سوال: عبداللہ زید کا اکلوتا لڑکا ہے، شہر میں رہتا ہے، ماں باپ دیہات میں رہتے ہیں، زید کا شہر، دیہات دونوں جگہ سے تعلق ہے، دونوں جگہ زمین جائداد ہے۔

دیہات کی ایک زمین فروخت ہورہی تھی، زید کے سمدھی اور لڑکے کے خسر شدید خواہش مند ہیں کہ فروخت ہونے والی زمین خریدلیں، چناں چہ وہ مسلسل اس کے خریدنے پر اصرار کرتے رہے اور زید انکار لیکن ایک بار گاؤں میں موجود تھے، زید کے سمدھی نے زمین والوں کو بلا کر اصرار کیا تھا، اس کی خریدگی پر زور لگایا، تب زید راضی ہوا، بیعانہ دے کر زمین قبضہ میں لے لی گئی، کئی سال کے بعد زید کے پیسے سے ان کے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

سمدھی نے زمین کی رجسٹری کروائی، بعد میں جب دستاویز دیکھا گیا تو سمدھی نے وہ زمین زید کے لڑکے کے نام رجسٹری کرائی تھی جس پر زید ناراض ہوا اور اپنے سمدھی سے پوچھا کہ آپ نے ایسا بلا مشورہ کیوں کیا؟ تب سمدھی صاحب نے جواب میں فرمایا کہ آپ کے بعد تو آخر لڑکے کا ہی ہوگا؟ اس جواب سے زید مطمئن نہ ہوا، زمین اپنے جوت میں رکھی، اس کی فصل سے خود فائدہ اٹھاتے رہے؛ چوں کہ گھریلو ماحول سب کے ساتھ مل کر زندگی گذارنے کا تھا؛ لہٰذا سلسلہ جاری رہا، زید اور اس کے لڑکے مع بال بچوں کے شہر میں رہتے رہے، اچانک زید کا اکلوتا لڑکا بیمار ہوا اور دنیا سے رخصت ہو گیا۔

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا صرف کسی کے نام زمین کی رجسٹری کر دینے سے وہ مالک ہو جاتا ہے جب کہ اس کا قبضہ اور عمل دخل نہ ہو؟ اور کیا کسی غیر کے رجسٹری کر دینے سے اصل کی رجسٹری سمجھی جائے گی؟ اور کیا اس لڑکے کے وارثین حقدار بن سکتے ہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

دیہات کی وہ زمین زید نے مالک سے خود ہی خریدی یعنی سودے کا ایجاب وقبول مالک زمین کے ساتھ زید ہی نے کیا، تو زید اس زمین کا مالک بن گیا، اب ایک مدت کے بعد اس کی رجسٹری زید کے سمدھی نے زید کے بیٹے عبداللہ کے نام کرائی اور وہ بھی زید کی اجازت سے نہیں؛ بلکہ اپنی مرضی سے جس پر زید نے ناراضگی کا اظہار بھی کیا، اور اس کے بعد بھی زید نے کوئی ایسا معاملہ بخشش یا فروختگی وغیرہ کا اس زمین کے سلسلہ میں اپنے بیٹے سے نہیں کیا، تو یہ زمین زید ہی کی ہے، زید کے سمدھی کے زید

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کے بیٹے عبداللہ کے نام رجسٹری کرا لینے سے وہ عبداللہ کی ملکیت میں نہیں آئی۔ (ماخوذ از امداد الفتاوی ۳/۳۶، ۳۷) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۹/ جمادی الاخریٰ ۱۴۳۱ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ الجواب صحیح: عبدالقیوم راجکوٹی

خرید و فروخت میں نفع کا حکم

سوال: ایک شخص نے ایک لاکھ میں مکان خریدا اور چار لاکھ میں فروخت کیا، زائد تین لاکھ جائز ہے یا ناجائز؟ واضح فرمائیں۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

شرعی طور پر خرید و فروخت ہوئی ہے تو وہ منافع جائز ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

تجارت میں نفع کی کوئی حد ہے؟

سوال: تجارت میں نفع کہاں تک درست ہے؟ جب کہ ایک ہی نوع کی بعض چیزوں میں نقصان اور کم نفع بھی ہوتا ہے جو نا کافی ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

نفع کی مقدار کے سلسلہ میں کوئی صریح جزئیہ نظر سے نہیں گزرا؛ البتہ تاجر نے خود جس قیمت میں وہ خریدی ہے اس سے دوگنی قیمت لے کر بیچنے کو فقہا صریح ظلم و زیادتی سے تعبیر فرماتے ہیں۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

لا یسعر إلا إذا ا بوا أن یبیعوہ إلا بغبن فاحش ضعف القیمة (تبیین الحقائق للزیلعي شرح کنز الدقائق:۲۸٦) إلا إذا تعدی الأرباب عن القیمة تعدیا فاحشا فیسعر الخ (درمختار) (قوله تعد یا فاحشا) بینه الزیلعي وغیرہ بالبیع بضعف القیمة.(الشامي ٥/٢٨٣)

اس سے مترشح ہوتا ہے کہ سو فیصد نفع لینا درست نہیں ہے؛ لیکن اس کے باوجود اگر اتنا نفع لیا اور مشتری نے بطیب خاطر خریدا تو بائع کے لیے حلال ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۹ رشوال ۱۴۱۵ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

کیا گاہک سے مقدمہ کے مصارف وصول کر سکتے ہیں؟

سوال: کوئی گاہک تاجر کو بقایا ادا نہیں کرتا، اب اس تاجر نے کورٹ میں مقدمہ دائر کیا اور مقدمہ میں فیصلہ یہ ہوا کہ قرض دار قرض کی رقم مع سود اور مقدمہ کے خرچ کے ادا کرے، سود تو خیر لینے کا سوال ہی نہیں ہوتا مگر سوال یہ ہے کہ گاہک کی بدمعاملگی اور خلاف عہد کی وجہ سے تاجر کو مقدمہ کا خرچ کرنا پڑا اور تکلیف اٹھانی پڑی تو مقدمہ کا خرچ گاہک سے وصول کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

جب کسی کو اپنے حق کی حفاظت کے لیے بہ مجبوری نالش کرنا پڑے اور فریق مخالف کی طرف سے بالکل مخاصمانہ کاروائیوں کی وجہ سے بہت سے مصارف برداشت کرنا پڑے تو اس صورت میں خرچہ کا روپیہ لینا بہت سے علماء کے نزدیک (ومنہم

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

مولانا رشید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ) جائز ہے۔ (امداد الفتاوی ۳/ ۱۲۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

ثمن کی وصولیابی کے مصارف خریدار سے وصول کر سکتے ہیں؟

سوال: ایک تاجر نے قرب وجوار کے دیہات کے کسی مشتری کو ایک ماہ کی مدت سے قرض مال دیا؛ لیکن مشتری نے حسب وعدہ وہ رقم ادا نہیں کی حتی کہ تاجر کو اس رقم کی وصولیابی کے لیے خریدار کے پاس کرایہ خرچ کر کے جانا پڑا بلکہ کئی بار جانا پڑا تو کیا تاجر اس خریدار سے آمد ورفت کے مصارف وصول کر سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

مشتری کے لیے ضروری ہے کہ حسبِ وعدہ ثمن ادا کر دے؛ لیکن اس نے ادا نہیں کی اور تاجر از خود کرایہ خرچ کر کے اس کے پاس گیا تو اس کرایہ کی ذمہ داری خود تاجر پر ہے، وصولیابی کے لیے جانا تاجر کا اپنا فعل ہے اس کے مصارف وہ مشتری سے وصول نہیں کر سکتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

قیمت کے تعین میں سیل ٹیکس شمار ہوگا؟

سوال: اس ملک میں خرید وفروخت کا معاملہ سیل VAT ٹیکس کے ساتھ ہے تو سونا چاندی کی زکوٰۃ اور مہر فاطمی کی ادائیگی کے وقت اور قربانی کا نصاب متعین کرتے وقت VAT کے ساتھ قیمت لگائی جائے گی یا بغیر VAT کے؟

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

سیل ٹیکس اگر قیمت کا جزء سمجھا جاتا ہے کہ اس کے بغیر خرید وفروخت نہیں ہوسکتی تو قیمت کے تعین میں اس کا بھی شمار ہوگا، اگر زکوٰۃ ومہر فاطمی کی ادائیگی بصورت قیمت ہورہی ہے اور قربانی کے نصاب کا تعین بصورت قیمت کیا جارہا ہے، تو قیمت کے تعین میں اس کا شمار ہوگا، اس لیے کہ قیمت کے تعین میں وہ تمام عوامل مدنظر رکھے جاتے ہیں جو اس کی کمی بیشی پر اثر انداز ہوتے ہیں؛ البتہ اگر کسی کے پاس خود سونا یا چاندی موجود ہے تو اس میں وزن کا اعتبار ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

رعایتی دام سے خریدی ہوئی چیز زیادہ نفع لے کر بیچنا

سوال: (۱) چند افراد نے مل کر محدود افراد کی (پرائیویٹ لمیٹیڈ) تجارتی سوسائٹی بنائی، جس میں مختلف اقسام کے سامان کی خرید وفروخت ہوتی ہے، یہ سامان سوسائٹی کے ممبران ہی کو فروخت کیا جاتا ہے، تجارتی سوسائٹی کو حکومت کی طرف سے ٹیکس معاف رہتا ہے، مثلاً کسی چیز کی قیمت پندرہ روپیے ہے، اور پانچ روپے اس پر ٹیکس لگتا ہے تو اس کی قیمت بیس روپے ہوجاتی ہے، مذکورہ چیز بازار میں بائیس روپے میں بکتی ہے، مگر سوسائٹی کے رکن (ممبر) کو وہ چیز پندرہ روپے میں ہی مل جاتی ہے۔

تو اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ سوسائٹی کا رکن اس چیز کو جو اسے پندرہ روپے میں ملی ہے اور جو اس کی اپنی ملکیت ہے کسی اور شخص کو سترہ روپے میں بیچ سکتا ہے یا نہیں؟

(۲) سوسائٹی مختلف کمپنیوں سے مال خریدتی ہے، ممبران کو جس مال کی ضرورت

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہوتی ہے، اس کے حصول کے لیے ضروری کاغذات اس کمپنی کے دفتر میں جمع کرنا ہوتے ہیں، اس کے بعد وہ کمپنی اس ممبر کے لیے یومیہ ضرورت کے حساب سے کوٹہ مقرر کرتی ہے، بسا اوقات مقررہ کوٹہ زائد ہو جاتا ہے، تاہم کمپنی کی طرف سے پورے سال کا کوٹہ دیا جاتا ہے۔

اب دریافت طلب امر یہ کہ کمپنی سے ملنے والے مال کو جو کبھی ضرورت سے زائد بھی ہوتا ہے، اور کبھی ضرورت کے برابر بھی یہ ممبر کسی اور ضرورت مند کو فروخت کر سکتا ہے یا نہیں؟ واضح ہو کہ یہاں بھی سوسائٹی کے مال پر حکومت کی جانب سے ٹیکس معاف ہے۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

① تجارتی سوسائٹی کے ممبران کو حکومت کی طرف سے ٹیکس میں دی جانے والی رعایت کے نتیجہ میں جو چیز عام بازار میں فروخت ہونے والی اسی نوع کی چیز کے مقابلہ میں ارزاں ملی ہے، سوسائٹی کا ممبر خریدنے کے نتیجہ میں اس کا مالک ہو جاتا ہے، اس کے بعد بحیثیت مالک اس کو اپنی چیز فروخت کرنے کا شرعاً حق ہے، جس قیمت پر چاہے فروخت کرے؛ لیکن اس کا لحاظ بھی ضروری ہے کہ اگر اس کا یہ طریقِ کار خلافِ قانون ہے تو اس میں عزت اور مال کا خطرہ ہے، نفع کے خاطر عزت اور مال کو خطرہ میں ڈالنا دانش مندی کی بات نہیں۔ (ماخوذ از فتاویٰ محمودیہ: ۱۲/ ۳۴۰)

② اس کا بھی وہی حکم ہے جو اوپر جواب نمبر ایک میں تحریر کیا گیا، البتہ مال کے حصول کے لیے جو ضروری کاغذات کمپنی میں جمع کرائے جاتے ہیں ان میں جھوٹ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اور فریب کا ارتکاب نہ ہو اس کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۵/صفر المظفر ۱۴۲۵ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

ایضاً

سوال: ایک تنظیم کے اراکین کو حکومت کی طرف سے ایندھن کم دام میں مہیا کیا جاتا ہے، مگر اس تنظیم کے بعض ممبران جن کی کشتیاں بند ہیں، یا جنھوں نے ایندھن منظور ہونے سے پہلے ہی اپنی کشتیاں بیچ ڈالی ہیں، یا ایندھن منظور ہونے کے بعد سال مکمل ہونے سے پہلے اپنی کشتیاں بیچ ڈالیں، اس کے باوجود یہ تینوں طرح کے ممبران حکومت کی مراعات (سہولت) کے ساتھ ایندھن حاصل کر کے اپنے طور پر دوسرے لوگوں کو زیادہ دام میں فروخت کر سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

حکومت کی طرف سے حاصل شدہ رعایتی دام کے ذریعہ سے خرید کر آدمی مالک ہو جاتا ہے، مالک کو اپنی چیز فروخت کرنے کا حق ہے، جس قیمت پر چاہے فروخت کرے؛ لیکن اس کا لحاظ بھی ضروری ہے کہ اگر یہ خلافِ قانون ہے تو پھر عزت اور مال کا خطرہ ہے نفع کی خاطر عزت اور مال کو خطرہ میں ڈالنا دانش مندی کی بات نہیں۔

(فتاوی محمودیہ ۱۲/۳۴۰) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۵/صفر المظفر ۱۴۲۵ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

خیار عیب بہرحال خرید نے والے کو حاصل ہے

سوال: آج تقریباً پینتیس سال سے ہم ہوگ استعمال شدہ کارٹون خرید کر اور پھر بعد میں استعمال شدہ بتلا کر اور کہہ کر بیچنے کا دھندا کرتے ہیں، یعنی سیکنڈ بتلا کر بیچتے ہیں حالاں کہ چند سال قبل جب کہ دعوت کے کام میں نہیں لگے تھے اس وقت مال بدلنے کی شرط نہیں لگاتے تھے، اب احساس ہوا تو مال بدلنے کی شرط بھی لگاتے ہیں اور جو بھی نقصان والا مال ہو تو اس کو واپس بھی لے لیتے ہیں؛ لیکن اس کے باوجود گاہک یعنی بیوپاری کو بتلا دیا جاتا ہے کہ جو مال آپ نے خریدا ہے اس میں اگر کوئی ڈیفکٹ ہو تو دیکھ لینا اور جو مال آپ کو نہ چلے وہ مال ہم کو واپس کر دینا، اب چاہے تو اس کے بدلہ میں دوسرا اچھا مال لے لینا یا قیمت واپس لے لینا، اب اس طرح کے معاملہ میں گاہک چھ چھ مہینہ کے بعد بھی کوئی کارٹون واپس کرتا ہے تو ہم واپس کر لیتے ہیں؛ لہٰذا اس طرح خرید و فروخت کرنا کیسا ہے؟ اور جو اس طرح سے خرید و فروخت کے معاملہ میں مال کو واپس بھی نہ لے اور قیمت بھی واپس نہ کرے تو یہ معاملہ جائز ہے یا ناجائز ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

جب کوئی آدمی کسی کے ہاتھ کوئی چیز فروخت کرتا ہے، اس کا مطلب ہی یہ ہوتا ہے کہ فروخت ہونے والی چیز عیب سے پاک ہے؛ اس لیے اگر بعد میں معلوم ہوا کہ اس میں کوئی عیب ہے تو شرعاً خریدنے والے کو اختیار حاصل ہے کہ اگر اس کو اپنے پاس رہنے دینا چاہتا ہے تو جو قیمت ادا کی ہے اسی کے عوض رہنے دے، اور اگر واپس کرنا چاہتا ہے تو واپس کر کے اپنی پوری قیمت لوٹا لے، اس کو شریعت کی اصطلاح میں

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

خیارِ عیب کہا جاتا ہے، بیچنے والا چاہے یہ اختیار دے یا نہ دے؛ بہر حال خریدنے والے کو یہ اختیار حاصل ہوتا ہے؛ البتہ اس کے لیے ضروری ہے کہ خریدنے والے کے پاس جا کر اس میں کوئی نیا عیب پیدا نہ ہوا ہو۔

فقہ کی مشہور کتاب کنز الدقائق اور اس کی شرح زیلعی میں ہے:

من وجد بالمبيع عيبا أخذه بكل الثمن، أو رده، لأن مطلق العقد يقتضي السلامة من العيب فكانت السلامة كالمشروط في العقد صريحا لكونها مطلوبة عادة. (تبيين الحقائق ٤/ ٣١)

اس لیے آپ جو معاملہ کر رہے ہیں وہ درست ہے، اور شریعت کے مطابق ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

خیارِ عیب کب ساقط ہو جاتا ہے؟

سوال: بلا عیب اور عیب کی وجہ سے بیع کے فسخ کرنے کا اختیار کب تک ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

بوقتِ عقد یا قبضہ، مبیع عیب پر خریدار کو واقفیت ہو، یا عقد وقبضہ کے بعد خریدار عیب پر راضی ہو جائے، یا بائع نے ہر عیب سے براءت ظاہر کر دی تھی، یا صلح کر لی تھی، یا کسی معین عیب کے متعلق خریدار نے یہ اقرار کر لیا کہ یہ عیب موجود نہیں ہے، تو ان تمام صورتوں میں خیارِ عیب ساقط ہو جاوے گا۔

قال في البحر وإلى هنا ظهر أن خيار العيب يسقط بالعلم به وقت البيع أو وقت القبض أو الرضا به بعدهما أو اشتراط البراءة من

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

كل عيب الخ (شامي ٤/ ١١٠) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

گڑ سے چائے خراب ہوجائے تو واپس کر سکتے ہیں؟

سوال: زید نے گڑ خریدا اور گھر جا کر چائے بنائی تو پھٹ گئی (خراب ہوگئی) تو گاہک کو اس گڑ کے واپس کرنے کا اختیار ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلياً ومسلماً

عیب وہ بات ہے جس کی وجہ سے مال فروخت شدہ کی قیمت تاجروں اور جاننے والوں کے نزدیک کم ہوجائے۔ (شامی ۴/ ۸۰) صورت مسئولہ میں بھی اگر چائے کے گڑ میں یہ بات عیب شمار ہوتی ہے، اور یہ عیب گڑ میں پہلے سے یعنی بائع کی ملک ہی میں پیدا ہوا تھا تو خریدار کو خیار عیب حاصل ہے بشرطیکہ بائع نے بوقت عقد اس کو بیان نہ کیا ہو، اور نہ ہی اس نے تمام عیوب سے برأت کی شرط کی ہو۔ (كما في كتب الفقه في باب خيار العيب) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

خیار عیب: یعنی مال میں خرابی اور عیب کی وجہ سے دکان دار کو مال لوٹانے کا اختیار۔ از مرتب عفی عنہ

خریدار کی ملکیت میں دودھ خراب ہوا تو بائع ذمہ دار نہیں

سوال: ایک شخص نے ہوٹل والے سے روزانہ پچاس لیٹر دودھ پہنچانے کا چھ ماہ کا معاہدہ کیا، اور روزانہ ملازم کے ساتھ دودھ بھیجتا ہے اور خود مالک ہفتہ میں ایک

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

روز ہوٹل والے سے ہفتہ بھر کا حساب لینے جاتا ہے، اور اگر کسی روز دودھ خراب ہو گیا تو خریدار بائع سے کہتا ہے کہ فلاں دن کا دودھ خراب ہو گیا تھا اس کی قیمت نہیں دوں گا یا مقررہ قیمت سے کم دوں گا تو کیا از روئے شرع اس طرح کرنا درست ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

دودھ ہوٹل والے کے قبضہ میں آنے کے بعد پھٹ گیا تو اس کی ذمہ داری بائع پر نہیں ہے۔

و أما شرائط ثبوت الخيار فمنها: ثبوت العيب عندالبيع، أو بعده قبل التسليم حتى لو حدث بعد ذلك لايثبت الخيار.

(بدائع الصنائع:٣/٦٦، عالمگیری٥ /٢٧٥)

اس لیے ہوٹل والے کا مقررہ قیمت سے کم دینا یا قیمت ہی نہ دینا شرعاً جائز نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

کپڑے کا رنگ کچا ہونا عیب ہے یا نہیں؟

سوال: کسی تاجر نے گاہک کو ایک رنگین کپڑا فروخت کیا، رنگ کی پائیداری یا عدمِ پائیداری کی کوئی بات تاجر وگاہک کے درمیان میں نہیں ہوئی؛ لیکن گاہک وہ کپڑا دھونے کے بعد واپس لایا کہ اس کا رنگ کچا ہے چلا جاتا ہے، آیا گاہک کو ایسی صورت میں کپڑا واپس کرنے کا حق ہے، اور تاجر کے لیے واپس لینا ضروری ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اگر یہ چیز تجار کے عرف میں عیب سمجھی جاتی ہے تو خریدار کو دھونے سے پہلے واپس

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کرنے کا حق ہے، اور دھونے کے بعد واپس تو نہیں کر سکتا؛ البتہ عیب کا نقصان وصول کر سکتا ہے۔ (شامی، باب خیار العیب ٤/ ٨٠١) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ١٠ / ربیع الثانی ١٤٠٩ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

عیب سے سلامتی کی شرط پر گابھن بھینس خریدنا

سوال: گابھن بھینسوں کا اس شرط پر خریدنا بیچنا، کہ تھن اور دل کا عیب نہ ہو، تو طے شدہ پوری قیمت دی جائے گی، اور اگر عیب نکل آیا، تو قیمت میں کمی کر دی جائے گی، اور بعض مرتبہ واپس کر دینے کی شرط بھی کی جاتی ہے، تو کیا اس طرح معاملہ کرنا شرعاً درست ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

مبیع میں اگر کوئی عیب ہے، تو خریدار کو خیارِ عیب حاصل ہے، چاہے بوقت عقد مشتری نے اپنے لیے خیارِ عیب کی شرط لگائی ہو، یا اس کا کوئی تذکرہ نہیں کیا ہو۔ عیب ہر اس چیز کو کہیں گے، جس کی وجہ سے تاجروں کے نزدیک اس مبیع کی قیمت میں کمی ونقصان آتا ہو۔

ان خيار العيب يثبت بلا شرط ولا يتوقت، ولا يمنع وقوع الملك للمشتري (شامي ٤/ ٧٩) (ومن وجد بمشريه ما ينقص الثمن) ولو يسيراً جوهره (عند التجار) المراد بهم أرباب المعرفة بكل تجارة وصنعة قاله المصنف (أخذه بكل الثمن أو رده) (درمختار مع الشامی ٤/ ٨٠)

صورتِ مسئولہ میں دل کے عیوب کا ذکر ہے، اگر بھینس کے تاجروں کے یہاں

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

عیب شمار کیے جاتے ہیں، تو اب خریدار کو خیار عیب حاصل ہے؛ البتہ یہ شرط ضرور ہے کہ عیب بائع کے یہاں سے آیا ہو، مشتری کے پاس آ کر پیدا نہ ہوا ہو۔

لا بد للمسئلة من قيود الأول أن يكون العيب عند البائع.

(بحر الرائق ٦/ ٣٩)

اس لیے مذکورہ عیوب معلوم ہونے پر خریدار بھینس کو واپس کر سکتا ہے چاہے بوقت بیع ایسی شرط لگائی ہو یا نہ لگائی ہو؛ اس لیے واپسی والی شرط کے باوجود بیع درست ہوگی اور بصورتِ ظہور عیب واپس کرنا بھی درست ہوگا؛ البتہ مشتری قیمت میں کمی کرنا چاہے تو نہیں کر سکتا یعنی اگر رکھنا ہے تو پوری قیمت ادا کرے یا پھر واپس کر دے۔

أخذه بكل الثمن أورده. (در مختار علی هامش الشامي ٤/ ٨٠)

ہاں! اگر مشتری کے پاس آ کر اس بھینس میں زیادتِ متصلہ غیر متولدہ یا منفصلہ متولدہ (مثلاً بچہ، دودھ وغیرہ) پیدا ہوئی تو اس صورت میں جانور واپس کرنے کے بجائے اس عیب کی وجہ سے قیمت میں جتنی کمی تاجروں کے عرف میں آتی ہو اتنی مقدار (قیمت میں سے) واپس لے (اگر قیمت ادا کر چکا ہے) یا کم ادا کرے (اگر ادائیگی باقی ہے)۔

حدث عيب آخر عند المشتري رجع بنقصانه وله الرد برضا البائع.

(تنوير الابصار علی هامش رد المحتار ٤/ ٨٨،٨٩) إلا لمانع عيب أو زيادة.

(در مختار علی هامش الشامي ٤/ ٩٠)

وحاصله أنه يمتنع الرد في موضعين في المتصلة الغير المتولدة مطلقا، وفي المنفصلة المتولدة لو بعد القبض كما في البزازية. (شامي ٤/ ٩٠)

جس صورت میں قیمت میں کمی کرنے کا اختیار مشتری کو نہیں (بلکہ یا تو پوری

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

قیمت دے کر رکھ لے یا مبیع واپس کردے) اس صورت میں اگر بائع کچھ رقم دے کر صلح کرنے پر آمادہ ہو گیا تاکہ مشتری واپس نہ کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

وجد المشتري بمشريه عيبا و أراد الرد به فاصطلحا على أن يدفع البائع الدراهم إلى المشتري ولا يرد عليه جاز و يجعل حطا من الثمن (درمختار) (قوله الدراهم) الأولى دراهم بالتنكير. (شامي ۴/۱۰۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۸/ صفر المظفر ۱۴۰۹ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

بیع مرابحہ، مساومہ اور تولیہ کے طور پر ہوٹل کے حصوں کی بیع

سوال: زید ایک ہوٹل دس ہزار روپیے میں خریدتا ہے اور اس میں دوسروں کو شریک کرنا چاہتا ہے، تو یہ کہہ کر شریک کرتا ہے کہ:

(الف) میں نے یہ ہوٹل دس ہزار میں خریدا ہے؛ لیکن اس کو پندرہ ہزار کا قرار دے کر حصہ دار بنانا چاہتا ہوں، گویا اس ہوٹل کے سو حصے کرتا ہے تو ایک حصہ ایک سو پچاس (۱۵۰) کا پڑتا ہے، جو شخص جتنے چاہے حصے لے سکتا ہے۔

(ب) زید یہ نہیں کہتا کہ ہوٹل اس کو کتنے میں پڑا ہے، صرف یہ کہتا ہے کہ ایک حصہ ایک سو پچاس (۱۵۰) کا ہے، اور ایسے سو حصے ہیں حالاں کہ زید کو ایک حصہ سو میں پڑا ہے۔

(ج) زید کو یہ ہوٹل دس ہزار میں پڑا ہے؛ لیکن غلط بیانی سے کام لے کر یہ کہتا ہے کہ مجھے یہ ہوٹل پندرہ ہزار میں پڑا ہے، اس میں شریک کرنا چاہتا ہوں۔

ان تینوں صورتوں کا شرعاً جو حکم ہو بیان فرما کر ممنون فرمائیں۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

(الف) یہ بیع مرابحہ ہے جو جائز ہے۔

وشرعاً: بيع ماملكه بما قام عليه وبفضل.

(تنوير الابصار متن در مختار على هامش رد المحتار ٤ /١٧١،١٧٠)

(ب) یہ بھی جائز ہے اس کو فقہاء کی اصطلاح میں بیع مساومہ کہتے ہیں۔

(قوله ولم يذكر المساومة) هي البيع بأي ثمن كان من غير نظر إلى الثمن الأول وهي المعتادة.(شامي ٤ /١٧٠)

وإن اعتبر من حيث تعلقه بالثمن أو بمقدار فهو أربعة أيضا لأنه إن كان بمثل الثمن الأول مع زيادة فمرابحة، أو بدون زيادة فتولية، أو انقص من الثمن فوضيعة، أو بدون زيادة ولا نقص فمساومة، وزاد في البحر خامسا وهو الاشتراك أى أن يشرك غيره فيما اشتراه أى بأن يبيعه نصفه مثلاً، وتركه الشارح لأنه غير خارج عن الاربعة.(شامي ٤ /٣)

قوله (قوله بدون زيادة ولا نقص فمساومة) أى بدون نظر لزيادة ولانقص لمايأتى أن المساومة هي البيع بأي ثمن كان من غير نظر إلى الثمن الأول.(تقريرات الرافعي على الشامي ٢ /١١٠)

(ج) اس طرح کرنا جائز نہیں ہے، اب اگر اس نے ساتھ میں یہ بھی کہا کہ مجھے جتنے میں پڑا ہے، اس حساب سے میں شریک کرتا ہوں، تو یہ بیع تولیہ ہوگی جس کا حکم یہ ہے کہ اس میں خیانت ثابت ہوجانے پر مشتری (خریدنے والا) اس مقدار خیانت کو ثمن میں سے کاٹ لے گا، اور اس نے صرف اتنا کہا کہ یہ ہوٹل مجھے پندرہ ہزار میں پڑا ہے، (حالاں کہ دس ہزار میں پڑا تھا) اور میں اس میں شریک کرنا چاہتا ہوں؛ لیکن

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ساتھ میں یہ جملہ ''جتنے میں مجھے پڑا اسی حساب سے شریک کرتا ہوں'' نہیں کہا ہے تو اس صورت میں مشتری (خریدار) کو جب خیانت کا علم ہو اس کو اختیار ہے کہ اس بیع کو فسخ کردے، البتہ قیمت کم نہیں کرسکتا یعنی مقدار خیانت کو ثمن میں سے کاٹ نہیں سکتا۔

وإن خان في المرابحة فهو بالخيار إن شاء أخذ بكل الثمن وإن شاء ترک، وإن خان في التولية حطها من الثمن.(عالمگیری۳ /۱۶۲)

(فإن ظهر خيانته في مرابحة بإقراره أو برهان) على ذلك أو (بنكوله) عن اليمين (أخذه) المشتري (بكل ثمنه أو ردّه) لفوات الرضاء، (وله الحط) قدر الخيانة (في التولية) لتحقق التولية.

(درمختار على هامش الشامي٤ /١٧٤)

وقوله وحط أي أسقط قدر الخيانة من المسمىٰ وفي السراج الوهاج، وصور الخيانة في التولية إذا اشترى ثوبا بتسعة وقبضه ثم قال لآخر اشتريته بعشرة ووليتك بما اشتريته فاطلع على ذلك اهـ...... وقدمنا أنه إذا اشترىٰ متاعاً و رقمه بأكثر من ثمنه وباعه مرابحة على الرقم فإنه يجوز وقيده في المحيط بما إذا كان عند البائع أن المشتري يعلم أن الرقم غير الثمن، فأما إذا كان المشتري يعلم أن الرقم والثمن سواء فإنه يكون خيانة وله الخيار كذا فى المحيط.(البحر الرائق٦ /١٢٠) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۴/ ذوالحجۃ الحرام ۱۴۰۸ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

مختلف اشیاء مجموعی قیمت سے خریدنا

سوال: بعض مرتبہ گاہک دکان پر آکر چند اشیاء کا آرڈر دے جاتا ہے، تاجران اشیاء کو تول کر رکھ دیتا ہے گاہک آکر پوچھتا ہے کتنا پیسہ ہوا؟ تاجر مجموعی قیمت بتاتا ہے اور گاہک پیسے دے کر اپنی خریدی ہوئی چیزیں لے کر چلا جاتا ہے، اس طرح کی خرید وفروخت درست ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

خرید وفروخت کی ایک جائز صورت

سوال: بکر کو کچھ رقم کی ضرورت پڑی تو اس نے زید سے مطالبہ کیا، زید نے اس سے کہا کہ میں نقد رقم تو تجھ کو نہیں دے سکتا؛ البتہ غلہ ادھار دے سکتا ہوں جسے تو بیچ کر نقد رقم بنا سکتا ہے؛ چناں چہ بکر نے اتفاق کرلیا، پھر زید نے عمر سے اسّی روپیہ من کے حساب سے غلہ لاکر بکر کو ایک سال کے وعدہ پر سو روپیے من کے حساب سے بیچ دیا، جس کو بکر نے خرید کر بازار میں اسّی روپے من کے حساب سے بیچ دیا اور رقم اپنے استعمال میں لے آیا، تو اب مذکورہ صورت میں زید کا اس طرح بیع کرنا درست ہے یا کوئی حرج ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

درست ہے بشرطیکہ زید کا تاجر سے گٹھ جوڑ نہ ہو، اور بکر بعد میں اسی تاجر سے نہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

بیچے۔ (کما یفهم من الشامیة۴/ ۳۱۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

ڈِیلر اور بینک سے گاڑی خریدنے کی چند صورتیں

سوال: ایک شخص گاڑی خرید رہا ہے خریدتے وقت گاڑی ڈِیلر (Dealer) سے گاڑی کی قیمت طے کرتا ہے اور گاڑی ادھار لیتا ہے جس کی تین صورتیں ہیں:

مثلاً: (الف) گاڑی کی قیمت ۱۴,۶۵,۰۰۰

نقد لیتا ہے تو ڈسکاؤنٹ ۱,۲۵,۰۰۰

کل قیمت ۱۳,۴۰,۰۰۰ روپئے

(ب) ادھار لیتا ہے تو ۱۴,۶۵,۰۰۰

نقد ادا کرنا ہے: ۶۵۰۰۰

باقی رہے ۱۴,۰۰,۰۰۰ روپئے

یہ (۱۴,۰۰,۰۰۰) روپئے چار سال کے اندر ادا کرنا طے ہوا ہے جس میں ہر مہینہ (۲۹,۱۶۷) کے چیک ابھی دے دینے ہیں۔

(ج) اگر گاڑی میں ڈسکاؤنٹ نہیں ہے اور چار سال کی ادھاری پر لیتا ہے تو گاڑی کی قیمت ۱۶,۳۳,۰۰۰ نقد ادا کرنا ہے ۶۵,۰۰۰ باقی رہے ۱۵,۶۸,۰۰۰

یہ (۱۵,۶۸,۰۰۰) چار سال کے حساب سے ہر مہینہ کے (۳۲,۶۶۷) کے اڑتالیس چیک ابھی دے دینے ہیں۔

اوپر کیے گئے تینوں معاملوں میں نقد کا ایک چیک اور قسط کا ایک چیک ڈِیلر کے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

نام کا اور باقی تمام چیک بینک کے نام کے ہوتے ہیں، اور دوسری صورت میں نقد کا ایک چیک اور قسطوں کے اڑتالیس چیک رقم بھر کر بغیر نام لکھے یا تو ڈیلر کو یا بینک کو دے دیتے ہیں، اس طرح گاڑی خرید سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

آپ کے سوال میں یہ بات وضاحت طلب ہے کہ گاڑی کی خریداری کس سے کی جارہی ہے؟ یعنی یہ معلوم ہونا ضروری ہے کہ گاڑی بیچنے والا کون ہے؟ ڈیلر یا بینک؟ اگر گاڑی بیچنے والا ڈیلر ہے تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ بینک بیچ میں کیوں آیا؟ سارا معاملہ ڈیلر سے ہونا چاہیے، قیمت کی ادائیگی یا چیک سب کچھ ڈیلر ہی کے نام کا ہونا چاہیے جیسا کہ سوال میں لکھا گیا ہے، بینک کے نام کے چیک کیوں لکھے جارہے ہیں؟

ہم اصولی طور پر کون سا معاملہ جائز ہے اور کون سا معاملہ ناجائز ہے؟ آپ کو بتلائے دیتے ہیں آپ اس جواب کو سامنے رکھ کر ان معاملات کا حکم سمجھ لیں۔

(۱) اگر ڈیلر ہی گاڑی کا بیچنے والا ہے چاہے نقد بیچتا ہو یا ادھار قسطوں پر، اور سارا معاملہ ڈیلر ہی سے ہو رہا ہے اندر میں بینک کا کوئی دخل نہیں، اور اس صورت میں نقد گاڑی خریدنے پر ادھار کے مقابلہ میں قیمت کم طے ہوتی ہے اور ادھار خریدنے پر نقد کے مقابلہ میں قیمت زیادہ طے ہوتی ہے؛ لیکن سودا کرتے وقت یہ بات صاف کردی جاتی ہے کہ یہ سودا نقد ہے یا ادھار تو اس صورت میں یہ معاملہ شرعی اعتبار سے درست ہے۔

(۲) اسی طرح بیچنے والا بینک ہے اور اوپر لکھی ہوئی تفصیل کے مطابق دونوں

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

صورتیں ہیں تو اس صورت میں بھی معاملہ جائز ہوگا۔

③ اور اگر بیچنے والا تو ڈیلر ہے اور بینک خریدنے والے کی طرف سے ڈیلر کو ابھی پوری قیمت ادا کر دیتا ہے، اور پھر آئندہ قسطوں کی شکل میں اپنی ادا کی ہوئی رقم کچھ زائد مقدار کے ساتھ خریدنے والے سے وصول کرتا ہے، تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ بینک نے خریدنے والے کی طرف سے قیمت کی جو مقدار ادا کی، بعد میں آگے چل کر بینک وہ قیمت خریدنے والے سے سود کے ساتھ وصول کر رہا ہے چوں کہ اس میں سود دینا لازم آتا ہے؛ اس لیے شرعاً یہ معاملہ درست نہیں۔

نوٹ: عام طور پر خریداری کے وقت صرف اتنا دیکھا جاتا ہے یہ گاڑی ادھار اتنی رقم میں ملی جس کو قسطوں کی شکل میں بینک کو اتنی مدت میں ادا کرنا ہے، اور اندر میں جو کاغذات تیار ہوتے ہیں وہ اسی طرح کے ہوتے ہیں کہ ڈیلر کے پاس سے خریدنے والا گاہک ہے اور بینک خریدنے والے کی طرف سے ڈیلر کو ساری رقم ادا کر دیتا ہے، اور بعد میں اپنے اصول کے مطابق خریدار سے وہ رقم سود کے ساتھ وصول کرتا ہے اور یہ ساری کارروائی بینک جا کر نہیں ہوتی بلکہ ڈیلر کے شوروم ہی میں ایک ٹیبل بینک والے کا ہوتا ہے اور وہیں سے یہ سب کام انجام دیا جاتا ہے، جو لوگ سارے معاملہ کے اندر کی تفصیلات سے واقف ہوتے ہیں وہ اس حقیقت کو جانتے ہیں، اور جو لوگ اس کاغذی کارروائی کی اندرونی تفصیلات سے واقف نہیں ہوتے ان کو پتہ نہیں چل پاتا اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ۰٪ بیاج (سود) سے گاڑی خریدی، اور پھر مفتیان کرام سے اسی طرح سوال کرتے ہیں کہ ۰٪ بیاج (سود) سے گاڑی خریدنا درست ہے کہ نہیں؟ مفتی کے سامنے جب یہ بات رکھی جاتی ہے کہ بیاج (سود) ہے ہی نہیں تو پھر وہ جائز ہونے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کا فتویٰ دیتے ہیں؛ اس لیے آپ نے سوال میں جو صورتیں لکھی ہیں اس میں آپ یہ دیکھ لیجیے کہ معاملات کے اندر میں کوئی ایسی صورت تو نہیں جس کے نتیجہ میں بینک نے گاہک کی طرف سے ڈیلر کو قیمت ادا کی ہو اور بعد میں چل کر اپنی رقم زیادتی کے ساتھ وصول کر رہا ہو، اگر ایسا ہے تو سودی معاملہ ہونے کی وجہ سے یہ جائز نہیں، چاہے اس کو کوئی سا بھی نام دیا جائے۔

اوپر جواب میں جو تین صورتیں لکھی ہیں، اس میں دوسری صورت جس میں بینک کو بیچنے والا بتلایا گیا ہے وہ ایک حکم بتلانے کی غرض سے ہے ورنہ جیسا کہ ہمارے علم میں ہے بینک خود خرید وفرخت کا معاملہ قانونی طور پر نہیں کر سکتا ہے۔

املاہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۷/۹/۱۴۲۷ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

مشترکہ ملکیت میں بیع اور وصیت

سوال: کریم محمد ابن ولی محمد نے اپنی زمین اور گھر اپنی حیات ہی میں اپنے حقیقی بھائی محمد یوسف ابن ولی محمد کو کورٹ سے لکھوا کر دیدی، اس لیے کہ کریم محمد کو کوئی اولاد وغیرہ نہ تھی، نہ لڑکا، نہ لڑکی، اور کریم محمد نے بھائی سے کہا کہ زمین اور گھر میری حیات میں میرے پاس رہیں گے، اور میرے مرنے کے بعد تم لے لینا، کچھ عرصہ کے بعد کریم محمد بھائی کا انتقال ہو گیا، تو ان کی بیوی دینے کے لیے تیار نہ تھی؛ بلکہ ضائع کرنے کی کوشش کر رہی تھی، اور اس میں دو فریق ہو گئے، ایک ان کی بیوی کی طرف، ان کی بیوی کا نام نوری ہے، تو نوری بہن کا فریق اس بات کی کوشش کر رہا ہے کہ ان کے بھائی یوسف کو کچھ نہ ملے، اور ان کا بھائی یوسف اور ان کا فریق اس بات کی کوشش کر رہے تھے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کہ مجھے میرے بھائی نے اپنی زندگی میں دیا ہے؛ لہٰذا مجھے ملنا چاہئے، اور یوسف بھائی نے کورٹ میں مقدمہ کیا کہ میں اس کا بھائی ہوں، اور ہماری شریعت کے اعتبار سے میں وارث ہوں؛ لہٰذا مجھے حق ملنا چاہئے جو میرا ہے، یہ لڑائی مسلسل دو سال چلتی رہی، کوئی نتیجہ نہیں نکلا، دو سال کے بعد اس بات پر صلح ہوئی کہ شرعی اعتبار سے کریم محمد بھائی کی ملکیت وارثوں میں تقسیم کی جائے، تو یہ طے ہوا کہ شرعی اعتبار سے یوسف بھائی کے آٹھ آنی حصہ ان کے بھائی کی ملکیت میں سے ہے، اور چار آنی کریم محمد بھائی کی بیوی، اور چار آنی کریم محمد اور یوسف بھائی دونوں کی ایک بہن ہے جن کا نام رتن ہے ان کی؛ لیکن اس وقت بھی صلح کرنے والے لوگوں میں یہ بات طے ہوئی کہ ابھی بارہ آنی وارثوں کو دے دیں گے تو چار آنی ملکیت میں نوری بہن کا گذارا ہونا مشکل ہے؛ لہٰذا نوری بہن کے مرنے کے بعد اس طرح حصے کئے جائیں؛ بلکہ نوری بہن کے دیور سے لوگوں نے کہا کہ یوسف بھائی! ابھی آپ کی آٹھ آنی اپنی بھابھی نوری بہن کے پاس رہنے دو، چار آنی پر ان کا گذارا نہیں ہوگا، اور آپ کی بھابھی کے انتقال کے بعد آپ کی آٹھ آنی حصہ ہم دے دیں گے، تو یوسف بھائی نے کہا کہ ٹھیک ہے۔

اس کے بعد تین سال گذرے اور نوری بہن نے اپنی موت سے چھ ماہ پہلے پوری زمین احمد بھائی کو بیچ دی، اور خریدار احمد بھائی نے وہ کاغذات، یعنی دستاویز کسی کو ظاہر نہیں کئے، اور جب نوری بہن کا انتقال ہوا تو اس کے بعد پتہ چلا کہ نوری بہن نے زمین احمد بھائی کو بیچ دی ہے، تو پھر میں احمد بھائی سے ملا اور کہا کہ بھائی آٹھ آنی ملکیت کے ہم وارث ہیں، اور وہ آٹھ آنی نہ تو ان کو بیچنے کا حق تھا، اور نہ تم کو خریدنے کا کوئی حق تھا، ہماری آٹھ آنی ہم نے ان کو موت تک استعمال کے لیے دی تھی، تو احمد

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

بھائی نے کہا کہ نوری بہن نے مجھے بیچی ہے اور میں نے خریدی ہے، اور دستاویز بھی ہو چکا ہے، چھوڑنے کے لیے تیار نہیں تھا؛ چوں کہ نیت خراب تھی، دو لاکھ کی ملکیت بیس ہزار میں خریدی تھی، اور بیس ہزار بھی ابھی دیے نہیں، اور نوری بہن مرگئی، پھر ہم نے پوری زمین احمد بھائی سے کورٹ کی مدد لے کر چھڑائی، اور اس میں پچیس ہزار روپے خرچ ہوا، اور یہ خرچہ نوری بہن نے ہمارے حصہ کی ملکیت بیچ دی جس کے نتیجہ میں ہوا، تو اس صورت میں نوری بہن کے چار آنی حصہ میں سے ہم خرچ لے سکتے ہیں؟ اور اگر لے سکتے ہیں تو کتنا لے سکتے ہیں؟ اور اس سے پہلے کہ جہاں پر صلح ہوئی وہاں تک تیس ہزار خرچہ ہوا وہ بھی ہمارے حق کے طلب میں ہی ہوا ہے، تو اس صورت میں شریعت خرچ لینے کی اجازت نوری بہن کے حصہ میں سے دیتی ہے یا نہیں؟

تنقیح:

احمد بھائی نوری بہن کے انتقال کے بعد دعویٰ کرتے ہیں کہ میں نے یہ زمین نوری بہن سے خریدی تھی، تو وضاحت طلب یہ ہے کہ اس خریداری کا کوئی شرعی ثبوت احمد بھائی کے پاس موجود ہے؟ نیز کیا احمد بھائی کو یہ نہیں معلوم تھا کہ یہ پوری زمین نوری بہن کی ملک نہیں ہے؛ بلکہ اس میں دیگر ورثاء کا حصہ ہے؟ آپ سوال میں ان دونوں امور کی وضاحت فرمائیں اس کے بعد ہی آپ کے سوال کا جواب دیا جا سکے گا۔

جوابِ تنقیح:

نوری بہن نے ایک گھر اور زمین جس میں ان کا چوتھائی حصہ تھا اور تین چوتھائی دوسرے کے تھے، اولاً انھوں نے مرنے سے تین سال پہلے مدرسہ کے لیے اپنے حصہ کے وقف کی وصیت کی تھی کہ میرے مرنے کے بعد اس گھر اور زمین کو مدرسہ میں

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

وقف دینا، پھر انھوں نے اپنے انتقال سے چھ ماہ پہلے حالت صحت وہوش میں اپنے حصہ کی اور دوسروں کے حصہ کی، یعنی پوری زمین ایک آدمی کے ہاتھ بیچ دی، اور اس مشتری کا پہلے ہی سے قبضہ تھا، وہی اس زمین کو جوتتا تھا، اور مشتری نے پیسے ادا نہیں کئے اور نوری بہن کا انتقال ہو گیا، پھر وہ پوری زمین دوسرے حصہ داروں نے کسی اور شخص کو بیچ دی، اب نوری بہن کے حصہ کی رقم مدرسہ میں وقف کے طور پر اس سے چھوڑا کر دی جاوے یا خریدار کو دی جاوے یا نوری بہن کے وارثوں کو دی جائے؟ شریعت میں اس کا جو بھی حکم ہو اس سے ہمیں آگاہ فرمادیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

نوری بہن نے اپنے انتقال سے پہلے جو بیچنے کا معاملہ کیا ہے، اگر اس کا شرعی ثبوت موجود ہے، تو نوری بہن کے حصہ میں بیع درست ہوئی، اور وفات سے پہلے شئے موصیٰ بہ موصی کی ملک سے نکل چکنے کی وجہ سے وصیت باطل ہوگئی، اور دیگر شرکاء کے لیے اتنی زمین کا مشتری کی اجازت کے بغیر کسی اور شخص کو بیچنا درست نہیں ہے، اتنے حصہ کا مالک وہی مشتری ہے جس نے نوری بہن کے پاس سے اس زمین کو خریدا تھا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۴/ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۹ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

سوال: بعدہٗ عرض کہ آپ نے اس فتوے میں دو باتوں کی وضاحت چاہی تھی دونوں باتوں کی وضاحت حسبِ ذیل ہے:

پہلی بات آپ نے یہ پوچھی کہ جس کے ہاتھ نوری بائی نے زمین بیچی ہے اس کا

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ثبوت کورٹ کے اعتبار سے دستاویز ہے، یعنی ایگریمینٹ ہے، اور دوسری بات وضاحت طلب یہ تھی کہ وہ خریدنے والا یعنی مشتری جانتا تھا کہ اس زمین میں دوسرے شرکاء کا حق ہے مکمل طور پر اس کو اس مذکورہ بات کا علم تھا یہ دو باتیں مکمل ہوگئیں، مزید ایک اور وضاحت آپ کے سامنے آجائے اس کی تفصیل نیچے ہے:

احمد بھائی سے زمین چھڑانے کے سلسلہ میں تیس ہزار روپیہ خرچ ہوا ہے، اس میں سے تیرہ ہزار روپیہ احمد بھائی نے نقد، دوسرے ورثاء کے پاس سے لیے، اس بات پر کہ میرا جو خرچہ ہوا ہے یعنی دستاویز کا، اور وکیل کو روکنے کا جو خرچہ ہوا ہے، آپ سب ورثاء مجھ کو خرچہ دیدو تو میں زمین واپس کردوں اور میں اپنا قبضہ زمین پر سے چھوڑ دوں اور تمھارے حوالہ کردوں، اور ان کا خرچہ جو ہوا ہے وہ تیرہ ہزار روپیہ ہے؛ چناں چہ ورثاء نے مل کر تیرہ ہزار روپیہ دیدئے اور زمین قبضہ میں لے لی۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

آپ کی وضاحت سے یہ بات صاف ہوگئی کہ بوقت شراء احمد بھائی کو یہ معلوم تھا کہ اس خریدی جانے والی ملکیت میں دیگر ورثاء کا حصہ ہے، اس کے باوجود اس نے یہ معاملہ کیا اور بعد میں اس نے اپنا قبضۂ غاصبانہ باقی رکھا، اور اس کو چھڑانے کے لیے ورثاء کو مصارف برداشت کرنا پڑے تو اب یہ مصارف احمد بھائی کے پاس سے وصول کرنا جائز ہے۔ (امداد الفتاویٰ ۳/ ۱۲۳)

بلکہ احمد بھائی نے ورثاء سے جو تیرہ ہزار وصول کئے ان کا لینا احمد بھائی کے لیے کسی صورت میں جائز نہیں تھا، صریح حرام ہے، احمد بھائی کو چاہئے کہ وہ تیرہ ہزار واپس کریں، رہا نوری بہن کا چوتھائی حصہ اور ان کا بیچنا تو اگر چہ نوری بہن نے دیگر

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ورثاء کا حصہ احمد بھائی کے ہاتھ بیچا، وہ درست نہیں تھا؛ لیکن نوری بہن کی حیثیت زیادہ سے زیادہ متسبب کی ہے جب کہ احمد بھائی مباشر ہیں، اس لیے ساری ذمہ داری احمد بھائی پر عائد ہوتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۸/ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۹ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

فسخ بیع کا معاوضہ لینا

سوال: ایک شخص نے ۸۳/ ہزار روپئے میں ایک مکان کا سودا کیا، اور کچھ رقم یعنی ایک ہزار نقد دے کر بیع کو پایۂ تکمیل کر دیا، بقیہ رقم ۸۲/ ہزار تین ماہ کا وعدہ کیا، مکان کا قبضہ بھی بقیہ رقم کی ادائیگی کے وقت طے ہوا، وقت مقررہ پر مشتری نے اس سودے کو فسخ کرنے کا کہا، بائع نے انکار کیا، تو مشتری نے بائع کو پانچ ہزار روپئے دے کر بیع فسخ کی، تو یہ پانچ ہزار روپئے بائع کو لینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

بائع کے لیے پانچ ہزار کی یہ رقم لینا جائز نہیں ہے۔

وتصح بمثل الثمن الأول وشرط الأكثر أو الأقل بلا تعيّب وجنس آخر لغو ولزمه الثمن الأول. (كنز الدقائق)

قال الإتقاني: وفي شرط الزيادة والنقصان والجنس الآخر بطل الشرط، ولم تبطل الاقالة؛ لأنها لا تبطل بالشروط الفاسدة الخ (حاشية الشلبي على الزيلعي شرح الكنز: ٤/ ٧١) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

مقررہ وقت گزر جانے پر ثمن مع سود دینے کی شرط لگانا

سوال: کپڑے کی منڈی میں خود منڈی والوں کے کچھ اصول ہوتے ہیں چوں کہ علی العموم کاروباری غیر مسلم ہوتے ہیں؛ اس لیے اصول بھی ان لوگوں کے بنائے ہوئے ہوتے ہیں جو بسا اوقات ہماری شریعت کے خلاف ہوتے ہیں، اب اگر ہم ان کے خلاف کریں تو ہمیں منڈی سے نکال دیا جائے گا اور منڈی میں ہم سے کوئی معاملہ نہ کرے گا مثلاً جب ہم مال خریدتے ہیں تو قیمت ادا کرنے میں ایک ماہ کی مہلت ملتی ہے، اب اگر ایک ماہ کے اندر اندر ادا کر دیں تو کوئی سود نہیں لگایا جاتا؛ لیکن اگر کسی وجہ سے خواہ کیسی ہی شدید مجبوری کیوں نہ ہو کچھ دن مہینہ کے اوپر گزر گئے تو سود دینا پڑتا ہے اور اگر سود نہ دیں تو دوسری بار ہم سے کوئی تاجر معاملہ کرنے پر تیار نہیں ہوتا تو کیا اس طرح کی شرائط کے ساتھ بہ مجبوری خرید و فروخت کر سکتے ہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اگر عقد بیع میں ایسی شرط رکھی گئی ہے تو یہ معاملہ یقیناً سودی ہوگا، اور اگر عقد میں ایسی شرط نہیں ہے تو معاملہ درست ہے، اس کے بعد اگر وہ زائد وصول کرتا ہے تو یہ ظلم ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

بلڈر کو دی ہوئی رقم سے زائد وصول کرنا حرام ہے

سوال: بمبئی میں ایک آدمی بلڈنگیں بنوا کر فلیٹ فروخت کرتا ہے، دس سال

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

پہلے اس نے اعلان کیا تھا کہ میں کئی بلڈنگیں بنانے والا ہوں جس کو بھی فلیٹ بک کرانا ہو وہ کرائے اور فلیٹ کے روپیے قسط وار ادا کرنے ہوں گے، یہ اعلان سن کر کئی لوگوں نے روپیے جمع کروا کر فلیٹ بک کرائے؛ البتہ بلڈر نے جتنی بلڈنگیں بنانے کا وعدہ کیا تھا وہ سرکاری پریشانی یا کسی اور وجہ سے بنا نہ پایا اور لوگ تو برابر قسط وار رقم جمع کروا رہے تھے، اب ان رقم جمع کروانے والوں میں سے بعض کو بلڈر نے اگریمینٹ دیے تھے اور بعض کو نہیں دیے تھے، اب آج دس سال کے بعد وہ اعلان کر رہا ہے کہ میں فلیٹ نہ دے سکوں گا؛ لہٰذا جنھوں نے اب تک رقم جمع کروائی ہے وہ اپنی رقم لے جائیں، اور جن کو میں نے اگریمنٹ دیے ہیں ان کو دی ہوئی رقم سے زائد دوں گا اور جن کو اگریمنٹ نہیں دیے ہیں ان کو اتنی ہی رقم دوں گا جتنی کہ انھوں نے جمع کروائی ہے، اب یہ لوگ احتجاج کر رہے ہیں کہ اگریمنٹ نہیں دیا تو یہ قصور بلڈر کا ہے ہمیں بھی زائد رقم چاہیے، مختصر سوال یہ کہ جب فلیٹ بک کرایا تھا تب اس کی قیمت دو لاکھ تھی اور آج دس سال کے بعد چار لاکھ ہے، اب بلڈر کسی وجہ سے فلیٹ نہ دے سکا تو دو لاکھ کے بجائے چار لاکھ دے رہا ہے، تو کیا یہ دو لاکھ زائد لینا جائز ہے؟ جب کہ خریدنے والے کو یہ بھی پتہ نہ تھا کہ فلیٹ کہاں ملنے والا تھا۔

الجواب : حامداً و مصلیاً و مسلماً

جتنی رقم بلڈنگ بنانے والے کو دی تھی اس سے زیادہ رقم اس سے وصول کرنا حرام ہے، چاہے اگریمنٹ ہوا ہو یا نہ ہوا ہو، یہ زائد رقم سود شمار ہوگی، اور حدیث میں سود لینے اور دینے والے پر لعنت آئی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

حرام ثمن والے مشتری کے ساتھ خرید وفروخت

سوال: ایک شخص کاروبار کرتا ہے، اس کے یہاں مشتری ہر قسم کے آتے ہیں، حلال کمائی والے بھی اور حرام کمائی والے، اور بائع کو یہ معلوم ہے کہ اس مشتری کی کمائی حرام ہے تو کیا اپنا یہ مال حرام ثمن والے مشتری کو فروخت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اور آج کل تو یہ بہت ہی ہوتا ہے، اور اگر مشتری کافر ہے ان کے یہاں تو ہر قسم کی رقم کو صحیح سمجھتے ہیں، اگر ہم اس طرح سے خرید وفروخت کرنے جاتے ہیں تو بہت ہی مشکل ہو جاتا ہے۔ فتاوی رشیدیہ کتاب البیوع ۴۲۳ میں اس طرح کی بیع کو ناجائز قرار دیا ہے، اور ایسے ثمن کے استعمال کرنے کو بھی ناجائز قرار دیا ہے؛ مگر اس کے حلال کے دو حیلے لکھے ہیں جو بندہ کو برابر سمجھ میں نہیں آئے، آپ اس سوال کا جواب مفصل عنایت فرمائیں، مشکور ہوں گا۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اگر کسی کا غالب مال یا تمام مال حرام ہے تو اپنی حلال شئ کو اس کے حرام مال کے عوض فروخت کرنا جائز نہیں ہے؛ البتہ کافر کے ہاتھوں فروخت کرنا درست ہے۔ امداد الفتاوی ۳/ ۲۴ میں ہے کہ جو شئ اول کے لیے باصلہ حلال ہوگی، بعدہ کسی عارض کی وجہ سے اس میں کراہت پیدا ہو جائے وہ دوسرے کے لیے حلال ہوگی، اور چوں کہ دوسری جگہ وہ عارض نہیں ہے، اس لیے وہ خبث عارضی بھی نہ ہوگا اور بیوع فاسدہ میں یہی مقصد ہے، اور جو اول کے لیے باصلہ حرام ہو وہ حرمت برابر متعدی رہے گی، جیسے بیوع باطلہ اور ربا اور رشوت۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

قیل: الخلط أو بعد الخلط بشرط الاکثریة اھ

فتاوی رشیدیہ میں دو حیلے تو نہیں ملے؛ البتہ ایک ملا، اس سلسلہ میں درمختار اور شامی کی عبارت پیش کرتا ہوں جو انشاء اللہ سمجھ میں آجاوے گی۔

اکتسب حراماً، فاشتری به أو بالدراھم المغصوبة شیئاً، قال الکرخي: إن نقد قبل البیع، تصدق بالربح؛ وإلا لا، وھذا قیاس، وقال أبوبکر: کلاھما سواء ولایطیب له، وکذا لو اشتری ولم یقل بھذا الدراھم وأعطی من الدراھم.(درمختار) (قوله: اکتسب حراما الخ) توضیح المسئلة مافي التاتارخانیة حیث قال: رجل اکتسب مالا من حرام ثم اشتری، فھذا علی خمسة أوجه: إما إن دفع تلك الدراھم إلی البائع أولا، ثم اشتری منه بھا، أو اشتری قبل الدفع بھا ودفعھا، أو اشتری قبل الدفع بھا ودفع غیرھا، أو اشتری مطلقا ودفع تلك الدراھم، أو اشتری بدراھم اخر ودفع تلك الدراھم قال ابونصر: یطیب له، ولا یجب علیه أن یتصدق إلا في الوجه الأول، وإلیه ذھب الفقیه أبو اللیث؛ لکن ھذا خلاف ظاھر الروایة؛ فإنه نص في الجامع الصغیر: إذا غصب ألفا، فاشتری بھا جاریة، وباعھا بألفین، تصدق بالربح وقال الکرخي: في الوجه الأول والثاني لا یطیب، وفي الثلاث الأخیر یطیب وقال أبوبکر: لایطیب في الکل؛ لکن الفتوی الآن علی قول الکرخي دفعا للحرج عن الناس اھ وفي الولوالجیة: و قال بعضھم لا یطیب في الوجوه کلھا، وھو المختار؛ لکن الفتوی الیوم علی قول الکرخي دفعا للحرج لکثرة الحرام اھ وعلی ھذا مشی المصنف في کتاب الغصب تبعا للدرر وغیرھا. (شامی ۴/ ۲۴۴)

عبارت بالا میں جس صورت پر خط کھینچ دیا ہے، فتاوی رشیدیہ میں اسی صورت کی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

طرف اشارہ ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۹/ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۲ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

ناجائز کمائی والے سے تعمیر کا اگریمنٹ ہو چکا اب کیا کرے؟

سوال: میرا ایک تین منزلہ گیسٹ ہاؤس ہے، اور اب تک ہم یہ گیسٹ ہاؤس بالکل شرعی طریقے سے سے چلارہے ہیں، اب غور طلب بات یہ ہے کہ ہم اس تین منزلہ گیسٹ ہاؤس کو مزید تین منزلہ بڑھانے والے تھے اور سارے سرکاری اور غیر سرکاری کاغذات مکمل ہو چکے تھے؛ مگر ہماری ہوٹل کے نیچے دو دکانیں ہیں: ایک ہماری ذاتی اور دوسری ایک مسلمان کی جس میں لڑکیوں کا ناچ اور شراب کا کاروبار ہوتا ہے، چوں کہ ہماری ہوٹل کا ستون (جس پر تین منزلہ مزید عمارت تعمیر کرنی تھی) ان کی دکان کے سامنے آرہا تھا، جب ان کو یہ بات معلوم ہوئی تو انہوں نے کہا کہ ہم ایسا کرتے ہیں کہ ہم دونوں مل کر پرانی تین منزلہ ہوٹل گرادیتے ہیں بشمول میری دکان کے اور ہم نئے سرے سے چھ منزلہ ہوٹل تعمیر کریں گے جس میں دو تہہ خانہ بھی ہوں گے؛ بشرطیکہ میرے حصے کے بقدر ایک تہہ خانہ اور اتنا ہی پہلے منزلہ پر حصہ لوں گا اور تعمیر کا کل خرچ میں برداشت کروں گا (جس کا حساب دو کروڑ ستر لاکھ بنتا ہے) اب ہم سے غلطی یہ ہوگئی کہ ہم نے اس سے معاہدہ کرلیا، اور سارے کاغذات مکمل ہو گئے اور انہوں نے بیعانہ بیس لاکھ روپئے بہ شکلِ چیک دیا ہے، اور آئندہ بھی بقیہ رقم بہ شکلِ چیک ہمارے کھاتے میں جمع ہوگی، اب ہماری سمجھ میں یہ بات آئی کہ اس کا پیسہ غلط ہے، اب اگر

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہم معاہدہ منسوخ کرتے ہیں تو ہماری جگہ بھی ہمارے ہاتھوں سے نکل جائے گی؛ اس لیے کہ اگریمنٹ بن چکا ہے، معاملہ عدالت میں جائے گا اور مزید پیچیدہ ہو جائے گا، نہ ہم ہوٹل بنا سکیں گے اور نہ چلا سکیں گے، اب صورتِ مسئولہ میں ہم کیا کریں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اگر اس کی کمائی جیسا کہ آپ نے سوال میں تحریر فرمایا ہے ناجائز طریقہ سے حاصل شدہ ہے تو اب آپ کے لیے اس رقم کو تعمیر میں استعمال کرنا درست نہیں، وہ آدمی اگر کسی غیر مسلم سے قرض لے کر رقم آپ کو دے تو اس سے تعمیر کی جا سکتی ہے، بعد میں وہ اس غیر مسلم کا قرض اپنی رقم سے ادا کر دے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۰ / رجب المرجب ۱۴۲۶ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

غلہ کی تجارت کا ایک طریقہ

سوال: ہمارے اس علاقہ میں ایک طریقہ تجارت کا ایجاد ہوا ہے، جس کی صورت یہ ہے کہ اناج کے تاجر یعنی کہ دلال سے کسی اناج کا سودا کیا جاتا ہے، جب کہ اناج کی سیزن ہو اور اس کے بھاؤ کم ہوتے ہیں، اور سیزن گذرنے کے بعد اس اناج کے بھاؤ بڑھنے کی امید اور توقع ہوتی ہے، اب سیزن میں مثلاً ۵۰ / بوری گیہوں کا سودا ہو گیا اور مشتری نے خرید کر قبضہ بھی کر لیا، اب تین چار مہینے یعنی جب تک اس اناج کی قیمت اور بھاؤ نہ بڑھے وہاں تک اس اناج کی ذخیرہ اندوزی اس دلال کے یہاں کی جاتی ہے؛ لیکن اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ دلال اور تاجر یہ کہتا ہے کہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

تمہارا یہ متعین اناج ہے، وہی اناج باقی نہیں رہے گا؛ بلکہ تم کو جس وقت اپنا اناج چاہئے اس وقت اسی جنس کا اناج مل جائے گا، تو کیا یہ مذکورہ صورت شرعی اعتبار سے درست ہے یا نہیں؟ کیا بعد القبض مبیع میں تبدل جائز ہے یا نہیں؟

یہاں ایک مفتی صاحب سے دریافت کرنے پر انہوں نے فرمایا کہ یہ اناج تاجر دلال کو بطور قرض دیا جائے اور پھر جب ضرورت ہو اس وقت اپنا قرض واپس لیا جائے، اس سے جواز کی گنجائش ہے؛ مگر اس میں بندہ کو شرح صدر نہیں ہوا؛ کیوں کہ قرض میں مقروض کے لیے ضروری ہے کہ شئ مقروض جتنی مقدار میں لی ہے اتنی ہی مقدار واپس کرے، اور صورت مذکورہ میں دلالوں اور تاجروں کا عام تجارت کا طریقہ یہ ہے کہ واپس دیتے وقت وہ فی من ۵۰۰/ گرام اناج وضع کر کے واپس دیتے ہیں، اور اسی کے ساتھ جو مال اپنی بوریوں میں لیتے ہیں ان بوریوں کا کرایہ بھی وضع کرتے ہیں، تو کیا تجارت کا مذکورہ طریقہ درست ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

مفتی صاحب نے صورت جواز کی بتلائی ہے، وہ بھی ایک صورت اس معاملہ کو درست کرنے کی ممکن ہے؛ البتہ آپ کا اشکال بھی درست ہے۔ "الأقراض تقضیٰ بأمثالها" یہ فقہ کا مسلمہ اصول ہے، اس لیے فی من پانچ سو گرام وضع کرنا جائز نہیں؛ نیز بوریوں کا کرایہ بھی وصول کرنا درست نہیں، اس لیے کہ جب قرض قرار دیا تو گویا دلال نے بوریاں اپنے استعمال میں لیں جس کا کرایہ دوسرے سے لینا جائز نہیں ہے، اگر بوریوں کا کرایہ وصول کرنا ہو تو تبدل جائز نہ ہوگا؛ نیز اس صورت میں بھی پانچ سو

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

گرام کا وضع کرنا جائز نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۸/ شعبان المعظم ۱۴۱۲ھ

بیع فسخ ہونے کی صورت میں مبیع کے بیچنے کی شرط لگانا

سوال: ایک معاملہ وقوع پذیر ہوا ہے، جس کی تفصیل یہ ہے کہ ایک شخص نے چند فلیٹ کا سودا کیا اس شرط پر کہ ثمن کی ادائیگی قسط وار ہوگی، اس کے بعد مشتری نے حسبِ شرط ثمن قسطا قسطا ۷۰/ فیصد کے قریب ادا کر دیا، پھر کسی وجہ سے عقد کو فسخ کرنے کی نوبت آئی، بائع بھی فسخ کرنے پر راضی ہو گیا اور عقد کو فسخ کر دیا گیا، مشتری نے ۲/ سال تک اپنے ادا کردہ ثمن کا مطالبہ نہیں کیا، یہ سمجھ کر کہ ایک ساتھ اتنی رقم نکالنا مشکل ہے، جب دو سال کے بعد مطالبہ کیا تو بائع کہتا ہے کہ میں نے عقد اس شرط پر فسخ کیا تھا کہ فلیٹ بیچنے کی ذمہ داری تمہاری ہوگی؛ حالاں کہ فی الواقع ایسی کوئی شرط بین المتعاقدین نہیں ہوئی تھی، مشتری نے دفعِ نزاع کے لیے بائع کی بات پر عمل کرتے ہوئے ۳/ خریدار تعاقباً پیش کئے، تینوں کو بائع نے کسی نہ کسی بہانہ سے انکار کر دیا، کسی کو اصل قیمت سے زائد قیمت بتلائی اس لیے اس نے نہیں لیا، کسی کو فاسق و فاجر سمجھ کر رد کر دیا، غرض یہ کہ تینوں خریدار جو مشتری نے پیش کئے تھے ان کو اپنا فلیٹ بیچا نہیں، اور جب ثمن کا مطالبہ کیا جاتا ہے تو وہ ٹال مٹول کرتا ہے، اکتا کر اور بیزار ہو کر مشتری نے ایک روز بائع سے مسجد میں گفتگو کی اس حال میں کہ بائع کا ایک رفیق اور ساتھی جو عالم بھی ہے موجود تھا کہ ہماری رقم آپ کے پاس ہے، اور آپ ادا نہیں کرتے، ٹال مٹول کرتے ہیں، یہ دین اور شریعت کے خلاف ہے، اس پر بائع نے کہا کہ دین

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اتنا سستا نہیں جس کو میں چار یا پانچ لاکھ روپیوں میں درمیان میں لاؤں، اس سلسلہ میں گفتگو ہو رہی تھی کہ اس عالم نے جو اس معاملہ کی نوعیت سے پورا واقف ہے، بات دبانے کے لیے اور کاٹنے کے لیے یہ کہا کہ چلو ہم مفتی صاحب سے پوچھ لیں گے، خیر یہ بات ہوئی اور بائع نے اب تک ثمن واپس نہیں کیا ہے، اور اب بائع نے وہ فلیٹ کسی اور کو کرایہ پر دیا ہے، اس معاملہ میں حسبِ ذیل سوالات مطلوب ہیں:

① یہ شرط لگانا کہ فلیٹ بیچنے کی ذمہ داری مشتری کی ہوگی، فی الواقع یہ شرط تو نہیں طے پائی تھی؛ مگر بائع کی بات مانتے ہوئے بالفرض ہم تسلیم کر بھی لیں تو کیا یہ شرط لگانا صحیح ہے؟

② خصوصاً یہ سوال کرنا ہے کہ ایسے شخص کا کیا حکم ہے جو یوں کہے کہ دین اتنا سستا نہیں جس کو ہم چار یا پانچ لاکھ روپیوں میں لے آئیں، بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص معاملات میں دین کا دخل مانتا ہی نہیں، کیا اس جملہ سے اس کے ایمان پر اثر پڑے گا؟

③ ایسے عالم کا کیا حکم ہے جو اچھی طرح جانتا ہے کہ میرا ساتھی جو ٹال مٹول کر رہا ہے وہ غلط ہے، اسی طرح اس نے یہ کہا کہ دین اتنا سستا نہیں یہ بھی ٹھیک نہیں، اس کے باوجود اپنے ساتھی کو سمجھانے اور نصیحت کرنے کے بجائے اپنے سامنے والے کی بات کو کاٹتے ہوئے یہ کہے کہ اپنے مفتی صاحب کو پوچھ لیں گے؛ حالاں کہ انہوں نے اب تک پوچھا نہیں ہے۔

④ بائع نے جو فلیٹ اجرت پر دیا ہے؛ حالاں کہ اس میں ۷۰/ فیصد مالکی مشتری کی ہے، اس فلیٹ کی اجرت کا مستحق کون ہوگا؟ بائع یا مشتری یا دونوں؟ اگر دونوں

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہیں تو پھر طریقۂ تقسیم کیا ہوگا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

① ایسی شرط اگر لگائی بھی گئی ہے تو وہ شرطِ فاسد ہے، جس کی وجہ سے اصل معاملہ پر کوئی اثر نہیں پڑے گا، اور بائع کو چاہئے کہ جو رقم مشتری نے ادا کی تھی وہ فوراً مشتری کو واپس کرے، بائع کا اس رقم کی واپسی میں ٹال مٹول کرنا اور تاخیر کرنا جائز نہیں ہے، جس وقت دونوں سودا فسخ کر رہے تھے اس وقت بھی اگر بائع نے شرط لگائی ہوتی کہ میں رقم فوراً نہیں دوں گا؛ بلکہ تھوڑی تھوڑی کر کے دوں گا یا اتنی مدت کے بعد دوں گا تب بھی اس کے لیے ضروری ہوتا کہ رقم فوراً واپس کرتا؛ چہ جائیکہ ایسی شرط بھی نہیں کی ہے، اور مشتری نے اپنی شرافت ومروت سے از خود دو سال تک رقم کا مطالبہ نہیں کیا، بائع کا یہ رویہ یقیناً ناجائز اور لائقِ ملامت ہے۔

وثمر هذا الاختلاف إذا تقايلا ولم يسميا الثمن الأول أو سميا زيادة على الثمن الأول، أو سميا جنساً آخر سوى الجنس الأول قل أو كثر أو أجلا الثمن الأول فالإقالة على الثمن الأول فى قول أبي حنيفة، وتسمية الزيادة والنقصان والأجل والجنس الآخر باطلة سواء كانت الإقالة قبل القبض أو بعدها، والمبيع منقول أو غير منقول؛ لأنها فسخ فى حق المتعاقدين والفسخ رفع العقد الخ (بدائع الصنائع٥/ ٣٠٦) (إلى أن قال) لأن اطلاق تسمية هذه الأشياء لا يؤثر في الإقالة؛ لأن الإقالة لا تبطلها الشروط الفاسدة. (بدائع٥ /٣٠٦)

② بائع ہی سے اس جملہ کا مطلب معلوم کیا جائے، اس کے بعد ہی حکمِ شرعی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

بتلایا جاسکتا ہے۔

③ اگر عالم صاحب کا مقصد بائع ومشتری کے درمیان ہونے والے نزاع اور جھگڑے کو ختم کرنا ہے، اور آگے بڑھنے سے روکنا ہے تو ان پر کوئی ملامت نہیں ہے؛ نیز ''اپنے مفتی صاحب کو پوچھ لیں گے'' بول کر عموماً یہ مراد ہوتی ہے کہ آپ حضرات مفتی صاحب سے پوچھ کر نزاع کا فیصلہ کیجئے، یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ عالم صاحب خود مفتی صاحب سے دریافت کریں گے؛ بہر حال اس معاملہ میں عالم کو الجھانا اور الزام دینا مناسب نہیں ہے۔

④ جب سودا فسخ ہو چکا تو اب فلیٹ پر مشتری کی ملکیت نہیں رہی؛ بلکہ وہ بائع کی ملکیت میں چلا گیا، اس لیے اجرت کا مالک مشتری نہیں ہے؛ بلکہ بائع ہی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۷/ ربیع الثانی ۱۴۱۸ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

بیع فاسد کے ثمن کو قرض میں شمار نہیں کرسکتے

سوال: رمضان سے قبل ہم نے اپنے استعمال کے لیے لوہا خریدا ہے، جس وقت خریدا اس وقت دام مقرر کرلیا تھا، اور ابھی تک مال کی ڈیلیوری نہیں لی ہے، ڈیلیوری دس شوال کو لینے کی شرط ہے، اور دس شوال کو ہم ڈیلیوری لینے والے ہیں، سودا کرنے کے بعد اسی وقت ہم نے پانچ ہزار روپئے دئے تھے، جو مال کی کل قیمت میں شمار کیا جائے گا جو چالیس ہزار کے قریب ہوں گے، تو یکم شوال کو جو یہ مال لینے کا باقی ہے اس

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کی قیمت قرض میں شمار کی جائے گی یا نہیں؟ اور پانچ ہزار روپئے جو ہم نے پہلے سے دیے ہیں، اس کے لیے کیا مسئلہ ہوگا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اس شرط کے ساتھ جو بیع ہوئی وہ فاسد ہے، اس لیے کہ مبیع کو مؤجل رکھنا بیع سلم ہے، اور بیع سلم میں ثمن عاقدین کے جدا ہونے سے پہلے ادا کرنا ضروری ہے، جو یہاں پایا نہیں گیا، جب بیع فاسد ہوئی تو آپ پر نفسِ عقد کی وجہ سے ثمن واجب نہیں ہوا، اس لیے آپ اس مقدار رقم کو قرض میں شمار نہیں کر سکتے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۶/شوال ۱۴۰۸ھ

علاقہ میں مال سپلائی کا حق فروخت کرنا

سوال: عام طور سے شہروں میں عرف چلا ہے کہ ایک مخصوص علاقہ میں ایک متعین شخص کے لیے حق حاصل ہوتا ہے کہ وہی شخص اس علاقہ میں اپنا مال تجارت سپلائی کر سکتا ہے، کسی دوسرے شخص کو اس علاقے میں مال تجارت فروخت کرنے کا حق حاصل نہیں ہے، اب دوسرا شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کا یہ حق تجارت اس سے خرید کر خود اس علاقے میں اپنا مال تجارت سپلائی کرے، تو کیا اگر پہلا شخص اس دوسرے شخص کو اپنا یہ حق کچھ مخصوص رقم کے بدلے بیچنا چاہے تو یہ بیع صحیح ہے یا نہیں؟ یعنی پہلے شخص کا اس پر وہ رقم لینا صحیح ہے یا نہیں؟ کیا اس بیع کو بیع حق شرب پر قیاس کرنا درست ہے؟

تنقیح:

آپ کے سوال میں ایک بات تنقیح طلب ہے، وہ یہ کہ اس متعین شخص کو ایک

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

مخصوص علاقہ میں مال سپلائی کرنے کا حق کس طرح حاصل ہوا ہے؟ کیا وہ کسی مخصوص کمپنی کا مال ہے جس کی سپلائی کا حق اس کمپنی نے اس آدمی کو دیا ہے؟ یا حکومتی طور پر قانوناً اس کے لیے لائسنس نکلوانا پڑتا ہے جو حکومت نے اس کو دے رکھا ہے؟ جو صورت ہو اس کی وضاحت فرمائیں۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۲/ رجب المرجب ۱۴۱۲ھ

جواب تنقیح:

صورت مسئولہ سابقہ میں جو حق اس شخص معین کو ملا ہے وہ عرف ناس کی وجہ سے ہے، اور یہ عرف تمام شہروں کا نہیں؛ بلکہ بعض ہی شہروں میں ہوتا ہے، اس کے علاوہ نہ اس شخص کو سرکاری لائسنس حاصل ہوتا ہے، نہ یہ وجہ ہے کہ یہ مال کسی مخصوص کمپنی کا ہے جس کی وجہ سے یہ حق حاصل ہوا ہو۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

مسئولہ حق کو فروخت کر کے اس کی قیمت لینا درست نہیں ہے، اور حق شرب پر اس کا قیاس اس لیے درست نہیں کہ حق شرب اعیان سے متعلق ہونے کی وجہ سے مشائخ متاخرین احناف نے اس کی بیع کو عرف کی بنیاد پر جائز قرار دیا ہے؛ لیکن سوال میں مذکور حق ایسا ہے جو کسی عینی مال سے متعلق نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱/ رجب المرجب ۱۴۱۲ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اینٹ کی بیع استصناع

سوال: زید اینٹ بنانے اور فروخت کرنے کا کاروبار کرتا ہے، اب بکر زید کے پاس اینٹیں خریدنے گیا، تو زید نے کہا کہ فی الحال میرے پاس مال تیار نہیں ہے؛ لہٰذا میں دس ہزار اینٹیں دو کلو وزن کی تین سو روپیے ہزار اینٹ کے حساب سے بھٹہ پکنے پر تمھارے گھر پہنچادوں گا اس کی قیمت ابھی مجھے دیدو، بکر نے پوری قیمت دیدی اور معاملہ کرلیا۔ اب سوال یہ ہے کہ یہاں نہ مبیع (سامان) موجود ہے، نہ مبیع (سامان) سپرد کرنے کا متعین وقت معلوم ہے، اور نہ مبیع کا نمونہ موجود ہے ایسی صورت میں اس بیع (خرید وفروخت) کا کیا حکم ہے؟ نیز آج کل اس میں ابتلاء عام ہے؛ اس لیے ناجائز ہونے کی صورت میں جواز کی شکل کیا ہوگی؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

یہ بیع درحقیقت استصناع ہے جو درست ہے، اس میں یہ ضروری ہے کہ جس چیز کے بنانے کا آرڈر دیا جارہا ہے اس کی جنس، نوع، مقدار اور وصف معلوم ہونے کے ساتھ لوگوں میں اس چیز کو آرڈر دے کر بنوانے کا عرف ہو۔ (انظر لتفصیل احکامه البدائع الصنائع ٥/ ٢،٣،٤ کتاب الاستصناع) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

بلڈر سے معہود مکان خریدنا

سوال: عمارت بنانے والے جن کو بلڈر کہتے ہیں، وہ خود زمین خرید کر اس پر

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

مکانات، دوکانات تعمیر کرا کر بیچتے ہیں، مکان تیار ہونے سے پہلے وہ اس کا پلان اور نقشہ تیار کر کے نقشہ بنا کر ان میں سے خریدار کو اس کی حسبِ پسند مکان بیچتے ہیں، مکان کا مجموعی رقبہ اور کمروں کی تعداد سائز وغیرہ تفصیلات بتا دیتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ فی الحال تم کو اتنی رقم دینی ہوگی، اور آئندہ قسط وار ہر قسط ہزار روپئے کے حساب سے مجموعی اتنی رقم دینی ہوگی، اور بلڈنگ تیار ہونے پر حکومت میں پاس کرا کے ہم تم کو قبضہ دے دیں گے تو کیا اس طرح بیع کرنا صحیح ہے؟

(الجواب): حامداً ومصلیاً ومسلماً

اگر اس کا تعامل ہے تو یہ استصناع میں داخل ہو کر درست ہوگا۔

ومنها أن يكون مما يجري فيه التعامل بين الناس الخ (بدائع الصنائع ٥/ ٣) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۵/ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۹ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

دال کی بوری کے ساتھ بیع کرنا

(سوال): بعض مرتبہ مبیع پیک ہو کر آتی ہے اور ظرف بھی معتد بہ وزن کا ہوتا ہے، مثلاً دال جس بوری میں آتی ہے وہ ایک کیلو کے لگ بھگ وزن کی بوری ہوتی ہے؛ لیکن عام طور پر بوری کا وزن وضع نہیں کیا جاتا، بلکہ مبیع کے وزن کے ساتھ بوری کا وزن بھی اسی بھاؤ میں شامل کر لیا جاتا ہے، مثلاً: انچاس کیلو دال ہے اور ایک کیلو بوری ہے تو پچاس کیلو کی دال کی بوری شمار ہو کر پورے پچاس کیلو دال کی قیمت وصول کی جاتی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہے؛ کیوں کہ گاہک عام طور پر بوری کی قیمت الگ سے دینے کے لیے تیار نہیں ہوتے، مذکورہ حال میں اس طرح کی بیع درست ہے، بڑی منڈی سے پچاس کیلو دال کی بوری آئی ہے جس میں انچاس کیلو دال اور ایک کیلو بوری کا وزن ہوا ہے تو زید تاجر کے لیے بازار کے عام عرف کے مطابق پچاس کیلو دال کے حساب سے اس بوری کا بیچنا درست ہے یا نہیں بصورتِ عدمِ جواز شرعاً کیا صورت اختیار کرنی چاہیے؟ انچاس کیلو دال اور ایک کیلو کی بوری ہے، بوری کی قیمت پانچ روپئے اور دال کی قیمت سات روپئے اگر پچاس کیلو کی قیمت لے کر گاہک کو دیتے ہیں تو وہ بخوشی لیتا ہے؛ لیکن اگر انچاس کیلو دال کی قیمت لے کر بوری کی قیمت الگ مانگتے ہیں تو گاہک ناراض ہوتا ہے، اور چلا جاتا ہے، تو ایسی صورت میں شرعاً کیسا کرنا چاہیے، کیا پچاس کی قیمت لے سکتے ہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اگر سودا کرتے وقت یہ کہا گیا کہ: پچاس کیلو دال اتنی قیمت کے عوض آپ کے ہاتھ فروخت کی جارہی ہے، تو اس صورت میں ضروری ہے کہ بائع پورے پچاس کیلو دال مشتری کے حوالہ کرے، اور اگر بوری بائع کی ہے تو اس کی قیمت الگ وصول کر سکتا ہے، ہاں اگر یہ کہہ کر فروخت کیا کہ بوری کے ساتھ اس کا وزن پچاس کیلو ہے، جس کی مجموعی قیمت یہ ہے، تو اس صورت میں کوئی حرج نہیں ہے، اسی طرح مشتری بھی بعد میں فروخت کرے تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔

وصح بيع الطعام كيلا وجزافا. (تنوير الابصار) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

بیع مجازفۃً کی ایک صورت

سوال: زید نے منڈی سے پچاس کیلو دال کی ایک بوری خریدی جس میں دال توانچاس کیلو ہی تھی، ایک کیلووزن تو بورئیے کا تھا؛ لیکن منڈی والے سے وہ پچاس کیلو کی قیمت سے خریدی، اب زید کے لیے اسی طرح پچاس کیلو بتا کر کسی کو بیچنا درست ہے یا نہیں؟

نوٹ: حقیقۃً بوری کا وزن کیلو سے کم وبیش ہوتا ہے؛ لیکن عرف میں وہ کیلو ہی شمار کرتے ہیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اگر بوری کا مجموعی وزن پچاس کیلو ہے اور یہ کہہ کر بیچتا ہے کہ بوری کے ساتھ پچاس کیلووزن ہے تو درست ہے، مناسب یہ ہے کہ بوری کی طرف اشارہ کرکے بتلادے کہ یہ بوری اس قیمت میں بیچی؛ تاکہ یہ بیع مجازفۃً ہوکر بلاتردد درست ہوجائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

ایضاً

سوال: زید نے منڈی سے پچاس کیلو دال کی ایک بوری خریدی، اور انچاس کیلو دال کی قیمت اور الگ سے بوری کی قیمت دی، اب زید کے لیے مشتری کو اسی طرح دال اور بوری کی قیمت الگ الگ کرکے بیچنا ضروری ہے یا مع بوری کے پچاس کیلو

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کہہ کر بیچنا بھی درست ہے؟

نوٹ: حقیقۃً بوری کا وزن کیلو سے کم وبیش ہوتا ہے؛ لیکن عرف میں وہ کیلو ہی شمار کرتے ہیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

وزن کا تذکرہ نہ کیا جائے پوری بوری کا سودا کیا جائے تو کوئی حرج نہیں ہے؛ البتہ بوری کی طرف اشارہ ضرور ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۱/ ربیع الاول ۱۴۰۹ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

تھیلی اور کاغذ مبیع میں شامل ہے

سوال: پرچورن تاجر عام طور پر اشیاء پلاسٹک کی تھیلی یا کاغذ میں لپیٹ دیتے ہیں، اور اشیاء کا وزن کرنے میں اس تھیلی یا کاغذ کو شامل کر لیتے ہیں، حالاں کہ تھیلی اور کاغذ کی قیمت ان اشیاء سے کم وبیش ہوتی ہے، اور خریدار اس کو دیکھتا بھی ہے، اور کچھ کہتا بھی نہیں ہے؛ بالفرض اگر تھیلی یا کاغذ کو وزن میں شامل نہ کرے تو گاہک اس کی قیمت دینے تیار نہیں ہوتے اور نہ چیز کی قیمت ہی بڑھا سکتے ہیں، کیوں کہ اس صورت میں گاہک کم قیمت والوں کے یہاں چلے جاتے ہیں، ایسی صورت میں تھیلی اور کاغذ کو فروخت کردہ اشیاء کے ساتھ وزن میں شامل کرنا درست ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

عرف کی وجہ سے یہی سمجھا جائے گا کہ اس مبیع موزون کا وزن مع ظرف اتنا ہوگا؛

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اس لیے درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

''زائد بھاؤ'' کا عرف

سوال: زید اپنے ان گاہکوں کو جو ادھار مال خریدتے ہیں، پہچانتا ہے؛ اس لیے جب بھی وہ اشیاء کی قیمت معلوم کرتے ہیں، کچھ زیادہ قیمت بتاتا ہے، وہ گاہک اس کو قبول بھی کرتے ہیں؛ لیکن بعض مرتبہ گاہک چند چیزوں کا آرڈر دے کر چلا جاتا ہے، بھاؤ معلوم نہیں کرتا، دوبارہ آنے پر ان سب اشیاء کی قیمت مجموعی اسی زائد بھاؤ کے حساب سے گاہک کے ذمہ لکھ دیتا ہے، وہ اپنی اشیاء لے کر چل دیتا ہے تو اس طرح کرنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اس زائد بھاؤ سے آپ کی مراد کیا ہے؟ اگر مراد سابقہ بھاؤ ہے جو اس نے پہلے بتلایا تھا اور عرفِ تجار میں یہ طریقہ رائج ومعتبر ہے تو معاملہ درست ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

مزدور کو قرض نہ دینا اور اجرت طے کرنا

سوال: کھیتی کے سلسلہ کے کاموں کے لیے ایک شخص کو سال بھر کے لیے مزدور طے کیا گیا، مزدور نے کچھ رقم بطورِ قرض پیشگی مانگی، جو مالک نے نہیں دی؛ لیکن اس کی اجرت جتنی ہونی چاہیے تھی پوری پوری طے کی، اس میں شرعاً کچھ حرج تو نہیں ہے؟

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

کوئی حرج نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۲/ ربیع الاول ۱۴۰۹ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

بیع وفا کی ایک صورت

سوال: زید نے اپنی کھیتی کی پیداوار رائی یا بازار سے خرید کردہ رائی بھاؤ بڑھنے پر بیچنے کے لیے رکھی تھی، اسی اثناء میں بکر کو کسی وجہ سے نقد رقم کی ضرورت ہوئی، بے سودی قرض ملا نہیں؛ اس لیے اس نے زید سے رائی ایک سال کے بعد قیمت ادا کرنے کے وعدہ سے بازار کے عام بھاؤ اَسّی روپیہ بیس کلو کے بجائے ایک سو روپیہ بیس کلو کے حساب سے خریدی اور بازار میں جا کر عام بھاؤ ۸۰/ روپۓ بیس کلو سے بیچ آیا، کیا زید کے لیے صورتِ مذکورہ میں زیادہ بھاؤ سے بیچنا اور بکر کے لیے اس طرح زیادہ بھاؤ میں لے کر کم بھاؤ میں بیچنا تا کہ نقد رقم حاصل ہو جائے درست ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

درست ہے؛ لیکن خلافِ اولیٰ ہے۔ (شامی ۴/۳۱۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، یکم ربیع الثانی ۱۴۰۹ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

مبیع کم قیمت پر بائع ہی کو بیچنا

سوال: زید نے اپنی کھیت کی یا خرید کی ہوئی رائی اپنے پاس رکھی تھی تا کہ بھاؤ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

بڑھنے پر اسی کو بیچے، اس اثناء میں بکر کو کسی وجہ سے نقد رقم کی ضرورت ہوئی بلا سود کے قرض نہ ملنے پر اس نے زید سے وہ رائی بازار کے عام بھاؤ اسّی روپئے بیس کلو کے بجائے بڑھا کر ایک سو روپئے بیس کلو کے حساب سے ایک سال کے بعد رقم ادا کرنے کے وعدہ سے خرید لی، پھر وہی رائی اسی زید کو اسّی روپئے بیس کلو کے حساب سے نقد قیمت میں بیچ دی اور نقد رقم کر لی، زید اور بکر دونوں میں سے ہر ایک کے لیے اس طرح معاملہ کرنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

یہ درست نہیں۔

سئل فيما إذا باع زيد جاريته من عمرو بيعا باتا شرعيا بثمن قدره ثلث مأة قرش حال فى الذمة، ثم بعد ماتسلمها عمرو ومضى شهران طالب زيد عمراً بالثمن، فباعه الجارية سليمة بمأتين وخمسين قرشا ودفع عمرو لزيد خمسين قرشا بقية الثمن الذي اشتراها به من زيد فكيف الحكم؟

(الجواب):حيث باعها من البائع بأقل مما اشترىٰ قبل نقد الثمن والثمن متحد يكون البيع الثانى فاسداً، ولزيد مطالبة عمرو ببقية الثمن الاول والله أعلم الخ (تنقيح الفتاوى الحامدية ١/ ٢٥٧)

لو باع شيئا وقبضه المشتري ولم يقبض البائع الثمن فاشتراه باقل من الثمن الأول لا يجوز الخ (الشامي٤/ ١٢٨) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

نقد رقم حاصل کرنے کے لیے بیع

سوال: بکر کو ایک رقم کی ضرورت تھی، زید نے اس سے کہا میں نقد رقم تو تجھ کو نہیں دے سکتا؛ البتہ غلہ ادھار دے سکتا ہوں جسے تو بیچ کر نقد رقم بنا سکتا ہے؛ چناں چہ بکر نے اتفاق کرلیا اور زید نے عمر سے اَسّی فی من کے حساب سے غلہ لاکر بکر کو ایک سال کے وعدہ سے ایک سو روپے من کے حساب سے بیچ دیا، جس کو بکر نے خرید کر بازار میں اَسّی روپے من کے حساب سے بیچ کر نقد رقم بنالی، کیا زید کا صورت مذکورہ میں اس طرح بیع کرنا شرعاً درست ہے یا اس میں کوئی حرج ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

درست ہے بشرطیکہ زید کا تاجر سے گٹھ جوڑ نہ ہو، اور بکر بعد میں اُسی تاجر سے نہ بیچے۔ (کما یفهم من الشامیة ۴/ ۳۱۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

دودھ کی کمی بیشی پر دائر ثمن والی بیع فاسد ہے

سوال: زید نے اس شرط پر بھینس خریدی کہ اگر بارہ لیٹر دودھ دے گی، تو سات ہزار قیمت دوں گا، اور اگر اس سے کم دودھ دے گی، تو جتنا دودھ کم ہوگا اس کے اعتبار سے قیمت کم کرکے ادا کروں گا، تو کیا اس شرط کے ساتھ بھینس کا خریدنا از روئے شرع صحیح ہے؟

نوٹ: یہ اختیار پندرہ دن کا ہے اور اس سے کم وبیش بھی رہتا ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

صورتِ مسئولہ میں ہوئی بیع شرعاً فاسد ہے۔

(بخلاف شراءه شاة على أنها حامل أو تحلب كذا رطلا) أو يخبز كذا صاعا أو يكتب كذا قدراً فسد؛ لأنه شرط فاسد لا وصف (درمختار) (قوله فسد) أى البيع (قوله لأنه شرط فاسد) لانه شرط زيادة مجهولة لعدم العلم بها فتح أى لأن ما في البطن والضرع لا تعلم حقيقته. (شامی ٤/ ٦٦)

ولو باع شاة على أنها تحلب كذا وكذا فالبيع فاسد باتفاق الروايات الخ (واقعات المفتين: ٩٩)

بائع ومشتری دونوں میں سے ہر ایک پر واجب ہے کہ اس بیع کو فسخ کردیں، اب اگر مشتری نے مبیع پر قبضہ نہیں کیا ہے، تو ظاہر ہے، اور اگر وہ مبیع پر قبضہ کر چکا ہے اور اس کے قبضہ کے درمیان مبیع میں کوئی ایسا تغیر واقع نہیں ہوا جو فسخ سے مانع ہو، تو اس صورت میں بھی فسخ ضروری ہے۔

(ويجب على كل واحد منهما فسخه قبل القبض............(أو بعده مادام) المبيع بحاله جوهره (درمختار) (قوله مادام المبيع بحاله) متعلق بقوله وعلى كل واحد منهما فسخه، واحترز به عما إذا عرض عليه ماتعذر به رده مما يمنع الفسخ كما يأتي بيانه (شامی ٤/ ١٤٠)

فسخ کے بعد بائع کے لیے ضروری ہے کہ جو رقم اس نے قیمت کے طور پر وصول کی تھی، وہ مشتری کو لوٹا دے، اور جب تک وہ اس قیمت کو نہیں لوٹائے گا وہاں تک مشتری اس مبیع کو روک سکتا ہے، اور یہ روکے رکھنا بحکم رہن ہوگا۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

(و)بعد الفسخ (لا یأخذه) بائعه (حتی یرد ثمنه) المنقود (درمختار)

(قوله حتی یرد ثمنه) أی ما قبضه البائع من ثمن أو قیمة کما في الفتح (قوله المنقود) لأن المبیع مقابل به فیصیر محبوسا به کالرهن فتح والمراد بالمنقود المقبوض احترازا عن الدین (شامی۴/ ۱۴۳)

اس درمیان جو دودھ مشتری کے یہاں نکلا اگر وہ خود بخود ہلاک ہوا تھا تو وہ اس کا ضامن نہیں، اگر اس کے تصرف سے ہلاک ہوا تھا تو ضامن ہوگا۔

فلو منفصلة کولد أو متولد کسمن فله الفسخ ویضمنها باستهلاکها. (درمختار)

وکذا منفصلة متولدة کالولد والعقر والارش و لو هلکت هذه الزوائد في ید المشتري لا یضمنها، وإن استهلکها ضمن (شامی۴ /۱۴۷)فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

گابھن بنانے کی شرط پر بیع

سوال: زید نے ایک بھینسا اس شرط پر بیچا، کہ اس کو لے جاؤ اس کو دو تین ماہ تم رکھو، اور دیکھو کہ اس سے بھینسیں برابر گابھن ہوتی ہوں، تو اس کی قیمت پانچ ہزار روپیہ، ورنہ مجھے واپس کر دینا، تو کیا یہ بیع شرعاً جائز ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

اس سلسلہ میں کوئی صراحت نہیں مل سکی؛ البتہ مختلف عباراتِ فقہیہ سے اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ صورتِ مسئولہ میں بھی بیع فاسد ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

جواب نمبر ۱۰ میں منقول پہلی عبارت جس میں ہے: فسد لأنه شرط فاسد لاوصف (درمختار) (قوله لأنه شرط فاسد) لأنه شرط زيادة مجهولة لعدم العلم بها أى لأن مافي البطن و الضرع لا تعلم حقيقته.(شامی۴ /۶۶)

اور دوسری عبارت جس میں آگے چل کر ہے:فيكون اشتراط اللبن المحلوب أنه مجهول على خطر الوجود فاشتراطه يوجب غدرا في العقد فيوجب الفساد. (واقعات المفتيين:۹۹)

اور''مبسوط''میں ہے:وكذلك إن شرط أنها تحلب كذا فالبيع فاسد لأنه لايدري لعل الشرط باطل يعني إن اشتراط مقدار من البيع ليس في وسع البائع ايجاده ولا طريق إلى معرفته فكان شرطا باطلا فيفسد به العقد. (۱۳ /۲٤)

اجرت عسب التیس کے مسئلہ میں فقہاء جو تعلیل کرتے ہیں وہاں بھی عدم قدرت علی التسلیم کا ذکر فرماتے ہیں۔

مبسوط میں ہے: وإذا استاجر فحلا لينزيه لم يجز للأثر الذي جاء به النهي عن رسول الله عن التيس، ولأن المقصود الماء ولاقيمة له وصاحب الفحل يلتزم ايفاء ما لا يقدر عليه. (۱٦ /٤٥)

''درمختار''و''شامی''میں ہے: لا تصح الايجار لعسب التيس، وهو نزوه على الاناث.(درمختار) (قوله لا تصح الاجارة لعسب التيس) لأنه لايقدر عليه وهو الإحبال.(شامي٥/ ۳۸)

چوں کہ یہاں بھی گابھن بنانے کی شرط لگائی گئی ہے، جو بائع کے اختیار میں نہیں ہے؛ اس لیے شرط فاسد ہے، اس کو وصف مرغوب قرار دے کر بیع کو صحیح قرار نہیں دیا

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

جا سکتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

ثمن کی ادائیگی کا وقت مقرر کیے بغیر بیع

سوال: ادھار کاروبار کیا اور ادائیگی کی کوئی مدت مقرر نہیں کی، بغیر مدت کی تعیین کے اس طرح کا معاملہ کرنا، جب کہ باہم تنازع بھی نہیں ہے شرعاً درست ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلياً ومسلماً

یہ بیع شرعاً درست نہیں۔

اعلم أن البيع بأجل مجهول لا يجوز اجماعاً الخ.(شامي ٤/ ١٣٤)

بعض متعاقدین کے مابین تنازع کا نہ ہونا علت کے منافی نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

کپڑے کے تھان پر درج مقدار میں کمی بیشی کا امکان اور بیع کا حکم

سوال: کپڑے کا تاجر میلہ یا منڈی سے جو کپڑا خرید کر لاتا ہے وہ تھانوں کی شکل میں ہوتا ہے، اور تھانوں پر میٹر کی مقدار لکھی ہوتی ہے؛ لیکن چوں کہ وہ مشین کے ذریعہ سے کھینچ کر نا پا ہوتا ہے؛ اس لیے بعض کپڑے جب کھول کر دوبارہ ناپے جاتے ہیں تو لکھی ہوئی مقدار سے کم مقدار ہوتے ہیں؛ نیز منڈی کے عرف کے مطابق

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

پیک مال کو کھولنا اور دوبارہ نپوانا منڈی والے برداشت نہیں کرتے، تو مذکورہ تفصیل کے مطابق پیک آئے ہوئے مال کو اسی طرح پیک اتنی ہی مقدار تسلیم کر کے جو اس پر لکھی ہوئی ہے، اسی مقدار کی قیمت میں بیع کرنا درست ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

درست ہے، اور اگر خریدار یہ جانتے ہوئے کہ اس میں بیان کردہ مقدار سے کم ہے مال پر قبضہ کرے تو خیارِ فسخ بھی نہیں ہے، ورنہ خیارِ فسخ ہے۔ (مجلۃ الاحکام العدلیۃ: ۵۸)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

مال تجارت میں نفع کمیشن پر لینا۔ کمیشن پر چندہ کرنا

سوال: مالِ تجارت خریدنے میں نفع بشکل کمیشن دینا لینا کیسا ہے (ایک سو روپے کا مال ایک سو بیس میں)؛ نیز چندہ وصولی پر کمیشن متعین کر کے لینا بھی واضح فرمادیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

اگر مجلسِ عقد میں بائع نے مشتری کو مقررہ ثمن سے باخبر کر دیا ہے تو معاملہ درست ہوگا؛ ورنہ نہیں۔

حتی لو باعه بربح ده يازده اى العشر بأحد عشر لم يجز؛ إلا أن يعلم بالثمن في المجلس فيخير. (در مختار)

چندہ کی وصولیابی میں محصل کا اپنی اجرت بشکل کمیشن متعین کرنا جائز نہیں ہے۔

(فتاویٰ محمودیہ ۱۰/۲۳۶، ۲۳۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۹ر شوال ۱۴۱۵ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

حکومت کی طرف سے طے شدہ نرخ سے زیادہ لینا

سوال: حکومت کی جانب سے جن اشیاء کی قیمت مقرر کی جاتی ہے، بائع کو اس قیمت سے زائد قیمت لینا کیسا ہے؟ یا ٹیکسی چلانے والے کو میٹر سے زائد رقم کو طلب کرنا کیسا ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

حکومت کے مقرر کردہ نرخ سے زیادہ لینے کی صورت میں حکومت کی طرف سے قانونی کارروائی ہو کر قید و بند کا اندیشہ ہے، جس میں اپنی ہتک ہے، اور عزت کی حفاظت ضروری ہے؛ اس لیے زیادہ نہ لینا چاہیے؛ لیکن اس کے باوجود اگر آپس کی رضامندی سے زیادتی مقرر کر کے وصول کی تو یہ معاملہ شرعاً جائز ہو کر زیادتی اس کی ملک قرار پائیگی۔

یہ یاد رہے کہ ٹیکسی والا میٹر سے زیادہ اسی وقت لے سکتا ہے کہ پہلے سے زیادہ لینا سواری کے ساتھ طے کر لیا ہو، اگر پہلے سے طے نہیں کیا تھا تو اس صورت میں وہ صرف میٹر کے مطابق ہی لے سکتا ہے، زیادہ لینا جائز نہیں، اگر لے گا تو اس کی مِلک ثابت نہ ہوگی۔ (شامی ۵/ ۲۸۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۳۰/ ذوالقعدۃ ۱۴۱۴ھ

ڈاکخانہ وغیرہ کی اشیاء کو زیادہ قیمت سے خرید و فروخت کرنا

سوال: ڈاکخانہ کی اشیاء خطوط وغیرہ کو تاجرین مقرر کردہ نرخ سے زیادہ قیمت سے وصول کر کے فروخت کرتے ہیں، اس طرح کی خرید و فروخت کرنا کیسا ہے؟

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

جب کہ ان اشیاء کی قیمت بھی حکومت مقرر کرتی ہے۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

درست ہے۔ (تکملۃ فتح الملہم ۱/ ۳۶۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد خانپوری عفی عنہ، ۲۸/ ذوالحجۃ ۱۴۱۴ھ

کسی چیز کا حکومتی قیمت سے زیادہ پر فروخت کرنا

سوال: جو خط یعنی پوسٹ کارڈ اور انتر دیشی جس پر حکومت کی جانب سے قیمت لگی ہوتی ہے اس پر نفع لے کر بیچنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

محکمہ ڈاک کی طرف سے جاری کردہ کارڈ لفافہ وغیرہ کو اس کی مقررہ قیمت پر منافعہ لے کر فروخت کر سکتے ہیں؛ البتہ اس کے لیے حکومت کی اجازت حاصل کر لینا مناسب ہے، تاکہ بعد میں قانون کی گرفت کا خطرہ نہ رہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۵/ صفر ۱۴۱۳ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

ریلوے ٹکٹ، منافع لے کر بیچنا

سوال: ریلوے ٹکٹ کی قیمت ہو، اس قیمت کے اوپر ۲۰ روپیہ ۲۵ روپیہ لے سکتے ہیں؛ کیوں کہ ایک آدمی ہماری دکان سے ہم بھیجتے ہیں، وہ شخص لائن میں کھڑا رہ کر ٹکٹ لیتا ہے، یا ٹکٹ نکالنے والے سے ملاقات کر کے ایک ٹکٹ پر ۵ روپیہ یا ۱۰ روپیہ اس کو دے کر ٹکٹ خریدتا ہے، پھر وہ ٹکٹ اپنے گاہکوں کو دیتے ہیں، تو وہ لینا

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

دینا شرعاً کیسا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اگر وہ ٹکٹ کسی خاص آدمی کے نام سے جاری کیا گیا ہے تو اس کو دوسرے کے ہاتھ فروخت کرنا جائز نہیں ہے، اور اگر وہ کسی خاص نام سے جاری نہیں کیا گیا ہے؛ بلکہ جس کے پاس وہ ٹکٹ ہو اس کے لیے اس ٹکٹ کے ذریعہ سفر کی اجازت ہے، تو اس صورت میں اس کو دوسرے کے ہاتھ فروخت کرنا جائز ہے، اور اس پر منافعہ لینا بھی درست ہے۔ (تکمہ فتح الملہم ۱/ ۳۶۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۱/ ذوالقعدہ ۱۴۱۵ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

اقالہ کی فضیلت وحکم

سوال: ایک صاحب نے دس روپیے کلو کے حساب سے بیس لاکھ کلو لوہا خریدا، خریدار نے بائع کو پچاس ہزار روپیئے پیشگی دے دیے اور یہ طے ہوا کہ ایک ہفتہ کے بعد مال اٹھانا شروع کریں گے اور ایک وقت میں جتنا مال اٹھائیں گے اس کی رقم اسی وقت ادا کی جائے گی چوں کہ مال زیادہ ہے؛ اس لیے کئی قسطوں میں مال اٹھایا جانا طے ہوا، اچانک لوہے کا دام پورے ملک میں گر گیا ہے، اب اگر خریدار وہ مال لیتا ہے تو اس کو تیس لاکھ (۳۰۰۰۰۰۰) روپے کا خسارہ ہوگا، خریدار چاہتا ہے کہ پچاس ہزار کی پیشگی رقم چھوڑ دوں اور سودا فسخ کر دیا جائے مگر بائع سودا فسخ کرنے کے لیے تیار نہیں ہے، مال ابھی بائع کے گودام ہی میں رکھا ہے، خریدار کا کہنا ہے کہ اگر شریعت

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کی طرف سے اجازت ملتی ہے تو میں بیع فسخ کروں گا۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

شرعاً بائع اور مشتری دونوں کو یہ حق حاصل ہے کہ باہمی رضامندی سے بیع کو مکمل ہو جانے کے بعد توڑ دیں۔ (مجلۃ الاحکام:۴۹)

اسی کو شریعت کی اصطلاح میں ''اقالہ'' کہتے ہیں، حدیث شریف میں ہے کہ جو آدمی اپنے سودے پر پچھتا رہا ہو اس کو جو شخص فسخ کر دے گا، اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کے گناہوں کو معاف کرے گا۔ (درر الحکام ۱/۱۴۲)

صورتِ مسئولہ میں بائع کو چاہیے کہ خریدار کے مطالبہ پر اس سودے کو فسخ کرنے پر راضی ہو جائے تاکہ اس کو حدیث میں وارد شدہ فضیلت حاصل ہو؛ لیکن اگر بائع اس پر راضی نہیں تو خریدار کو یک طرفہ طور پر سودا فسخ کرنے کا اختیار نہیں، بیع کو فسخ کرنے کے لیے دونوں کی رضامندی شرط ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ: العبد احمد خانپوری، ۱۹/ ربیع الآخر ۱۴۲۵ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

فروخت شدہ مکان کو غصب کر کے پرانی قیمت واپس کرنا

سوال: ایک آدمی نے مکان خریدا چند سال خریدنے والے کی ملکیت میں مکان رہا پھر بیچنے والا انتقال کر گیا اور اس کی زندگی میں قیمت بھی دے دی لیکن اس کے مرنے کے بعد اس کی عورت نے اس مکان کو خریدنے والے سے خالی کروایا تو کیا اس کو حق ہے یا نہیں؟ پھر دو سال بعد عورت کا بھی انتقال ہو گیا اور مرتے وقت عورت

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

نے اس مکان کو اپنی لڑکی کے نام پر کروایا اور اب خرید نے والا مکان مانگتا ہے لیکن لڑکی نہ کہتی ہے تو وہ خرید نے والا پرانی قیمت پر راضی نہیں ہوتا بلکہ نئی قیمت کا کہتا ہے تو اب کیا کریں پرانی قیمت دینی ہوگی یا نئی قیمت یا صلح کی کوئی شکل ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

مالک مکان سے مشتری نے جب وہ مکان خریدا تو وہ مالک کی ملکیت سے نکل کر مشتری کی ملکیت میں آچکا اس کے بعد سابق مالک کی بیوی کا اس مکان کو خریدار سے خالی کروانا غصب ہے جو حرام ہے۔ ایسا کرنے سے وہ عورت مالک نہیں بنی۔ جب وہ مالک نہیں بنی تو اس کا اس مکان کو اپنی لڑکی کے نام کروانا بھی درست نہیں ہے بلکہ مزید جرم ہے۔ لڑکی کو چاہئے کہ وہ مکان مشتری کے حوالہ کردے تاکہ خود بھی گناہ سے بچے اور اپنی ماں کو بھی مؤاخذۂ آخرت سے بچا سکے ساتھ ہی لڑکی پر توبہ بھی ضروری ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۳۰/ محرم الحرام ۱۴۱۴ھ

بیع میں جھوٹ وغیرہ کے مسائل

ملازم کا متعین نرخ سے زائد قیمت پر چیز بیچنا

سوال: ایک آدمی کسی تاجر کی دکان پر ملازمت کرتا ہے، تاجر کسی چیز کا نرخ متعین کردے مثلاً: ساٹھ روپیہ میں فروخت کرتا ہے، اب یہ ملازم اس کو ستر روپیہ میں فروخت کر کے دس روپیہ اپنے پاس رکھ لیتا ہے اور مالک کو ساٹھ روپیہ دیتا ہے تو کیا

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اس طرح ملازم کے لیے دس روپیہ لینا جائز ہے؟ اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اس ملازم کی حیثیت وکیل بالبیع کی ہے؛ اس لیے صورت مسئولہ میں اگر اس نے اس چیز کو جس کے متعلق مالک نے اس کو ساٹھ روپیہ میں بیچنے کو کہا تھا، ستر روپیہ میں بیچا تو وہ بیع درست اور صحیح ہے؛ لیکن زائد رقم دس روپیہ بھی مالک کی ملک سمجھے جائیں گے، وہ ملازم اس رقم کو اپنی جیب میں نہیں رکھ سکتا، اگر ایسا کیا تو یہ خیانت ہے۔

الوكيل إذا خالف ان خلافا الى خير في الجنس كبع بالف درهم فباعه بألف ومأة نفذ. (درمختار علی هامش الشامي٤ /٤٥٢) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

بغیر سامان کے صرف بل (رسید) بیچنا کیسا ہے؟

سوال: زید نے خالد سے دس ہزار کی رقم کا سامان خریدا؛ لیکن خالد نے کسی مصلحت کی وجہ سے زید کو سامان کا بل نہیں دیا، اب زید کو سرکار میں حساب پیش کرنے کے لیے بل کی ضرورت پڑی تو زید نے بکر نامی تاجر کے پاس جا کر کہا کہ میں نے خالد سے مال خریدا ہے مگر اس نے بل نہیں دیا تو کیا تم مجھے بل دے سکتے ہو؟ بکر نے کہا دوں گا مگر فی صد پانچ روپے اس بل کے عوض دینے ہوں گے، سوال یہ ہے کہ زید کے لیے عوض دے کر بل لینا اور بکر کے لیے بغیر مال دیے ہوئے صرف بل دینے کے عوض رقم لینا درست ہے یا نہیں؟

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

درست نہیں ہے، فریب اور دھوکہ ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

بی پی ایل کارڈ اور راشن کارڈ سے ناجائز فائدہ اٹھانا

سوال: ① غیر مستحق حضرات (یعنی جو سرکاری شرائط پر پورے نہ اترتے ہوں) ان کا کسی طرح سے بی پی ایل (.B.P.L) کا کارڈ بنالینا اور اس کارڈ پر ملنے والی مختلف راحتوں کا حاصل کرنا (مثلاً دواخانہ کی راحتوں کا حاصل کرنا) از روئے شرع کیسا ہے؟

② زید نے اپنا راشن کارڈ عمر کو دیا اور کہا کہ اپنے روپیوں سے مٹی کا تیل لاؤ اور پچاس روپے مجھے دینا کیوں کہ کارڈ میرا ہے، عمر نے کل سو روپے خرچ کیے پچاس بائع کو دیے، اور دوسرے پچاس زید کو دیے، جب کہ پانچ لیٹر تیل کی قیمت پچاس روپے ہیں تو کیا اس طرح زید کا کارڈ دینا اور اس کے عوض پچاس روپے لینا صحیح ہے؟ نیز اس مسئلہ کا کون سے باب کے ساتھ تعلق ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

① بی، پی، ایل کارڈ کی حقیقت سے مجھے واقفیت نہیں؛ البتہ اصولی طور پر یہ جان لیں کہ حکومت کی طرف سے بعض لوگوں کو بعض مخصوص شرائط کے ساتھ جو سہولتیں بہم پہنچائی جاتی ہیں، کسی ایسے آدمی کا جو ان مخصوص شرائط پر پورا نہ اترتا ہو فائدہ اٹھانا شرعاً ناجائز اور حرام ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

(۲) راشن کارڈ کے ذریعہ حکومت کم داموں پر جو اشیاء (تیل، شکر، غلہ) مخصوص حضرات کو دیتی ہے، اس کے لیے حکومت کی طرف سے مخصوص شرائط کی پابندی کی جاتی ہے، جو آدمی ان شرائط پر پورا اترتا نہ ہو اس کے لیے اس طرح کا راشن کارڈ حاصل کر کے اس سے فائدہ اٹھانا جائز اور درست نہیں؛ نیز راشن کارڈ جس کے نام پر جاری کیا گیا ہے حکومت کی طرف سے یہ بھی پابندی ہے کہ اس کے علاوہ دوسرا کوئی شخص اس راشن کارڈ سے فائدہ اٹھا نہیں سکتا، حکومت اس کی اجازت نہیں دیتی ہے؛ اس لیے صورت مسئولہ میں زید نے اپنا راشن کارڈ عمر کو دے کر اس سے فائدہ اٹھانے کی جو اجازت دی ہے وہ درست نہیں، یہ ایک نوع کی خیانت ہے؛ نیز اس راشن کارڈ کے استعمال کے عوض میں زید کا عمر سے پچاس روپیے وصول کرنا بیع حقوق کے قبیل سے ہونے کی وجہ سے درست اور جائز نہیں؛ البتہ اگر زید اس راشن کارڈ کے ذریعہ خود تیل خرید کر اسی دام میں یا اس سے زیادہ میں عمر کے ہاتھ فروخت کرے گا تو شرعاً یہ سودا درست ہو جائے گا؛ البتہ اگر حکومتی قانون کے طور پر اس طرح کرنے کی بھی اجازت نہ ہو تو زید کو ایسا نہیں کرنا چاہیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۰ / جمادی الاول ۱۴۲۷ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

تمباکو کے اصلی ڈبہ میں نقلی مال فروخت کرنا

سوال: کوئی کمپنی تمباکو بناتی ہے، کمپنی کا تمباکو ڈبے سے ختم ہونے کے بعد ہم یا کوئی اپنی طرف سے زردہ بنا کر اصل کمپنی کے ڈبہ میں بھر کر پیک کر کے فروخت کرے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

توکیا جواز کی شکل یہ ہوگی؟ دوسری شکل یہ ہے کہ اصل ڈبہ میں اپنا بنایا یا کسی اور کا بنا ہوا زردہ پیک کر کے مارکٹ میں فروخت کرتے وقت دوکان دار سے بتلادیں کہ یہ ڈپلیکیٹ ہے، یعنی نقلی ہے، اس وقت کیا شکل ہوگی؟ تیسرے خالی اصلی ڈبے نقلی زردہ بنانے والے کے ہاتھ فروخت کر سکتے ہیں کہ نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

صورتِ مسئولہ میں خریدار اس ڈبہ میں بند تمباکو کو اصل کمپنی کی چیز سمجھ کر خریدتا ہے، جس میں دھوکہ ہے، اس لیے جائز نہیں ہے۔

دوسری صورت میں آپ تو دوکان دار کو مال کے نقلی ہونے سے واقف کر دیتے ہیں؛ لیکن دوکان دار اگر اس کو اصلی میں کھپائے گا تو اس کا ذریعہ آپ بنے ہیں، اس لیے یہ بھی جائز نہیں۔﴿ولا تعاونوا على الاثم والعدوان﴾.

تیسری صورت کا بھی یہی حکم ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۸/ رجب ۱۴۰۹ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

ٹیکس سے بچنے کے لیے مبیع کی قیمت کم بتلانا

سوال: سیل ٹیکس سے متعلق:

(الف) زید نے گاہک کو مبیع بیچی اور اس پر دس ڈالر ٹیکس لیا، مثال کے طور پر ۱۰۰/ ڈالر کی چیز پر ۱۰/ ڈالر ملا کر ۱۱۰/ ڈالر لیے؛ لیکن حکومت کو ثمن ۹۰/ ڈالر بتایا، تو اس صورت میں کیا حکم ہے؟

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

(ب) زید نے ایک لاکھ ڈالر کا مال منگوایا اور حکومت کو پچاس ہزار ڈالر بتلایا، کیا یہ شرعی رو سے جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

(الف) اس کا حکومت کو ثمن ۹۰ / ڈالر بتلانا جھوٹ اور دھوکہ ہے جو حرام ہے۔

(ب) یہ جھوٹ اور دھوکہ ہے جو شرعاً حرام ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

ٹیکس سے بچنے کے لیے تدبیر اختیار کرنا کیسا ہے؟

سوال: حکومت تاجروں سے مختلف قسم کے ٹیکس وصول کرنے کے لیے تاجروں کے حساب کتاب کو باقاعدہ دیکھتی ہے، تاجر لوگ ان ٹیکسوں سے بچنے کے لیے مختلف تدبیریں کرتے ہیں، شرعاً اس طرح سرکاری ٹیکسوں سے بچنے کے لیے تدبیریں کرنا کیسا ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

حکومت کے ناجائز اور ظالمانہ ٹیکس سے بچنے کے لیے کوئی جائز تدبیر اختیار کرنا درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

اپنی مصنوعات پر جاپانی مارک لگانا

سوال: زید ایک فیکٹری کا مالک ہے، اور وہ نقلی اشیاء فیکٹری میں تیار کرتا ہے مثلاً

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ایک پارٹ ہے وہ اصلی اور جاپان کا ہے، اس کی قیمت پانچ سو روپئے ہے، زید بھی یہاں (ہندوستان) میں اس کے ہم مثل کمزور پارٹ تیار کرتا ہے، اور اس کو بھی پانچ سو میں فروخت کرتا ہے، اور مشتری کو اس بات کا علم ہے کہ یہ چیز حقیقت میں جاپان کی نہیں ہے اور ہندوستان کی ہی ہے، اس کے باوجود خود خریدنے والا اس چیز کو پانچ سو میں خریدتا ہے، اس کو علم اتنا ہے کہ میں جو چیز خرید رہا ہوں وہ درحقیقت اصلی چیز نہیں ہے، اور زید (بائع) یہ آشنا کر کے بھی دیتا ہے کہ یہ میری چیز اتنی مضبوط نہیں ہے، چندروز کام آئے گی، اب دریافت یہ ہے کہ زید کی یہ تجارت صحیح ہے یا نہیں؟ اور زید امسال اپنے پیسوں سے حج کو جانا چاہتا ہے، کیا جا سکتا ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

اگر زید اپنی مصنوعات پر وہی مارک لگاتا ہے جو جاپانی مصنوعات پر لگتا ہے، تب اس کا یہ عمل ایک نوع کا دھوکہ ہے، اس لیے کہ چاہے وہ اپنے پاس سے خریدنے والوں کو یہ بتلاتا بھی ہے کہ اصلی مال نہیں ہے؛ لیکن یہ احتمال موجود ہے کہ وہ خریدار جب دوسرے آدمی کو وہ مال فروخت کرے گا تو اس کو یہ بات نہ بتلا کر اندھیرے میں رکھے، اور اس کا ذریعہ زید بنا ہے، اس لیے اس صورت میں زید کا حاصل کردہ منافعہ خبیث ہے، پاک نہیں؛ البتہ اگر زید نے جاپانی مارک استعمال نہیں کیا تو اس کے لیے وہ منافعہ درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۳/ شعبان ۱۴۱۸ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

بغیر لائسنس کے منجن فروخت کا کاروبار کرنے میں رشوت دینا

سوال: بندہ نے بمبئی میں ایک مدرسہ قائم کیا ہے، کئی سالوں سے الحمد للہ قرآن پاک کی تعلیم دیتا ہوں، چوں کہ علمِ طب بھی سیکھا ہوں؛ اس لیے اسی مقام پر مریضوں کا علاج بھی کرتا ہوں، یونانی جڑی بوٹیوں کے ذریعہ ایک منجن تیار کیا ہوں جس کا پرچہ ارسالِ خدمت ہے؛ چوں کہ ہندوستان میں بغیر لائسنس کے اس کا بازار میں لانا قانونی جرم ہے اور لائسنس بنوانے کے لیے جو اسباب مثلاً ایک خاصی بڑی جگہ اور لمبی رقم درکار ہے وہ میرے پاس نہیں ہے، اب بغیر لائسنس کے اس منجن کو بازار میں فروخت کروں، اگر کوئی حکومت کا آدمی کبھی آوے اور کچھ رقم کا سوال کرے تو ایسی صورت میں کچھ رقم دے کر اس سے چھٹکارا حاصل کیا جائے، بندہ کے متعارفین میں کچھ قانون داں لوگوں کا کہنا ہے کہ اس طرح یہ کاروبار کیا جا سکتا ہے، بندہ اس باب میں متردد ہے کہ ایسا کرے یا نہ کرے، اب حضراتِ والا سے درخواست ہے کہ بندہ کی اس سلسلہ میں دینی رہنمائی اور مفید مشورہ سے نوازیں عین کرم ہوگا۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

اگر آپ کا تیار کردہ منجن اصولِ طب کے اعتبار سے درست اور مفید ہے تو شرعاً آپ اس کو فروخت کر سکتے ہیں، حکومت نے بھی لائسنس وغیرہ کا جو قانون رکھا ہے اس کا مقصد بھی لوگوں کو نقصان اور فریب سے بچانے کا ہی ہے کہ ہر کس و ناکس اہل و نا اہل اس نام سے لوگوں کی صحت و مال سے کھلواڑ نہ کرے، اسلام نے یہ بھی تعلیم دی ہے کہ ایسا کوئی کام نہ کیا جائے جس سے اپنی عزت و وقار کو ٹھیس پہنچے، بغیر لائسنس منجن

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

فروخت کرنے کی صورت میں حکومتی قانون کی خلاف ورزی کی وجہ سے یہی خطرہ ہے، اس لیے بہتر اور مناسب تو یہی ہے کہ آپ لائسنس حاصل فرمالیں، اب اگر آپ کا فارمولہ درست اور مفید ہونے کے باوصف سرکاری کارکنان لائسنس بغیر رشوت نہ دیتے ہوں تو ان کے دفعِ شر کے لیے ایسا کرنے کی گنجائش ہے۔

دفع المال للسلطان الجائر لدفع الظلم عن نفسه وماله ولاستخراج حق له ليس برشوة يعنى في حق الدافع.(شامی ٥/ ٢٧٢) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۲/ ربیع الثانی ۱۴۱۹ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

رجسٹرڈ شدہ کمپنی کے لیبل سے اپنی مصنوعات فروخت کرنا

سوال: ایک شخص ایسی چیزیں تیار کرتا ہے جو اصولِ صحت کے مطابق مفید ہوتی ہیں مثلاً درد کے لیے تیل، منجن، پاؤڈر، معجون وغیرہ، اس کو بازار میں فروخت کرنے کے لیے گورنمنٹ سے رجسٹرڈ کرانا ضروری ہوتا ہے، ورنہ سرکاری قانون کی خلاف ورزی کی وجہ سے سرکار کی طرف سے گرفت کا اندیشہ رہتا ہے، چوں کہ اس شخص کے پاس گورنمنٹ سے رجسٹرڈ کرانے کے وسائل نہیں ہیں؛ تاہم دو صورتیں سمجھ میں آتی ہیں۔

(۱) جو کمپنیاں یہ سب چیزیں تیار کرتی ہیں اور ان کا رجسٹریشن بھی ہے۔

(۲) کچھ ایسے ادارے ہیں جو حکومت سے رجسٹرڈ ہیں، لیکن بذاتِ خود کوئی چیز تیار نہیں کرتے؛ بلکہ دوسروں کی تیار کردہ چیزوں پر اپنے نام کا لیبل لگا کر دے دیتے ہیں؛ البتہ یہ دونوں کمپنیاں اس طرح اپنے ادارے سے منسلک کرنے پر فوراً کچھ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

فیس لیتی ہیں، پھر اس کے علاوہ بھی جب تک ان اشیاء کو فروخت کرتے رہیں گے کمپنی ماہانہ یا سالانہ وغیرہ فیس متعین کر دیتی ہے اور اسے ادا کرتے رہنا پڑتا ہے۔

دریافت طلب امر یہ کہ ایسا کرنا یعنی مندرجۂ بالا شخص کے لیے ان مذکورہ بالا کمپنیوں سے ان کی شرائطِ مذکورہ کے مطابق منسلک ہونا شرعاً جائز ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

کوئی بھی کمپنی جب اپنی دوا تیار کرتی ہے تو حکومت فنِ طب کے اصول کے لحاظ سے اسے جانچتی ہے، اگر وہ دوا حکومت کی شرائط پر پورے طور پر اترتی ہے تو حکومت کمپنی کو دوا فروشی کی اجازت دیتی ہے، بصورتِ دیگر اجازت نہیں دیتی، مفید دوائیں جب بازار میں اپنا خاص مقام اور شہرت حاصل کرنے لگیں تو سند یافتہ کمپنیوں کے نام سے غلط فائدہ اٹھایا جانے لگا یعنی جن کمپنیوں کو صارفین میں اچھی شہرت حاصل تھی ان کے نام کا غلط استعمال ہونے لگا، تو عامۃ الناس کے دھوکہ کا مسئلہ پیدا ہو، اس وقت سے حکومت کی طرف سے دوا ساز کمپنیوں اور ٹریڈ مارکوں کا رجسٹریشن ہونے لگا اور تاجروں کو دوسروں کے رجسٹر کرائے ہوئے ناموں کو استعمال کرنے سے قانوناً روکا گیا۔

(ماخوذ از فقہی مقالات ۱/۲۲۰)

صورتِ مسئولہ میں آپ نے از خود اپنے تجربہ کی بنا پر جو منجن اور دفعِ درد کے لیے تیل وغیرہ تیار کیا ہے وہ حکومت کی نظر میں طبی نقطۂ نظر سے مفید ہے یا نہیں؟ اصولِ طب کے مطابق ہے یا نہیں؟ اس کی گارنٹی نہیں؛ لہٰذا حکومت سے رجسٹریشن شدہ کمپنی کے لیبل سے فروخت کرنے کا مطلب یہ ہوا کہ آپ کی مصنوعات حکومت کی منظور شدہ اور

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

سند یافتہ ومعتمد ہیں جو سراسر جھوٹ اور فریب ہے، خود رجسٹریشن کمپنیوں کے لیے اس طرح غیر سند یافتہ کو اپنے ساتھ لاحق کرنا اور کمیشن لینا بھی قانوناً جرم ہے، لہٰذا ایسی کمپنیوں کے ساتھ منسلک ہونا اور ان کو کمیشن دے کر اپنی مصنوعات بیچنا جائز نہیں۔

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم اپنی کتاب ''فقہی مقالات'' میں رقم طراز ہیں:

اگر لائسنس کسی مخصوص فرد یا مخصوص کمپنی کے نام ہو اور قانون دوسری کمپنی کی طرف اس کی منتقلی کی اجازت نہ دیتا ہو تو اس لائسنس کی بیع جائز نہ ہونے میں کوئی شبہ نہیں، کیوں کہ اس صورت میں لائسنس کی فروختگی سے جھوٹ اور دھوکہ لازم آئے گا، اس لیے کہ لائسنس خریدنے والا بیچنے والے ہی کے نام سے استعمال کرے گا نہ کہ اپنے نام سے، لہٰذا ایسا کرنا جائز نہ ہوگا۔ (۱/ ۲۲۳)

عن أبي هريرة أن رسول الله ﷺ مر علی صبرة من طعام فأدخل يده فيها فنالت أصابعه بللاً، فقال: يا صاحب الطعام! ما هذا؟ قال: أصابته السماء يا رسول الله قال: أفلا جعلته فوق الطعام حتی يراه الناس، ثم قال: من غشّ فليس منّا.

(رواه الترمذي، كتاب البيوع، باب ماجاء فی كراهة الغش في البيوع ۱/ ۲۴۵)

ایک مرتبہ حضور اقدس ﷺ بازار تشریف لے گئے، وہاں آپ نے دیکھا کہ ایک شخص گندم بیچ رہا ہے، آپ ﷺ اس کے قریب تشریف لے گئے اور گندم کی ڈھیری میں اپنا ہاتھ ڈال کر اس کو اوپر نیچے کیا تو یہ نظر آیا کہ اوپر تو اچھا گندم ہے اور نیچے بارش اور پانی کے اندر گیلا ہو کر خراب ہو جانے والا گندم ہے، اب دیکھنے والا

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

جب اوپر سے دیکھتا ہے تو اس کو نظر آتا ہے کہ گندم بہت اچھا ہے۔ حضور اقدس ﷺ نے اس شخص سے فرمایا: کہ تم نے یہ خراب والا گندم اوپر کیوں نہیں رکھا؛ تاکہ خریدار کو معلوم ہو جائے کہ یہ گندم ایسا ہے، وہ لینا چاہے تو لے لے، نہ لینا چاہے تو چھوڑ دے۔ اس شخص نے جواب دیا کہ یا رسول اللہ! بارش کی وجہ سے کچھ گندم خراب ہو گئی تھی میں نے اس کو نیچے کر دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ایسا نہ کرو؛ بلکہ اس کو اوپر کر دو، اور پھر آپ نے ارشاد فرمایا کہ: ”من غشّ فليس منّا“ جو شخص دھوکہ دے وہ ہم میں سے نہیں یعنی جو شخص ملاوٹ کر کے دھوکہ دے کہ بظاہر تو خالص چیز بیچ رہا ہے؛ لیکن حقیقت میں اس میں کوئی دوسری چیز ملا دی گئی ہے یا بظاہر تو پوری چیز دے رہا ہے، لیکن حقیقت میں وہ اس سے کم دے رہا ہے تو یہ غش اور دھوکہ ہے اور جو شخص یہ کام کرے وہ ہم میں سے نہیں یعنی مسلمانوں میں سے نہیں ہے۔ دیکھئے! ایسے شخص کے بارے میں حضور اقدس ﷺ کتنی سخت بات فرما رہے ہیں، لہٰذا جو چیز بیچ رہے ہو اس کی حقیقت خریدار کو بتا دو کہ اس کی یہ حقیقت ہے؛ لیکن خریدار کو دھوکہ میں اور اندھیرے میں رکھنا منافقت ہے، مسلمان اور مومن کا شیوہ نہیں ہے۔

(اسلام اور جدید معاشی مسائل ۱/ ۲۴۹، ۲۵۰)

آپ نے خود استفتاء میں تحریر فرمایا ہے ”سرکاری قانون کی خلاف ورزی کی وجہ سے سرکار کی طرف سے گرفت کا اندیشہ ہے“۔ ایسا کام کرنا جس میں جان و عزت کا خطرہ ہو عقلمندی نہیں، اپنی عزت بچانا واجب ہے، اپنی عزت بچانے کے لیے قانون کی خلاف ورزی کی بھی اجازت نہ ہوگی۔ (منتخبات نظام الفتاوی، ۳/ ۲۸)

”طاعة الإمام فيما ليس بمعصية فرض“ (الدر المختار مع رد المحتار،

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کتاب الجهاد، باب البغاة ٤ /٢٦٤)(معارف القرآن:٦/ ٦٢٣) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد عبد القیوم راجکوٹی، ۲۴/محرم الحرام ۱۴۳۶ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

بگڑنے سے بچانے کے لیے دودھ میں برف ڈالنا کیسا ہے؟

سوال: بمبئی میں جب بھینسوں کا دودھ نکالا جاتا ہے تو اس دودھ کو ایک بڑے برتن میں جمع کیا جاتا ہے پھر اس کو ٹھنڈا رکھنے کے لیے مندرجۂ ذیل دو شکلیں اختیار کی جاتی ہیں تاکہ خراب نہ ہو:

① بعض لوگ براہِ راست دودھ میں برف ڈال دیتے ہیں تاکہ دودھ ٹھنڈا رہے خراب نہ ہو۔

② اور بعض لوگ برف کو دوسرے برتن میں بند کر کے اس برتن کو دودھ میں رکھتے ہیں تاکہ دودھ کو ٹھنڈک پہنچے اور خراب نہ ہو۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ مذکورہ دونوں شکلوں والے اپنے دودھ کو خالص کہہ کر پوری قیمت سے بیچتے ہیں تو کیا شرعاً اس طرح ٹھنڈا کر کے بیچنا درست ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

دودھ کی حفاظت کے لیے عام طور پر جو تدابیر اختیار کی جاتی ہیں اس قسم کی تدبیر اختیار کرنے کی اجازت ہے؛ البتہ جس صورت میں برف دودھ میں ڈالی گئی تھی اس صورت میں دودھ کو خالص کہنا ایک قسم کا دھوکہ ہے جو جائز نہیں ہے، اور مشتری (خریدار) کو معلوم ہونے کی صورت میں اگر وہ واپس کرنا چاہے تو کر سکتا ہے، بشرطیکہ واپسی سے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

مانع کوئی بات پیدا نہ ہوئی ہو۔ کما هو مصرح في كتب الفقه. فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

مٹی کا تیل زیادہ دام سے بیچنا

سوال: ہماری دوکان میں گھاسلیٹ کا پرمٹ ہے، تو وہ کوٹا پورا نہیں پڑتا ہے، تو بلیک سے زیادہ پیسہ سے گھاسلیٹ لینا پڑتا ہے، تو میں اپنے دوست سے ایک پرمٹ لایا، اس کے پاس کوٹا زیادہ تھا، تو اس نے میری دوستی کے خاطر وہ پرمٹ کا کوٹا دیا ہے، اور اس میں بلیک کا گھاسلیٹ لیتے ہیں، اس اعتبار سے آٹھ آنہ (۵۰ / پیسہ) نفع رہتا ہے، تو وہ پچاس پیسہ کے اعتبار سے میرے پاس کچھ رقم جمع ہے، وہ کاروبار میں ڈالا نہیں ہے، اور ایسی باتیں ہمارے سامنے آئی، تو کیا میں اس نفع والی رقم جو نوکروں کو پیسہ دیا ہے، اس میں وصول کر سکتا ہوں، اور اگر یہ رقم والد صاحب یا کاروبار میں ڈال دیتا ہوں تو جو نوکروں کو پیسہ دیا ہے وہ میرے جیب سے جاتا ہے، اور نوکروں کو پالیسی کے خاطر دینا پڑتا ہے، اور بعد میں والد صاحب دینے سے انکار کرتے ہیں، تو ایسی منافع والی رقم میں لے سکتا ہوں، وضاحت فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلياً ومسلماً

حکومت کی طرف سے جو مٹی کا تیل برائے فروخت دکاندار کو دیا جاتا ہے، اس میں اگر یہ شرط ہے کہ اتنے دام میں ہی بیچا جائے، تو اس صورت میں زیادہ دام لے کر بیچنے کی اجازت نہیں؛ اس لیے کہ یہ حکومت کے ساتھ دھوکہ ہے، اور مومن دھوکہ نہیں دیتا ''المؤمن لا يَخْدَعُ ولا يُخْدَعُ'' زائد رقم جن لوگوں سے آپ نے وصول کی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہے، وہ اگر معلوم ہیں تو ان کو دیدی جائے، اگر معلوم نہیں تو اس کا صدقہ کر دیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

مکان فروخت کرنے کے بعد دستخط نہ کرنا

سوال: ہماری والدہ حیات ہیں، اور چار بھائی اور چار بہنیں ہیں، والد کے انتقال کے بعد وراثت تقسیم ہو چکی ہے، اب والد کے انتقال کے بعد سے چھوٹا بیٹا والدہ کے ساتھ ہی رہتا ہے، اور والدہ کا وراثت کی دکان میں حصہ ہے، اور والدہ جس مکان میں رہتی ہیں وہ مکان بڑے بھائی سے خریدا ہوا ہے، اس کی قیمت والدہ ادا کر چکی ہیں؛ لیکن مکان بڑے بھائی کے ہی نام پر ہے، والدہ نے اپنے نام پر نہیں کروایا تھا، اور بڑے بھائی اسٹامپ پیپر پر لکھ کر دے چکے ہیں کہ اب اس مکان کی مالک والدہ ہیں وہ جو چاہیں کریں (چاہے اس میں رہیں یا بیچیں)، اس مکان کو خرید کو بیس برس ہو چکے ہیں، اب یہ مکان والدہ جس چھوٹے بیٹے کے ساتھ رہتی ہیں اس کو دینا چاہتی ہیں اور دکان میں والدہ کا جو حصہ ہے وہ فی سبیل اللہ کرنا چاہتی ہیں، اور دوسرے بھائی، بہنیں اپنے چھوٹے بھائی کو مکان دینے پر راضی ہیں؛ لیکن جس بھائی سے خریدا تھا وہ بھائی چاہتے ہیں اس مکان میں سے آدھا حصہ مجھے بھی دو؛ لیکن ان کو دینے سے انکار کرتی ہے، اب مسئلہ یہ ہے کہ جس مکان میں والدہ اپنے چھوٹے بیٹے کے ساتھ رہتی ہے، اب اس مکان کا لینڈ لوڈ اس جگہ پر نئی عمارت بنانا چاہتا ہے، والدہ یہ مکان اپنے اس چھوٹے بیٹے کے نام پر کرنا چاہتی ہے جس کے ساتھ وہ رہتی ہے، اب یہ مکان جو اپنے بڑے بیٹے سے خریدا تھا ان کے ہی نام ہے، ان سے اب دستخط چاہئے؛ لیکن وہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

دستخط کرنے سے انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مجھے بھی اس میں سے آدھا حصہ دو؛ لیکن والدہ ان کو دینے سے انکار کرتی ہیں، آپ سے درخواست ہے کہ اس مسئلہ کا حل مہربانی کر کے جلد از جلد روانہ فرمائیں۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

وہ مکان بڑا بیٹا اپنی والدہ کو فروخت کر چکا ہے تو اب اس مکان کی مالکہ والدہ ہیں، والدہ کو نام ٹرانسفر کروانے کے لیے بڑے بیٹے کے دستخط کی ضرورت ہے اور وہ انکار کرتا ہے اس کا انکار کرنا شرعاً ناجائز اور گناہ ہے، ساتھ ہی یہ معاملہ والدہ کے ساتھ ہونے کی وجہ سے اس گناہ کی شدت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۸/محرم ۱۴۲۷ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

سرکاری امداد کے لیے جعلی بل دینا

سوال: حکومت چھوٹے صنعت کاروں اور دست کاروں کے لیے سلائی مشین جیسی مشینوں وغیرہ کے لیے رقم دیتی ہے؛ لیکن اس رقم لینے کے لیے رقم حاصل کرنے والے کو دوکان دار سے لے کر بھاؤ بل پیش کرنا پڑتا ہے، جتنا بھاؤ اس بھاؤ بل میں لکھا ہوتا ہے اتنی رقم ملتی ہے اس بھاؤ کو کوٹیشن کہتے ہیں، اس کوٹیشن سے حکومت بذریعہ بینک لون دیتی ہے تو اس کوٹیشن کا دینا زید تاجر کے لیے درست ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

اگر اس صنعت کار یا دست کار نے دوکان سے مال خریدا ہے، اور دوکان دار

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

نے اس کا بل دیا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں، اور اگر بھاؤ بل کا کچھ اور مطلب ہے تو اس کی وضاحت کی جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲/ ربیع الثانی ۱۴۰۹ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

جعلی بل پیش کر کے حکومت سے روپئے وصول کرنا

سوال: حکومت چھوٹے صنعت کاروں کو مشین وغیرہ لینے کے لیے رقم دیتی ہے، جس کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ مدد چاہنے والے کو پہلے تاجر سے بھاؤ بل لے کر پیش کرنا ہوتا ہے، اس پر حکومت بینک کے ذریعہ چیک دلواتی ہے، بعض لوگ اس ترکیب سے اس چیک کو حکومت سے حاصل کرتے ہیں؛ لیکن مشین نہیں خریدتے بلکہ تاجر کو وہ چیک دے کر نقد رقم لے لیتے ہیں، تاجر بھی فیصد کچھ کم کر کے نقد رقم دیتا ہے، سوال یہ ہے کہ مدد خواہ کے لیے اس طرح سے مشین لینے کے لیے، لیے ہوئے چیک سے بجائے مشین کے رقم لینا صحیح ہے؟ نیز تاجر کا بغیر مال بیچے ہوئے چیک کو لے کر نقد روپیہ دینے کے عوض کمیشن کی رقم لینا درست ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اس میں فریب وکذب دونوں موجود ہیں، جو ناجائز اور حرام ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

زیادہ رقم کا بل بنا کر زائد رقم واپس لینا

سوال: این آر کمپنی لیمٹیڈ کے ساتھ ہمارا دھندا ہے، اور ابھی اس کا کہنا یہ ہے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کہ: مثلاً مال دو ہزار کا ہو تو تم اس کا بل ڈھائی ہزار کا بناؤ، اور ہم چیک بھی ڈھائی ہزار ہی کا دیں گے؛ لیکن بینک سے پیسے لینے کے بعد ۵۰۰/ روپیہ ہم کو نقد واپس دینے ہوں گے۔ اب تک اس کی اس طریقہ پر کوئی بات نہیں تھی؛ لیکن ابھی اس نے یہ بات لکھی ہے، تو کیا اس طریقہ سے دھندا کرنا شرعی اعتبار سے درست ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

اس کا مقصد کمپنی کے کارندوں کا کمپنی کے مالکین کے ساتھ خیانت اور چوری کا ہے تو آپ کے لیے اس لیے جائز نہ ہوگا کہ اس صورت میں آپ ان کے اس ناجائز کام میں معاون ثابت ہوں گے، ﴿ولا تعاونوا علی الإثم والعدوان﴾، اور اگر کوئی اور مقصد ہے، تو اس کی وضاحت فرما کر دوبارہ دریافت فرمالیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد خانپوری عفی عنہ، ۲۴/ذوالحجۃ الحرام ۱۴۱۴ھ

ممنوع اور مباح اشیاء کی خرید و فروخت کے مسائل

انسان کے پاخانہ کی بیع

سوال: انسان کا پاخانہ جو سوکھ کر مٹی کی طرح کھاد ہو گیا ہو اس کی بیع جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

اگر اس میں مٹی کی ملاوٹ ہے تو اس کی بیع جائز ہے، ورنہ نہیں۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ولم ينعقد بيع النحل ودود القز إلا تبعا،ولا بيع العذر خالصة بخلاف بيع السرقين والمخلوط بتراب الخ. (شامی ٤ /١١٧) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

ذی روح کھلونے کی تجارت

سوال: ① کھلونے وغیرہ جو تفریح طبع کے لیے بنائے جاتے ہیں جس کا کاروبار دور حاضر میں کافی پھل پھول رہا ہے جن میں بعض تو خالص غیر ذی روح اشیا کی ہوتی ہیں ان کے بیع وشراء میں تو کوئی تامل نہیں۔

② لیکن غور طلب بات یہ ہے کہ ایجنسی (ہول سیل) اسی صورت میں ملتی ہے کہ ملے جلے کھلونے اپنی دکان پر فروخت کیے جائیں، نہ چاہتے ہوئے بھی صرف ایجنسی باقی رکھنے کے لیے مجبوراً ایسے کھلونے فروخت کرنا جن میں مختلف غیر ذی روح پلین، موٹر، گاڑیاں وغیرہ، اور ذی روح اشیاء مثلاً کتے، بندر، بلی، گڑیاں وغیرہ کی مماثل کھلونے ہوتے ہیں تو شرعاً یہ مخلوط کاروبار کیا حکم رکھتا ہے؟ اور حاصل شدہ منافع کا کیا حکم ہے؟

③ فقہ کی کتابوں میں شراب اور خنزیر کا تو مسلم کے لیے مال غیر متقوم ہونا مصرح ہے، تو کیا اس کا اور اوپر مذکور کاروبار کا حکم یکساں ہے؟ یا کچھ فرق ہے؟

④ متحدہ عرب امارات میں ایسے کاروبار کافی منفعت بخش ہوتے ہیں، اور خریداروں میں کچھ مسلم جب کہ اکثر غیر مسلم سیاح ہوتے ہیں تو کیا ذی روح کھلونا غیر مسلم سیاح کو فروخت کر سکتے ہیں؟

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

⑤ مصورین کو قیامت کے دن سخت عذاب ہونا حدیث میں مذکور ہے، تو کیا غیر ذی روح اور ذی روح کھلونے کا مخلوط کاروبار اس حدیث پاک کے عموم میں شامل ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

① ② کسی بھی جان دار کی تصویر بنانا سخت حرام اور گناہ کبیرہ ہے، خواہ تصویر کسی بھی قسم کی ہو، بڑی ہو یا چھوٹی۔ کپڑے، کاغذ پر بنائی جائے یا درو دیوار پر قلم سے بنائی جائے یا کیمرہ سے، اسی طرح تصویر کا پریس میں چھاپنا، مشین یا سانچے میں ڈھالنا بھی ناجائز ہے، تصویر کی خرید وفروخت حرام ہے، اس ذریعہ سے کمایا ہوا پیسہ حرام اور نا قابل انتفاع ہے۔ (احسن الفتاوی ۸/ ۴۳۷)

مصور گڑیوں، مصور کھلونوں اور مصور مٹھائیوں کا بھی یہی حکم ہے کہ ان کا بنانا، بیچنا، خریدنا اور کھانا جائز نہیں، بغیر خریدے بھی کھانا جائز نہیں؛ اس لیے کہ اس میں تعاون علی المعصیة ہے۔ (احسن الفتاویٰ ۸/ ۴۳۸)

گڑیا کی یا کسی اور کھلونے کی شکل وصورت جان دار کی نہ ہو تو کچھ مضائقہ نہیں، جان دار کی صورت بنانا اور گھر میں رکھنا منع ہے، بچوں کے لیے بھی نہ رکھیں، ایسی صورتوں کی تجارت بھی نہ کریں۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱۲/ ۲۷۷)

ایجنسی حاصل کرنے کے لیے ذی روح کھلونوں کی خریداری کو بھی شرط قرار دیا گیا ہے جو حرام ہے؛ اس لیے یہ ایجنسی حرام کو متضمن ہونے کی وجہ سے حرام اور ناجائز ہے۔

③ ④ (وكذا) بطل (بيع مال غير متقوم) أي مال لايباح الانتفاع

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

به، ذكره ابن الكمال وغيره فليحفظ (كالخمر) في مابين مسلمين، ومسلم وكافر (والخنزير) .... ويدخل فيه فرس أو ثور من خزف لاستيناس الصبي لأنه لاقيمة له ولا يضمن متلفه.

(در المنتقی علی هامش مجمع الانهر ۲/۵۴)

عبارت بالا سے معلوم ہوا کہ سوال میں مذکور ذی روح کھلونے بھی مال غیر متقوم ہونے کی وجہ سے ان کی بیع باطل ہے؛ نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ غیر مسلم کے ہاتھوں بھی اس کو فروخت کرنا جائز نہیں۔

⑤ جیسا کہ جواب نمبر ۱ر میں لکھا جاچکا، یہ اس وعید میں داخل ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱/ جمادی الاولی ۱۴۲۵ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

''اے ٹوزیڈ مارکیٹنگ'' نامی کمپنی کا گاہک بننے کا حکم

سوال: (الف) ایک کمپنی ہے جس کا نام ''اے ٹوزیڈ مارکیٹنگ'' ہے یہ کمپنی اپنے بننے والے گاہک کو ۳۵۰/ روپے کی مالیت پر ایک کیڈ دیتی ہے (جس میں ضروریات زندگی مصالحاجات کی چیزیں) وغیرہ ہوتی ہیں۔

جب کوئی مثلاً زید اس کو خرید کر گاہک بنے گا تو اس کو بجائے ساڑھے تین سو روپے کے تین سو روپے ادا کرنے ہوں گے، اور وہ کیڈ زید کو سپرد کر دی جائے گی (اب زید اس کا ممبر بن گیا) اب یہ زید اس کمپنی کا گاہک بن گیا اب وہ دوسروں کو بھی اپنے ذریعہ اس کمپنی کا گاہک بنا سکتا ہے تو زید کے ذریعہ جو بھی مشتری مثلاً عمرو اس کمپنی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

سے جو کیڈ خریدے گا تو اس کو بھی ساڑھے تین سو والی کیڈ تین سو میں مل جائے گی، پھر یہ زید کے واسطے سے گاہک بننے والا عمرو کمپنی سے جتنا مال خریدے گا اس پر زید کو بھی دو فیصد کمیشن ملتا جائیگا پھر ھلم جرا۔ اگر عمرو بھی اس طرح گاہک بناتا ہے تو اس کو بھی اپنے ذریعے بننے والے گاہک پر دو فیصد کمیشن ملتا رہے گا، تو قابل دریافت امر یہ ہے کہ اس طرح کی کمپنیوں میں مذکورہ طریقے سے شرکت کرنا چہ حکم دارد؟

(ب) یہی کمپنی ہمارے گاؤں میں ایک دکان شروع کر رہی ہے جس کو ''ڈپو'' کہتے ہیں کمپنی والے خود اس ڈپو میں بیچنے کے تمام سامان کیڈ وغیرہ پہنچا دیتے ہیں، اس ڈپو پر بیٹھ کر سودا کرنے والا ذمہ دار خود کمپنی کا کوئی آدمی نہ ہو بلکہ ہمارے گاؤں ہی سے مثلاً زید ہی کو اس ڈپو کا ذمہ دار، مال کا سودا کرنے والا اس شرط پر مقرر کرتا ہے کہ تیرے ہاتھ سے اس ڈپو سے جتنا مال بکے گا، جتنا سودا ریٹل میں ہوتا رہے گا اس میں سے زید کو ۱۵ / فیصد ملتے رہیں گے، تو اس ڈپو میں زید کا ذمہ دار بن کر مذکورہ شرط پر کام کرنا کیسا ہے؟

(ج) اگر صورت مذکورہ (ب) میں مثلاً زید کو ۱۵ / فیصد نہ دیا جائے تو وہ لوگ زید کو اس طرح بھی ڈپو میں رکھنے کو تیار ہیں کہ فیصد کے بجائے تجھے ہم ماہانہ دو تین ہزار بطور ملازمت کے دیتے رہیں گے، تو اس کمپنی کے ڈپو میں ملازمت کرنا کیسا ہے؟

نوٹ: اس میں اگر صورتِ جواز بن سکتی ہو تو رقم فرمادیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

(الف) زید کے واسطے سے براہ راست گاہک بننے والے حضرات جتنی خریداری کریں، اس پر زید کو دو فیصد کے حساب سے کمیشن دینا بشرطیکہ یہ سلسلہ آگے جاری نہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہوتا ہو، یہ دلالی ہونے کی وجہ سے درست ہے، اور اگر اس کے ذریعہ بالواسطہ بننے والے گاہکوں کو بھی یہ کمیشن دیا جاتا ہو تو دلالی کا مصداق نہ ہونے کی وجہ سے درست نہیں۔

(ب) یہ طریقہ قفیز طحان کے قبیل سے ہونے کی وجہ سے جائز نہیں ہے۔

(ج) اگر ڈپو کا طریق کار جواب نمبر الف میں لکھی ہوئی صورت جواز کے مطابق ہو تو درست ہے؛ ورنہ نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ: العبد احمد خانپوری، ۱۹/ جمادی الاخری ۱۴۲۵ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

گانے بھرے ہوئے کیسٹ کی تجارت جائز نہیں

سوال: ایک آدمی پان وغیرہ کی دکان چلا رہا ہے اور اس کے ساتھ بیچنے کے لیے ٹیپ ریکارڈ میں بجانے کی کیسٹ بھی رکھتا ہے جس میں گانے وغیرہ بھرے ہوئے ہوتے ہیں تو ایسی کیسٹ کا بیچنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

گانے بھرے ہوئے کیسٹ کا بیچنا اور اس کی تجارت جائز نہیں، ممنوع و حرام ہے۔ (احکام القرآن للمفتی محمد شفیع ۵ / ۱۵۶) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ: العبد احمد خانپوری

گانے کی کیسٹ فروخت کرنا

سوال: اگر کوئی شخص کٹلیری کی دوکان میں گانے کی کیسٹ فروخت کرتا ہے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اور گانا بجاتا ہے بیچنے کی غرض سے، تو اس کا یہ بجانا اور اس طرح سے بیچنا کیسا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

گانا بجانا اور گانے کی کیسٹ فروخت کرنا حرام ہے۔ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ ''احکام القرآن'' میں تحریر فرماتے ہیں: ''الغناء المحرم إجماعاً (١) كل غناء كان لمحض اللهو واللعب من دون غرض صحيح: ديني أو دنيوي، سواء كان لنفسه أو لغيره مع المزامير وبدونها (٤) إتخاذ الغناء وضرب الآلات مكسبة.(٣/ ٢٥١، ٢٥٠) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

ایضاً

سوال: اگر کوئی شخص کٹلیری کی دوکان میں گانے کی کیسٹ فروخت کرتا ہے اور گانا نہیں بجاتا ہے، تو اس کا یہ بیچنا کیسا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اس کا بھی جواب آ گیا، حرام شئی کو رواج دینا حرام ہے۔

﴿وتعاونوا على البر والتقوى ولا تعاونوا على الإثم والعدوان﴾

(فتاوی محمودیہ ٦/ ٣٠٠) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ١٠/ صفر ١٤١٢ھ

شراب کی خالی بوتلوں کی تجارت درست ہے؟

سوال: شراب کی خالی بوتلوں کو شراب کے کارخانہ سے خریدی ہوئی قیمت سے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

زائد قیمت میں فروخت کرنا، یعنی کاروبار کرنا جب کہ کاروبار کرنے والا نہ تو شراب پیتا ہے اور نہ اس کا کوئی شراب بنانے کا کارخانہ ہے، درست ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

جن بوتلوں میں شراب رہ چکی ہے اس کے بعد وہ خالی ہوئیں اور پاک کرلی گئیں تو ان کو دوسرے کسی بھی کام میں استعمال کر سکتے ہیں، ان کی تجارت بھی درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

شراب کی بوتلوں کا کاروبار

سوال: ایک شخص شراب کے شیشے خرید کر اُن کو دھو کر صاف کر کے پھر شراب تیار کرنے والوں کو بیچتا ہے، اس شخص کا یہ کاروبار کیسا ہے؟ کیا تعاون علی الاثم میں شمار ہوگا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

جب وہ بوتلیں شراب ہی کے لیے خاص طور پر استعمال ہوتی ہیں، تو یہ تعاون علی الاثم ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری ۱۸؍ رمضان المبارک ۱۴۱۹ھ

مورتی کی تجارت جائز نہیں

سوال: زید کی ایک دوکان ہے جس میں کھانے پینے کی مختلف اشیا کی فروخت ہوتی ہے، ہندوؤں کے تہوار کے موقع پر پوجا وغیرہ کا سامان بھی بیچتا ہے، ادھر دو سال سے مورتی بھی بیچنے لگا؛ البتہ اس کی بیع صرف خاص خاص موقع پر ہی کرتا ہے، ہمیشہ نہیں۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

دریافت طلب امر یہ ہے کہ: آیا زید جو الحمدللہ مسلمان ہے، اس کے لیے مورتی کی تجارت جائز ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

مورتی کی تجارت ناجائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۸/ربیع الآخر ۱۴۲۱ھ

الجواب صحیح: عباس داود بسم اللہ

گمراہ کن عقائد پر مشتمل کتابوں کی تجارت درست نہیں

سوال: دنیا میں مختلف مذاہب کے ماننے والے ہیں، ساتھ ہی مسالک مختلف ہیں، جس میں سے اسلام کے ماننے والے مسلمانوں کے عقائد میں بھی فرق ہے، بعض مسلمانوں کا عقیدہ اسلامی تعلیمات کے بالکل خلاف ہے، اب پوچھنا یہ ہے کہ کتابوں کے تاجر کے لیے فاسد العقیدہ کتابوں کی تجارت کیا درست ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

باطل اور گمراہ کن عقائد کی ترویج واشاعت جس طرح بھی ہو معصیت اور حرام ہے، ایسے عقائد پر مشتمل کتابوں کی طباعت واشاعت اور تجارت بھی اسی حکم میں ہونے کی وجہ سے ممنوع اور ناجائز ہے۔ ارشاد خداوندی ہے: ﴿ولا تعاونوا على الاثم والعدوان﴾ (المائدۃ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الکحل کی خرید وفروخت

سوال: میری دکان میں سینٹ بکتا ہے جو عطر کی قسم ہے جس میں الکحل گرتا ہے، تو الکحل آمیز عطر استعمال کی گنجائش ہے؟ سنا ہے کہ موجودہ الکحل معدنی ہے اور خمری نہیں ہے، تو کیا یہ تحقیق صحیح ہے؟ خلاصہ یہ ہے کہ سینٹ کا لگانا اور بیچنا کیسا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

الکحل اگر کشمش یا کھجور سے حاصل کی گئی ہو تو بالاتفاق نجس ہے، اور ان کے سوا کسی دوسری چیز سے بنائی گئی ہو تو شیخین رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک پاک، اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نجس ہے، تحقیق سے معلوم ہوا کہ آج کل الکحل کے لیے انگور اور کھجور استعمال نہیں کی جاتی؛ لہٰذا شیخین رحمۃ اللہ علیہما کے قول کے مطابق پاک ہے؛ اس لیے الکحل آمیز سینٹ کا لگانا اور بیچنا درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۳/ جمادی الاخری ۱۴۲۵ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

الکحل اور کیمرہ کی خرید وفروخت

سوال: ایک صاحب کی پرفیوم (سینٹ) الکحل کے عطریات کی دکان ہے، اس میں کیمرہ وغیرہ دوسری چیزیں بھی بیچی جاتی ہیں، یہ دھندا کرنا کیسا ہے؟ اس سے حاصل شدہ نفع استعمال کرنا کیسا ہے حلال یا حرام؟ ایسے ہی جو کوئی نوکری کی غرض سے ایسی دکان پر کام کرے اس کا کیا حکم ہے؟ اور اس کمائی سے حج کرنا کیسا ہے؟ جائز ہے یا نہیں؟

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

الکحل اگر انگور کشمش یا کھجور سے حاصل کی گئی ہو تو بالاتفاق نجس ہے، اور ان کے علاوہ کسی دوسری چیز سے بنائی گئی ہو تو شیخین رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک پاک اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نجس ہے، آج کل الکحل کے لیے انگور اور کھجور کا استعمال نہیں کیا جاتا؛ لہٰذا شیخین رحمۃ اللہ علیہما کے قول کے مطابق پاک ہے، آج کل ضرورت و عموم بلویٰ کی رعایت کے پیش نظر قول شیخین رحمۃ اللہ علیہما پر طہارت کا حکم دیا جاتا ہے، پھر بھی اہل علم و فضل کے لیے احتیاط اولیٰ ہے۔

کیمرہ جائز و ناجائز دونوں کاموں میں استعمال کیا جاسکتا ہے، اس لیے اصولاً اس کی بیع درست ہے؛ لہٰذا مذکورہ فی السوال کمائی اور اس دکان میں ملازمت جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۶ / ربیع الثانی ۱۴۱۷ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

الکحل والے سینٹ اور عطریات فروخت کرنا

سوال: ہم ایک کاروبار کرنا چاہتے ہیں، جس کا نام پرفیوم یعنی سینٹ ہے، اس میں کچھ حصہ الکحل کا ہوتا ہے، اور باقی حصہ عطریات کا ہوتا ہے، کیا یہ کاروبار کرنا جائز ہے یا نہیں؟ تفصیلی جواب دیں۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

اسپریٹ کے متعلق تحقیق یہ ہے کہ یہ چیز شراب کا جوہر ہے، اس میں سے بذریعۂ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

علم کیمیا خاص منشی جزءعلاحدہ کرلیا جاتا ہے، اس کا نام الکحل ہے، اگر انگور یا کھجور یا منقی سے بنی ہوئی ہو تو بالاتفاق ناپاک وحرام ہے، ایک قطرہ بھی استعمال کرنا جائز نہیں ہے، اور جو اسپریٹ بیر، آلو، جو، گیہوں، مہوا سے بنتی ہے، اس میں اختلاف ہے۔

(فتاویٰ رحیمیہ جلد ششم)

عطریات میں اس کا استعمال کرنے کے لیے کوئی شرعی مجبوری بھی نہیں ہے؛ اس لیے اس کے استعمال نیز تجارت دونوں سے بچنا ضروری ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد خانپوری عفی عنہ، ۲۷/ ذوالحجۃ الحرام ۱۴۱۴ھ

الکحل والے پرفیوم فروخت کرنا

سوال: ہم نے نئی دوکان کھولی ہے، اس میں پرفیوم بیچنا چاہتے ہیں، جس میں الکحل ملا ہوا ہوتا ہے؛ تو اس کی شریعت میں گنجائش ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

تحقیق سے معلوم ہوا کہ آج کل اسپرٹ اور الکحل کے لیے انگور اور کھجور استعمال نہیں کی جاتی، لہٰذا شیخین رحمۃ اللہ علیہما کے قول کے مطابق پاک ہے، حضرات فقہاء رحمۃ اللہ علیہم نے اگرچہ فسادِ زمان کی حکمت کی بنا پر امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو مفتیٰ بہ قرار دیا ہے؛ مگر آج کل ضرورتِ تداوی اور عمومِ بلوی کی رعایت کے پیش نظر شیخین رحمۃ اللہ علیہما کے قول پر طہارت کا فتویٰ دیا جاتا ہے۔ ویسے بھی اصولِ فتویٰ کے لحاظ سے قولِ شیخین رحمۃ اللہ علیہما کو ترجیح ہوتی ہے الا لعارض (احسن الفتاویٰ ۲/ ۹۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۵/ رجب ۱۴۱۵ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

زندہ جانور وزن کر کے بیچنا

سوال: زندہ جانور کو وزن کر کے کیلو کا حساب لگا کر زندہ ہی بیچنا کیسا ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

اصل مسئلہ یہی ہے کہ زندہ جانور کو وزن کر کے فروخت کرنا جائز نہیں ہے؛ لیکن اگر وزن کرنے سے مقصود صرف قیمت کی تعیین ہو، یعنی مال کا کسی درجہ اندازہ کر کے قیمت تجویز کی جائے، تو اس کی گنجائش ہے، اور اس کی دلیل یہ ہے کہ عام طور پر لوگ خریدنے کے بعد کبھی دوبارہ نہیں تولتے، اور اگر تولیں بھی اور کچھ کم زیادہ نکلے تو اس کا حساب نہیں کرتے، یہ سب اس بات کے قرائن ہیں کہ مقصود وزن نہیں ہے، صرف اندازہ ہے قیمت کی تعیین کے لیے؛ لہٰذا اس طرح وزن کر کے اندازہ کر کے قیمت تجویز کر کے قیمت پر مدار رکھ کر اور وزن کو بعد میں کالعدم قرار دے کر زندہ جانور فروخت کرنے کی گنجائش ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

مختلف مردہ جانوروں کی بیع کا حکم

سوال: اگر کوئی چیز عند المسلمین حرام ہو، مثلاً حرام مذبوح گائے وغیرہ، تو کیا اس کا بیچنا بھی حرام ہے، اگر ہمارے مسلک کے اعتبار سے حرام ہو، مثلاً مچھلی کے علاوہ کوئی دریائی جانور، تو اس کا بیچنا کیسا ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

اگر گائے بطریق شرعی ذبح نہیں کی گئی تو وہ بحکم میتہ ہے، اور مردار کی بیع باطل ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

بطل بيع ماليس بمال كالدم، والميتة، سوى سمك وجراد ولافرق في حق المسلم بين التي مات حتف أنفها أو بخنق ونحوه. (در مختار ۴/ ۱۱۲، ۱۱۳)

سوائے خنزیر کے زندہ سب جانوروں کی بیع کسی فائدے کے لیے درست ہے، خواہ بری ہوں یا بحری، چھوٹے ہوں یا بڑے؛ حتی کہ کتے اور چیتے اور سانپ وغیرہ کی بھی، اور مردہ ان حیوانات کی بیع درست ہے جو پاک ہیں، جیسے دریائی جانور یا حشرات غیر ذی دم، یا ذی دم بعد ذبح؛ کیوں کہ ذبح سے ہر جانور پاک ہوجاتا ہے، سوائے سوّر کے، تو خارجی استعمال کے لیے اس کے گوشت وغیرہ کا بیع وشراء ہوسکتا ہے۔
(رسالہ طبی ضمیمہ اختری بہشتی زیور حصہ نہم ۱۰۳)

شامی میں ہے: نقل السائحاني عن الهندية: ويجوز بيع سائر الحيوانات سوى الخنزير وهو المختار اھ وعليه مشى في الهداية وغيرها. (شامی ۴/ ۱۲۵، ۱۲۴)

والحاصل أن جواز البيع يدور مع حل الانتفاع مجتبى واعتمده المصنف (در مختار علی هامش الشامی ۴ /۱۲۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

مچھلی کے علاوہ بحری جانوروں کی خرید وفروخت کا حکم

(سوال): مچھلی کے علاوہ بحری جانوروں کو اپنے قبضہ میں لاکر اس کی بیع کرنا جائز ہے یا نہیں؟ نیز بحری خنزیر کی بیع کے متعلق بھی تحریر فرمائیں کہ کیا حکم رکھتا ہے؟

(الجواب): حامداً ومصلياً ومسلماً

بحری جانوروں میں سے مچھلی اور وہ جانور جن کی کھال اور ہڈی سے انتفاع جائز ہو اس کی بیع (فروخت) درست ہے۔ (بحر الرائق ۶/ ۱۸۷، شامی ۴ /۲۳۹)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

خنزیر بحری کا وہی حکم ہے جو بری کا ہے۔

و لنا قوله تعالیٰ: ﴿حرمت عليكم الميتة والدم ولحم الخنزير﴾ من غير فصل بين البري والبحري. (بدائع الصنائع ۵/ ۳۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

ٹی-وی اور ریڈیو کی بیع کے حکم میں فرق

سوال: کیا ٹی وی کی بیع جائز ہے؟ بائع نہ اس کو دیکھتا ہے، نہ اس کو پسند کرتا ہے؛ لیکن کوئی دوسرا پیشہ نہ ہونے کی بناء پر اس کو اختیار کیے ہوئے ہے، اگر نا جائز ہے تو اور چیزیں جو شریعت میں معصیت شمار ہوتی ہیں، مثلاً: ریڈیو یا ایسا کپڑا جس سے پتلون و نا جائز لباس بنتا ہے اس کی بیع بھی نا جائز ہونی چاہئے، یا درزی ان چیزوں کو سیتا ہے تو وہ بھی گویا ''تعاون علی الاثم والعدوان'' کا فعل انجام دے رہا ہے۔

المستفتی: عبد القیوم راجکوٹی، متعلم جامعہ درجۂ ششم

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

ٹی وی آلاتِ لہو ولعب میں سے ہے، اس کا عمومی استعمال یہی ہے، اس لیے اس کی فروخت جائز نہیں ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ۶/ ۲۹۲)

ریڈیو آلات لہو وطرب میں داخل نہیں، نا جائز طریقہ پر استعمال کرنے کا جرم ان پر عائد ہوگا جو اس کو نا جائز طور پر استعمال کرتے ہیں؛ لہٰذا اس کا فروخت کرنا مباح ہے۔ (ایضاً ۶/ ۲۶۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۹ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۸ھ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

چرس، حشیش وغیرہ کا استعمال اور خرید و فروخت کا حکم

سوال: آج کل ہیروئن، چرس اور حشیش کی تشکری کی جاتی ہے، اخبارات کے بیان اور عام لوگوں کی زبان سے ان اشیاء کا منشیات میں سے ہونا سمجھ میں آتا ہے؛ کیوں کہ ان کا مواد افیون کا مواد ہے؛ البتہ تیار ہونے میں مختلف ہے، طاقت اور اسپرٹ میں بھی مختلف ہے، یہ چیزیں زیادہ تر افغانستان کے علاقہ اور پاکستان کے صوبہ سرحد میں تیار کی جاتی ہیں، اور وہاں سے ہندوستانی سرحد پار کر کے دہلی اور بمبئی پہنچائی جاتی ہیں اور پھر یہ اشیاء امریکہ وغیرہ ممالک اسمگلنگ سے بھیج دی جاتی ہیں، ان میں بعض نہایت گراں ہیں ایک تولہ کی قیمت ۸۰/ اَسّی ہزار روپئے ہیں۔

ان کا استعمال پان، سگریٹ کے ساتھ ملا کر ہوتا ہے، اور ان کی ایک مرتبہ کھانے کی مقدار رتی سے بھی کم ہے، اس سے زیادہ اگر کوئی کھالے تو مر جائے، اور ان کو رتی برابر کھانے سے شہوانی اور جنسی طاقت ابھر کر جوش میں آجاتی ہے اور اس کا اثر ایک ہفتہ تک رہتا ہے، اور بعض کا نصف ہفتہ رہتا ہے، اور ان چیزوں کے عادی شخص کا نتیجہ بہت خطرناک ہوتا ہے کہ وہ ادھیڑ عمر سے پہلے ہی کھوکھلا ہو کر مر جاتا ہے، یعنی حیات انسانی کا جوہر منی اس کے بدن سے نکل کر ختم ہو جاتا ہے۔

اس سے زیادہ ان اشیاء کی حقیقت معلوم نہیں ہے؛ لہٰذا تحقیق فرما کر ان کی خرید و فروخت اور کرایہ پر پہنچانے کا حکم بیان فرمائیں؛ نیز بعض لوگ ان اشیاء کو معروف کرایہ سے زیادہ اجرت لے کر دہلی بمبئی پہنچاتے ہیں، مثلاً بیکانیر سے دہلی یا بمبئی مال لے جانے کا عام کرایہ دس یا پندرہ ہزار روپئے ہیں، اسی طرح ایک آدمی کی اجرت ہزار یا

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

پانچ سوروپئے ہیں؛ لیکن یہ تشکری لوگ ٹرک کا کرایہ پچاس ہزار روپئے یا اس سے زائد اور آدمی کی اجرت دس ہزار یا پندرہ ہزار روپئے دیتے ہیں، تو ایسے کرائے میں سے کتنا ناجائز ہے اور کتنا جائز ہے؟ یا تمام کرایہ ناجائز اور حرام ہے؟ حکم بیان فرما کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلياً ومسلماً

چرس اور حشیش وغیرہ کا استعمال دورِ حاضر میں جس طرح ہوتا ہے وہ حرام ہے، اس لیے اس کی بیع وشراء بھی ممنوع ہوگی، اور اسی مقصد کے لیے اس کی ہیرا پھیری میں حصہ لینا بھی ممنوع ہے۔

ونقل في الأشربة عن الجوهرة حرمة أكل بنج وحشيشة وافيون؛ لكن دون حرمة الخمر الخ (درمختار) فيه أيضاً عن القهستاني عن متن البزدوي: أنه يحد بالسكر من البنج في زماننا على المفتى به اهـ وتقدم أول الطلاق عن تصحيح العلامة قاسم أنه إذا سكر من البنج والأفيون يقع زجراً وعليه الفتوى وقدمنا هناك أيضا عن الفتح أن مشائخ المذهبين من الحنفية والشافعية: اتفقوا على وقوع طلاق من غاب عقله بالحشيشة وهي ورق القنب بعد أن اختلفوا فيها قبل أن يظهر أمرها من الفساد. (شامی ۳/ ۱۸۲،۱۸۱)

إذا استأجر رجلاً ليحمل له خمراً فله الأجر في قول أبي حنيفة، وقال أبويوسف ومحمد لا أجر له. (عالمگیری ۴/ ۴۴۹)

یہ اجرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے بقول جائز ہوگی اور صاحبین کے نزدیک درست

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۷/ شوال المکرم ۱۴۱۱ھ

مردار کے چمڑے کی بیع

سوال: بندہ جانور (گائے، بھینس) کے چمڑے کا بیوپاری ہے، دریافت طلب امر یہ ہے کہ مردار کے چمڑے کی بیع وشراء کا حکم کیا ہوگا؟ واضح ہو کہ یہ کھال غیر مدبوغہ ہوتی ہے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

مردار کی خرید وفروخت کا جو حکم ہے وہی حکم مردار کی اس کھال کا بھی ہے جو غیر مدبوغہ ہو، اس لیے مردار کی غیر مدبوغہ کھال کی بیع باطل ہے۔

وبطل بيع ماليس بمال كالدم والميتة.(تنوير الأبصار ٤/ ١١٣،١١٢)

البتہ یہ یاد رہے کہ شرعاً دباغت کی دو قسمیں ہیں: حقیقی اور حکمی، حکمی دباغت کا مطلب یہ ہے کہ کھال کو دھوپ میں ڈال کر، یا کھال میں مٹی وغیرہ ڈال کر کھال کو خراب وفاسد ہونے سے محفوظ کرلیا جائے، بدائع میں ہے۔

والحكمي: أن يدبغ بالتشميس والتتريب والإلقاء في الريح. (بدائع الصنائع١ /٨٦)

الدباغ ما يمنع النتن والفساد والذي يمنع على نوعين. (شامی١/ ١٤٩)

عموماً جو لوگ مردار کی کھال نکال کر بیوپاری کے ہاتھ فروخت کرتے ہیں وہ لوگ اتنا تو کرلیتے ہیں کہ دھوپ میں ڈال کر یا اس میں مٹی بھر کر اس کو بگڑنے سے محفوظ کردیتے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کہیں، اگر ایسا ہے تو وہ بیع وشراء درست ہوگی؛ ورنہ نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

گڑ، پھٹکری اور سیاہ مرچ شراب بنانے والے کے ہاتھ بیچنا

سوال: ① زید گڑ خریدتا ہے اور پھر اس کو کسی بیوپاری کی معرفت بیچتا ہے، اور اس بیوپاری سے ایسے آدمی لے جاتے ہیں جو اس گڑ کی شراب بناتے ہیں یا کوئی شراب بنانے والا زید ہی سے لے جائے، تو کیا اس طریقے کا خرید وفروخت اور سامان کا کاروبار جائز ہے؟

② نیز زید پھٹکری بیچتا ہے جو شراب بنانے کے کام میں آتی ہے، اسی طریقے سے یہ پھٹکری دوسرے کام میں بھی آتی ہے۔

③ اسی طریقے سے سیاہ مرچ زید بیچتا ہے جو کہ شراب میں بھی استعمال ہوتی ہے اور دوسرے طریقے سے بھی استعمال ہوتی ہے، جیسا کہ آپ جانتے ہیں، تو گویا یہ سب سامان زید خرید وفروخت کے لیے اپنے دکان میں رکھ سکتا ہے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

① اگر وہ گڑ صرف شراب بنانے کے ہی کام آتا ہے اور کسی جائز استعمال میں نہیں آتا تب تو اس کی فروخت اعانت علی المعصیت ہونے کی وجہ سے درست نہیں ہے، اور اگر دوسرے جائز کاموں میں بھی استعمال ہوتا ہے تو اس کی تجارت جائز ہے۔

② جب پھٹکری دیگر جائز کاموں میں بھی استعمال ہوتی ہے تو اس کی تجارت

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

جائز ہے۔

③ جواب نمبر ا کی طرح اس کا بھی حکم ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

پوجا پاٹ کا سامان خریدنا

سوال: صورتِ مسئلہ یہ ہے کہ پوجا پاٹ کے سامان مثلاً ناریل، سندر وغیرہ، اگربتی زید بیچنے کے لیے اپنی دکان پر رکھ سکتا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

سوال میں ذکر کردہ تینوں چیزیں دیگر کاموں میں بھی استعمال ہوتی ہیں، اس لیے ان کی تجارت جائز ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

گوچن کو بیچنا

سوال: جیسا کہ ہم کو معلوم ہے کہ حلال جانور میں سات اشیاء حرام کی گئی ہیں، ان حرام کردہ اشیاء میں سے ایک پتہ بھی ہے، اب پوچھنا یہ ہے کہ اس پتہ میں سے ایک چیز نکلتی ہے جس کا نام گوچن ہے جو بڑی قیمتی چیز ہے، یہاں تک کہ سونے کے بھاؤ (قیمت) میں بکتی ہے اور دواؤں میں اس کا استعمال اکسیر ہے، اور دوسری بات کہ وہ چیز ہزاروں جانوروں میں سے کبھی ایک دو مرتبہ نکل جاتی ہے۔

نوٹ: خاص دریافت کرنے کی نوبت اس لیے پیش آئی ہے کہ وہ چیز پتہ میں سے نکلتی ہے جو حرام ہے (شرعی طور پر) تو کیا اس چیز کا بیچنا جائز ہے یا نہیں؟ اگر جواب

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

نفی میں ہے تو اگر کسی نے اس کو بیچ کر کپڑے سلوائے ہو یا دوسرا کوئی استعمال کیا ہو تو کیا کرے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

گوچن کی ماہیت سے احقر ناواقف ہے، اگر وہ از قبیلِ جمادات ہے جس کو اس جانور نے کھایا تھا اور وہ اس کے پتہ میں جا کر محفوظ ہوگئی جواب بوقت ذبح نکلی تو وہ پاک ہے، اور اگر وہ مضر نہیں ہے تو بطریق اکل اس کا استعمال بھی درست ہے، اور اس کو فروخت کر کے حاصل کی گئی قیمت بھی حلال ہے، اور اگر وہ اور شئ ہے تو اس کی ماہیت بتلا کر دوبارہ دریافت فرمالیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۴/ شوال المکرم ۱۴۱۶ھ

گوچن کی خرید و فروخت

سوال: ہم نے چند ایام پہلے گائے، بیل کے پتہ سے نکلنے والی چیز گوچن کے متعلق پوچھا تھا، کچھ تفسیر اس کی یہ ہے کہ وہ چیز (پتہ جو حرام ہے) اس میں سے بقدر ایک یا تقریباً ڈیڑھ گرام نکلتی ہے، اور جمادات کے قبیل سے ہے، اس کو اگر پیس دیا جائے تو ذرہ ذرہ ہو جاتی ہے، یہ اللہ کو معلوم ہے کہ پتہ کے اندر پیدا ہوتی ہے یا باہر سے جا کر ٹھہر جاتی ہے۔ (امید کہ تشفی بخش جواب مرحمت فرمائیں گے)۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

ذبح کرنے سے جانور کا گوشت اور اس کے اجزاء پاک ہو جاتے ہیں، اس لیے پتہ بھی اسی حکم میں ہے، اس کی خرید و فروخت درست ہے، گوچن بھی اسی کے تابع

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

دھات کی انگوٹھی کا استعمال اور خرید و فروخت

سوال: ① لوہے کی انگوٹھی، بنگڑی، ہار اور دوسری چیزیں جو زینت کے لیے عورتیں استعمال کرتی ہیں وہ پہننا حلال ہے یا حرام؟

② ایسی نقلی چیزوں کی خرید و فروخت کرنا، اسی کو ذریعۂ معاش، دھندا بنالینا کیسا ہے؟

③ اس کی کمائی کا کیا حکم ہے؟

④ اگر کسی کا دھندا جما جمایا ہوا اچھا خاصہ چلتا ہو تو وہ کیا کرے؟ فوری طور پر تو بند نہیں کر سکتا ہے آئندہ کیا شکل اختیار کرے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

① چاندی کے علاوہ کسی اور دھات (مثلاً: سونا، لوہا، تانبا، پیتل وغیرہ) کی انگوٹھی مرد کے لیے جائز نہیں ہے، اور سونے، چاندی کے علاوہ کسی اور دھات کی انگوٹھی عورت کے لیے مکروہ ہے؛ البتہ لوہے کی وہ انگوٹھی جس پر چاندی چڑھادی گئی ہو اس کے پہننے میں حرج نہیں۔ (از فتاوی رحیمیہ ۵/ ۸۳۔۸۴، ۶/ ۲۷۹، ۲۸۰)

بجز انگشتری کے دوسرا زیور حدید و صفر و نحاس و رصاص کا عورتوں کے لیے جائز ہے۔ (امداد الفتاویٰ ۴/ ۱۳۶)

② انگوٹھی کے علاوہ دیگر اشیاء کے پہننے کا جواز معلوم ہو گیا، تو اب اس کی بیع کا جواز بھی ظاہر ہے، حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک انگوٹھی کی بیع میں

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کراہت تنزیہی ہے۔

③ اس کی کمائی حلال ہے۔

④ اس کی ضرورت نہیں رہی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ٦/ ربیع الثانی ١٤١٧ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

بینک کی ضبط کردہ گاڑی خریدنا

سوال: اگر کسی نے بینک کے ذریعہ گاڑی خریدی، پھر وہ مفلس ہو جاتا ہے، بینک کی رقم ادا نہیں کر سکتا تو بینک گاڑی اس سے ضبط کر لیتی ہے، اور جو رقم ادا نہیں ہوئی، اتنے پر فروخت کرتی ہے، کیا ایسی گاڑی کا خریدنا جائز ہے؟ مکانات میں بھی اس قسم کا معاملہ کیا جاتا ہے، کیا ایسے مکانات کا خریدنا جائز ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

اگر بینک کا یہ تصرف حکومت کی تائید و توثیق سے ہے تو خریدنے کی وجہ سے ملک ثابت ہوگی؛ لیکن اس نوع کی خریداری سے احتیاط برتی جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ٢/ ذوالحجۃ الحرام ١٤١٢ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

جَو کے باغات شراب بنانے والے کے ہاتھ بیچنا

سوال: ہمارے یہاں عام طور پر جَو کے باغات پائے جاتے ہیں، اور عام طور پر اس سے شراب بنائی جاتی ہے، اب مسلمان مالک تو اس سے بذات خود شراب نہیں

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

بناتے؛ البتہ ہندوؤں سے پھلنے تک اس باغ کا سودا کر لیتے ہیں، اور مسلمان مالک کو یقین ہے کہ ہندو ضرور اس سے شراب بنائے گا تو کیا اس طرح کی بیع درست ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

اگر مسلمان مالک جَو کی بیع غیر مسلم کے ہاتھ بہ نیت تجارت کرتا ہے تو جائز ہے، چاہے وہ غیر مسلم اس سے شراب بناتا ہو؛ البتہ یہ یاد رہے کہ پھل آنے سے پہلے یا پھل آکر اتنا بڑا ہو جائے کہ اس کے ضیاع کا اندیشہ باقی نہ رہے، اس سے پہلے باغ کے پھلوں کی بیع درست نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۳/صفر المظفر ۱۴۱۳ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

گورنمنٹ کی دی ہوئی زمین خریدنا

سوال: زید کی زمین پر ایک ہندو کاشت کاری کر رہا تھا، زید کی زمین ہندو کاشت کار کے قبضہ میں حکومت نے کر دی، اب ہندو کاشت کار اس زمین کو بیچ رہا ہے، اب تیسرا شخص خالد اس کو خریدنا چاہتا ہے، بصورت مذکورہ خالد کا ہندو کاشت کار سے خریدنا جائز ہے یا نہیں؟ نیز اگر خالد اس زمین کو نہیں خریدتا ہے تو کسی ہندو کے ہاتھ وہ زمین چلی جائے گی، جواب طلب امر یہ ہے کہ مذکورہ بالا صورت میں شرع متین کا حکم مفصل تحریر فرمایا جائے۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

اگر اس زمین سے خود گورنمنٹ نے زید کو بے دخل کر دیا کہ ہندو کاشت کار کے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہاتھ فروخت کیا ہے، یا اسکو دیا ہے تو اب اس ہندو کاشت کار (جو اس کا مالک ہے اس) سے اس کا خریدنا خالد کے لیے درست ہے۔ (ماخوذ از فتاویٰ محمودیہ ۵/ ۱۸۵، ۱۸۶) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۷/ صفر المظفر ۱۴۱۲ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

آتش بازی کی خرید و فروخت اور استعمال

سوال: آتش بازی کی خرید و فروخت کرنا کیسا ہے؟ اور اس کا استعمال کرنا خوشی کے موقعوں پر، مثلاً شادی بیاہ میں کیسا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلياً ومسلماً

اس کی تجارت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مکروہ ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۵/ ۱۱۳)
اس کا استعمال اگر قمار پر مشتمل ہے تو حرام ہے؛ ورنہ مکروہ ہے۔

واللعب بالناريات (آتش بازی) وأمثالها فإنها كلها لو لم يتضمن معاصي ومنكرات لا تخلو عنها عادة، فهي في نفسها من اللهو المجرد الذي وقع الاجماع على تحريمه أو كراهته("أحكام القرآن" للمفتي محمد شفيع، إدارة القرآن كراتشي ۳/ ۲۰۲، سورۂ لقمان، رسالة "الناهي عن الملاهي") فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

کان میں جمے ہوئے پتھروں کی خرید و فروخت

سوال: (۱) زید پتھر کی کان کا مالک ہے، عمرو نے زید کی کان میں جمے ہوئے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

پتھر کا ناپ کرتے ہوئے کہا کہ میں یہ پتھر ۴۵۰۰/ میں خرید تا ہوں اور پیسے دے دیے، زید نے قبول کرتے ہوئے کہا کہ اگر میں نے یہ پتھر وقت مقررہ پر آپ کے حوالہ نہ کیا تو میں آپ کو ۶۰۰۰/ روپئے دے دوں گا، (دھیان رہے کہ ایک پتھر جو کان میں جڑا ہوا ہوتا ہے اس کو باہر آنے میں تقریباً دو، تین مہینے لگ ہی جاتے ہیں اور باہر آنے کے بعد وہی پتھر جو جمے ہوئے ہونے کی حالت میں ۴۵۰۰/ کا تھا چھ ہزار یا سات ہزار میں بکتا ہے، انہی باتوں کو ذہن میں رکھتے ہوئے زید نے خود ہی کہا تھا کہ اگر میں نے وقت مقررہ پر آپ کے حوالہ نہ کیا تو میں آپ کو ۶۰۰۰/ روپئے دے دوں گا) تو کیا عمرو کا ۴۵۰۰/ روپئے دے کر ۶۰۰۰/ روپئے لینا شرعاً درست ہے یا نہیں؟ جب کہ عمرو نے ۴۵۰۰/ روپئے کے اوپر کا جو منافعہ ہے ڈیڑھ یا دو ہزار اس کو حاصل کرنے کے لیے ہی زید کو تین مہینے پہلے ۴۵۰۰/ روپئے دیے تھے۔

(۲) زید ایک پتھر کی کان کا مالک ہے، عمرو خریدار نے ۲۰/ روپئے کے حساب سے کٹ سائز کے پیسے ادا کر دیئے اور زید نے قبول کرتے ہوئے کہا کہ کان سے پتھر نکلتے ہی اس کو کٹ سائز کے اعتبار سے کٹوا کر اور اس کی ٹائلیں بنوا کر آپ کے حوالہ کر دوں گا، اب جب پتھر کان سے باہر آتا ہے تو زید بجائے اس کی ٹائلیں بنانے کے دوسرے شخص بکر کے ہاتھوں دگنی قیمت میں بیچتا ہے، (قطع نظر اس سے کہ بکر کو اس پتھر کے بکے ہوئے ہونے کا علم تھا یا نہیں) اور زید عمرو مشتری اول کو کہتا ہے کہ ۲۵/ روپئے کے اعتبار سے تمہارا حصہ رکھ کر نفع سمیت تمہیں دے دوں گا اور باقی منافعہ میں رکھ لوں گا، تو کیا زید کا مشتری اول عمرو کی اجازت سے پتھر کو بیچنا اور پر اسکویر فٹ ۵/ روپئے کا منافعہ عمرو کو دے کر باقی خود رکھنا جائز ہے یا نہیں؟ اگر بحکم شرع زید کے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

لیے بقیہ منافعہ رکھنا جائز نہ ہو تو عمرو نے جو فی فِٹ ۵ / روپئے کا منافعہ لیا ہے وہ اس کے لیے حلال رہے گا یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

① زید پتھر کی کان کا مالک ہے اور عمرو نے اس سے پتھر کا معاملہ کیا اس طرح کہ پتھر کا طول وعرض وغیرہ بیان کر دیا اور پتھر کان سے نکال کر سپرد کرنے کا وقت بھی بتلا دیا، مطلب یہ ہے کہ مبیع کے سلسلہ میں کوئی جہالت باقی نہ رہی، یہ بیع درست ہے۔

مبسوط سرخسی میں ہے:

وإذا احفر موضعاً من المعدن ثم باع تلك الحفرة، فإن بيعه باطل؛ لأنه باع مالا يملك، فإن تلك الحفرة لم يملكها بمجرد الحفر؛ لأن الملك إنما يثبت بالإحراز، وهو لم يحرزه، فإن احرازه فيما رفع من التراب دون الباقي في مكانه، فهو كبيع صخرة من الجبل قبل أن يحرزها ويخرجها. (المبسوط ٧/ ١٤، ٥٦)

یعنی کسی شخص نے زمین میں کان کا کوئی حصہ کھودا، پھر اس گڑھے کو بیچا تو یہ بیع باطل ہے، اس لیے کہ اس نے غیر مملوک شئ کو بیچا، کھودنے کی وجہ سے گڑھے کا مالک نہیں بنتا، (مباح الاصل اشیاء میں) احراز کے بعد ملکیت ثابت ہوتی ہے، یہاں صورت حال یہ ہے کہ گڑھا کھودنے سے جو مٹی نکلی اس کا احراز ہوا ہے، مٹی جس جگہ سے کھودی گئی اس (کان) کا احراز نہیں ہوا ہے، پس یہ ایسا ہے جیسے پہاڑ کی چٹان کو نکالنے اور احراز کرنے سے پہلے بیچنا (یہ بیع درست نہیں)۔

مبسوط کی عبارت بالا مباح الاصل زمین میں گڑھا کھودنے کے سلسلہ میں ہے،

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

جب کہ صورت مسئولہ میں زید پتھر کی کان کا مالک ہے، پس عدمِ احراز کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا؛ نیز پہاڑ کی چٹان کی بیع والی تشبیہ سے واضح ہوا کہ اگر پہاڑ مملوکہ ہو تو ملکیت اور احراز موجود ہونے کی وجہ سے چٹان کی بیع درست ہے، اس لیے صورت مسئولہ میں کان کے پتھروں کی بیع بلا تردد صحیح ہے۔

وكذلك أفتى قارئ الهداية بأنه يجوز بيع ماهو مغيب في الأرض كالفجل والبصل الجزرو القلقاس.(تنقيح الفتاوى الحامدية١ /٢٥١)

رہی یہ بات کہ بن دیکھے کان کے پتھر خریدنے سے بوقت تسلیم عمرو کو خیار رؤیت حاصل ہوگا یا نہیں؟ اس میں تفصیل ہے۔

سوال میں لکھا ہے ''عمرو نے کہا میں یہ پتھر ۵۰۰ ۴ / میں خریدتا ہوں'' یہاں عمرو نے جس پتھر کی طرف اشارہ کرکے کہا ہے کہ میں اس پتھر کو خریدتا ہوں اس سے عمرو کی مراد یہ ہے کہ نمونہ کے طور پر جو یہ پتھر رکھا ہے اس طرح کے پتھر مطلوب ہیں، اس کا مطلب یہ ہوا کہ کان سے نکلنے والے پتھر کو بوقت عقد عمرو نے نہیں دیکھا، صرف اس کا نمونہ دیکھا ہے، ایسی صورت میں کان سے پتھر نکلنے کے بعد مطلوبہ اوصاف کے مطابق ہو تو یعنی جو نمونہ بوقت بیع بتلایا تھا اس کے مطابق ہو تو ایسی صورت میں عمرو کو خیار رویت حاصل نہ ہوگا، یعنی عمرو کے لیے یہ حق نہیں کہ ان پتھروں کو دیکھنے کے بعد معاملہ کو ختم کردے؛ بلکہ قبول کرنا ضروری ہے، مبیع اگر ایک نوع کی ہے تو اس کا کوئی حصہ دیکھ لینا کافی ہے۔

صورت بالا میں کان سے نکلنے والے پتھر دیکھے ہوئے نمونہ کے مطابق ہوں تو یوں سمجھا جائے گا گویا مبیع کے تمام اجزا کو دیکھ لیا ہے، ایسی صورت میں خیار رؤیت

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

حاصل نہیں ہوتا۔

عطر ہدایہ میں ہے: اگر مبیع یا اس کا نمونہ سامنے موجود نہ ہو ویسے ہی بغیر دیکھے خرید لیا تو خیار رؤیت باقی رہے گا۔ (عطر ہدایہ: ۸۲)

اس سے معلوم ہوا کہ نمونہ دیکھنے کے بعد معاملہ کرنے سے خیار رؤیت ساقط ہو جاتا ہے بشرطیکہ مبیع نمونہ کے مطابق ہو۔

اور اگر عمرو نے کان میں جمے ہوئے پتھر کی طرف اشارہ کر کے کہا تھا کہ ''میں یہ پتھر ۴۵۰۰ / میں خریدتا ہوں'' یعنی جس نوع اور اوصاف کے پتھر مطلوب ہیں خارج میں ان کا وجود نہیں تھا، پتھروں کی کان کی طرف اشارہ کر کے کہا تھا تو پتھر تیار ہونے کے بعد عمرو کو خیار رؤیت حاصل ہے یعنی مطلوبہ اوصاف کے مطابق پتھر نہ ہوں تو عمرو کو بیع کا معاملہ باقی رکھنے یا ختم کر دینے کا حق ہے۔

بيع ماأصله غائب وعلم وجوده يجوزوله خيار الرؤية إن شاء رده وإن شاء أخذه، وتكفى روية البعض عندهما وعليه الفتوى كما فى شرح المجمع والتنوير ومثله فى البحر. (تنقيح الفتاوى الحامدية١ /٢٥١)

یہ حکم تو نفس بیع کے سلسلہ میں ہے، بیع میں مقتضائے بیع کے خلاف کوئی شرط لگائی جائے تو بیع فاسد ہو جاتی ہے۔

صورت مسئولہ میں زید بائع کا یوں کہنا کہ ''اگر میں نے یہ پتھر وقتِ مقررہ پر آپ کے حوالہ نہ کیا تو میں بجائے ۴۵۰۰ / کے آپ کو ۶۰۰۰ / روپئے دے دوں گا'' یہ شرط فاسد ہے، مشتری کا اس میں فائدہ ہے، یہ بیع فاسد ہے، لہٰذا فسخ معاملہ کی صورت میں عمرو کا ۱۵۰۰ / زائد لینا جائز نہیں۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

۲ زید اور عمرو کے مابین کان سے نکلنے والے پتھر کے متعلق جو معاملہ ہوا، اس میں مبیع (پتھر) کا طول وعرض طے ہو چکا تھا یعنی مبیع کے تعارف میں کسی قسم کی جہالت نہیں تھی؛ البتہ اشارہ وغیرہ کے ذریعہ سے مبیع کا تعین نہ ہوا ہو تو ایسی صورت میں زید کان سے پتھر نکلنے کے بعد بکر کو بیچ سکتا ہے، مشتریٔ اول عمرو کو بعینہ پہلی بار نکلنے والے پتھر دینا وعدہ کے مطابق لازم تھا، مگر وعدہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے پہلی بار نکلنے والے پتھر عمرو کو دینے کے بجائے بکر کے ہاتھ بیچ دیا تو یہ بیع درست ہے، مشتریٔ اول عمرو کا اس بیع سے کوئی تعلق نہیں؛ لہٰذا اس سے اجازت لینے اور منافع میں شریک کرنے کے کیا معنیٰ؟ اگر مشتریٔ اول نے زید سے منافعہ لیا ہے تو واپس کردے، لیکن یہ یاد رہے کہ مشتریٔ اول کو مبیع (پتھر) سپرد کرنے کا جو وقت بتلایا ہے اس کی پابندی زید پر لازم ہے۔

یہ حکم اس صورت میں ہے جب کہ اشارہ کے ذریعہ متعین نہ کیا ہو، اور اگر کان میں جمے ہوئے پتھر کی طرف اشارہ کرکے معاملہ کیا تھا تو ایسی صورت میں مبیع متعین ہونے کی وجہ سے ان ہی پتھروں کو مشتریٔ اول کے سپرد کرنا لازم ہے، بکر کے ہاتھ دوگنا قیمت سے بیچنا جائز نہیں، مشتریٔ اول اجازت دے تو بھی بیع ثانی مشتریٔ اول کے قبضہ سے پہلے ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے۔

إذا باع شخص ماله المنقول من آخر وقبل أن يسلمه باعه ثانيةً من شخص آخر، فإذا أجاز المشتري الأول هذا البيع فلا يصح؛ لأن هذه الإجازة عبارة عن إجازة بيع المشتري لمبيع غير مقبوض. (درر الحكام شرح مجلة الاحكام ۱/۲۳۷، ۲۳۸) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

البم اور فوٹو فریم بیچنا

سوال: میں البم اور فوٹو فریم فروخت کرتا ہوں، البم سے مراد جس کو لوگ تصویریں رکھنے کے لیے استعمال کرتے ہیں، تو کیا ایسے البم جو خاص تصویریں رکھنے کے لیے استعمال ہوتے ہیں، اُن کا فروخت کرنا ازروئے شرع کیسا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

شریعت نے جاندار کی تصاویر بنانا حرام قرار دیا ہے؛ لیکن بے جان چیزوں کی تصویر بنانے کی اجازت دی ہے؛ اس لیے اگر آپ کے تیار کیے ہوئے البم کا استعمال صرف جان دار کی تصاویر میں ہی ہوسکتا ہے، تو اس کا تیار کرنا اور فروخت درست نہیں، کہ یہ اعانت علی المعصیت ہے۔ ﴿ولا تعاونوا علی الإثم والعدوان﴾

اور اگر اس کا استعمال بے جان کی تصاویر میں بھی ہوسکتا ہے، تو آپ کے لیے اس کا تیار کرنا اور فروخت کرنا درست ہے، اس صورت میں اگر کوئی اُس کو جاندار کی تصاویر میں استعمال کرتا ہے تو یہ اُس کا اپنا اختیاری فعل ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ العبد: احمد عفی عنہ خانپوری ۲۲ر جمادی الاولیٰ ۱۴۱۹ھ

الجواب صحیح: عباس داود بسم اللہ

پان کا ٹھیلہ کھولنا

سوال: یہ بندہ محمد اسماعیل برہان پوری ہے، اور پان پٹی (پان کا ٹھیلہ) چالو کرنے کا ارادہ ہے، اب جب پان کا ٹھیلہ چالو ہوگا تو اس میں بیڑی، سگریٹ، تمباکو،

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ویمل وغیرہ بیچنا ہوگا، تو یہ پان کا ٹھیلہ کھولنا کیسا ہے؟ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

پان کا ٹھیلہ کھولنا جس میں تمباکو، بیڑی، سگریٹ وغیرہ کی تجارت بھی ہو جائز ہے۔

(ماخوذ از فتاویٰ محمودیہ ۵/۱۱۲-۱۷/۲۸۱)

ویمل کے اجزاء اگر تمباکو، کتھ، چونا وغیرہ جائز و پاک اشیاء ہیں تو اس کی بھی تجارت جائز ہے، اور اگر اس کا کوئی جزء ناپاک یا ناجائز ہے تو اس کی تجارت درست نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ العبد احمد عفی عنہ خانپوری ۴/ جمادی الاخریٰ ۱۴۱۹ھ

الجواب صحیح: عباس داود بسم اللہ

لپسٹک اور پاوڈر وغیرہ میک اپ کی تجارت کرنا

سوال: اور اس میں کوسمیٹک (میک اپ) کی چیزیں بیچنا چاہتے ہیں، جیسے سوکھا اور گیلا پاوڈر، لپسٹک (ہونٹوں پر لگائی جانے والی لالی)، تو اس کی شریعت میں کتنی گنجائش ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

لپ اسٹک کے متعلق کئی حضرات سے معلوم ہوا کہ اس میں سور کی چربی کی ملاوٹ ہوتی ہے، اگرچہ ہمیں براہ راست اس کی تحقیق نہیں ہے، اس لیے اس کے استعمال و فروخت سے احتیاط کرنا بہتر ہے، پاوڈر کی تجارت درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۵/ رجب ۱۴۱۵ھ

الجواب صحیح: عباس داود بسم اللہ عفی عنہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

لکس صابن بیچنا

سوال: لکس صابن بیچنے میں شریعت میں کیا گنجائش ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

لکس کے متعلق ہمیں کوئی تحقیق نہیں ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۵/رجب ۱۴۱۵ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

ویڈیو گیم کی تجارت کرنا

سوال: ویڈیو گیم جو کھیلنے کی چیز ہے (ویڈیو گیم لوگ ٹائم پاس کرنے کے لیے استعمال کرتے ہیں، اس میں کوئی شرط نہیں لگائی جاتی، اور اس میں بالکل مشغولی نہیں ہوتی، کہ دوسرے چیزوں میں دل نہ لگے، اور اس میں ایک گیم پورا ہونے کے لیے پندرہ سے بیس منٹ درکار ہیں؛ تو اس کا بیچنا کیسا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اگر یہ بچوں کے کھیل کے قبیل سے ہے اور اس میں مشغولی کی وجہ سے دینی و دنیوی نقصان نہیں ہے، تو بقصد تفریح طبع بقدر ضرورت اس کی گنجائش ہے، اس کی تجارت بھی درست ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۵/رجب ۱۴۱۵ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

آلات لہو ولعب کی بیع

سوال: سینما، ٹی وی، وی سی آر، ویڈیو اور ڈیکس اینٹنا دیکھنا شرعی اعتبار سے مطلق جائز ہے یا ناجائز؟ یا بالقید مذکورہ اشیاء کی تجارت اور مرمت کرنا یا بنانا سیکھنا سکھانا کیسا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

سینما، ٹی وی، ویڈیو، وی سی آر کا آلات لہو ولعب اور مخرب اخلاق اور مروج فواحش ہونا اظہر من الشمس ہے اس لیے اس کا دیکھنا یا گھر میں پاس رکھنا اس کی مرمت کرنا وغیرہ تمام امور ناجائز اور گناہ ہیں۔

قال الله تعالى: ﴿ومن الناس من يشتري لهو الحديث ليضل عن سبيل الله بغير علم و يتخذها هزوا اولئك لهم عذاب مهين﴾(لقمان)

اس موضوع پر مستقل رسائل وتصانیف موجود ہیں ان کا مطالعہ کرلیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۶/ربیع الثانی ۱۴۱۴ھ

چور بازار کی اشیاء کا حکم

سوال: ممبئی چور بازار میں جو اشیاء ملتی ہیں ان کا خریدنا اور استعمال کرنا اور خرید وفروخت کرنا کیسا ہے؟ ان اشیاء کے چوری کے متعلق مطلق علم نہیں ہوتا۔ تحقیق کرنے پر صحیح تحقیق نہیں ہوتی۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

ان چیزوں کے متعلق اگرچہ قطعی طور پر معلوم نہیں کہ وہ چوری کی ہیں؛ لیکن گمان غالب تو ہے۔ اور ایسے مواقع پر جہاں قطعی علم ممکن نہ ہو غالب گمان پر حکم کا مدار رہتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۰/ ربیع الاول ۱۴۱۴ھ

ضبط کردہ مشین خریدنا

سوال: ہم نے ایک مشین خریدی مگر اس کا لائسنس ہمارے پاس نہیں ہے حکومت نے وہ مشین ضبط کرلی اور کہا اس کا لائسنس بتلاؤ اور مشین واپس لے لو۔ چوں کہ میرے پاس اس کا لائسنس موجود نہیں ہے اس لیے میں جا کر لے نہیں سکتا پھر حکومت اس کو بیچتی ہے کیا کوئی دوسرا اس کو خرید سکتا ہے؟ کیا شرعاً خریدنا جائز ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

چوں کہ آپ اس مشین کے مالک ہیں اس لیے وہ بیع آپ کی اجازت پر موقوف ہے۔ آپ اجازت دیں گے تو درست اور نافذ ہو جائے گی ورنہ فسخ و باطل ہو جاوے گی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۱/ ربیع الاول ۱۴۱۴ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

اخبار کی کوپن خریدنا ناجائز ہے

سوال: آج کل اخبار میں کوپن اسکیم آرہی ہے، روزانہ اخبار میں ایک کوپن

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

آتی ہے، پورے مہینہ کی جمع کر کے اخبار والوں کو دینے کی صورت میں یقینی طور پر ہر کوپن جمع کرانے والے کو پچاس، ساٹھ روپئے تک کی کوئی چیز ملتی ہے اور ان تمام امیدواروں میں ڈرا (قرعہ اندازی) کیا جاتا ہے جس میں گاڑی وغیرہ ملتی ہے، تو اس طرح سے کوپن جمع کر کے دینا اور اس میں انعام کو حاصل کرنا جائز ہے کہ نہیں؟ بعض لوگوں کے یہاں پہلے سے اخبار آرہا ہے وہ خاص انعام کے لیے اخبار خریدتے نہیں ہیں تو وہ لوگ کوپن جمع کر کے انعام حاصل کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اگر جمع نہیں کرتے تو ویسے ہی یہ انعام ہاتھ سے چلا جاتا ہے اگر خود نہیں کرتے لیکن پڑوس والے وہ کوپن لے جاویں تو ان کو دے سکتے ہیں یا نہیں؟ بعض لوگ خاص انعام کی غرض سے دو تین اخبار خریدتے ہیں ان کے لیے کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اخبار میں آنے والی ان کوپنوں کا اخبار والوں کی طرف سے دیے گئے فارم پر ترتیب سے چپکانے کے نتیجہ میں عموماً جاندار کی تصویر تیار ہوتی ہے، اور اس کے نتیجہ میں یہ شخص تصویر بنانے پر جو وعیدیں احادیث میں آئی ہیں ان کا مستحق ہوتا ہے۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ قیامت کے روز سب سے زیادہ سخت عذاب تصویر بنانے والوں کو ہوگا۔ ایک دوسری حدیث میں ہے اس سے بڑا ظالم کون ہوگا جو عمل تخلیق میں میرا مقابلہ کرنے لگا، یہ لوگ ایک دانہ یا ایک ذرہ کو پیدا کر کے دکھائیں۔ (بخاری شریف) نیز ایک اور روایت میں تصویر بنانے والے پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے اس طرح

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کی کئی وعیدیں تصویر بنانے والوں کے متعلق آئی ہیں۔ یہ وعیدیں ہر قسم کی تصویر سے متعلق ہیں خواہ بڑی ہو یا چھوٹی کپڑے، کاغذ پر بنائی جائے یا در و دیوار پر، پھر ان وعیدوں کا مصداق فقط تصویر بنانے والا ہی نہیں؛ بلکہ علامہ ابن الحاج رحمۃ اللہ علیہ کی تصریح کے مطابق اس کی تحسین و تصویب کرنے والا، اس کا ہمنشین، اس کے فعل پر دل سے راضی ہونے والا، اس فعل کو دیکھ کر قدرت کے باوجود نکیر نہ کرنے والا، سب شریک گناہ ہیں۔ (ماخوذ از احسن الفتاوی ۸/ ۴۱۹ تا ۴۲۲)

اب آپ فیصلہ کریں کہ اخبار والے کی طرف سے پچاس، ساٹھ روپئے کی قیمت کی ملنے والی چیز آپ کے نزدیک زیادہ اہمیت رکھتی ہے یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ ارشادات؟ دنیا کے چند روپیوں کی چیز کے لیے اللہ کے پاک رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لعنت اور قیامت کے روز ہونے والا سخت ترین عذاب خریدنا یقیناً بڑی بدبختی کی بات ہے۔

اس طرح یہ انعام حاصل کرنا یا کسی دوسرے کو یہ کوپن دیکر انعام حاصل کرنے میں مدد کرنا یہ سب ناجائز اور حرام ہے، اور جو لوگ اسی مقصد کے لیے اخبار خریدتے ہیں ان کے لیے تو وعید اور سخت ہو جاتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۶/ جمادی الاخری ۱۴۲۵ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

اخبارات میں امور معاصی کا اشتہار اور اس کی آمدنی کا حکم

(سوال): اسی طرح اخبار و رسائل کے متعلق بھی بتائیں، کیوں کہ اخبارات میں اشتہارات فلمی بھی ہوتا ہے۔ کیا تاجروں کی آمدنی غیر شرعی شمار ہوگی؟ اور مالکانِ اخبارات و

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

رسائل فلمی اشتہارات دینے کی وجہ سے گنہگار ہوں گے، حالاں کہ اشتہارات ہی کی وجہ کر آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے؛ ورنہ فلمی اشتہارات نہ دینے کی وجہ سے اخبارات کی فروخت متأثر ہوگی؛ کیوں کہ بہت سے لوگ اشتہارات کی وجہ کر وہ اخبارات ورسائل خریدتے ہیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اخبارات ورسائل میں فلمی اشتہارات دینے میں ایک طرح فواحش ومنکرات کی ترویج واشاعت میں حصہ لینا ہے، جس پر قرآن میں سخت وعید آئی ہے۔ ﴿إن الذین یحبون أن تشیع الفاحشة في الذین اٰمنوا لهم عذاب ألیم في الدنیا و الاخرة﴾ (النور) ترجمہ: جو لوگ چاہتے ہیں کہ بے حیائی کی بات مسلمانوں میں چرچا ہو ان کے لیے دنیا وآخرت میں سزائے دردناک ہے۔ (معارف القرآن ۳۵۶/۶)

یہ گناہ کا کام ہونے کی وجہ سے اس کا اشتہار اخبار میں دینا یہ بھی گناہ ہے اور گناہ کے کام کا معاوضہ لینا جائز نہیں، ایسی کمائی شریعت کی نگاہ میں ناجائز اور حرام ہے۔ اگر کوئی آدمی اللہ سے ڈر کر گناہ کا کام چھوڑ دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے چھٹکارے کی راہ نکال دیتے ہیں، اور اس کو ایسے طریقہ سے روزی عطا فرماتے ہیں جہاں اس کو گمان بھی نہ ہو، یہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ چناں چہ ارشاد خداوندی ہے: ﴿من یتق الله یجعل له مخرجًا و یرزقه من حیث لا یحتسب ومن یتوکل علی الله فهو حسبه﴾ (الطلاق) ترجمہ: جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے نجات کی شکل نکال دیتے ہیں اور اس کو ایسی جگہ سے رزق پہونچاتے ہیں

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

جہاں سے اس کو گمان بھی نہیں ہوتا، اور جو شخص اللہ تعالیٰ پر توکل کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے کافی ہے۔ (معارف القرآن ۸/ ۴۷۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

أملاه العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۳/ جمادی الاخریٰ ۱۴۲۴ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

باب بیع الصرف والسلم

سونے چاندی کو ادھار بیچنے کی مختلف صورتوں کا حکم

سوال: (۱) کیا سونا چاندی کو ادھار بیچ سکتے ہیں یا نہیں اور تعیینِ اجل ضروری ہے یا نہیں؟

(۲) یہاں جو سونا دس کیریٹ کا مروج ہے اس کا مادۂ ترکیبی اس طرح ہے: ۲۰/ پینی ویٹ (پینی وزن) سونا۔ ۲۰/ پینی ویٹ (پینی وزن) پیتل، ۶/ پینی ویٹ چاندی؛ جس کا مجموعہ ۴۶/ پینی ویٹ ہوا، اس کو ''دس کیریٹ سونا'' کہتے ہیں، اس قسم کے سونے کو ادھار بیچ سکتے ہیں یا نہیں؟ نیز جس سونے کے مادۂ ترکیب میں کھوٹ غالب ہو اسے ادھار بیچ سکتے ہیں یا نہیں؟ اسی طرح ۱۲-۱۴/ کیریٹ سونا ہو اس کی ادھار تجارت کا حکم کیا ہے؟ جو سونا دس کیریٹ کا ہوتا ہے اس کی ترکیب ہم خود کرتے ہیں کہ: اصلی سونا خرید لیتے ہیں، پھر اس میں مذکورہ بالا مقدار پیتل و چاندی ملاتے ہیں۔ بندہ کے والد صاحب کا دستور ہے کہ: دیانتاً دس کیریٹ سونے میں سونے کی مقدار ۲۰/ پینی ویٹ ہونی چاہیے؛ لیکن وہ اس سے کچھ زیادہ ہی سونا ملاتے ہیں، چناں چہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اگر ہمارے اس دس کیریٹ سونے کو کسی دوسرے جوہری سے کسوٹی کروائی جائے تو مقدار کیریٹ بڑھ جائے گی؛ بہرحال! اس قسم کے سونے میں سونے کی ملاوٹ ۲۰/ پینی ویٹ اور چاندی ۶/ پینی ویٹ ہے اور پیتل ۲۰/ پینی ویٹ؛ گویا ثمنین کی مقدار پھر بھی زیادہ ہی رہی، اسے ادھار بیچ سکتے ہیں یا نہیں؟

③ جو سونا ۱۲-۱۴-۱۸-۲۲-۲۴ کیریٹ کا ہو اُسے ادھار تجارت کرنے کے متعلق کیا مسئلہ ہوگا؟ اسی طرح چاندی جو اصلی ہو یا ملاوٹ والی، اس کی ادھار تجارت کے متعلق بھی شرعی رہنمائی فرمائیں۔

④ بعض گاہک جو یک مشت نقد خریدنے کی حیثیت نہیں رکھتے وہ یہ کرتے ہیں کہ انگوٹھی بالی (ایرِن) وغیرہ پسند کرکے الگ رکھوا دیتے ہیں اور اس کی پوری مقدارِ قیمت میں سے کچھ رقم جمع کروا دیتے ہیں مثلاً قیمت ۲۰۰/ ڈالر ہیں تو اس نے ۵۰/ ڈالر جمع کروائے اور وہ چیز متعین کردی اور دو چار قسطوں میں پوری رقم ادا کرکے وہ چیز ہم سے وصول کرلیتے ہیں آیا یہ صورت جائز ہے یا نہیں؟

پھر بعض دفعہ یہ ہوتا ہے کہ اس نے ابھی ۱۰۰/ ڈالر جمع کروائے تھے کہ اتفاقاً اس کو کوئی ضرورت پیش آئی تو وہ گاہک متعین چیز کو خریدنے سے انکار کرتے ہیں اور جو رقم اب تک جمع کرچکا ہے اس کو واپس کرنے کا مطالبہ کرتے ہیں، اگر ہم اس کے مطالبہ پر رقم لوٹا دیں تو ہمارا ظاہری نقصان یہ ہوتا ہے کہ وہ چیز اس گاہک کی وجہ سے اتنے دنوں رکی رہی، ممکن ہے اور کوئی خرید لیتا یہ تو نہ اس نے خریدی، نہ کسی اور کو بیچ سکے، آیا ایسی صورت میں ہمیں اس کی جمع کردہ رقم لوٹانا ضروری ہے یا ہم اس سے کہیں کہ: یہ چیز نہ لینا ہو تو جمع کردہ رقم کے عوض کچھ اور خرید لو، کیا ہم ایسا کرسکتے ہیں؟

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

آپ کے سوالات کا جواب دینے سے پہلے ایک وضاحت مناسب معلوم ہوتی ہے جس سے آپ کے سارے اشکالات دور ہوجائیں گے، دورِ حاضر میں خرید وفروخت عام طور پر کرنسی نوٹ کے ذریعہ ہوتی ہے اور کرنسی نوٹ کے متعلق یہ بات ذہن نشین رہے کہ وہ خلقتاً ثمن نہیں ہیں؛ بلکہ ثمنِ عرفی یا اصطلاحی ہیں، کتبِ فقہ میں مبیع کی ایک قسم ''بیعِ صرف'' بیان کی جاتی ہے اور بیعِ صرف کے احکام صرف خلقی اثمان (سونا چاندی) میں جاری ہوتے ہیں؛ چناں چہ بیعِ صرف کی تعریف کی گئی ہے:

والصرف شرعا بيع الثمن بالثمن جنسا بجنس أو بغير جنس كذهب بفضة والمراد بالثمن ماخلق للثمنية.(الفقه الحنفى في ثوبه الجديد٤/ ٣١٦)

درِمختار میں ہے:هو لغة الزيادة وشرعاً بيع الثمن بالثمن؛أي ماخلق للثمنية، ومنه المصوغ جنسا بجنس أو بغير جنس كذهب بفضة.

(الدر المختار علىٰ هامش الشامية٤/٢٦١)

اس لیے اگر سونا یا چاندی کی خرید وفروخت کرنسی نوٹوں کے ذریعہ سے ہورہی ہے تو وہ بیعِ صرف نہیں ہے اور نہ اس میں بیعِ صرف والے شرائط کی پابندی ہے۔اب آپ کے سوالات کے جوابات پیشِ خدمت ہیں:

① سونا چاندی کو ہم جنس یا ایک دوسرے کے بدلہ میں ادھار بیچنا درست نہیں اس لیے کہ اس صورت میں یہ بیعِ صرف ہے اور بیعِ صرف کے شرائط میں سے ''عدمِ تاجیل'' بھی ہے اور اگر سونا یا چاندی کو کرنسی نوٹوں کے بدلے میں ادھار بیچا جارہا ہے تو یہ درست ہے اور تعیینِ اجل ضروری ہے؛ اس لیے کہ اس کے بغیر ادھار خرید وفروخت

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

فاسد ٹھہرتی ہے۔

درمختار میں ہے: وصح بثمن حال،وهو الأصل،ومؤجل إلىٰ معلوم لئلا يفضي إلى النزاع (درمختار)(قوله لئلا يفضي إلى النزاع)تعليل لاشتراط كون الأجل معلوما؛لأن علمه لايفضي إلى النزاع،وأما مفهوم الشرط المذكور وهو أنه لايصح إذا كان الأجل مجهولا فعلته كونه يفضي إلى النزاع فافهم.(شامي٤/٢٥)

② اس کی ادھار تجارت کرنسی نوٹوں کے ذریعہ جائز اور درست ہے۔

③ اس کا بھی حکم حسبِ سابق ہے۔

④ چیز متعین کرنے کا مطلب اگر پختہ سودا ہے تو آپ کو چاہیے کہ وہ چیز قیمت کی پہلی قسط وصول کرنے کے ساتھ اس کے حوالے کردیں اور حسبِ وعدہ باقی قسطیں مقررہ اوقات پر وصول کرتے رہیں، اس صورت میں یہ ادھار سودا کہلائے گا اور اگر اس کا مقصد پختہ سودا نہیں ہے؛ بلکہ وہ یہ چاہتا ہے کہ وہ جب تک پوری قیمت کا انتظام کرلے وہاں تک آپ یہ چیز اس کے لیے روکے رکھیں تو اس صورت میں آپ ان کو یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس مدت کے درمیان اگر کوئی گاہک اس کی خریداری چاہے گا تو ہم اس کے ہاتھ فروخت کردیں گے۔ باقی یہ درحقیقت معاملے کی چیز نہیں ہے؛ بلکہ رابطے کے قبیل سے ہے کہ دوکان دار اپنے گاہکوں کو اس طرح کی سہولتیں دے کر ان کا دل جیت کر اپنی تجارت کو فروغ دیتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ١٦رشوال ٢٢ھ١٤ھ

الجواب صحیح: عباس داود بسم اللہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہنڈی کا کاروبار کرنا کیسا ہے؟

سوال: ہنڈی کے کاروبار یعنی بیرون سے کچھ رقم غیر قانونی طور پر ہندوستان روانہ کرنا جس میں رقم زیادہ ملے، یہ کیسا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

ایک عوض پر قبضہ کرلیا گیا تو بوقت ضرورت یہ معاملہ درست ہے؛ لیکن قانون کی خلاف ورزی کر کے اپنے آپ کو خطرہ میں ڈالنا جائز نہیں، اپنی عزت کی حفاظت بھی شرعاً ضروری ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

حوالے کا کاروبار جائز ہے؟

سوال: بعض لوگ بیرونی ملک سے حوالہ کا کاروبار کرتے ہیں کیا اس طریق سے ایک ملک سے دوسرے ملک میں ارسال رقومات جائز ہوتی ہے پھر بہ ذریعۂ بینک تبدیل کرنسی میں حرج نہیں تو شخصی طور پر کرنے میں شرعاً کیا ممانعت ہے؟ نیز اس کا حکم بیع کا ہوگا یا اجارہ کا؟ حوالہ کی صورت ونوعیت مرقوم ہو جائے تو ذرہ نوازی ہوگی۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

حضرت مولانا مفتی محمد تقی صاحب عثمانی مدظلہ تحریر فرماتے ہیں کہ اب سوال یہ ہے کہ کرنسی کا ادھار معاملہ کرنا جائز ہے یا نہیں جیسا کہ تاجروں اور عام لوگوں میں اس کا رواج ہے کہ وہ ایک کرنسی دوسرے شخص کو اس شرط پر دیتے ہیں کہ تم اس کے بدلے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

میں اتنی مدت کے بعد فلاں ملک کی کرنسی فلاں جگہ دینا مثلاً زید عمر کو سعودی عرب میں ایک ہزار ریال دے اور یہ کہے کہ تم اس کے بدلے میں مجھے پاکستان میں چار ہزار پاکستانی روپیے دے دینا تو یہ معاملہ جائز ہے یا نہیں؟ امام ابوحنیفہ کے نزدیک یہ معاملہ جائز ہے اس لیے کہ ان کے نزدیک اثمان کی بیع میں بیع کے وقت ثمن کا عقد کرنے والے کی ملکیت میں ہونا شرط نہیں لہٰذا جب جنسین مختلف ہوں تو ادھار کرنا جائز نہیں۔ (فقہی مقالات ۱/۱۴۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ: العبد احمد خانپوری، ۳/رجب المرجب ۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

ہنڈی کا حکم

سوال: میں ہنڈی (مسلک شافعی کے متعلق) کے ذریعہ (بتوسط ایجنٹ) روپیہ روانہ کرتا ہوں جس کی شکل یہ ہے کہ میں نے تاجر سے ادھار مال خریدا اور دو ماہ بعد قیمت دینے کا وعدہ کیا اور قیمت کی رسید (چیک) دو ماہ بعد تاریخ کی دے دی اب تاجر کو آج روپئے کی ضرورت ہے تاجر بینک میں جاتا ہے، اور یہ رسید بتاتا ہے کہ دو ماہ بعد فلاں شخص سے یہ روپئے ملنے کا وعدہ ہے، مگر بینک سے فی الحال روپئے طلب کرتا ہے بینک وہ چیک لے لیتی ہے اور چیک میں مثلاً دو ہزار ہیں تو بینک تاجر کو ایک ہزار سات سو دیتی ہے اور خریدار سے مقررہ تاریخ کو دو ہزار وصول کرتی ہے اس طرح بینک کو تین سو کا فائدہ ہو جاتا ہے۔ اگر یہ شکل ناجائز ہوتی ہے سود ربوا کا پہلو ہونے کی بنا پر تو یہ کیسے؟ کیوں کہ ایک ہی جنس کی چیز میں ربوا ہو تو حرام ہے اور ہنڈی سے پیسے روانہ کرنے میں کرنسی بدل

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

جاتی ہے۔ المجموع کی عبارت: فأما یحرم فیه الربوا فینظر فیه فإن باعه بجنسه حرم فیه التفاضل فإذا اختلف هذه الأصناف فبیعوا کیف شئتم. (۴۵۹/۹)

دوسری شکل کے ذریعہ اس نیت کے تحت روانہ کرتا ہوں کہ جس صورت میں فائدہ ہو اس کو اختیار کرنا شرعاً جائز ہے وہ یہ کہ بینک دینار یا ریال وغیرہ کی قیمت کم دیتی ہے، اور دوسری کمپنی (مراد ہنڈی سے تعلق رکھنے والے لوگ) زیادہ دیتی ہے لہٰذا کمپنی کے ذریعہ روانہ کرتا ہوں اور اس وجہ سے بھی کہ میں جس ملک میں ہوں (یا اس کے علاوہ ایسے ملک میں ہوں) کہ وہاں کرنسی اس ملک کی کرنسی سے جس ملک میں مجھے پیسے بھیجنا ہے الگ ہے لہٰذا سود کا پہلو نہیں کیوں کہ سود تو ایک جنس کی چیزوں میں ہوتا ہے نہ کہ مختلف جنس کی چیزوں میں اگر ملکی قانون کی وجہ سے مذکورہ صورت ناجائز ہوتی ہے تو برائے مہربانی ملکی قانون کی وجہ سے ناجائز ہونے کی تشریح مع دلیل وحوالہ واضح فرمائیں۔

اگر مذکورہ بالا صورت میں حوالہ کی شکل ہے بایں وجہ جائز ہو تو کیسے؟ کیوں کہ حوالہ کے شرائط تو یہ ہیں:

کفایة الاخیار: وشرائط الحوالة أربعة رضا المحیل وقبول المحتال وکون الحق مستقرا فی الذمة واتفاق ما فی الذمة المحیل و المحال علیه فی الجنس والنوع والحلول والتأجیل وتبرأبها ذمة المحیل.

برائے مہربانی جلد از جلد مفصل مدلل جواب مرحمت فرمائیں کیوں کہ تمام نظریں آپ کے جواب کی منتظر ہیں اور جواب مسلک شافعی کے مطابق ہو۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

آپ نے ہنڈی کی جو تعریف فرمائی ہے اس کو عربی میں قطع الکمبیالات (bils

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

(of exchange) کہتے ہیں اس میں آپ تحریر فرماتے ہیں کہ کرنسی بدل جاتی ہے حالاں کہ کرنسی بدلتی نہیں ہے۔

وهذه المعاملة غير جائز لكونها بيع الدين من غير من عليه الدين أو لكونها مبادلة النقود بالنقود متفاضلة ومؤجلة وحرمته منصوصة في أحاديث ربا الفضل ولكن هذه المعاملة يمكن تصحيحها بتغير طريقها وذلك أن يؤكل التاجر البنك باستيفاء دينه من المشتري ويدفع إليه أجر على ذلك ثم يستقرض منه مبلغ الكمبيالة ويأذن له أن يستوفى هذا القرض مما يقبض من المشتري بعد نضج الكمبيالة فتكون هناك معاملتان مستقلتان الأولى معاملة التوكيل با ستفياء الد ين بالأجر المعينة والثانية معاملة الاستقراض من البنك والإذن بالاستيفاء القرض من الد ين المرجوو صوله بعد نضج الكمبيا لة ولا يجوز أن يكون إحدى المعاملتين شرطا للأخر ى لئلا تكون صفقة في صفقة فتصح كلتا المعاملتين على أسس شرعية.الخ (تکمله فتح الملهم ۱/۳۶۳)

آپ کو چاہئے تھا کہ آپ جو معاملہ کرتے ہیں صرف اس کی تفصیل تحریر فرما دیتے؛ لیکن آپ نے اس کے حکم پر بھی کلام فرما کر سوال کو الجھا دیا ہے، اس لیے آپ کیا معلوم کرنا چاہتے ہیں یہ متعین کرنا بھی دشوار ہو گیا ہے اور اوپر جو حکم میں نے لکھا ہے وہ فقہ حنفی کے اصول پر ہے فقہ شافعی کے مطابق اس کا حکم بتلانے پر قاصر ہوں اس لیے کہ اس سلسلہ میں شافعی فقہ کی جزئیات وکلیات بھی مستحضر نہیں ہیں۔ جن صورتوں میں ملکی قانون کی وجہ سے منع کیا جاتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر حکومت اسلامی ہے تو یہ مخالفت اولی الامر ہونے کی وجہ سے ممنوع ہے اور اگر حکومت غیر اسلامی ہے تو اس

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

صورت میں اپنے آپ کو قانونی سزا اور رسوائی کے لیے پیش کرنا لازم آتا ہے اور نفس وعزت نفس کی حفاظت ضروری ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، یکم جمادی الاولیٰ ۱۴۱۳ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

ریال کے عوض نو سکّے لینا

سوال: ریال کا دس کا نوٹ دے کر اس کے عوض میں نو سکے (ریال ہی کے) لینا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

سوال میں مذکور مبادلہ شرعاً جائز نہیں ہے۔ (امداد الفتاویٰ ۳/۷۷)

ثم الذي يظهر أن فلوس مملكة واحد كلها جنس واحد، و التماثل فيها تكون بالقيمة دون الوزن والعددة أما الأوراق النقدية تجرى عليها أحكام الفلوس النافقة سواء بسواء الخ (تکمله فتح الملهم ۱/ ۵۸۹، ۵۹۰) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲۲/ جمادی الاخریٰ ۱۴۱۱ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

بیرونی کرنسی زیادہ دام میں فروخت کرنا

سوال: ڈالر اور بیرونی کرنسی بلیک میں یعنی زیادہ دام میں خرید نا بیچنا کیسا ہے؟ سود تو نہیں۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اس معاملہ میں شرعاً سود تو نہیں ہے؛ البتہ قانون کی خلاف ورزی میں عزت داؤ پر لگتی ہے جو درست نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۷/ ذوالقعدۃ الحرام ۱۴۱۲ھ

کاغذی نوٹ کی شرعی حیثیت

سوال: ہم نے جو فتوی سونا چاندی ادھار بیچنے کے مسئلہ میں استفتاء مؤرخہ...... جمعرات کو کیا تھا، ان کے حوالہ کی ضرورت ہے، لکھ کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

آپ کے سابقہ استفتاء کے جواب میں یہاں سے جو تحریر گئی ہے، اس سلسلہ میں آپ ایک بات ذہن نشین رکھئے کہ کاغذی نوٹ کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ اس پر اس جواب کا مدار ہے، کاغذی نوٹ کی شرعی حیثیت کے سلسلہ میں دو قول تھے: علماء کی ایک جماعت اس طرف گئی کہ کاغذی نوٹ خود ثمن نہیں ہیں؛ بلکہ مالی دستاویز اور سند ہے، گویا وثیقۂ قرض ہے، اس کے برخلاف دوسرے فقہاء کی رائے یہ ہے کہ اب یہ نوٹ بذات خود ثمن عرفی ہیں، حوالہ یا سند نہیں ہے، ہمارے اکابر دیوبند کی زمانۂ سابق میں یہی رائے تھی کہ نوٹ سند اور حوالہ ہے، اور اسی کی بنیاد پر فتوے دیے گئے، بہشتی زیور میں نوٹ کے متعلق جو مسائل ہیں ان کی بنیاد بھی یہی ہے؛ لیکن مرور زمانہ سے نوٹ کے سلسلے میں حکومتی اور استعمالی طور پر جو تبدیلیاں ہوئیں اور جو تغیرات ہوئے، ان کے پیش نظر اب اکثر حضرات علماء دوسری رائے کو زیادہ صحیح قرار دیتے ہوئے نوٹ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کو ثمن عرفی ماننے لگے ہیں، گویا اب نوٹ کی حیثیت حوالہ اور سند کی نہیں رہی، اس سلسلہ میں حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب (دارالعلوم کراچی) کا ایک مستقل رسالہ "احکام الاوراق النقدیة" کے نام سے عربی زبان میں موجود ہے۔ "تکملہ فتح الملهم شرح صحیح مسلم" جلد اول از ۵۱۶ تا ۵۲۰ پر بھی تفصیلی بحث موجود ہے، فتاوی محمودیہ ۴ / ۱۷۳ کے حاشیہ پر بھی نوٹ کی حیثیت میں واقع شدہ تبدیلی پر متنبہ کیا گیا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۹/ محرم الحرام ۱۴۲۱ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

ڈالر کے ذریعہ نفع بخش تجارت

سوال: ایک آدمی مجھ سے پیسہ لے کر پاؤنڈ اور ڈالر کی تجارت کرنا چاہتا ہے، اور اس کو فی ڈالر چالیس پیسہ نفع ملتا ہے، وہ کہتا ہے کہ میں آپ کو پندرہ پیسے دوں گا اور میں پچیس پیسہ لوں گا، تو اس طرح کا لین دین جائز ہے یا نہیں؟ ڈالر کی تجارت کس طرح پر صحیح ہوسکتی ہے؟ شرعی حکم سے مطلع فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

قانونی حدود میں رہ کر ڈالر کی خرید وفروخت کرتا ہے تو جائز ہے، قانون کے خلاف کرتا ہے تو اس میں اپنی عزت کو داؤ پر لگانا ہے جس کی شریعت اجازت نہیں دیتی، منافعہ میں اگر فیصد کے حساب سے دونوں کے حصے مقرر کیے جائیں تو درست ہے۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۷/ صفر ۱۴۱۹ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ریزگاری بیچنے کی ناجائز صورت اور اس کے جواز کی شکلیں

سوال: ریزرو بینکوں آف انڈیا RBI بینک میں سے چلّر ملتی ہے، چلّر لینے کے لیے صبح آٹھ بجے جاکر لائن لگاتے ہیں اور گیارہ بارہ بجے نمبر آتا ہے، پانچ ہزار کی یا دس ہزار کی چلّر ملتی ہے، پانچ ہزار کی چلّر ایک جولے میں آتی ہے، ایسا ایک جولا یا دو جولا ملتا ہے تو اس چلّر کو بازار میں لاکر کسی بھی ہوٹل یا کسی بھی دکان میں دیتے ہیں اور اس سے ایک جولے کی قیمت کبھی تین سو روپیہ، کبھی ساڑھے تین سو تو کبھی چار سو روپئے لیتے ہیں، تو کبھی اس سے زیادہ لیتے ہیں تو یہ لینا کیسا ہے؟ آر بی آئی سے چلّر لے کر بیچنا کیسا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

سوال میں مذکورہ صورت شرعاً جائز اور درست نہیں ہے۔ (فتاوی محمودیہ ۱۶/ ۲۴۳)

لیکن اس صورت میں ہوٹل والوں اور دکان داروں کے لیے بڑی دشواری پیدا ہوگی؛ اس لیے کہ ان کے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ وہ بینک جاکر لائن میں لگیں اور چار پانچ گھنٹے لائن میں لگ کر ریزگاری حاصل کریں، اس لیے اگر وہ ایسا کریں کہ پانچ ہزار یا دس ہزار کے نوٹ کسی معتبر آدمی کو دے کر اپنا وکیل بنائیں، اور وہ بحیثیتِ وکیل کے اس کے ان نوٹوں کی ریزگاری بینک سے حاصل کریں، اور اپنی وکالت اور محنت کے معاوضہ کے طور پر ان سے اپنی اجرت کے طور پر (۳۰۰ یا ۳۵۰ یا ۴۰۰) روپئے جو بھی پہلے سے طے کئے جائیں وصول کرے۔

والصواب أن مراده أن يكون في نفس الوكالة تعاوض كما إذا أخذ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الوكيل أجره فإنه لا يمتنع إذا الوكالة عقد جائز لا يجب على الوكيل.

(تکلمہ شامی ۱۱/ ۳۶۳)

نوٹ: جواز کی ایک دوسری صورت یہ بھی ہے کہ ریزگاری فروخت کرنے والا ریزگاری کے ساتھ کوئی چھوٹی سی چیز مثلاً بسکٹ کا پیکٹ یا ماچس یا قلم وغیرہ ساتھ میں دے، اس صورت میں زائد رقم اس چیز کا معاوضہ ہوجائے گی، یہ عقد درست ہوجائے گا اور دونوں گناہ سے بچ جائیں گے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۷/ شوال ۱۴۲۸ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

پھٹے ہوئے روپئے کم قیمت سے بیچنا

سوال: آج کل یہ جو رواج ہے کہ پھٹے ہوئے روپئے دیے جاتے ہیں اور ان کو نئے روپئے سے بدلنے کے لیے مثلاً فی روپیہ دس پیسہ لیتے ہیں یہ صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

روپیہ کا نوٹ (چاہے نیا ہو یا پرانا) نوے پیسے کے عوض بیچنا جائز ہے۔ (کفایت المفتی ۸/ ۱۰۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

بیع سلم میں مبیع پر قبضہ کے بعد بیع

سوال: زید نے بکر کے ساتھ بیع سلم کا معاملہ کیا کہ میں تجھے ایک لاکھ روپئے اس وقت دیتا ہوں تو مجھے ایک لاکھ کی اینٹیں فلاں تاریخ کو دینا، معاملہ سلم کی تمام

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

شرائط کو سامنے رکھ کر ہوا، پھر جب اینٹیں تیار ہوگئیں تو زید نے کہا کہ یہ اینٹیں میری طرف سے کسی کو بیچ دے، تو زید کے لیے پہلے ان اینٹوں پر قبضہ شرط ہے؛ لیکن اینٹوں پر قبضہ کرنے کے لیے اس کو یعنی اینٹوں کو الگ کرنا دشوار ہے تو بکر کی مشترک اینٹوں میں سے زید کی ایک لاکھ اینٹوں کو الگ کرنے کی کیا شکل ہوگی؟ اگر مبیع کے پاس کھڑے ہو کر بل پر قبضہ کرلیا اور پھر بکر کو بیچنے کا وکیل بنایا تو صحیح ہوگا یا نہیں؟ یا پھر اینٹوں کو الگ کئے بغیر حکماً قبضہ کی کوئی شکل ہو تو وضاحت فرمائیے، زید یہ چاہتا ہے کہ میری خریدی ہوئی اینٹیں وہیں سے بیچ دوں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

جس جگہ بکر کی اینٹیں رکھی ہوئی ہیں وہیں قریب میں کوئی جگہ زید اپنے لیے عاریت یا اجارہ کے طور پر لے لے، اس کے بعد اپنی اینٹوں کو وہاں رکھوا دے تو اس کا قبضہ مکمل ہو جائے گا، پھر بکر کو وکیل بالبیع بنا سکتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۴/ صفر ۱۴۱۸ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

اینٹ میں بیع سلم اور استصناع کا حکم

سوال: ہمارے یہاں یہ رواج ہے کہ موسمِ برسات میں اینٹوں کے بھٹے پر رقم جمع کر دیتے ہیں، اس پیشگی رقم جمع کرنے کی وجہ سے جب مال تیار ہو جاتا ہے تو بھٹے والا پیشگی رقم جمع کرنے والوں کو رعایتی قیمت پر اینٹ فروخت کر دیتا ہے، مثلاً موجودہ قیمت ۷.۵ (ساڑھے سات) روپیے ہے، اور پیشگی رقم جمع کرنے والوں کو

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

چھ سو روپیے کے حساب سے دیتا ہے، آیا یہ بیع سلم میں داخل ہے یا نہیں؟ اور اس طرح خرید وفروخت جائز ہے یا نہیں؟ دراصل جانبین سے فائدہ ہے، خریدار کو ابھی اینٹ کی ضرورت نہیں، ۵/ ماہ میں ضرورت ہے، اس کا تو یہ فائدہ ہے کہ کم قیمت پر چیز مل جائے گی، اور بھٹے والے کا یہ فائدہ ہے کہ جب اس کے پاس روپیہ زائد ہوگا تو برسات کے زمانہ میں کوئلہ وغیرہ زائد خرید لے گا، جو بھٹہ چلنے پر اس کو موسم میں زیادہ قیمت پر ملتا ہے، وہ اس کو برسات میں ذرا کفایت سے درست قیمت پر مل جائے گا، تو ہمیں تو معلوم کرنا یہ ہے اس طرح کا معاملہ شرعاً درست ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

اینٹ میں بیع سلم درست ہے۔

ولبن بكسر الباء وآجر بملبن معين بين صفته ومكان ضربه (درمختار)(قوله بين صفته الخ) فيه نظر فإن عبار الخلاصة ولا بأس في السلم في اللبن والأجرة الخ (شامی۴/۲۲۷)

البتہ بیع سلم کے تمام شرائط کی رعایت ضروری ہے۔ استصناع بھی ممکن ہے۔ (وكيفيته وشرائطه مبسوط في البدائع) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۵/ محرم الحرام ۱۴۱۵ھ

گیہوں میں بیع سلم

سوال: خالد پچاس روپئے محمود کو اس عوض میں دیتا ہے کہ مجھے ایک کوئنٹل گیہوں چاہئے، (موسم گیہوں میں) خالد جس وقت محمود کو پچاس روپئے دیتا ہے اس وقت گیہوں

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کی قیمت سو روپئے کوئنٹل ہے، اور محمود جس وقت گیہوں ادا کرے گا اس وقت گیہوں کا بھاؤ تین سو روپئے کوئنٹل ہے، کیا یہ صورت درست ہے؟

(الجواب): حامداً ومصلیاً ومسلماً

اگر بیع سلم کے تمام شرائط وقیود کا لحاظ کیا گیا ہے تو یہ معاملہ درست ہوگا؛ ورنہ نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۶/ ذوالقعدۃ الحرام ۱۴۱۲ھ

متفرقات بیوع

جمعہ وعیدین کے خطبہ کے وقت خرید وفروخت

(سوال): جمعہ اور عیدین کے خطبہ کے وقت کیا خرید وفروخت حرام ہے؟

(الجواب): حامداً ومصلیاً ومسلماً

جمعہ کی اذان اول کے بعد خرید وفروخت اور ہر ایسا کام جو نماز جمعہ کے لیے جانے سے مانع بنتا ہے ممنوع ہے، عید کا خطبہ جب ہو رہا ہو، اس وقت جو لوگ وہاں موجود ہیں ان کے لیے اس کا سننا واجب ہے؛ لیکن جو وہاں موجود نہیں ان کے لیے اپنی اپنی جگہ پر خرید وفروخت میں کوئی حرج نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

جمعہ کی اذان کے بعد بیع کا حکم

(سوال): زید کی جس شہر میں ہوٹل ہے، اس شہر میں دو مختلف مسجدوں میں، مختلف

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اوقات میں جمعہ کی نماز ہوتی ہے، زید نے جمعہ کے وقت کاروبار بند کرنے کے بجائے ہوٹل کے آدھے ملازمین کو ایک مسجد میں جہاں ایک بجے جمعہ کی نماز ہوتی ہے نماز پڑھنے کے لیے بھیج دیا، اور جب وہ نماز پڑھ کر آئے تو کاروبار میں لگ گئے، اور بقیہ ملازمین کو دوسری مسجد میں جہاں دو بجے نماز جمعہ ہوتی ہے نماز پڑھنے کے لیے بھیج دیا تو کیا شرعاً ایسا کرنا درست ہے؟ دریافت طلب امر یہ ہے کہ:

(الف): نمازِ جمعہ کے وقت کاروبار کو جاری رکھتے ہوئے ہر ایک آدمی نمازِ جمعہ ادا کرلے یہ شرعاً درست ہے؟

(ب): اگر نمازِ جمعہ کے وقت کاروبار کو بند کرنا ضروری ہے، تو جس شہر میں مختلف مسجدوں میں مختلف اوقات میں اذانِ جمعہ ہوتی ہے، تو کونسی مسجد کی اذان کے وقت کاروبار بند کرنا ضروری ہوگا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

جمعہ کی اذانِ اول کے بعد بیع وشرا (خرید وفروخت) مکروہ تحریمی ہے، ایسی بیع سے توبہ اور اس کا فسخ دیانۃً واجب ہے قضاءً نہیں، بیع فاسد قضاءً بھی واجب الفسخ ہوتی ہے۔ (احسن الفتاویٰ ۴/ ۱۱۴) اس لیے............

(الف) نمازِ جمعہ کے وقت کاروبار کو جاری رکھتے ہوئے ہر ایک کا جمعہ پڑھ لینا کافی نہیں بلکہ کاروبار کا بند رکھنا ضروری ہے۔

(ب) اس سے متعلق صریح جزئیہ اس لیے نہیں ملتا کہ پہلے زمانہ میں پورے شہر میں صرف ایک ہی جگہ جمعہ ہوتا تھا لہٰذا اس کو عام نمازوں کی اذان پر قیاس کیا جائیگا، عام اذان کی اجابت باللسان میں اذان اول کا اعتبار ہے، اور اجابت بالقدم میں

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اذانِ محلہ کا اعتبار ہے، اس سے ثابت ہوا کہ وجوب سعی الی الجمعہ وکراہیتِ بیع میں مسجد محلہ کی اذان معتبر ہے۔ (احسن الفتاوی ۴/ ۱۱۸) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

چٹھی کے ذریعہ رقم جمع کرنا

(سوال): ایک شخص اپنے یہاں چٹھی جمع کرتا ہے، یعنی چند لوگوں کے پیسے جمع کرتا ہے، اور مہینہ ختم پر قرعہ اندازی کر کے جس کو دس ہزار روپیہ ملے؛ اس کا نام نکلنے کے باوجود بھی اس کو چٹھی ختم ہونے تک پیسے بھرتے رہنا پڑتا ہے، اب سوال یہ ہے کہ اگر وہ شخص، یعنی جو گھر گھر پھر کر اپنے یہاں پیسے جمع کرتا ہے، جب قرعہ کی باری آتی ہے تو جس کا نام قرعہ میں نکلتا ہے، تو اس کے پاس سے دو سو روپئے لے لیتا ہے، تو یہ دو سو روپئے کا لینا اس کے لیے جائز ہے یا نہیں؟ معلوم کریں۔

(الجواب): حامداً ومصلیاً ومسلماً

سوال میں چٹھی جمع کرنے کی نوعیت واضح نہیں فرمائی ہے، عموماً چٹھی کی یہ صورتیں خلاف شرع ہوتی ہیں، اس میں تعاون بھی اسی حکم میں داخل ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

باہمی تعاون کے لیے مساوی رقم جمع کر کے قرعہ اندازی کرنا

(سوال): (الف) آج کل کاروبار کی نوعیت کچھ اس قسم کی بن گئی ہے، کہ معمولی رقم سے کوئی کاروبار کرنا محال سا ہو گیا ہے؛ اس لیے کم آمدنی والے لوگوں کے کاروبار

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کے لیے معتد بہ رقم فراہم کرنے کے لیے کہ جس میں سود بھی نہ ہو، اور کسی ایک صاحبِ مال پر قرض کا بوجھ بھی نہ ڈالنا پڑے حسبِ ذیل صورت اختیار کی جاتی ہے جس کو ہماری عرف میں سوسائٹی کہتے ہیں، جس کا خلاصہ تو یہ ہے کہ ایک سو افراد پہلے ہر ماہ دس ہزار روپئے جمع کرتے ہیں، اور وہی رقم قرعہ اندازی سے ہر ایک ممبر کو باری باری سے ملتی رہتی ہے، اسی طرح دوسری بار پانچ پانچ ہزار روپئے کی رقم ہر ایک کو ملتی ہے؛ الغرض ہر ممبر بالاقساط پندرہ ہزار روپئے جمع کرتا ہے اور وہی پندرہ ہزار روپئے دو قسطوں میں پاتا ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ ایک سو افراد مل کر باہم یہ طے کرتے ہیں کہ ہر فرد ہر ماہ کی ۲۰/ تاریخ تک ایک سو روپئے معین اشخاص کے پاس جمع کروائے گا اور اس رقم کی ۲۵/ تاریخ کو قرعہ اندازی سے جس کے نام کا قرعہ نکلے گا اس کو دے دی جائے گی، جس کے نام پہلی ہی مرتبہ قرعہ اندازی میں قرعہ نکل آیا وہ اب ہر ماہ ایک سو روپئے تو حسبِ سابق جمع کرے گا ہی؛ لیکن مزید ڈھائی سو روپئے بھی ہر ماہ بطور ادائیگی قرض جمع کرائے گا، یہ مزید ڈھائی سو روپئے کی رقم اس کو رقم لینے کے وقت سے چالیس ماہ تک جمع کرانی ہوتی ہے، اور ماہانہ ایک سو روپئے والی رقم مجموعی ۵۰ ماہ تک، اس طرح ایک سو روپئے ماہانہ کے حساب سے پچاس ماہ کے پانچ ہزار، اور ہر ماہ ڈھائی سو کے حساب سے چالیس ماہ کے دس ہزار روپئے ہر فرد کے جمع ہوتے ہیں، پچاس ماہ کے ختم ہونے تک ہر ایک کو ایک بار دس ہزار روپئے یک مشت ضرور مل جاتے ہیں اس کے بعد پانچ پانچ ہزار روپئے اسی طرح قرعہ اندازی سے ملتے رہتے ہیں شرعاً اس معاملہ کا کیا حکم ہے؟

(ب) ۲۰ تاریخ جو رقم جمع کرنے کی معینہ تاریخ ہے رقم جمع کرنے میں اس

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

تاریخ سے تاخیر پر یومیہ دس روپئے جرمانہ لیا جاتا ہے جس کو سوسائٹی کی ضروریات مثلاً رسیدوں کی طباعت وغیرہ میں صرف کیا جاتا ہے یہ جرمانہ لینا شرعاً کیسا ہے، اور اس کا یہ مصرف شرعاً صحیح ہے یا غلط؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

(الف) یہ آپسی تعاون کی ایک صورت ہے جس میں کوئی بات خلاف شرع معلوم نہیں ہوتی۔

(ب) مالی جرمانہ لینا درست نہیں ہے، جن سے لیا ہے ان کو لوٹا دیا جائے سوسائٹی کی ضروریات کے لیے بھی سب مل کر رقم نکالیں۔ فقط

نوٹ: قرض کی ادائیگی کے لیے ڈھائی سو روپیہ کی جو قسط مقرر کی گئی ہے اس میں آخری یعنی چالیسویں قسط بجائے ڈھائی سو روپئے کے ڈیڑھ سو کی رکھی جائے؛ اس لیے کہ دس ہزار میں ایک سو روپئے خود اس کے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۲/ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۹ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ غفرلہ

ماہِ رمضان میں دن کے وقت ہندو محلہ میں ہوٹل کھلا رکھنا

سوال: زید کی ہوٹل ہندو محلہ میں ہے اور ہوٹل کے گاہک اکثر ہندو ہیں تو ماہ رمضان میں دن میں ہوٹل کا کھلا رکھنا اور گاہکوں کو کھلانا پلانا شرعاً کیسا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

ماہِ رمضان المبارک کے احترام کے خاطر دن کے وقت کھانے پینے کی ہوٹل بند

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

رکھنا ضروری ہے، کھانے پینے والے خواہ کسی بھی مذہب کے ہوں۔ (فتاوی رحیمیہ ۵/ ۱۹۷)
فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۱۷/ صفر المظفر ۱۴۰۹ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

بیع میں چھ ماہ میں رقم ادا کرنے کی شرط

سوال: زید نے بکر سے ایک مکان ایک لاکھ روپئے میں اس شرط پر خریدا کہ چھ مہینے میں اس رقم کو ادا کر کے قبضہ لے لیا جائے گا، اور بیعانہ کے طور پر پانچ ہزار روپیہ نقد ادا کیے، مدت مقررہ پوری ہونے سے قبل سوا لاکھ روپیہ میں زید سے اس مکان کو لینے کے لیے عمر تیار ہو گیا، چناں چہ زید نے بکر سے یہ بات کر کے کہ مکان عمر کے نام کر دے، عمر سے سوا لاکھ روپیہ لے کر ایک لاکھ روپئے بکر کو دیئے، اور عمر کے نام مکان کروا دیا، کیا یہ بیع درست ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

عقد میں جو یہ شرط لگائی ہے کہ چھ مہینے میں اس رقم کو ادا کر کے قبضہ لے لیا جائے گا، اس سے کیا مقصد ہے؟ اگر اس سے مراد یہ ہے کہ زرِ ثمن کی ادائیگی میں زید نے بکر سے چھ مہینہ کی مہلت طلب کی جو بکر نے دیدی، تو یہ سودا ادھار ہوا، اور اگر اس سے مراد یہ ہے کہ زید اگر چھ مہینہ میں زرِ ثمن ادا نہ کرے تو یہ عقد فسخ سمجھا جاوے گا، تو یہ خیار نقد ہوا، دونوں میں سے جو صورت بھی ہو اس کی تعیین فرمائی جائے اس کے بعد جواب دیا جاوے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

پولٹری فارم کے مسائل

چوزے دینے کی شرط پر انڈے دوسرے کی مرغی سے سینا

سوال: بکر نے دس انڈے زید کی مرغی کے نیچے سینے کے لیے زید کو دیے اور معاملہ یہ طے کیا کہ بچے دونوں کے نصف نصف ہوں گے یہ صورت جائز ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

یہ صورت درست نہیں ہے، جواز کا حیلہ یہ ہے کہ بکر آدھے انڈے زید کے ہاتھ فروخت کر کے اس کی قیمت معاف کر دے۔

والحيلة في جنس هذه المسائل أن يبيع صاحب البيضة نصف البيضة وصاحب الدجاجة نصف الدجاجة من المدفوع إليه ويبرئه عن ثمن ما اشترى، فيكون الخارج بينهما كذا في المحيط.(عالمگیری ٤/ ٤٤٦) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

صنعت کے لیے حکومت سے سبسڈی لینا

سوال: حکومت پولٹری فارم اور اس جیسے بعض کاروبار کے لیے رعایا کو امداد دیتی ہے، جس کو سبسڈی کہتے ہیں؛ لیکن اس امداد کو حاصل کرنے کے لیے حکومت سے کچھ رقم سودی قرض کے طور پر لینی پڑتی ہے، اگر اس رقم کو جلد ہی ادا کر دی جائے تو امداد کی رقم سے سود کی رقم کم رہے گی یا برابر ہوگی، مثلاً پانچ ہزار امداد حاصل کرنے کے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

لیے دس ہزار روپیہ سودی قرض سے لیے اور دو مہینوں میں وہ سودی قرض مع دو ہزار سود کی رقم کے بارہ ہزار واپس کر دیے، کیا شرعاً یہ امداد حاصل کرنا جب کہ دو ہزار سود دینے کے بعد بھی تین ہزار روپئے امداد کے بچ گئے صحیح ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

کسی نے کوئی صنعت قائم کرنے کے لیے حکومت سے نقد روپئے لیے اور حکومت نے اپنے قاعدے کے ماتحت اس میں سے ایک حصہ معاف کر دیا، اور باقی حصے کی ادائیگی کے لیے ایک مدت مقرر کر کے اس کی قسطیں بنا دیں، اور اس وصولیابی میں ان قسطوں پر کچھ اضافہ کر کے وصول کیا؛ مگر کل رقم وصولیابی کی (حکومت سے لیے گئے) اصل قرض سے زائد نہ ہوئی، تو ان قسطوں میں اصل پر جو زیادتی حکومت نے وصول کی وہ شرعی طور پر سود کی تعریف میں نہیں آتی؛ اس لیے یہ معاملہ کیا جا سکتا ہے۔ (ماخوذ از نظام الفتاویٰ ۱/۲۵۶) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

نرخ متعین کیے بغیر انڈا فروخت کرنا

سوال: تاجر نے مرغی فارم والے کو کچھ رقم پیشگی دی تا کہ مرغی فارم والا انڈے صرف اسی تاجر کو دے کسی اور کو نہ بیچے؛ لیکن انڈوں کا نرخ (بھاؤ) طے نہیں کیا؛ بلکہ بازاری بھاؤ سے اور کبھی اس سے کچھ کم اور کبھی اس سے کچھ زیادہ بھاؤ سے لیتا رہتا ہے، شرعاً یہ بیع کیسی ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

گنجائش ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ما يستجره الانسان من البياع إذا حاسبه على أثمانها بعد استهلاكها جاز استحسانا.(درمختار) وفي الشامية: ولو أعطاه الدراهم وجعل ياخذ منه كل يوم خمسة امناء، ولم يقل فى الابتداء اشتريت منك يجوز وهذا حلال وإن كان نيته وقت الدفع الشراء لأنه بمجرد النية لاينعقد البيع وان ما ينعقد الآن بالتعاطي الخ (شامی ۴/ ۱۴)

البتہ یہ یاد رہے کہ پیشگی رقم دینے کی وجہ سے تاجر انڈوں کی قیمت عام رائج نرخ سے کم نہ لگاتا ہو، اگر ایسا ہے تو ناجائز ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

انڈوں کی مقدار طے کیے بغیر بیع کرنا

سوال: مشتری اور مرغی فارم والے کے درمیان انڈے کی قیمت طے ہوتی ہے، مگر مبیع کی مقدار طے نہیں ہوتی؛ بلکہ ایک متعین مدت تک فارم والے کے ذمہ ہوتا ہے، کہ انڈے صرف اسی تاجر کو دے، یہ معاملہ کیسا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلياً ومسلماً

یہ ایک وعدہ ہے جس کی پابندی ضروری ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

انڈوں میں بیع سلم

سوال: خریدار اور مرغی فارم والے کے درمیان قیمت اور انڈوں کی مقدار طے ہو کر بیع ہوتی ہے؛ لیکن یہ انڈے فارم والے کو ایک مدت کے بعد دینا ہوتے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہیں؛ بلکہ ان انڈوں کا اس وقت وجود بھی نہیں ہوتا، اس بیع کا شریعت میں کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

اگر ادائیگی کی مدت متعین ہے، اور بیع سلم کے دیگر شرائط بھی موجود ہیں تو یہ درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۹ / جمادی الاخری ۱۴۰۹ھ
الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ

مرغیوں کی بیع وزناً و عدداً میں تطبیق

سوال: نر مرغیوں کی بیع دو طرح مروج ہے: عدداً، وزناً۔ خردہ فروشی (رٹیل) میں عدد سے فروخت ہوتے ہیں؛ مگر تمام مرغے خردہ فروشی سے فروخت نہیں ہو پاتے، لازماً تھوک فروش تاجر سے فروخت کرنا پڑتے ہیں اور تھوک فروش تاجر وزن سے خریدتے ہیں، فارمر عدد کے حساب سے فروخت کرنے کے لیے تیار ہوتے ہیں، مگر وہ تاجر اپنے کسی فائدہ کی خاطر عدداً نہیں خریدتے، تو بدرجۂ مجبوری وزن سے فروخت کرنا پڑتا ہے، وزن کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ بالعموم پانچ عدد مرغوں کی ٹانگیں ایک ساتھ باندھ کر خاص قسم کی ترازو کے کانٹے پر الٹا لٹکا کر تول لیا جاتا ہے، اسی سلسلہ میں مولانا سعید صاحب پالنپوری کا جواب ساتھ ہی ارسال خدمت ہے اور اسی سوال پر دارالافتاء سہارنپور کا جواب بھی ارسال خدمت ہے اور سہارنپور کے جواب میں قابلِ سوال یہ امر ہے کہ ماحول میں دیکھا جاتا ہے کہ وزناً مرغوں کی بیع مفضی الی النزاع نہیں ہوتی ہے؛ نیز اس وجہ سے بھی کہ فارم کے مرغے گوشت خوری میں مستعمل ہیں اور ایسے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

جانوروں کی خرید وفروخت کے وقت بائع مشتری ان سے حاصل ہونے والے گوشت کا اندازہ لگا کر قیمت کرتے ہیں اور صورتِ مسئولہ میں وزن کرنے سے طرفین کو اطمینان حاصل ہوجاتا ہے۔ اور کیا زندہ جانور کی وزناً بیع ممنوع ہونے کی وجہ، صرف مفضی الی النزاع ہونا ہی ہے، یا اور کوئی نص وغیرہ شرع شریف میں وارد ہے؟ اور بصورتِ جواز وزن کرنے کے مذکورہ طریقہ میں کوئی قباحت ہے یا نہیں؟ اور ان دونوں جوابوں کے بارے میں جو کسی درجہ میں متضاد نظر آتے ہیں، وضاحت فرما کر رہبری فرمائیں، اللہ جل شانہ اجر عظیم عطا فرمائے گا۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب مدظلہم نے جو وضاحت فرمائی ہے، اس سے دونوں جوابات میں تطبیق ہوجاتی ہے، فقہاء نے مچھلی کی بیع وزناً جائز لکھی ہے۔

(فتاویٰ عثمانی ۳/۹۸ تا ۱۰۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

مرغیوں کی کھاد کی بیع

سوال: مرغیوں کی بیٹ مرغی خانہ میں جمع ہوتی رہتی ہے، جس کو فارمر فروخت کرتے ہیں اور وہ بطورِ کھاد کے کھیتی میں مستعمل ہے، لہٰذا مرغیوں کے کھاد کی بیع جائز ہے یا نہیں؟ کیوں کہ ایک مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ اس کی بیع ناجائز ہے اور شکل جواز یہ ہے کہ اس میں کوئی بھوسا وغیرہ ملا کر اس طرح سودا کیا جائے کہ میں تم سے بھوسے کی قیمت لیتا ہوں اور دوسرے مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ صاحبینؒ کے قول

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

پر جواز کا فتویٰ ہے، لہٰذا اس بات میں قولِ فیصل تحریر فرما کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

مرغیوں کی کھاد کی بیع درست ہے۔

لا یکرہ؛ بل یصح بیع السرقین أي الزبل (درمختار) (قوله أي الزبل) وفي الشرنبلالية: هو رجيع ماسوى الانسان. (شامی ۵/ ۲۷۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

فارمی مرغیوں کے لیے بنائی جانے والی غذاؤں کا حکم

سوال: ہمارے یہاں ملک ملاوی میں آخری تین سالوں سے ایک تنظیم گوشت اور مرغیوں کی نگرانی کا کام کر رہی ہے تاکہ عوام کو حلال گوشت اور مرغیاں مہیا ہو سکیں، ادھر چند سوالات اسی سے متعلق درپیش ہیں مہربانی فرما کر ہماری رہنمائی فرمائیں۔ جزاکم اللہ خیراً

① فارم کی مرغیاں یا فارم کی وہ گائیں جو خاص طور سے گوشت کے لیے تیار کی جاتی ہیں اگر ان کی غذا دم مسفوح سے تیار کی گئی ہو یا کسی مرے ہوئے گائے بکرے کے گوشت کا قیمہ اسی فارم کے جانوروں کے لیے بطور غذا کے استعمال کیا جائے تو اس کا کھانا شرعاً جائز ہے؟

② سور (خنزیر) کا گوشت یا اس کا خون اسی مذکورہ طریقے پر دوسرے فارم کے حلال جانوروں کو بطور غذا یومیہ دیا جائے، پھر انہی حلال جانوروں کو شرعی طریقہ پر ذبح کیا جائے تو کیا اس کا کھانا مسلمان کے لیے جائز ہے؟

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

③ مغربی ممالک سے آنے والی فارم کے جانوروں کی تیار غذا کا کیا حکم ہے؟

مہربانی فرما کر مع ادلۂ شرعیہ کے اس کے حکم سے نوازیں تا کہ خود بھی مطمئن ہوں اور دوسروں کو بھی قابل اطمینان جواب دے سکیں نیز کتب فقہ میں جلالہ کا جو لفظ ہے اس کی بھی تشریح فرمائیں۔

(الجواب): حامداً ومصلیاً ومسلماً

① اسی قسم کے ایک سوال کے جواب میں حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: ایسی غذا کی خرید وفروخت اور مرغیوں کو کھلانا جائز نہیں، البتہ ایسی مرغیاں حلال ہیں، گوشت کی حرمت کے لیے شرط یہ ہے کہ نجس غذا کی وجہ سے گوشت میں بدبو پیدا ہو جائے جس کا مفقود ہونا یہاں مشاہد ہے۔

قال العلامة ابن عابدين تحت(قوله وكره لحم الجلالة التي تأكل العذر): أي فقط حتى أنتن لحمها، قال في شرح الوهبانية: وفي المنتقى: الجلالة المكروهة التي اذا قربت وجدت منهارائحة فلا تؤكل ولايشرب لبنهاولا يعمل عليها وتلك حالهاويكره بيعها وهبتهاوتلك حالها وذكر البقالي أن عرقها نجس اه قدمناه في الذبائح.(رد المحتار ٥ /٢٣٩)

وقال العلامة الحصكفي رحمه الله تعالى وتحبس الجلالة حتى يذهب نتن لحمها وقدر ثلاثة أيام لدجاجة، وأربعة لشاة،وعشر لابل وبقر على الاظهر ولو اكلت النجاسة وغيرها بحيث لم ينتن لحمها حلت كما حل أكل جدي غذي بلبن خنزيرلأن لحمه لايتغير وما غذي به يسير مستهلكاً لايبقى له أثر، وقال العلامة ابن عابدين: (قوله حلت) وعن هذا قالوا لا بأس بأكل الدجاج لأنه يخلط ولا يتغيرلحمه وروي أنه

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

عليه الصلاةوالسلام كان يأكل الدجاجة وما روي أن الدجاجة تحبس ثلاثة أيام ثم تذبح فذلك على سبيل التنزه زيلعي (رد المحتار ٥/ ٢١٧)

(احسن الفتاوی ٨/ ١٢٦)

② حوالۂ بالا میں مذکورہ عبارت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ سور کا گوشت یا خون بھی بطور غذا دیا گیا ہو تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔

③ مغربی ممالک سے آنے والی تیار غذا میں اگر دم مسفوح یا مردار اور سور کے گوشت کی ملاوٹ ہے تو اس کا خریدنا اور جانوروں کو کھلانا جائز نہیں ہے۔

جلاّ لہ: یہ لفظ الجلّۃ سے ماخوذ ہے، الجلّۃ مینگنی اور لید کو کہتے ہیں المعجم الوسیط میں ہے: الجلة:البعر و الروث (ص ١٣١) جو جانور مینگنی اور پلیدی کھاتا ہو اس کو عربی زبان میں جلاّلہ کہتے ہیں۔ (الجلاّلة) من الماشية: التي تأكل الجلة والعذرة (ص ١٣١) قواعد الفقہ میں ہے: الجلاّلة: هي التي تأكل العذرة ولا تأكل غيرها حتى انتن لحمها (ص ٢٥٠) (یعنی وہ جانور جو پلیدی ہی کھاتا ہو دوسری چیز نہ کھاتا ہو یہاں تک کہ اس کے گوشت میں بدبو پیدا ہو جائے) خلاصہ یہ ہے کہ فقہاء کے یہاں جلاّلہ کے گوشت میں کراہت (تحریمی) کی علت صرف نجاست کھانا نہیں ہے بلکہ اس کی وجہ سے اتنا تغیر پیدا ہو جائے کہ بدبو آنے لگے اسی لیے جو جانور نجاست کے ساتھ دوسری غذا بھی کھاتا ہے تو اس میں چوں کہ بدبو پیدا نہیں ہوتی اس لیے اس کا کھانا مکروہ نہیں ہے۔

بدائع میں ہے: أن الكراهة في الجلاّلة لمكان التغير والنتن لا لتناول النجاسة ولهذا اذا خلطت لا يكره وان وجد تناول النجاسة لأنها

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

لاتنتن فدل أن العبرة للنتن لا لتناول النجاسة.(۴۰/۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری، ۹/ جمادی الاولی ۱۴۲۰ھ

الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ

مرغیوں کو لڑائی سے بچانے کے لیے چونچ کا حصہ کاٹنا

سوال: زندہ مرغیوں کو آپس میں لڑنے سے بچانے کے لیے ان کی چونچ کے اگلے حصہ کو کاٹ دیا جاتا ہے، بظاہر یہ حصہ سخت، بے جان ہونے کی وجہ سے تکلیف کا اندیشہ نہیں ہے، تاہم زندہ جانور کے عضو کو اس طرح کاٹنا کیسا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

مصلحتِ مذکورہ کے پیشِ نظر جائز ہے۔

ویجوز فصد البهائم وكيّها وكل علاج فيه منفعة لها.(در مختار علی هامش الشامی ۵/۵۳۰) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

ضرورت کی وجہ سے مرغیوں کی چونچ کاٹنا

سوال: دراصل ہمارے علاقہ میں بڑے پیمانہ پر پولٹری فارم (مرغی خانہ) کا کاروبار چلتا ہے اور فارمر (مرغی خانہ کے مالک) بالعموم مولوی صاحبان ہیں، اس وجہ سے جو اشیاء مشتبہ ہیں، ان کی تحقیق کر کے جائز صورتیں اختیار کرنا چاہتے ہیں:

(۱) من جملہ ان مسائل کے ایک مسئلہ یہ ہے کہ ضرورتاً ان کی چونچ (منقار) سال بھر کے عرصہ میں دو مرتبہ کاٹی جاتی ہے اور کاٹنے کی ضرورت اور علت یہ ہے:

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

(الف) کاٹنے میں خود ان کی حفاظت ہوتی ہے، کیوں کہ اگر نہ کاٹی جائے تو آپس میں لڑتی ہیں اور جہاں کسی مرغی کو ایک قطرہ بھی خون نکلا تو ساری مرغیاں مل کر اس کو مار ڈالتی ہیں، اسی طرح روزانہ مرغیاں مرتی جائیں گی؛ اس لیے چونچیں سب کی کاٹ دی جاتی ہیں؛ تاکہ لڑائی نہ کر سکیں اور یہ سب سے بڑی وجہ کاٹنے کی ہے۔

(ب) دوسری وجہ یہ ہے کہ اگر نہ کاٹی جائیں تو دانہ (خوراک) بگاڑتی زیادہ ہیں اور کھاتی کم ہیں۔

(ج) ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ان مرغیوں کو مخصوص قسم کا خوراک (فیڈ) کھلایا جاتا ہے، جس میں بعض باریک قسم کے پاؤڈر ان کی نشو ونما اور تقویت کے لیے ملائے جاتے ہیں، تو اگر چونچیں نہ کاٹی جائیں تو فیڈ میں سے بڑے بڑے دانے کھالیں گی اور باریک پاؤڈر جو ان کے تقویت کے لیے کھلانا ضروری ہے، نہیں کھا سکتی، جس کی وجہ سے ان کے نشو ونما میں کمی ہوگی، جس سے پروڈکشن (انڈوں کی پیداوار) پر غیر معمولی اثر پڑتا ہے، اور فارمر کو نقصان اٹھانا پڑے گا؛ لہٰذا اس کا شرعی حکم واضح فرمائیں۔

② چونچیں کاٹنے کا طریقہ یہ ہے کہ کاٹنے کا ایک خاص برقی آلہ ہوتا ہے، جس کی بلیڈ بجلی سے گرم سرخ ہوتی ہے، جس کے نیچے دبا کر چونچ کا اوپر والا حصہ تقریباً نصف اور نیچے والا تہائی کے قریب کاٹا جاتا ہے اور کاٹتے وقت خون بھی آجاتا ہے، جس کو بند کرنے کے لیے گرم بلیڈ پر داغ دیا جاتا ہے، لہٰذا یہ طریقہ شرعاً جائز ہوگا یا نہیں؟ بصورت عدمِ جواز کوئی دیگر شکل جواز کی دل میں آئے تو تحریر فرما کر ممنون فرمائیں، چونچیں کاٹنے کا اور اس کا طریقہ جو مذکور ہوا، ان دونوں کا تفصیلی جواب مطلوب ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

①②: جائز ہے۔

ویجوز (فصد البهائم، وكيُّها، وكل علاج فيه منفعة لها)

(درمختار على هامش الشامي٥ /٥٣٠)

ولا بأس بقطع إلية الشاة إذا انفلتت ويمنعها اللحوق بالقطيع، يخاف عليها الذئب. (عالمگیری ٥ /٣٦١) **فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔**

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/